جلد 7

الخیر الشذی

شرح اردو

جامع الترمذی

ابواب تفسیر القرآن، ابواب الدعوات

بحمد اللہ

ممتاز انفرادی خصوصیات
کے پیش نظر دیگر شروحات
سے بے نیاز کر دینے والی
حضرات اکابر علمائے کرام
کی پسندیدہ شرح

از افادات

مولانا مفتی عبد الرشید

فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان

استاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ نظامیہ ملتان

061-4514929
0300-7301239

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الخیر الشذی

جلد ہفتم

شرح اردو

جامع الترمذی

اَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، اَبْوَابُ الدَّعْوَاتِ

از

مولانا مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہ

فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان   استاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ نظامیہ ملتان

ناشر

قرآن مجید ٥ دینی کتب ٥ اسلامی رسائل کا مرکز

اِدارہ اشاعت الخیر

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

061-4514929,0322-6748121

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الخیر الشذی

جلد ہفتم

شرح اردو

جامع الترمذی

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على سيدنا محمد النبي

الأمي وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

الخیر الشذی

تالیف: مولانا مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہ
تاریخ اشاعت: ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
ناشر: ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑگیٹ ملتان

ملنے کے پتے

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑگیٹ ملتان 061-4514929 , 0322-674821

ملتان
☆ مکتبہ حقانیہ ☆ مکتبہ امدادالعلوم ☆ مکتبہ امدادیہ ☆ مکتبہ مجیدیہ ☆ مکتبہ عمرابن خطابؓ

لاہور
☆ مکتبہ الحسن ☆ مکتبۃ المیزان ☆ مکتبہ رحمانیہ ☆ مکتبہ سید احمد شہید ☆ مکتبہ خلیل ☆ مصباح العلم ☆ مکتبۃ الحرمین ☆ الفلاح پبلشر ☆ شمع بک ایجنسی ☆ مکتبہ رشیدیہ ☆ مکتبہ عشرہ مبشرہ ☆ الھادی پبلشر ☆ مکتبہ عائشہؓ ☆ ادارۃ القریش ☆ اقرا قرآن کمپنی مکتبہ انعامیہ ☆ مکتبہ شیخ ☆ کتب خانہ اشرفیہ ☆ مکتبہ لدھیانوی ☆ ادارۃ الرشید

کراچی
☆ مکتبۃ المقیت ☆ مکتبۃ الندوۃ ☆ مجلس نشریات اسلام ☆ ادارۃ النور ☆ مکتبۃ الفلق ☆ مکتبہ عمر فاروقؓ ☆ مکتبۃ الحجاز ☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن۔

مکتبہ احمد ☆ مکتبہ حقانیہ ڈیرہ اسماعیل خان ☆ مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی ☆ دارالاخلاص پشاور ☆ علمی مکتبہ خانہ اکوڑہ خٹک ☆ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ☆ مکتبہ صفدریہ راولپنڈی ☆ مکتبہ شہید اسلام اسلام آباد ☆ مکتبہ امیر معاویہؓ کبیروالہ ☆ مکتبہ منظورالاسلامیہ علی پور ☆ مکتبہ زکریا ڈیرہ غازی خان ☆ مکتبہ صفدریہ بہاولپور

ضروری گزارش اس کتاب کی تصحیح کی علماء کی زیرنگرانی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے اگر اس کے باوجود کہیں اغلاط نظر آئیں تو برائے مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی تصحیح کی جاسکے۔شکر الکم واجرکم علی اللہ (ادارہ)

فہرست الخیر الشذی

جلد ہفتم

اَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، اَبْوَابُ الدَّعْوَاتِ

اَبْوَابُ الدَّعْوَاتِ

اَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تفسیر کی لغوی تعریف: تفسیر تفسیرۃً سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے خبر دینا۔

اصطلاحی تعریف (۱) ''ھو علم یبحث فیہ عن دلالۃ الفاظ القرآن من حیث یکشف مراد اللہ تعالیٰ و یوضح احکام الشریعۃ''۔ تفسیر وہ علم ہے کہ جس کے ذریعے سے قرآن کے الفاظ پر بحث کی جاتی ہے اس طور پر کہ قرآنی الفاظ کے معانی ظاہر ہو جائیں اور شریعت کے احکام واضح ہو جائیں۔

(۲) ''علم یبحث فیہ عن احوال القرآن من حیث دلالۃ علی مراد اللہ تعالیٰ بحسب طاقۃ البشریۃ''۔

علم تفسیر کا موضوع: القرآن الکریم من حیث دلالۃ علی مراد اللہ تعالیٰ۔

غرض وغایت: التوسل الی فہم معانی القرآن الکریم یعنی مراد اللہ تعالیٰ لیفوز بہ الی سعادۃ الدارین۔

تفسیر کا مقابل تاویل ہے اس کے لغوی واصطلاحی مباحث ملاحظہ ہوں۔

تاویل کی لغوی تعریف: اس کا معنی ہے رجوع کرنا، لوٹنا۔

تاویل کی اصطلاحی تعریف: ''حمل اللفظ المحتمل لمعان علی بعضھا بقواعد شرعیۃ او عقلیۃ او عربیۃ''

ایک لفظ جو متعدد معانی کا احتمال رکھتا ہے اس کو قواعد شرعیہ یا قواعد عقلیہ یا قواعد عربیہ کی رو سے کسی خاص معانی پر محمول کر لینا۔

تفسیر اور تاویل میں فرق: اول: تفسیر عام ہے مرکب ومفرد کو شامل ہے اور تاویل خاص ہے جو صرف مفردات میں ہوتی ہے۔

ثانی: تفسیر نام ہے نقل اور روایت کا جبکہ تاویل نام ہے عقل ودرایت کا۔

ثالث: تفسیر جس میں ایک سے زائد معانی کا احتمال ہو اور تاویل مختلف معانی میں سے قرائن کے ساتھ ایک کو اختیار کرنا۔

رابع: جو قطعی الدلالت ہو اور تاویل جو ظنی الدلالت ہو۔

تفسیر کا ماخذ: پانچ ہیں: (۱) تفسیر القرآن بالقرآن (۲) تفسیر القرآن بالحدیث (۳) تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ (۴) تفسیر القرآن باقوال التابعین (۵) تفسیر القرآن بالقواعد العربیۃ الصحیحۃ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

محمود بن غیلان، بشر بن سری، سفیان، عبدالاعلیٰ، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بغیر

عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

سفیان بن وکیع، سوید بن عمرو کلبی، ابوعوانہ، عبدالاعلی، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری طرف سے کوئی بات (یعنی حدیث) اس وقت تک نقل نہ کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ میرا قول ہے اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کرے گا وہ اور ایسا شخص جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے گا دونوں اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَزْمٍ أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي سُهَيْلِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ شَدَّدُوا فِي هٰذَا فِي أَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَأَمَّا الَّذِي رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ فَسَّرُوا الْقُرْآنَ فَلَيْسَ الظَّنُّ بِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي الْقُرْآنِ أَوْ فَسَّرُوهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَا أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ

عبد بن حمید، حبان بن ہلال، سہیل بن عبداللہ بن ابی حزم، ابوعمران جونی، حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن میں اپنی طرف سے کچھ کہا اگرچہ صحیح کہا ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض محدثین سہیل بن ابی حزم کو ضعیف کہتے ہیں۔ بعض علماء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد کے علماء سے یہی قول منقول ہے کہ وہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والے کی مذمت کرتے ہیں۔ نیز جو روایت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہیں کہ انہوں نے تفسیر کی ان پر یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی۔ اس لئے کہ حسین بن مہدی، عبدالرزاق سے وہ معمر سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی تفسیر میں، میں نے کوئی نہ کوئی روایت نہ سنی ہو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، سفیان سے اور وہ اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ مجاہد نے فرمایا اگر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت پڑھتا تو مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قَالَ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ فِيهَا شَيْئًا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ قَالَ مُجَاهِدٌ لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَائَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ أَحْتَجْ أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا سَأَلْتُ

سے بہت سی ایسی باتوں کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی جو ان سے پوچھتا ہوں۔

تشریح: تفسیر بالرأی کہتے ہیں کہ جس شخص کو ماخذ تفسیر کا علم نہ ہو جو اوپر گزرے ہیں اور وہ شرائط تفسیر سے بھی آگاہ نہ ہو جو کہ تین ہیں۔ اول یہ کہ کلام کو حقیقت ومجاز سے کسی پر محمول کرنا ممکن ہو (۲) وہ تفسیر سیاق وسباق کے موافق ہو (۳) اس کی تفسیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا صحابہؓ وتابعینؒ کے قول سے ہو۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ تحریف ہے۔ ان تین شرائط کے علاوہ یہ بھی ہے کہ تفسیر کے علوم ضروریہ سے واقف ہو۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں تفسیر کے لئے پندرہ علوم کو ضروری قرار دیا ہے۔ (۱) صرف، (۲) نحو، (۳) علم اشتقاق، (۴) علم معانی، (۵) علم بیان، (۶) علم بدیع، (۷) علم القرأت، (۸) اصول الدین، (۹) علم اصول الفقہ، (۱۰) علم اسباب التنزیل والقصص، (۱۱) علم الناسخ والمنسوخ، (۱۲) علم الفقہ، (۱۳) علم الاحادیث المبنیۃ لتفسیر المجمل والمبہم، (۱۴) علم الموھوبہ۔ ان سب سے ناواقفیت کی بنا پر اگر کوئی شخص تفسیر کرے گا تو وہ تفسیر بالرائے کہلائے گی۔ بعض نے تعریف اس طرح کی ہے کہ جس تفسیر سے مسئلہ متواترہ فی الاسلام کی تغییر لازم آئے وہ تفسیر بالرائے ہے اور تفسیر بالرائے حرام ہے۔ یہاں تفسیر بالرائے سے مراد اجتہاد نہیں بلکہ اٹکل پچو ہے۔ ابوداود شریف کی روایت میں ہے "من قال فی کتاب اللہ برأیہ فاصاب فا خطأ" ابوداود جلد ۲ ص ۱۵۸ اور قرآن پاک کی آیت "ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون" (سورۃ بقرۃ آیت: ۲) اور حدیث الباب میں بھی تفسیر بالرائے کے لئے وعید شدید کا بیان ہے۔

نیز تفسیر بالرائے میں قرآن کی وضاحت کے لئے انسان اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے پہلے اپنی عقل میں ایک نظریہ قائم کرنا پھر اس کے مطابق قرآن پڑھنا اور قرآن کو اس کے مطابق بنانا تفسیر بالرائے ہے جو کہ حرام ہے۔

تفسیر بالرائے کی مثال: قرآن پاک کی آیت "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع" اس کی تفسیر میں نواب صدیق خان نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر محدود بیویوں سے نکاح کی اجازت دے رہے ہیں کہ دو دو، تین تین نکاح عورتوں سے کرو اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف دو یا تین یا چار ہی کر سکتے ہو جیسے امیر لشکر کہتا ہے کہ قلعہ میں دو دو یا تین تین ہو کر داخل ہوں اور قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ چار کی کوئی قید نہیں بلکہ اٹھارہ سے نکاح کر سکتے ہو کیونکہ مثنی مثنی چار ہوئیں، ثلث، ثلث ۶ ہوئیں اور رباع، رباع سے ۸ ہوئیں اس طرح کل اٹھارہ عورتوں سے نکاح جائز ہے مذکورہ دونوں حضرات نے جو تفسیر کی ہے یہ تفسیر بالرائے ہے۔

وَأَمَّا الَّذِي رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِهِمَا: سوال: یہاں سے امام ترمذیؒ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؒ وغیرہ تابعین سے جو تفسیریں منقول ہیں وہ ان کی اپنی رائے ہوتی ہیں ان کی کوئی سند نہیں ہوتی۔ تو کیا یہ بھی تفسیر بالرائے میں آتی ہیں؟

جواب: ان حضرات نے اپنی طرف سے کوئی تفسیر نہیں کی انہوں نے یہ باتیں صحابہ کرامؓ سے سنی ہوئی تھیں اور صحابہ کرامؓ نے وہ باتیں نبی کریم ﷺ سے لی ہیں۔ خود حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ میں نے قرآن کی تفسیر کے بارے میں خود کچھ نہ کچھ صحابہ کرامؓ سے سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر بالرائے نہیں ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ فَاقْرَأْهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقْرَأُ الْعَبْدُ فَيَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي فَيَقُولُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَيَقُولُ اللهُ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي فَيَقُولُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ فَيَقُولُ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَهٰذَا لِي وَبَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

قتیبہ، عبدالعزیز بن محمد، علاء بن عبدالرحمن، عبدالرحمن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے نامکمل ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے ابو ہریرہ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا اے فارسی کے بیٹے دل میں پڑھا کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کی نماز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک اس بندے کے لئے۔ پھر میرا بندہ جو مانگے وہ اس کے لئے ہے۔ چنانچہ جب بندہ کھڑا ہو کر (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب (الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی جب (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی۔ اور یہ خالصتاً میرے لئے ہے اور میرے، اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ پھر (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) سے آخر تک میرے بندے کے لئے ہے اور اس کے لئے وہی ہے جو وہ یہ کہتے ہوئے مانگے (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ، اسماعیل بن جعفر اور کئی

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

راوی علاء بن عبدالرحمن وہ اپنے والد سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر ابن جریج اور مالک بن انس بھی علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ابوسائب سے (جو ہشام کے مولی) ہیں وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ نیز ابن ادریس اپنے والد سے اور وہ علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد اور ابوسائب نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی ہم معنی روایت کی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَيَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ وَكَانَا جَلِيسَيْنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ

محمد بن یحیی و یعقوب بن سفیان فارسی، ابن ابی اویس، ان کے والد، علاء بن عبدالرحمن، عبدالرحمن و ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرۃ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورت فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔ اسماعیل بن اویس کی روایت میں اس سے زیادہ نہیں۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ لیکن انہوں نے ابن اویس کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو وہ اپنے والد سے اور وہ علاء سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ کا لغوی معنی: (۱) مرتبہ (۲) بقیۃ الشیٔ۔

اصطلاحی معنی: طائفۃ من الکلام لها مبدأ و منتھی اقلھا ثلاث آیات۔ سورۃ کئی آیات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایۃ: کا لغوی معنی علامت ہے۔

امام ترمذیؒ یہاں سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کررہے ہیں یہاں باب میں سورۃ فاتحہ کو فاتحۃ الکتاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کا دوسرا نام ''ام الکتاب'' ہے۔

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ: فاتحۃ الکتاب کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فاتحہ کا معنی کتاب کا آغاز اور ابتدا ہے چونکہ مصاحف میں سب

سے پہلے فاتحۃ الکتاب لکھی جاتی ہے اور لکھتے وقت اسی سے قرآن مجید کی ابتدا کی جاتی ہے اس لئے اس کو فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں۔
ام الکتاب: اس کا دوسرا نام ام الکتاب ہے ام الکتاب کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ الحمد شریف میں وہ تمام معانی پائے جاتے ہیں جو قرآن کے اندر ہیں اللہ تعالیٰ کی تعریف، امر، نہیؔ، وعد، وعید وغیرہ اس لئے اس کو ام الکتاب کہتے ہیں۔
سورۃ فاتحہ کے بہت سارے نام بھی ہیں۔ دو ناموں کی وضاحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔
شافیة، شفاء، سورة الصلوٰة، سورة السوال، تعليم المسئلة، النور، الحمد الاولى، سورة الحمد، قصرى، سورة الدعا، سورة التفويض۔
عند المجاہد سورۃ فاتحہ مدنی سورۃ ہے۔ ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ آدھی سورۃ مکی ہے اور آدھی مدنی ہے۔
سورۃ فاتحہ کے متعلق فقہی ابحاث ماقبل کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یہاں سورۃ فاتحہ کی اہمیت بتانا مقصود ہے۔
اہمیت دو طرح سے ہے۔
اول: سورۃ فاتحہ کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا گویا کہ سورۃ فاتحہ ہی صلوٰۃ ہے اور نماز کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔
ثانی: بندہ جب سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت اُسے ہر آیت پر جواب دیتے ہیں یہ بھی سورۃ فاتحہ کی اہمیت کی ایک وجہ ہے اس لئے بندوں کو نماز کے علاوہ بھی دعاؤں میں سورۃ فاتحہ کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔
سورۃ فاتحہ میں تقسیم بھی ہے کہ اس کا مضمون دو حصوں میں تقسیم ہے آدھی سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے اور آدھی سورۃ میں بندے کی التجا ہے اور یہ حمد وثنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَمَّا دُفِعْتُ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدِي وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللهُ يَدَهُ فِي يَدِي قَالَ فَقَامَ بِي فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَصَبِيٌّ مَعَهَا فَقَالَا إِنَّ لَنَا إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُمَا حَتّٰى قَضٰى حَاجَتَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي حَتّٰى أَتٰى بِي دَارَهُ فَأَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا

حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ عدی بن حاتم ہے، اور میں آپ کے پاس کسی امان اور تحریر کے بغیر ہی آ گیا تھا، جب مجھے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، اور آپ ﷺ پہلے ہی صحابہ کو یہ بتا چکے تھے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدیں گے، عدی کہتے کہ پھر نبی کریم ﷺ مجھے لیکر کھڑے ہوئے تو ایک عورت آپ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، ان دونوں نے کہا: ہمیں آپ سے کچھ کام ہے، نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ ان کی ضرورت کو پورا کر دیا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے اپنے گھر لے گئے، ایک بچی یا باندی نے آپ ﷺ کیلئے ایک بچھونا بچھا دیا، جس پر آپ بیٹھ گئے، اور میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر آپ ﷺ نے اللہ

وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ مَا يُفِرُّكَ أَنْ تَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَهَلْ
تَعْلَمُ مِنْ إِلٰهٍ سِوَى اللهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ثُمَّ
تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَتَفِرُّ أَنْ تَقُولَ اللهُ أَكْبَرُ
وَتَعْلَمُ أَنَّ شَيْئًا أَكْبَرُ مِنَ اللهِ قَالَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ
النَّصَارَى ضُلَّالٌ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي جِئْتُ مُسْلِمًا
قَالَ فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ أَمَرَ
بِي فَأُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ جَعَلْتُ
أَغْشَاهُ آتِيهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ
عَشِيَّةً إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ فِي ثِيَابٍ مِنَ الصُّوفِ مِنْ
هٰذِهِ النِّمَارِ قَالَ فَصَلَّى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
قَالَ وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةٌ وَلَوْ
بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَقِي أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ أَوِ
النَّارَ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ
أَحَدَكُمْ لَاقِي اللهَ وَقَائِلٌ لَهُ مَا أَقُولُ لَكُمْ أَلَمْ
أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ
أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَيْنَ
مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهُ وَبَعْدَهُ وَعَنْ
يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِي بِهِ
وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَقِ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ
بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنِّي لَا
أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَإِنَّ اللهَ نَاصِرُكُمْ
وَمُعْطِيكُمْ حَتَّى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ فِيمَا بَيْنَ
يَثْرِبَ وَالْحِيرَةِ أَكْثَرَ مَا يَخَافُ عَلَى مَطِيَّتِهَا
السَّرَقَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِي نَفْسِي فَأَيْنَ لُصُوصُ

تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: تمہیں اس بات سے کیا چیز بھگاتی یعنی روکتی ہے کہ تو لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کہے، کیا تم اللہ کے علاوہ کوئی معبود جانتے ہو، کہتے ہیں میں نے عرض کیا: نہیں، پھر کچھ دیر آپ باتیں کرتے رہے، پھر فرمایا: تم اللہ اکبر کہنے سے اس لئے راہ فرار اختیار کرتے ہو کہ تم اس سے بڑی کوئی چیز جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں، عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میں دین اسلام کی طرف مائل ہو کر آیا ہوں، کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے کھل اٹھا، پھر آپ نے میرے بارے میں حکم دیا تو مجھے ایک انصاری کے پاس ٹھہرایا گیا، تو میں صبح وشام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا، کہتے ہیں کہ ایک دن میں شام کے وقت آپ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جنہوں نے اون کے دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہو گئے، آپ نے ان کیلئے (صحابہ کرام کو) صدقہ دینے کی ترغیب دی اور فرمایا: اگر چہ ایک صاع ہو یا نصف صاع ہو یا ایک مٹھی ہو یا اس سے بھی کم ہو، تم میں سے ہر ایک (کو چاہیے کہ) اپنے چہرے کو جہنم کی آگ کی گرمی یا اس کی آگ سے بچانے کی کوشش کرے خواہ وہ ایک کھجور سے ہو یا کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی ہو، کیونکہ تم میں سے ہر ایک نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک سے یہی کہے گا (یعنی پوچھے گا) جو میں تمہیں بتا رہا ہوں، کیا میں نے تیرے لئے کان اور آنکھیں نہیں بنائیں؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں دی؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: وہ اعمال کہاں ہیں جو تم نے اپنے لئے آگے (آخرت کیلئے) بھیجے تھے؟ پھر وہ اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھے گا، لیکن اپنے چہرے کو آگ کی گرمی سے بچانے کیلئے کوئی چیز نہیں پائیگا، تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے چہرے کو جہنم کی آگ سے

طَيِّئٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى ضُلَّالٌ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ

بچائے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ دیکر ہی ہو، اور اگر یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعے (جہنم کی آگ سے بچائے)، اس لئے کہ میں تم لوگوں پر فاقے سے نہیں ڈرتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور تمہیں دینے والا ہے، یہاں تک کہ (ایک وقت ایسا آئیگا کہ) اکیلی عورت یثرب یعنی مدینہ منورہ اور حیرہ کے درمیان مسافت کے بقدر یا اس سے بھی زیادہ سفر کریگی (اور) اس کی سواری پر چوری کا اندیشہ نہیں ہوگا (یعنی اس وقت اسلام کی بالادستی ہوگی کہ اکیلے سفر سے بھی عورت نہیں گھبرائے گی) عدی کہتے ہیں کہ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اس وقت قبیلہ طی کے چور کہاں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف سماک بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں۔ شعبہ بھی سماک سے وہ عباد بن حبیش سے وہ عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرمؐ سے طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى ضُلَّالٌ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ

روایت کی ہم سے محمد مثنی اور محمد بن بشار نے ان دونوں نے کہا روایت کی ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ وہ سماک بن حرب سے وہ عباد بن حبیش سے وہ عدی بن ابی حاتم سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ یہود "مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ" (یعنی یہودیوں پر غضب کیا گیا ہے) ہیں اور نصاریٰ (عیسائی) گمراہ ہیں، پھر طویل حدیث ذکر کی۔

تشریح: یہ حدیث امام ترمذیؒ نے دوسندوں کے ساتھ بیان فرمائی ہے ایک حدیث کا متن مفصل اور دوسری حدیث کا متن مختصر ہے دونوں کا مضمون یہ ہے "الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى ضُلَّالٌ" یہود وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب بھڑکا ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں ان دونوں کا تذکرہ بطور مثال کے ذکر کیا ہے نزول قرآن کے وقت اس کی مثالیں مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی تھیں اس وقت یہود ونصاریٰ ہی اس کے مصداق تھے۔ چونکہ فرق باطلہ کا وجود اتنا نہیں تھا اس لئے یہود ونصاریٰ کو بطور مثال بیان کیا ہے بہرحال جو گمراہ فرقے ہیں وہ مغضوب علیہم کا مصداق ہیں اور جو اختلافات میں اتنے دور نکل گئے وہ ضالین کا مصداق بن گئے باقی رہے اس کے علاوہ گمراہ فرقے قادیانی وغیرہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو صراط مستقیم سے ہٹ گیا وہ مغضوب علیہم میں یا ضالین میں جا پڑا اس لئے صراط مستقیم پر ہمیشہ قائم رہنا چاہیے اور اللہ پاک سے صراطِ مستقیم پر استقامت کی دعا کرنی چاہیے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

البقرة: بقرة کا اطلاق گائے، بیل دونوں پر ہوتا ہے اور اس کے مذکر کو ثور بھی کہتے ہیں بقر اسم جنس ہے۔

سورۃ بقرۃ کی طرف اضافت: سورۃ کی اضافت بقرۃ کی طرف کی ہے یہ اضافت ثابت ہے البتہ بعض روایات میں اس کی ممانعت آئی ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے۔ علامہ سیوطیؒ اس کے متعلق کہتے ہیں اسنادہ ضعیف بل ادعی ابن الجوزی انہ موضوع۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوا حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ فَجَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، یحیی بن سعید و ابن ابی عدی و محمد بن جعفر، عبدالوہاب، عوف بن ابی جمیلۃ اعرابی، قسامۃ بن زہیر، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (مٹی کی) مٹھی سے پیدا کیا جسے اس نے پوری زمین سے اکٹھا کیا، اس لئے اولادِ آدم میں سے کوئی سرخ رنگ کا ہے کوئی سفید ہے تو کوئی کالا ہے اور کوئی ان رنگوں کے درمیان، اسی طرح کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی سخت، کوئی خبیث اور کوئی طیب۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: خَلَقَ آدَمَ: حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ان کی پیدائش کے لئے زمین سے جو مٹی لی گئی وہ مختلف جگہوں کی ہے اسی زمین کے موافق انسانوں کے رنگ واخلاق مختلف ہوگئے۔ ان رنگوں میں تین رنگ سرخ، سفید وسیاہ ہیں باقی رنگوں میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ یہ دونوں باتیں آدم ثانی سے صادر ہوئیں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ تین رنگ ان کے تین بیٹوں میں صادر ہوئے اس سے سرخ، سفید اور سیاہ قومیں وجود میں آئیں۔ پھر مختلف رنگوں کی مخلوقات مختلف مخلوقات کے باہم میل ملاپ سے پیدا ہونے لگی پھر ان کے آپس میں اخلاق، سخت مزاجی، کثافت لطافت بھی قوموں میں تقسیم ہوئی۔ پھر ان میں کوئی نرم مزاج، کوئی سخت مزاج، کوئی درمیانی مزاج کے ہوئے۔ بہر حال یہ تمام اختلافات اسی مٹی سے رونما ہوئے جس سے انسان کا خمیرہ تیار کیا جاتا ہے۔

قدر کے معنی: کسی چیز کا دوسری چیز کے مطابق ہونا۔ ھذا قدر ذالك: فلاں اس کے برابر ہے۔ الْحَزْنُ: سخت مزاج۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا قَالَ دَخَلُوا مُتَزَحِّفِينَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہو جاؤ) کی تفسیر میں فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے کولہوں پر گھسٹے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے یعنی انحراف کرتے ہوئے۔ اس سند

عَلَى أَوْرَاكِهِمْ أَيْ مُنْحَرِفِينَ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ قَالَ قَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعِيرَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آیت فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ (یعنی ان (ظالم) لوگوں نے اس قول کو بدل دیا جو ان سے کہا گیا تھا) کی تفسیر میں منقول ہے کہ انہوں نے حبۃ فی شعیرۃ (جو میں دانہ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ بقرہ کی آیت ''وادخلوا الباب سجدًا وقولوا حطّةٌ ۔۔۔ الآیۃ'' ۵۸ اور ۵۹ میں بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ میدان تیہ میں سے نکل کر ایک بستی میں داخل ہوں اور وہاں جس جگہ سے رغبت ہو کھائیں مگر جب اس بستی میں داخل ہوں تو منہ سے یہ کہتے کہتے داخل ہوں حطّةٌ، حطّةٌ توبہ، توبہ، تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کردیں گے۔ ''فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ'' پس ان ظالموں نے بدل ڈالا ایک اور کلمہ جو اس کلمہ کے خلاف تھا جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔

مُتَزَحِّفِينَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ: متزحفین کسی کے پاس سرک سرک کر جانا۔ الورک سرین کو کہتے ہیں۔

پہلی آیت کی شرح میں ''ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا'' کی تفسیر مُتَزَحِّفِينَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ سے کی ہے اور دوسری آیت کی تفسیر میں فَبَدَّلَ الَّذِينَ کی تفسیر کی حبّۃ فی شعیرۃ سے۔ حبۃ فی شعیرۃ یہ مہمل جملہ ہے حبۃ کے معنی ہیں غلہ دانہ اور شعیرہ کے معنی ہیں علامت اور ایک نسخہ میں شَعْرَۃ (جس کے معنی بال کے ہیں) بعض روایات میں حطۃ حبۃ سجدًا فی شعرۃ ہے۔ سجدًا پر تو اس طرح عمل کیا کہ سرینوں کے بل گھستے ہوئے داخل ہوئے اور حطۃ کے بجائے حنطۃ کہتے ہوئے داخل ہوئے کیونکہ حبۃ فی شعرۃ کے کوئی معنی نہیں، چنانچہ ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ نے ایک آفت سماویہ بھیجی جس سے ستر ہزار لوگ مر گئے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلَى حِيَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ السَّمَّانِ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَأَشْعَثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

محمود بن غیلان، وکیع، اشعث سمان، عاصم بن عبید اللہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، ہم میں سے کسی کو قبلے کی سمت معلوم نہیں تھی، لہٰذا جس کا جدھر منہ تھا، اسی طرف نماز پڑھ لی، صبح ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ) (تم جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے) یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اشعث بن سمان ربیع کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا أَيْنَمَا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الْآيَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَفِي هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ قَالَ قَتَادَةُ هِيَ مَنْسُوخَةٌ نَسَخَتْهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَيْ تِلْقَاءَهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ وَيُرْوَى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ قَالَ فَثَمَّ قِبْلَةُ اللهِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا

عبد بن حمید، یزید بن ہارون، عبدالملک بن ابی سلیمان، سعید بن جبیر، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے خواہ اس کا منہ کسی طرف بھی ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف آ رہے تھے پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی "وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الْآيَةَ" (اللہ ہی کے لئے مشرق اور مغرب) اور فرمایا یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور قتادہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت "وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ" (اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے) سے منسوخ ہے۔ یہ قول محمد بن عبدالملک بن شوارب بن یزید بن زریع سے وہ سعید سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔ جب کہ مجاہد اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس مراد یہ ہے کہ جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف قبلہ ہے یعنی اپنا تمہاری نماز قبول ہوگی۔ یہ قول ابو کریب وکیع سے وہ نضر بن عربی سے اور وہ مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ان احادیث میں امام ترمذیؒ جہت قبلہ کو بیان کر رہے ہیں اس لئے فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کو جہت قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری کرے گا اگر تحری نہ کرے تو پھر ظن غالب جس جانب ہو جائے اس طرح رخ کر کے نماز پڑھے اس صورت میں نماز درست ہو جائے گی بعد میں اگر خطا ظاہر بھی ہوئی تو نماز درست ہے۔ اعادہ ضروری نہیں یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی اشعث السمان ہے مگر اس سے اگلے والی حدیث صحیح ہے۔

يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ: نفل نماز پڑھ رہے ہوں اور حالت مجبوری ہو تو استقبال قبلہ ضروری نہیں یہی صورت حدیث میں پیش آئی ہے۔

فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ کی تفاسیر: اس کی تفسیر میں ائمہ کے مختلف اقوال ہیں۔ عند البعض وجہ اللہ سے مراد ہے کہ جس طرف رخ کرو وہی جہت اللہ کی رضا ہے۔ عند البعض یہ آیت متشابہات میں سے ہیں۔ مجاہد اول کا قول ہے کہ آیت "فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ" کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری سواری کا رخ جدھر ہو ادھر ہی نفل پڑھو (تفسیر مظہری)

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: شطر اصل میں اس شئی کو کہتے ہیں جو کسی شئی سے علیحدہ ہو۔ شطر منصوب بنزع

الخافض ہے الی حرف جار کو حذف کر کے شطر کو منصوب کر دیا۔

مسجد حرام کو مسجد حرام اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قتال اور شکار کرنا حرام ہے بظاہر یہ مناسب تھا کہ بجائے مسجد حرام کے کعبہ فرماتے کیونکہ قبلہ تو کعبہ ہی ہے لیکن مسجد حرام اس لئے فرمایا کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ جو کعبہ سے دور ہو اس پر جہت کعبہ کا استقبال واجب ہے عین کعبہ کا استقبال واجب نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، حجاج بن منہال، حماد بن سلمۃ، حمید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش کہ ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

احمد بن منیع، ہشیم، حمید طویل، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

تشریح: مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى: مقام ابراہیم میں نماز کی جگہ سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا مقام ابراہیم سے مراد تمام حرم ہے من مقام میں من تبعیضیہ ہے یا مقام ابراہیم سے مراد مسجد حرام ہے۔

اور اگر مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہو جس کی طرف ائمہ نماز پڑھتے ہیں اور جس پتھر پر بیت اللہ تعمیر کرتے وقت حضرت ابراہیم اس پر کھڑے ہوئے اور اس پر آپ علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات تھے پھر لوگوں کے ہاتھ پھیرنے سے وہ نشانات مٹ گئے تو اس صورت میں من ابتدائیہ ہوگا۔

وَاتَّخِذُوا میں صیغہ امر کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں امت محمدیہ کو خطاب ہوگا۔ یہ بھی موافقات عمری میں سے ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ مقام ابراہیم کے پاس مذکورہ طریق سے نماز پڑھی جائے تو بہتر ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا اور طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر اسی طرح دوگانہ طواف ادا فرمایا اور وہاں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ

احمد بن منیع، ابو معاویۃ، اعمش، ابو صالح، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا قَالَ عَدْلًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آیت کریمہ (ترجمہ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا) کی تفسیر میں فرمایا کہ وسطا سے مراد عدلا عادل سے مراد یعنی نہ افراط نہ تفریط بلکہ دونوں کے درمیان) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: وَسَطًا: اس کے معنی ہیں عَدْلًا، معتدل۔ وَسَط بالکل درمیان کو کہتے ہیں اور اگر س کے سکون کے ساتھ ہو تو پھر دوطرفوں کے درمیان کو کہتے ہیں۔ لفظ وسط ایسی درمیانی جگہ کو کہتے ہیں جس کے ہر جانب کا فاصلہ برابر ہو۔ اسلام کو بھی دین وسط کہا جاتا ہے کہ احکام شریعہ میں نہ افراط ہے اور نہ ہی تفریط۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعَى نُوحٌ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُدْعَى قَوْمُهُ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا أَتَانَا مِنْ أَحَدٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ قَالَ فَيُؤْتَى بِكُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو بلایا اور پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ پر ان کی قوم کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا نوحؑ نے تمہیں پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی ڈرانے والا کوئی اور نہیں آیا۔ پھر نوحؑ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے گواہ کون ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے (اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں) وسط سے مراد عدل ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار بھی جعفر بن عون سے اور وہ اعمش سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

تشریح: شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ: سوال: کیا امت محمدیہ کا درجہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام سے بڑھ گیا کہ ان کی بات کا بھی اعتبار نہیں اور امت محمدیہ کا اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ مذکورہ بالا قرآنی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کا ثقہ ہونا مسلم ہے اور یہاں ثقاہت کی بات نہیں فریق مقدمہ ہونے کی بات ہے کیونکہ جو فریق مقدمہ ہو جائے وہ کتنا ہی ثقہ ہو اسے گواہ پیش کرنا پڑے گا اور گواہ کا مدعی سے ثقہ اور با اعتماد ہونا ضروری نہیں البتہ امت محمدیہ کے بطور گواہ پیش ہونے سے ان کی شان مرتبہ و اونچا مقام ضرور ثابت ہوگا کہ اتنی بڑی عدالت اور اتنا بڑا مدعی کہ یہ سب اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

سوال: اس آیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے کیونکہ گواہ کے لئے عین شہادت کا ہونا ضروری ہے یعنی موقع پر موجود ہوگا تو گواہی دے سکے گا جبکہ ہر جگہ حاضر ناظر فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

جواب اول: اگر صرف گواہی دینے سے حاضر ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے تو امت محمدیہ کا بھی حاضر ناظر ہونا ثابت ہو جائے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت نہیں رہے گی۔

جواب ثانی: یہ شہادت وحی الٰہی کی بنیاد پر ہوگی اللہ پاک نے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغی سرگرمیوں کی حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے چونکہ شہید رقیب کی طرح ہوتا ہے اور رقیب کا صلہ علی آتا ہے اس لئے کلمہ علی لایا گیا اگرچہ بظاہر لام کا لانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذٰلِكَ فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن چاہتے تھے کہ انہیں خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ (بار بار) آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا اپنا چہرہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ اسی قبلے کی طرف کر دیا گیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ پھر ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اس کا گزر انصار کی ایک جماعت پر ہوا جو عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع میں تھے۔ ان کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنے چہرے قبلے کی طرف پھیر لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوریؒ اسے ابو اسحاقؒ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل چاہتا تھا کہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہو جائے کیونکہ وہ قبلہ ابراہیمی تھا نیز مشرکین کو ایمان کی طرف اور یہود کو مخالفت کی طرف زیادہ مائل کرنے والا تھا یہ آیت تحویل قبلہ کے قصہ کا ابتدائی حصہ ہے تلاوت میں اس کو مؤخر کر دیا گیا ہجرت کے بعد جو احکام منسوخ ہو گئے وہ یہی قبیلہ ہے۔

اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ ہجرت سے پہلے قبلہ بیت اللہ تھا یا بیت المقدس بعض حضرات کہتے ہیں کہ مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رُخ فرمایا کرتے تھے اور کعبہ بھی سامنے ہوتا تھا بعض نے مطلق کہا ہے کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے

تھے اس میں کعبہ کا ذکر نہیں کیا کہ کعبہ کس طرف ہوتا تھا۔

نیز بیت المقدس کی طرف کتنے ماہ رخ کر کے نماز پڑھی اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ حضرت سعید بن المسیب کی روایت میں سولہ ماہ کا ذکر ہے اور براء ابن عازب بقول امام بخاری کے سولہ یا سترہ ماہ پڑھی۔ ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے سولہ ماہ کچھ دن بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی کیونکہ آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف پانچ ربیع الاول بروز دوشنبہ ہجرت فرمائی اور مدینہ میں ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ کو تشریف لائے اور تحویل قبلہ کا حکم صحیح قول کے موافق ۱۵ رجب ۲ ہجری واقعہ بدر سے دو ماہ پہلے بوقت زوال ہوا۔ جمہور علما کے ہاں یہی قول صحیح ہے جو حضرات سترہ ماہ کہتے ہیں وہ کچھ دنوں کو پورا ماہ شمار کرتے ہیں اور جو سولہ ماہ کہتے ہیں وہ اوپر والے کسر کو پورا شمار نہیں کرتے۔ بعض روایات میں تیرہ، انیس، اٹھارہ ماہ بھی مذکور ہیں لیکن یہ سب اقوال ضعیف ہیں (مظہری)

حدیث مبارک میں تحویل قبلہ کا حکم وقت ظہر ہوا، ظہر کی نماز میں بنوسلمہ کی مسجد میں (جو مسجد القبلتین سے مشہور ہے) پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز مکمل کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی۔ یہاں سے ایک صحابی عصر پڑھ کر بنو حارثہ کی مسجد کے پاس سے گزرے وہاں انہوں نے گواہی دی کہ قبلہ بدل گیا ہے تو سب کعبہ کی طرف گھوم گئے پھر اگلے دن ایک صحابی مسجد نبوی میں فجر پڑھ کر قبا پہنچے جو مدینہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جب ان کو خبر دی تو انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کر لیا جو جوں لوگوں کو پتہ لگتا گیا وہ کعبہ کی طرف رخ کرتے گئے اسی وجہ سے اس میں روایات مختلف ہیں جیسے کسی کو اطلاع ملی وہ اسی طرح بیان کرتے رہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَفِي الْبَاب عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہناد، وکیع، سفیان، عبداللہ بن دینار، وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ (لوگ) فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع میں تھے۔ اس باب میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف مزنی، ابن عمر، عمارہ بن اوس اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ابن عمرؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمُ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہناد و ابوعمار، وکیع، اسرائیل سماک، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب قبلہ تبدیل ہو گیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہوگا جو بیت المقدس کی طرف چہرے (رخ) کر کے نماز پڑھتے تھے اور اس حکم سے (قبلہ کی تبدیلی) پہلے فوت ہو گئے۔ اس پر آیت نازل ہوئی (یعنی اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کر دے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ان لوگوں کے متعلق بیان کر دیا جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تحویل قبلہ سے پہلے وفات پا گئے تو ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ مؤمنین مغفور ھم ہیں کیونکہ بخشش کا دارومدار ایمان پر ہے مطلب یہ ہوگا کہ جو بیت المقدس کے قبلہ ہونے کی حالت میں ایمان لائے پھر اس کی طرف نماز پڑھی اس حال میں وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کا ایمان قابل قبول ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ

ابن ابی عمر، سفیان، زہری، حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرنے والے پر اس عمل میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا۔ نیز میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ ان کے درمیان سعی نہ کروں۔ انہوں نے فرمایا اے بھانجے تو نے کتنی غلط بات کہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفاء و مروہ کے درمیان سعی کی پھر اس کے بعد مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ ہاں زمانہ جاہلیت میں جو سرکش مناۃ (بت) کے لئے لبیک کہتا تھا وہ صفاء و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جو حج بیت اللہ کرے یا عمرہ ادا کرے اس پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے پر کوئی گناہ نہیں) اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم کہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے (یعنی اس پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ صفا و مروہ کی سعی نہ کرے) زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے سامنے بیان کی تو انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور فرمایا اس میں بڑا علم ہے۔ میں نے کچھ علماء کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ عرب میں سے جو لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے درمیان سعی کرنا امور جاہلیت میں سے ہے اور انصار میں سے کچھ لوگ کہتے کہ ہمیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ صفا و مروہ کا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔) ابوبکر بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میرے

الرَّحْمٰنِ فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

خیال میں یہ آیت انہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ هُمَا تَطَوُّعٌ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، یزید بن ابی حکیم، سفیانؒ، حضرت عاصم احول کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صفاومروہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کی نشانیوں میں سے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم نے ان کا طواف چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ان کے درمیان سعی کرنا نفل عبادت ہے اور جو کوئی نفل نیکی کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمانے والا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ وَقَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی (اور تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرار دو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر آئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم بھی وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع) کیا اور یہ آیت پڑھی" إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: صفاومروہ کے درمیان سعی کا حکم ماقبل ابواب الحج میں گزر چکا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا کا پس منظر بیان کیا جو لوگ مشلل مقام میں واقع مورتی کے لئے احرام باندھتے تھے وہ صفا ومروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے اس کی وجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھائی کہ اسلام سے پہلے مناۃ کے پجاری مناۃ کے نام سے حج کا احرام باندھتے تھے اور کعبہ کا طواف تو کرتے تھے مگر صفاومروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے اور جو اساف اور نائلہ کے نام سے احرام باندھتے تھے وہ ان بتوں کے معتقد تھے وہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد صفاومروہ کی سعی بھی کرتے تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو وہاں سے مورتیاں ہٹادی گئیں اور صفاومروہ کی سعی کا حکم دیا گیا تو مناۃ کے پجاریوں کو سعی میں حرج محسوس ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ باقی تشریحات کتاب الحج میں گزر چکی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، عبداللہ بن موسیٰ، اسرائیل بن یونس، ابواسحاق، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جب کوئی روزہ رکھتا پھر افطار کئے بغیر سوجاتا تو وہ دوسری شام تک رات دن کچھ نہ کھاتا۔ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ دار تھے افطار کے وقت اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تیرے پاس کھانا ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ لیکن میں جا کر تلاش کرتی ہوں۔ سارا دن کام کرنے کی وجہ سے حضرت قیس بن صرمہ کو نیند آ گئی۔ جب آپ کی زوجہ واپس آئی تو (سوئے ہوئے) دیکھ کر کہا ہائے تمہاری محرومی۔ پھر جب دوسرے دن دوپہر کا وقت ہوا تو وہ بیہوش ہو گئے۔ چنانچہ اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ أُحِلَّ لَكُمْ۔ تم لوگوں کیلئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے (صحبت کرنا) حلال کر دیا گیا ہے۔ اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوئے (یعنی کھاؤ) اور پیو یہاں تک کہ تم لوگوں کیلئے سفید خط سیاہ خط سے متمیز ہو جائے۔ (یعنی واضح ہو جائے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: روزے میں تین طرح کی تبدیلیاں آئیں: اول: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے تو ہر ماہ تین روزے فرض تھے دوسری روایت میں ہے کہ ہر ماہ تین دن اور یوم عاشورہ کا روز فرض تھا پھر رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ منسوخ ہو گئے۔ دوسری تبدیلی کے متعلق دو روایات ہیں کہ ابتدا یہ حکم تھا کہ جب تک عشاء کی نماز نہیں پڑھی اس وقت تک کھا پی سکتے ہیں جب عشاء پڑھ لی تو اگلے دن مغرب تک کچھ نہیں کھا سکتے اور دوسری روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے کے لئے کھانے پینے کی حد نوم تھی کہ جب تک آدمی سویا نہیں اس وقت تک کھا پی سکتا ہے جب سو گیا تو کھانا پینا سب کچھ حرام۔ حدیث الباب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا جو ترجمہ سے واضح ہے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تھی ''وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ'' اس آیت کے نزول سے تیسری تبدیلی واقع ہوئی کہ روزہ رکھنے کیلئے طلوع فجر تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ وَقَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِلَى قَوْلِهِ دَاخِرِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہناد، ابومعاویہ، اعمش، ذر، یسیع کندی، حضرت نعمان بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یعنی تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) کی تفسیر میں فرمایا کہ دعا ہی اصل عبادت ہے اور یہ آیت "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ سے لے کر قَوْلِهِ دَاخِرِينَ" تک پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ، فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ'' اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ'' دعا ہی عبادت ہے اور دوسری حدیث میں ہے ''الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے اس لئے ہر عبادت کے ساتھ دعا ہونی چاہیے امام ترمذی یہ حدیث سورۃ المؤمن کی تفسیر میں بھی لائے ہیں اور ابواب الدعوات میں بھی لائے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذَاكَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن منیع، ہشیم، حصین، شعبی حضرت عدی بن حاتم سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس سے مراد رات کی تاریکی میں سے دن کی روشنی کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ

احمد بن منیع، ہشیم، مجالد، شعبی، عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ فَأَخَذْتُ عِقَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْيَضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ۔ یعنی کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے۔ اس سے مراد ہے کہ رات کی تاریکی چلی جائے اور صبح کی سفیدی نمودار ہو جائے) چنانچہ میں نے دو رسیاں رکھ لیں ایک سفید اور ایک کالی اور رات کے آخر میں انہیں دیکھنے لگتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کچھ کہا لیکن

شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ التُّجِيبِيِّ قَالَ كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ فَأَخْرَجُوا إِلَيْنَا صَفًّا عَظِيمًا مِنَ الرُّومِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلُهُمْ أَوْ أَكْثَرُ وَعَلَى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صَفِّ الرُّومِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ وَقَالُوا سُبْحَانَ اللهِ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَامَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَتَأَوَّلُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ هٰذَا التَّأْوِيلَ وَإِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ لَمَّا أَعَزَّ اللهُ الْإِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا دُونَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَإِنَّ اللهَ قَدْ أَعَزَّ الْإِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ فَلَوْ أَقَمْنَا فِي أَمْوَالِنَا فَأَصْلَحْنَا مَا ضَاعَ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الْإِقَامَةَ عَلَى الْأَمْوَالِ وَإِصْلَاحِهَا وَتَرْكَنَا الْغَزْوَ فَمَا زَالَ أَبُو أَيُّوبَ شَاخِصًا فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى دُفِنَ بِأَرْضِ الرُّومِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

یہ بات سفیان کو یاد نہیں رہی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عبد بن حمید، ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل، حیوۃ بن شریح، یزید بن ابی حبیب، حضرت اسلم ابوعمران کہتے ہیں کہ ہم جنگ کیلئے روم گئے ہوئے تھے رومیوں کی فوج میں سے ایک بڑی صف مقابلے کیلئے نکلی جن سے مقابلے کیلئے مسلمانوں میں سے بھی اتنی ہی تعداد میں یا اس سے زیادہ آدمی نکلے۔ ان دنوں مصر پر عقبہ بن عامر حاکم تھے جبکہ لشکر کے امیر فضالہ بن عبید تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے روم کی صف پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ان کے اندر چلا گیا۔ اس پر لوگ چیخنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ خود کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم لوگ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہو یعنی تم خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور اس کے مددگاروں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ تو ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور اس کی مدد کرنے والے بہت ہیں اور ہمارے اموال (کھیتی باڑی وغیرہ) ضائع ہوگئے ہیں۔ ہمارے لئے بہتر ہوگا کہ ہم ان کی اصلاح کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بات جواب کے میں یہ آیت نازل فرمائی (یعنی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو) چنانچہ ہلاکت یہ تھی کہ ہم اپنے احوال اور کھیتی باڑی کی اصلاح میں لگ جائیں اور جنگ و جہاد کو ترک کر دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ جہاد ہی میں رہے یہاں تک کہ دفن بھی روم ہی کی سرزمین میں ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں "وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ" کی وضاحت فرمادی کہ اپنے مالوں پر جمے رہنا، ان کی جمع پونجی اور اصلاح میں لگے رہنا اور جہاد کو چھوڑ دینا اور اپنے کاروبار میں لگے رہنا بیلوں کی دموں کو پکڑے رکھنا اللہ کے راستے میں نکلنے کو برا کہنا اور نہ ہی خود نکلنا اصل میں ہلاکت ہی ہے۔ سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔

تھلکۃ اور ہلاک میں فرق: بعض حضرات نے کہا کہ دونوں ہم معنی ہیں بعض حضرات نے کہا کہ جس چیز کا انجام کار ہلاک ہو اس کو تھلکہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ جس شئی سے بچنا ممکن ہو اس کو تھلکۃ کہتے ہیں اور جس سے بچنا ناممکن ہو اس کو ہلاک بولتے ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو کر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے نیچے مدفون ہوئے۔ قسطنطنیہ والے ان کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ آیت بخل اور اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی یہ قول حذیفہ اور حسن کا بھی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَفِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَإِيَّايَ عَنَى بِهَا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلَى وَجْهِي فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَأَنَّ هَوَامَّ رَأْسِكَ تُؤْذِيكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَ مُجَاهِدٌ الصِّيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالطَّعَامُ لِسِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے ہی متعلق نازل ہوئی (ترجمہ۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے، خیرات یا قربانی سے اس کا فدیہ ادا کرو)۔ کہتے ہیں کہ ہم صلح حدیبیہ کے مواقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے۔ ہمیں مشرکین نے روک دیا۔ میرے بال کانوں تک لمبے تھے اور جوئیں میرے منہ پر گرنے لگیں تھیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور دیکھا تو فرمایا لگتا ہے کہ تمہارے سر کی جوئیں تمہیں اذیت (تکلیف) دے رہی ہیں۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر بال منڈوا دو۔ اس طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ روزے تین دن کے، کھانا کھلائے تو چھ مسکینوں کو اور قربانی کرے تو ایک بکری یا اس سے زیادہ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علی بن حجر، ہشیم، ابوبشیر، مجاہد، عبدالرحمن بن لیلی، کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی علی بن حجر نے ان سے ہشیم نے وہ ابوبشیر وہ مجاہد وہ عبدالرحمن بن لیلی اور وہ کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ نَحْوَ هٰذَا

علی بن حجر، ہشیم، اشعث بن سوار، شعبی، عبداللہ بن معقل، کعب بن عجرہ ہم سے روایت کی علی بن حجر نے ان سے ہشیم نے ان سے اشعث بن سوار نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن معقل سے اور انہوں نے کعب بن عجرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن اصبہانی بھی عبداللہ بن معقل سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى جَبْهَتِي أَوْ قَالَ حَاجِبِي فَقَالَ أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَانْسُكْ نَسِيكَةً أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علی بن حجر، اسماعیل، ایوب، مجاہد، عبدالرحمن بن ابی لیلی، کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کی علی بن حجر نے ان سے اسماعیل نے وہ ایوب وہ مجاہد وہ عبدالرحمن بن ابی لیلی اور وہ کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا اور جوئیں میری پیشانی پر جھڑ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سر کے بال منڈوا دو اور قربانی کرو، دو یا تین روزے رکھ لو یا پھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ابوایوب کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ کون سی چیز پہلے فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حالت احرام میں کسی کو کوئی مرض یا تکلیف لاحق ہو جائے کہ ممنوعات احرام سے بچنا مشکل ہو تو اس کا ارتکاب کرنا جائز ہے مگر اس کا فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ فدیہ میں تین روزے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا قربانی کرنا ہے اور آدمی کو تینوں میں اختیار ہے جو چاہے دیدے اور اگر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب بغیر عذر کے کر دیا تو اس صورت میں دم لازم آئے گا۔ اس مسئلہ کی تفصیل ماقبل کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

امام ترمذیؒ نے یہ حدیث تین سندوں سے بیان کی ہے اول مجاہد کی سند سے۔ ثانی: ابن ابی لیلی کی سند سے۔ ثالث: عبداللہ بن معقل کی سند سے۔ یہ تینوں حضرات حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں اور مجاہد ابن ابی لیلی کبیر کے واسطہ سے بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجُّ عَرَفَاتٌ الْحَجُّ عَرَفَاتٌ الْحَجُّ

ابن ابی عمر، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، بکیر بن عطاء، حضرت عبدالرحمن بن یعمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ حج عرفات میں (ٹھہرنا) ہے اور منی کا قیام تین دن تک ہے لیکن اگر کوئی جلدی

عَرَفَاتٌ أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ

کرتے ہوئے دو دن میں ہی چلا گیا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور اگر تین دن تک قیام کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ نیز جو شخص عرفات میں طلوع فجر سے پہلے پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سفیان بن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ثوری کی بیان کردہ یہ حدیث بہت عمدہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے شعبہ نے بھی بکیر بن عطاء سے نقل کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کو ہم صرف بکیر بن عطاء ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ: حج کا اہم ترین رکن وقوف عرفہ ہے اس لئے وقوف عرفہ کو ہی حج کہہ دیا جاتا ہے۔ منیٰ کے تین دن ہیں گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ پس جو شخص دو دنوں میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں یعنی تیرہ کی رمی ضروری نہیں اور جو شخص تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جس نے مزدلفہ کی رات میں صبح صادق سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا اس نے حج پالیا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابن ابی عمر، سفیان، ابن جریج، ابن ملیکہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھگڑالو (لڑائی جھگڑا کرنے والا) آدمی سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۰۴ میں اخنس بن شریق کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ شخص بڑا فصیح وبلیغ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر جھوٹی قسمیں کھا کر اسلام کا دعویٰ کرتا تھا پھر جب چلا جاتا تو فساد و شرارت میں مشغول ہو جاتا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَدُّ الْخَصِمُ کی تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "اَلَدُّ الْخَصِمُ" کا معنی ہے بہت سخت جھگڑالو۔ الد اسم تفصیل کا صیغہ ہے کسی سے بہت جھگڑنا الخصام خصم کی جمع ہے جیسے بحار جمع ہے بحر کی۔ "وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ" یہ لیشھد کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبُيُوتِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى

عبد بن حمید، سلیمان بن حرب، حماد بن سلمۃ، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی عورت ایام حیض میں ہوتی تو وہ لوگ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ میل جول رکھتے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلے کے متعلق دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں تو آپ صلی

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَأَنْ يَكُونُوا مَعَهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَأَنْ يَفْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ فَقَالَتِ الْيَهُودُ مَا يُرِيدُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ قَالَ فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ بِذٰلِكَ وَقَالَا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَثَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کہ یہ ناپاکی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھایا پیا جائے اور انہیں گھروں میں اپنے ساتھ رکھا جائے نیز ان کے ساتھ جماع کے علاوہ سب کچھ (یعنی بوس وکنار وغیرہ) کرنا جائز ہے۔اس پر یہودی کہنے لگے کہ یہ ہمارے ہر کام کی مخالفت کرتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہود کے اس قول کی خبر دینے کے بعد عرض کیا۔یارسول اللہ کیا ہم حیض کے ایام میں جماع بھی نہ کرنے لگیں تا کہ ان کی مخالفت پوری ہو جائے۔یہ بات سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک غصے سے متغیر ہو گیا۔یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے ہیں اور پھر اٹھ کر چل دیئے۔اسی وقت ان دونوں کیلئے دودھ بطور ہدیہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھیج دیا اور انہوں نے پیا۔اس طرح ہمیں علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ناراض نہیں ہیں۔یہ حدیث حسن ہے۔محمد بن عبدالاعلی اسے عبدالرحمن بن مہدی سے اور وہ حماد بن سلمہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح اور آیت کی تفسیر کتاب النکاح کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابن منکدر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی سے پچھلی طرف سے اس طرح صحبت کرے کہ دخول قبل (یعنی آلہ تناسل کا دخول) اگلے حصہ میں ہی ہو تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو داخل کرو۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنِ ابْنِ سَابِطٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

محمد بن بشار، عبدالرحمن بن مہدی، سفیان، ابن خثیم، ابن سابط، حفصۃ بن عبدالرحمن، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ يَعْنِي صِمَامًا وَاحِدًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَابْنُ خُثَيْمٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ وَابْنُ سَابِطٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَابِطٍ الْجُمَحِيُّ الْمَكِّيُّ وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَيُرْوَى فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ

نقل کرتی ہیں کہ اس سے مراد ایک ہی سوراخ (میں داخل کرنا) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن خثیم کا نام عبداللہ بن عثمان بن خثیم ہے اور ابن سابط وہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط جمحی مکی ہیں اور حفصہ وہ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں۔ بعض روایات میں فی سمام واحد کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا أَهْلَكَكَ قَالَ حَوَّلْتُ رَحْلِي اللَّيْلَةَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ فَأُنْزِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَيَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ هُوَ يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ

عبد بن حمید، حسن بن موسیٰ، یعقوب بن عبداللہ اشعر، جعفر بن ابی مغیرۃ، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کس طرح۔ عرض کیا۔ میں نے آج رات اپنی سواری پھیر دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی (یعنی جس طرف سے چاہو (قبل میں) صحبت کرو البتہ پاخانے کی جگہ اور حیض سے اجتناب کرو) یہ حدیث غریب ہے۔ یعقوب وہ عبداللہ اشعری کے بیٹے ہیں اور یہ یعقوب قمی ہیں۔

تشریح: سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۲۳ ''نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ'' تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ کھیت پیداوار کی جگہ کو کہتے ہیں اور دبر موضع فرث (گوبر کی جگہ) ہے پس صحبت صرف آگے کی راہ میں جائز ہے البتہ اس کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں اس آیت مبارکہ سے بعض حضرات نے وطی فی الدبر کے جواز پر استدلال کرتے ہیں۔

مسئلہ: وطی فی الدبر کا کیا حکم ہے:

قول اول: روافض کے نزدیک وطی فی الدبر جائز ہے اور یہی قول محمد بن کعب قرظی اور سعید بن یسار کا ہے۔

قول ثانی: امام شافعی کا قدیم مذہب اباحت کا ہے اور جدید قول تحریم کا ہے۔

قول ثالث: احناف، حنابلہ اور جمہور علما امت کے نزدیک وطی فی الدبر حرام ہے۔

روافض کا استدلال: قرآن پاک کی اس آیت "فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ" کے عموم سے استدلال کرتے ہیں۔ انی عموم مکان کے لئے ہے لہٰذا جہاں چاہو اپنی بیوی کو استعمال کر سکتے ہو خواہ قبل ہو یا دبر ہو۔

جواب اول: قرآن پاک کی تفسیر حدیث سے ہے اور حدیث میں وطی الدبر کی حرمت ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں عموم نہیں ہے۔ **جواب ثانی:** اگر اس کو بالفرض عموم کے لئے مان بھی لیں تو پھر ہم کہیں گے کہ یہ آیت مخصوص منہ البعض ہے انہی احادیث کی وجہ سے وطی فی الدبر کو ناجائز قرار دیا گیا۔ **جواب ثالث:** قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ" فرمایا ہے اس میں محل حرث میں آنے کا حکم ہے۔ محل فرث میں آنے کا حکم نہیں اور موضع حرث قبل ہے دبر نہیں اور دبر تو محل فرث ہے۔ احناف وجمہور کے اور بھی بہت سارے دلائل ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ زَوَّجَ أُخْتَهُ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ عِنْدَهُ مَا كَانَتْ ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتَّى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهُ يَا لُكَعُ أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا وَاللهِ لَا تَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَدًا آخِرُ مَا عَلَيْكَ قَالَ فَعَلِمَ اللهُ حَاجَتَهُ إِلَيْهَا وَحَاجَتَهَا إِلَى بَعْلِهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ أُزَوِّجُكَ وَأُكْرِمُكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا

معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت میں اپنی بہن کا کسی مسلمان سے نکاح کیا۔ تھوڑا عرصہ وہ ساتھ رہے پھر اس نے طلاق دے دی اور عدت گزر جانے تک رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ چنانچہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس آدمی نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے کہا اے کمینے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے کر تمہاری عزت افزائی کی تھی اور تم نے اسے طلاق دے دی۔ اللہ کی قسم وہ کبھی تمہاری طرف رجوع نہیں کرے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ایک دوسرے کی ضرورت کو جانتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئیں (اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم انہیں اپنے سابق شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو) بشرطیکہ وہ قاعدے کے مطابق اور باہم رضامند ہوں۔ اس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ صفائی اور پاکی کی بات ہے کیونکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے) جب معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیات سنیں تو فرمایا اللہ ہی کیلئے سمع واطاعت ہے۔ پھر اسے بلایا اور فرمایا میں اسے تمہارے نکاح میں دے کر تمہارا اکرام کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حسن سے منقول ہے۔ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ

وَلَمْ تَحْتَجْ إِلَى وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللّٰهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْأَوْلِيَاءَ فَقَالَ لَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ فَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ فِي التَّزْوِيجِ مَعَ رِضَاهُنَّ

بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں۔ اس لئے کہ معقل بن یسارؓ کی بہن مطلقہ تھیں۔ چنانچہ اگر نکاح کا اختیار ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کر لیتیں اور معقل بن یسارؓ کی محتاج نہ ہوتیں اس آیت میں خطاب بھی اولیاء کیلئے ہے کہ انہیں نکاح سے مت روکو۔ لہذا آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نکاح کا اختیار عورتوں کی رضامندی کے ساتھ ان کے اولیاء کو ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مکمل شرح ابواب النکاح ''باب ما جاء لا نکاح الا بینة'' کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا فَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ، مالک بن انس، (دوسرا طریق) انصاری، معن، مالک ہزید بن اسلم، قعقاع بن حکیم، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ یونس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لئے ایک مصحف (قرآن کریم کا نسخہ) لکھوں اور جب اس آیت پر پہنچوں تو انہیں بتاؤ چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہیں بتایا۔ انہوں نے یہ حکم دیا کہ یہ آیت اس طرح لکھو (ترجمہ۔ نمازوں کی حفاظت کرو نیز عصر کی نماز کی بھی اور اللہ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے رہو) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنی ہے۔ اس باب میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حمید بن مسعدۃ، یزید بن زریع، سعید، قتادہ، حسن، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ امْلَأْ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ

ہناد، عبدۃ، سعید بن ابی عروبۃ، قتادہ، ابوحسان اعرج، عبیدہ سلیمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر مشرکین کیلئے بددعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ ان (کفار) کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے ان لوگوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے

الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبُو حَسَّانَ الْأَعْرَجُ اسْمُهُ مُسْلِمٌ

سے غروب آفتاب تک مشغول کر دیا (یعنی عصر کی نماز)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ ابوحسان اعرج کا نام مسلم ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، ابونضر ابوداود، محمد بن طلحۃ بن مصرف، زبید، مرۃ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صلوۃ وسطی۔ یعنی درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ اس باب میں حضرت زید بن ثابت، ابوہاشم اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایات ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ان احادیث کی شرح ماقبل ابواب الصلوۃ کے ذیل میں گزر چکی ہے اور ازنل القرآن کی وضاحت بھی ابواب القرآن میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ

احمد بن منیع، مروان بن معاویہ ویزید بن ہارون ومحمد بن عبید، اسماعیل بن ابی خالد، حارث بن شبیل، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللہ کیلئے باادب کھڑے ہوا کرو۔ چنانچہ ہمیں نماز کے دوران خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح: وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ جب نازل ہوئی تو ہمیں چپ رہنے کا حکم دیا گیا اور دوسری سند سے حدیث میں یہ زیادتی ہے یہ نسخ مدنی دور میں ہوا وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں موجود نہیں تھے باقی کلام فی الصلوۃ کے بارے میں تفصیلی بحث ماقبل ابواب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ

احمد بن منیع، ہشیم اور وہ اسماعیل بن ابی خالد سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں "وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ" (یعنی ہمیں بات کرنے سے روک دیا گیا) کے الفاظ زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي مَالِكٍ

عبداللہ بن عبدالرحمن، عبیداللہ بن موسی، اسرائیل، سدی، ابومالک، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (وَلَا

عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ قَالَ نَزَلَتْ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاءَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَيَأْكُلُ وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الْخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيهِ الشِّيصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدْ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُ لَمْ يَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ قَالَ فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَأَبُو مَالِكٍ هُوَ الْغِفَارِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهُ غَزْوَانُ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ شَيْئًا مِنْ هَذَا

تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ)۔ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم لوگ کھجوروں والے تھے اور ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑی یا زیادہ کھجوریں لے کر حاضر ہوتا۔ کچھ لوگ گچھا یا دو گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے پھر اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے کہیں سے کھانا مقرر نہیں تھا اگر ان میں سے کسی کو بھوک لگتی تو وہ گچھے کے پاس آتا اور اپنی لاٹھی مارتا جس سے کچی اور پکی کھجوریں گر جاتیں اور وہ کھا لیتا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو خیرات دینے میں رغبت نہیں رکھتے تھے۔ وہ ایسا گچھا لا کر لٹکا دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کرو اور اس میں سے جو ہم تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے) اور ردی (خراب) چیزوں کو خرچ کرنے کی نیت نہ کرو۔ حالانکہ تم خود کبھی ایسی چیز کو نہیں لیتے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں اور تعریف کے لائق ہیں) راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم میں سے ہر آدمی اچھی چیز لے کر آتا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو مالک کا نام غزوان ہے وہ قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھتے ہیں۔ سفیان ثوری بھی سدی سے اس بارے میں کچھ نقل کرتے ہیں۔

تشریح: **الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ:** تنفقون حال ہے تیمموا کی ضمیر فاعل سے اور فاعل ذوالحال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ منہ سے تعلق تنفقون سے ہو اور منہ کی ضمیر الخبیث کی طرف راجح ہو۔

إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ: اغماض کا معنی ہے آنکھ بند کرنا یہاں مجازاً درگزر کرنا مراد ہے اگر دوسرے کا کسی پر حق ہو اور وہ ایسا خراب مال کسی کو دے تو یہ شخص قبول نہیں کرتا ہاں قصداً اگر اپنا حق چھوڑنا چاہتا ہو تو پھر درگزر کرتے ہوئے لے لیتا ہے۔

باقی حدیث کا شان نزول حدیث کے ترجمہ سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

ہناد، ابوالاحوص، عطاء بن سائب، مرۃ ہمدانی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثُمَّ قَرَأَ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ أَبِي الْأَحْوَصِ لَا نَعْلَمُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان پر شیطان کا بھی ایک اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر شر کا وعدہ اور حق کی تکذیب ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ دینا اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔ پس جو شخص اپنے اندر اسے پائے تو جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جو کوئی پہلے والا اثر پائے تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ۔ شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوالاحوص کی روایت سے مرفوعاً جانتے ہیں۔

تشریح: إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً: لمۃ کا معنی ہے تصرف کرنا۔ خیالات ڈالنا، اگر فرشتوں کی طرف سے ہو تو الہام اور اگر شیطان کی طرف سے ہو تو وسوسہ کہلاتا ہے۔

فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ: مثلاً اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے کو فقر و فاقہ کا ڈر دلانا اور ایمان و عبادت میں مشقت سے ڈرانا۔ ابن آدم سے جنس مراد ہے، علماء نے لکھا ہے کہ الہام اور وسوسہ میں فرق حرام کھانے والے لوگ نہیں کر سکتے۔

يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ: مطلب یہ ہے کہ شیطان تم کو ڈراتا ہے کہ اگر صدقات دو گے تو مفلس ہو جاؤ گے۔

الْفَحْشَاءِ: سے مراد زکوٰۃ نہ دینا یا عام معصیت ہو کلبی کہتے ہیں اس جگہ کے علاوہ قرآن میں ہر جگہ فحشا سے مراد زنا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ قَالَ وَذَكَرَ

عبد بن حمید، ابونعیم، فضیل بن مرزوق، عدی بن ثابت، ابوحازم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا اپنے رسولوں کو دیا اور فرمایا (اے پیغمبرو تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو اس لئے کہ میں تمہارے اعمال کے متعلق جانتا ہوں) پھر مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا (اے ایمان والو ہماری عطا کی ہوئی چیزوں میں سے بہترین چیزیں کھاؤ) راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ

الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

وآلہ وسلم نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے پریشان ہے اور اس کے بال خاک آلود ہو رہے ہیں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے۔اے رب۔اے رب حالانکہ اس کا کھانا پینا، پہننا سب حرام چیزوں سے ہے اسے حرام ہی سے خوراک دی گئی پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے فضیل بن مرزوق کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ابو حازم اشجعی کا نام سلمان مولیٰ عزہ اشجعیہ ہے۔

تشریح: سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۲ کا خلاصہ تین باتیں ہیں۔**اول** پاکیزہ اشیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو اور صاف ستھری اشیاء اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔**ثانی:** پاکیزہ اشیا کھائیں، حرام سے بچیں تو ہر عبادت مقبول ہوگی۔**ثالث:** اگر حرام کا لقمہ پیٹ میں ہوگا تو کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ الْآيَةَ أَحْزَنَتْنَا قَالَ قُلْنَا يُحَدِّثُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ فَيُحَاسَبُ بِهِ لَا نَدْرِي مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَ مَا لَا يُغْفَرُ مِنْهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

عبد بن حمید، عبید اللہ بن موسیٰ، اسرائیل، سدی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی کہ یہ آیت (خواہ تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا) نازل ہوئی تو اس نے غمگین کر دیا ہم سوچنے لگے کہ اگر کوئی دل میں گناہ کا خیال کرے اور اس پر حساب ہونے لگا تو ہمیں کیا معلوم کہ اس میں سے کیا معاف کیا جائے گا اور کیا نہیں۔چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور اسے منسوخ کر دیا (اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا ہر ایک کیلئے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے اور ہر ایک پر اپنی برائی کا وبال ہے)۔یعنی خیال پر حساب نہیں ہوگا۔

تشریح: دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کے متعلق تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ وَعَنْ قَوْلِهِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا

حضرت امیہ نے حضرت عائشہؓ سے "إِنْ تُبْدُوا مَا فِي" اور مَنْ يَعْمَلْ۔ کی تفسیر پوچھی تو آپؓ نے فرمایا میں نے جب سے ان آیات کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھی ہے اس وقت سے کسی نے مجھ سے ان کے متعلق نہیں پوچھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے

يُجْزَ بِهِ فَقَالَتْ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ مُعَاتَبَةُ اللهِ الْعَبْدَ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمَّى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةُ يَضَعُهَا فِي يَدِ قَمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا حَتَّى إِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِيرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

بندوں کو مصیبتوں میں گرفتار کرتا ہے مثلاً بخار یا کوئی غمگین کر دینے والا حادثہ یہاں تک کہ کبھی اپنے کرتے کے بازو (جیب) وغیرہ میں کوئی چیز رکھنے کے بعد اسے گم کر دیتا ہے اور پھر اس کے متعلق پریشان ہوتا ہے تو اس پریشانی پر بھی اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آگ کی بھٹی سے خالص سونا صاف ہو کر نکلتا ہے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: حاصل یہ ہے کہ انسان کے اوپر جو کمی کوتاہی اور مصیبت پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کی وجہ سے انسان کے گناہ مٹتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ ایسے ہو جاتا ہے جیسا کہ لوہا کو زنگ آلود کر دیا ہو تو اس کو بھٹی میں ڈال کر صاف کر دیا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا فَأَلْقَى اللهُ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ الْآيَةَ لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ الْآيَةَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ هٰذَا

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب آیت (وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ) نازل ہوئی تو صحابہ کرام کے دلوں میں اتنا خوف بیٹھ گیا کہ کسی اور چیز سے نہیں بیٹھا تھا۔ انہوں نے اس خوف کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان داخل کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ۔ رسول اس چیز کا اعتقاد رکھتے ہیں جو ان پر ان کے رب کی طرف نازل کی گئی اس طرح مومنین بھی یہ سب اللہ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے تمام پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور سب نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور ہمیں تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا اسے ثواب بھی اس کا ہوتا ہے جو وہ ارادے کرتا ہے اور گناہ بھی۔ اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہمارا مواخذہ نہ فرما۔ (اس دعا پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے قبول کی (پھر وہ دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب ہم پر سخت حکم نہ بھیج جیسا کہ تو نے پہلی امتوں پر بھیجا تھا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَآدَمُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُقَالُ هُوَ وَالِدُ يَحْيَى بْنِ آدَمَ

میں نے یہ دعا بھی قبول کی (پھر وہ لوگ دعا کرتے ہیں)۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے سہنے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اور ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما اس لئے کہ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ لہٰذا ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا بھی قبول کی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ایک اور سند سے بھی ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔ آدم بن سلیمان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ یحییٰ کے والد ہیں۔

تشریح: إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ کے نزول کے بعد شاید صحابہ کرامؓ یہ سمجھے کہ نفس کے خطرات کا بھی اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا یا انکسار نفسی کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو نفسانی گناہوں کے ساتھ آلودہ قرار دیا اس لئے آیت کی اطلاع ان پر شاق گزری آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلیم ورضا اور توکل کا راستہ ان کو بتایا کیونکہ نفس مطمئنہ کی یہی صفات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال کا ازالہ کر دیا کہ خطرات پر بھی محاسبہ ہوگا اور ان کو تسلی دی کہ تمہارے ایمان سچے ہیں۔ المؤمنون سے مراد وہی مؤمن ہیں جو اس وقت موجود تھے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا: شریعت محمدی ایسے کاموں پر مکلف نہیں بناتی جس کی انسانوں میں قدرت نہ ہو پھر مالایطاق کی دو قسمیں ہیں۔

اول: وہ کام جو سرے سے بندے کی قدرت میں ہی نہ ہو جیسے اندھے کو دیکھنے کا حکم دینا۔

ثانی: وہ امور جو بندے کی قدرت میں ہیں مگر شاق اور دشوار ہیں جیسا کہ ابتدا اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی لیکن ادائیگی میں شاق تھی اسے مالایطاق امور کا حکم دیا جاسکتا ہے پھر بعد میں تدریجاً اس حکم کو بھی ختم کیا گیا پھر ایسے امور میں بھی شریعت بندوں کی سہولت کا خیال رکھتی ہے مثلاً معذور اور مریض سے روزوں کے معافی بوڑھے آدمی سے فدیہ، حائض ونفاس کے لئے نمازوں میں تخفیف (معاف کر دینا) یہ سب سہولت کے پیش نظر ہوا۔

وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ

شان نزول: ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے بیان کیا کہ عیسائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناظرہ کرنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے الٓمٓ اللہ لا الٰہ الا ھو اسی سے کچھ اوپر آیات نازل ہوئیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ

عبد بن حمید، ابو ولید، یزید بن ابراہیم، ابن ابی ملیکہ، قاسم بن محمد، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ۔ ترجمہ۔ وہی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ایسی کتاب نازل کی جس کا ایک حصہ وہ آیات ہیں جو کہ محکم ہیں (سورت آل عمران آیت) کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو آیات مشتبہات کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایوب اسے ابن ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ: محکم اور متشابہ سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

اول: علامہ کرمانیؒ نے فرمایا کہ اصولین کی اصطلاح میں محکم وہ ہے جو نص اور ظاہر کے درمیان مشترک ہو اور متشابہ وہ ہے جو مجمل اور مؤول کے درمیان مشترک ہو۔

ثانی: بعض نے کہا کہ محکم وہ ہے جس کا معنی واضح ہو اور متشابہ اسے کہتے ہیں جس کا معنی واضح نہ ہو۔

رابع: بعض نے کہا کہ محکم وہ ہے جس کا معنی مفہوم ہر شخص سمجھ سکے اور متشابہ اس کے برعکس ہے۔

خامس: بعض نے کہا کہ حلال وحرام کی آیات محکم ہیں اور صفات وقدر والی آیات متشابہ ہیں۔

پھر متشابہ آیات کی دو قسمیں ہیں: اول وہ آیات جس کا ترجمہ اور مراد معلوم نہ ہو جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں

ثانی: وہ آیات جس کا ترجمہ تو معلوم ہو لیکن مراد معلوم نہ ہو جیسے رب تعالیٰ کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے۔ ید، ساق، وجہ ان کا معنی تو معلوم ہے لیکن مراد کما یلیق بشانہ ہے حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حروف مقطعات کے بارے میں راسخین فی العلم کی تحقیق: اس بارے میں علماء کی مختلف آرا ہیں کہ مقطعات کا معنی ومفہوم کیا ہے۔

اول: بعض راسخین فی العلم کہتے ہیں کہ یہی حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں جو سورتوں کے شروع میں ہیں۔

ثانی: بعض راسخین فی العلم ان حروف مقطعات کو اسماء الٰہی قرار دیتے ہیں۔

ثالث: بعض حضرات ان حروف کو اسماء الٰہی کے اجزا قرار دے رہے ہیں چنانچہ حضرت ابوسعید جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ الٓر، حٰمٓ، نٓ کا مجموعہ الرحمن ہے۔

حدیث الباب کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح انجیل کے ماننے والے عیسائی اس کے متشابہات کے پیچھے پڑ کر گمراہ ہوئے اس طرح اس امت کے کچھ لوگ اس قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑیں گے پھر خود بھی گمراہ ہوں گے اور اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

وما يعلم تاويله الا الله و الراسخون فى العلم يقولون امنا به: اس میں اختلاف ہے کہ وقف لفظ اللہ پر ہے یا ''راسخون فی العلم'' پر، اس بارے میں دو قول ہیں:

(۱) لفظ اللہ پر وقف ہے، اور "والراسخون ـــــ" یہ الگ جملہ ہے، یہ قول ابن عباس، عروہ اور بعض دوسرے حضرات نے اختیار کیا ہے۔

(۲) بعض مفسرین کے نزدیک "راسخون فی العلم" پر وقف ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی متشابہات کے معنی جانتے ہیں اور وہ علماء بھی جانتے ہیں جو پختہ علم رکھتے ہیں۔

لیکن اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ لفظ اللہ ہی پر وقف ہے اور "الراسخون" یہ الگ جملہ ہے اور ان متشابہات کے معنی صرف اللہ جل جلالہ ہی جانتے ہیں، اور راسخین فی العلم نہیں جانتے لیکن نہ جاننے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے حقیقی معنی پر ایمان لاتے ہیں اور اس میں غور وفکر کرنے سے چونکہ منع کیا گیا ہے اس لئے اس سے وہ باز رہتے ہیں، یوں وہ اللہ کے حکم پر عمل کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں۔ (معارف ترمذی ج ۳ ص ۱۴۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ الْخَزَّازُ وَيَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ يَزِيدُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو عَامِرٍ الْقَاسِمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُهُمْ فَاعْرِفِيهِمْ و قَالَ يَزِيدُ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ وَقَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ أَيْضًا

محمد بن بشار، ابوداؤد طیالسی، ابوعامر خزاز و یزید بن ابراہیم، ابن ابی ملیکہ، قاسم، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا (یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی اتباع کرتے ہیں ان کی غرض فتنہ پیدا کرنا اور اس کی غلط تفسیر کرنا ہوتا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا۔ یزید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ جب تم لوگ ان کو دیکھو تو پہچان لو۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طرح کئی حضرات اسے ابن ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہوئے قاسم بن محمد کا ذکر نہیں کرتے۔ انکا ذکر صرف یزید بن ابراہیم کرتے ہیں۔ ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہے ان کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سماع ثابت ہے۔

تشریح: یہ حدیث دوسرے طریق میں مروی ہے اس میں ابو عامر صالح بن رستم حزاز کے الفاظ ہیں "فَإِذَا رَأَيْتُهُمْ فَاعْرِفِيهِمْ" نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب آپ ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے جو متشابہات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات دو تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ وَلِيِّي أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے نبیوں میں سے دوست ہوتے ہیں۔ میرے دوست میرے والد اور میرے رب کے دوست (ابراہیم علیہ السلام) ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ۔ ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی تابعداری کی اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جو اس پر ایمان لائے اور اللہ مؤمنوں کے دوست ہیں)

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ وَأَبُو الضُّحَى اسْمُهُ مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي نُعَيْمٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ

محمود، ابونعیم، سفیان، ابوالضحیٰ، عبداللہ ہم سے روایت کی محمود نے ان سے ابونعیم نے وہ سفیان سے وہ اپنے والد سے وہ ابوالضحیٰ سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں مسروق کا ذکر نہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ ابوالضحیٰ کا نام مسلم بن صبیح ہے۔ پھر ابوکریب بھی وکیع سے وہ سفیان سے وہ اپنے والد سے وہ ابوالضحیٰ سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابونعیم کی روایت کے مطابق نقل کرتے ہیں۔ اس میں بھی مسروق کا ذکر نہیں ہے۔

تشریح: اولیٰ ولی سے مشتق ہے اور ولی کا معنی ہے قریب۔ انبیا کرام علیہم السلام کا سلسلہ قرب والا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا قرب و تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہے اور ان کا قرب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے اور ان کا قرب حضرت نوح علیہ السلام سے ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا قرب حضرت آدم علیہ السلام سے ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے پھر اوپر والوں کا اثر نیچے والوں پر ہے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملت اسماعیلی و ابراہیمی پر مبعوث ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں ان دونوں کے اثرات ہیں۔

آیت مبارکہ کا شان نزول حضرت جعفرؓ کا خاص واقعہ ہے کہ جب وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس گئے تھے ادھر قریش کے سرداروں نے مشورہ کر کے دو آدمیوں کو نجاشی کے پاس بھیجا عمرو بن عاص اور دوسرا عمارۃ کو کہ نجاشی سے کہیں کہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کو ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم بدر کے مقتولین کا بدلہ لیں لیکن نجاشی کے پاس سے ناکام ہو کر واپس لوٹے اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین ہونے کے نزاع کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ ۔۔ الآیۃ" تفصیلی واقعہ کتب تفاسیر میں درج ذیل آیت کے تحت دیکھ لیا جائے۔

حدیث کی سند پر کلام: حدیث کی سند میں ابی الضحیٰ اور راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان

مسروق کا واسطہ نقل کیا گیا ہے جبکہ دوسری سند سفیان ثوری کے شاگرد ابو نعیم فضل بن دکین ہیں انہوں نے یہ واسطہ نہیں بڑھایا امام ترمذیؒ کے ہاں بغیر واسطہ والی سند کو اصح قرار دیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ احْلِفْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِذَنْ يَحْلِفُ فَيَذْهَبُ بِمَالِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے ایسی جھوٹی قسم کھائی جس سے وہ کسی مسلمان کا مال دبانا چاہتا ہے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غصہ ہوں گے۔ اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے متعلق ہے۔ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ مشترک زمین تھی۔ اس نے میری شراکت کا انکار کر دیا تو میں اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے گواہ لانے کیلئے کہا تو میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کو حکم دیا کہ قسم کھاؤ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (یعنی جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے مقابلے میں تھوڑا سا معاوضہ لے لیتے ہیں اخیر آیت تک۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابن ابی اوفیٰ سے بھی روایت منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث میں آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کیا گیا اس روایت میں زمین کا بیان کیا گیا ہے جبکہ اسی واقعہ میں زمین کی جگہ کنواں کا ذکر ہے ہوسکتا ہے دو مختلف واقعات ہوں حدیث الباب کتاب البیوع "باب ما جاء فی الیمین الفاجرة یقتطع بها مال المسلم" کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

ثَمَنًا قَلِيلًا: اس سے مراد متاع دنیا خواہ قلیل ہو یا کثیر کیونکہ جنت کی نعمتوں کے مقابل تو دنیا کثیر سامان بھی قلیل ہے۔ ابن جریر نے عکرمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف حی بن اخطب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو تورات میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے اور بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس تبدیلی اور تحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے متبعین سے لیتے رہتے ہیں ان میں فرق نہ آئے۔ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ آیت میں اس سبب کے نزول کا بھی احتمال ہے لیکن اصل سبب نزول وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ أَوْ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا قَالَ أَبُو طَلْحَةَ وَكَانَ لَهُ حَائِطٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَائِطِي لِلّٰهِ وَلَوِ اسْتَطَعْتُ أَنْ أُسِرَّهُ لَمْ أُعْلِنْهُ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِي قَرَابَتِكَ أَوْ أَقْرَبِيكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

اسحاق بن منصور، عبداللہ بن بکر سہمی، حمید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا) تو ابوطلحہ کے پاس ایک باغ تھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا یہ باغ اللہ کیلئے وقف ہے۔ اگر میں اس بات کو چھپا سکتا تو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ راوی کو شک ہے قَرَابَتِكَ فرمایا یا أَقْرَبِيكَ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، وما تنفقوا من شی فان الله به علیم“۔

بر کا معنی ہے انعام، جنت، بھلائی اور احسان کی وسعت۔ اگر بر کی نسبت بندہ کی طرف کی کائے تو مراد ہے طاقت سچائی اور احسان کی وسعت، اُس وقت اس کے مقابل فجور اور عقوق کا لفظ آتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف بر کی نسبت کی جائے تو مراد ہوتی ہے رضا، رحمت، جنت، اُس وقت اسکے مقابل غضب اور عذاب کا لفظ آتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْخُوزِيِّ الْمَكِّيِّ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابراہیم بن یزید، محمد بن عباد، جعفر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کونسا حاجی اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا سر گرد آلود ہو اور کپڑے میلے کچیلے ہوں۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کونسا حج افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس میں بلند آواز سے لبیک کہا جائے اور زیادہ قربانیاں کی جائیں پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ سبیل سے کیا مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا سفر خرچ اور سواری۔ اس حدیث کو ہم صرف ابراہیم بن یزید خوزی مکی کی روایت سے جانتے ہیں بعض اہل علم نے ان کے حافظے پر اعتراض کیا ہے۔

تشریح: ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا“ سبیل سے کیا مراد ہے اس سے مراد زاد اور راحلة

یعنی توشہ اور سواری ہے اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْآيَةَ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ الْآيَةَ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

قتیبہ، حاتم بن اسماعیل، بکیر بن مسمار، حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تم (بلالو) اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو (نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: اس آیت میں مباہلہ کا ذکر کیا گیا ہے مراد یہ ہے کہ ہم اور تم یعنی ہر ایک اپنی ذات کو اور اپنے عزیز ترین لوگوں کو بلا کر اپنے ساتھ ملالیں تاکہ جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور اس کے عزیز ترین بیوی بچوں پر بھی اولاد و نساء کا ذکر انفس سے پہلے اس لئے کیا کہ آدمی انہی کے لئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتا اور ان کو بچاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بلانے والے میں اور جس کو بلایا جائے اس میں غیرت ہونی چاہیے بیوی بچے واقع میں شخصیت کے لحاظ سے آدمی اپنی ذات سے الگ ہوتے ہیں اور آدمی اپنے نفس سے مغایرت صرف فرض ہوتی ہے۔

حدیث الباب میں ہے کہ اس آیت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا پھر کہا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں اس حدیث کی بنا پر بعض روافض کہتے ہیں کہ اہل بیت میں صرف یہی افراد شامل ہیں اور کوئی نہیں لیکن ان کی یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ قرآن پاک میں اہل بیت کا ذکر آیت "انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم" اور دوسری آیات میں بھی اہل بیت کا ذکر ہے کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے ہیں۔ حدیث الباب والا واقعہ اور اس طرح کا دوسرا واقعہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و علی رضی اللہ عنہ کو چادر میں جمع کرنے کا واقعہ ہے وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا واقعہ ہے دوران واقعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بھی آپ کی چادر میں آجاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اہل بیت میں سے ہو (اس طرح کا مفہوم ہے) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چاروں حضرات کو اہل بیت میں شامل کر رہے ہیں پہلے سے یہ چاروں حضرات اہل بیت میں شامل نہیں ورنہ ان کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ وَهُوَ ابْنُ صَبِيحٍ وَحَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ ثُمَّ

ابوکریب، وکیع، ربیع بن صبیح وحماد بن سلمۃ، ابو غالب کہتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ نے (خارجیوں کے) کچھ سروں کو دمشق کی سیڑھی پر لٹکے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخ کے کتے ہیں اور آسمان کی چھت کے نیچے کے بدترین مقتول ہیں۔ اور بہترین مقتول وہ ہیں جو ان (خارجیوں) کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ پھر یہ آیت پڑھی

قَرَأَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٌ أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ حَزَوَّرٌ وَأَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ اسْمُهُ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ وَهُوَ سَيِّدُ بَاهِلَةَ

(جس دن کچھ سیاہ اور کچھ چہرے سفید ہوں گے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا اگر میں نے ایک دو یا تین یا چار یہاں تک کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو ہرگز تم لوگوں کے سامنے بیان نہ کرتا۔ (یعنی کئی مرتبہ سنا)۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابوغالب کا نام حزور ہے جبکہ ابوامامہ باہلی کا نام صدی بن عجلان ہے وہ قبیلہ باہلہ کے سردار ہیں۔

تشریح: كِلَابُ النَّارِ: اس سے مراد خوارج ہیں یہ ایک مستقل حدیث ہے اور شَرُّ قَتْلَى دوسری حدیث ہے جو حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے یہ خوارج پہلے مسلمان تھے پھر انہوں نے خروج کر کے بغاوت کی اور اس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے اس لئے یہ بدترین مقتولین ہیں ان کا مقابلہ کرتے ہوئے حضرت علیؓ کی فوج میں سے جو لوگ مارے گئے وہ بہترین شہید ہیں۔

جنگ صفین کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ سے اختلاف کر کے حرورا مقام میں جمع ہوئے ان کا لیڈر نافع بن ازرق تھا اس لئے خوراج ازراقہ بھی کہلاتے ہیں ان سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی اور ان کو شکست دی اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جب ان خوارج کے سر دمشق لائے گئے اور راستے میں ان کے سر نصب کیے گئے اور وہاں سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو انہوں نے دمشق کے راستے میں یہ سر نصب کیے ہوئے دیکھے جب انہوں نے دیکھا تو فرمایا کلاب النار یہ دوزخی کتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ إِنَّكُمْ تَتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، معمر، حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی فائدہ رسانی کے لئے نکالی گئی ہو۔ کہ تم لوگ ستر امتوں کو پورا کرنے والے ہو۔ اور ان سب میں بہتر اور معزز ہو۔ یہ حدیث حسن ہے اسے کئی راوی بہز بن حکیم سے اس کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں اس آیت کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ماقبل جلد ثانی الخیر الشذی میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ وَجْهُهُ

احمد بن منیع ہشیم، حمید، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے رباعی دندان مبارک شہید ہو گئے۔ سر میں زخم آیا اور پیشانی بھی زخمی ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ

شَجَّةٌ فِي جَبْهَتِهِ حَتَّى سَالَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ إِلَى آخِرِهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کے چہرہ مبارک پر خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (آپ ﷺ کا اس میں کوئی اختیار نہیں اللہ چاہے تو انہیں معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُجَّ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَرُمِيَ رَمْيَةً عَلَى كَتِفِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُهُ وَيَقُولُ كَيْفَ تُفْلِحُ أُمَّةٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن منیع وعبد بن حمید دونوں فرماتے ہیں کہ بیان کیا یزید بن ہارون، حمید نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا، دندان (رباعیہ) مبارک شہید ہوگئے اور شانہ مبارک (کندھا) پر ایک پتھر مارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے صاف کررہے تھے اور فرمارہے تھے کہ وہ قوم کس طرح فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا جبکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ان احادیث میں سورۂ آل عمران آیت ۱۲۸ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ کا شان نزول بیان کررہے ہیں جو ان احادیث کے ترجمہ سے واضح ہورہا ہے۔

كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ: سامنے کے چار دانتوں کو کہتے ہیں دو اوپر اور دو نیچے ان میں سے ایک دانت کا کچھ حصہ شہید ہوگیا تھا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جس شخص نے آپ کا دندان مبارک شہید کیا اس شخص کی جتنی نسل آگے آئی اس نسل میں سب کے دانت ایسے ہی نامکمل تھے۔ جیسے آپ کا دندان مبارک شہید کرایا۔

حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ اللّٰهُمَّ الْعَنْ أَبَا سُفْيَانَ اللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ

ابوسائب سلم بن جنادة بن سلم کوفی، احمد بن بشر، عمر بن حمزة، سالم بن عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا اے اللہ ابوسفیان پر لعنت بھیج اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو معاف کردیا اور یہ لوگ

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَأَسْلَمُوا فَحَسُنَ إِسْلَامُهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَذَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

اسلام لے آئے اور وہ بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو عمر بن حمزہ نے سالم سے نقل کیا ہے۔ پھر زہری بھی سالم سے اور وہ اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ فَهَدَاهُمُ اللهُ لِلْإِسْلَامِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ

یحییٰ بن حبیب بن عربی بصری، خالد بن حارث، محمد بن عجلان، نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار آدمیوں کیلئے بددعا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان (چاروں) کو اسلام کی ہدایت دی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے یعنی نافع کی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے۔ یحییٰ بن ایوب بھی اسے ابن عجلان سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ان احادیث میں ذکر ہے کہ جنگ احد کے موقع پر نبی پاکؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر، اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت کر، اے اللہ سہیل بن عمرو پر لعنت کر، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابوسفیان تو فتح مکہ پر اسلام لے آئے، حارث بن ہشام بھی اسلام لے آئے، ابوجہل بدر کے میدان میں مارا گیا اور صفوان بن امیہ فتح مکہ کے موقع پر بھاگ گئے تھے بعد میں یہ بھی اسلام لے آئے تھے۔ حضرت سہیل بھیؓ اسلام لے آئے تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ

قتیبہ، ابوعوانہ، عثمان بن مغیرہ، علی بن ربیعہ، حضرت اسماء بن حکم فزاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیث سنتا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق مجھے اس سے فائدہ پہنچتا اور اگر کوئی صحابی سے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اسے قسم دیتا۔ اگر وہ قسم کھالیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا اور وہ سچے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَرَفَعُوهُ وَرَوَاهُ مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ وَلَا نَعْرِفُ لِلْأَسْمَاءِ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ

ایسا نہیں جو کسی گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کریں۔ پھر یہ آیت پڑھی (اور وہ لوگ جو اگر کبھی کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے علاوہ کون گناہ بخشتا ہے اور اپنے کئے پر جانتے بوجھتے ہوئے اصرار نہ کریں۔) اس حدیث کو شعبہ اور کئی لوگوں نے عثمان بن مغیرہ سے غیر مرفوع روایت کیا ہے۔ اور ہم اسماء کی صرف یہی حدیث جانتے ہیں۔

تشریح: یہ حدیث ماقبل ابواب الصلوٰۃ "باب ما جاء فی الصلوٰۃ عند التوبۃ" کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

آیت میں فاحشہ سے مراد بدی اور حد سے باہر نکل جانا اور اس سے گناہ کبیرہ بھی مراد ہے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ اس کا شان نزول نبہان خرمہ فروش جن کی کنیت ام معبد تھی واقعہ یہ ہوا کہ ایک عورت چھوارے خریدنے آئی تو انہوں نے اچھے چھوارے دکھانے کی غرض سے دکان کے اندر بلوالیا جب وہ اندر آئی تو اس کو چمٹالیا اور بوسہ لیا عورت نے کہا اللہ سے ڈر نبہان نے فوراً چھوڑ دیا اور اس حرکت سے پشیمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَمِيدُ تَحْتَ جَحْفَتِهِ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، روح بن عبادۃ، حماد بن سلمۃ، ثابت، حضرت انسؓ وہ حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس روز ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو اونگھ کی وجہ سے نیچے کو نہ جھکا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے (پھر تم لوگوں پر تنگی (غم) کے بعد اونگھ نازل کی گئی جو تم میں سے ایک جماعت کو گھیر رہی تھی اور دوسری جماعت کو صرف اپنی فکر تھی) یہی اونگھ مراد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدٌ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

ہم سے روایت کی عبد بن حمید نے انہوں نے روح بن عبادہ سے انہوں نے حماد بن سلمہ سے وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے اس کے مثل نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ

یوسف بن حماد، عبدالاعلی، سعید، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ

غُشِينَا وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ حَدَّثَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ أَجْبَنُ قَوْمٍ وَأَرْعَبُهُ وَأَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احد کے موقع پر میدان جنگ میں ہم پر غشی طاری ہوگئی تھی۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن لوگوں پر اس روز اونگھ طاری ہوگئی تھی۔ چنانچہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی۔ میں اسے پکڑتا وہ پھر گرنے لگتی۔ دوسرا گروہ منافقین کا تھا جنہیں صرف اپنی جانوں کی فکر تھی یہ لوگ انتہائی بزدل، مرعوب اور حق کو چھوڑنے والے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ آل عمران کی آیت ''ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا'' اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں دو روایات ذکر کی گئی ہیں۔ یمید : مَادَ یمید میدانا، لہٰذا، جھومنا غم سے مراد وہ پریشانی ہے جو شکست کے وقت ان کو ہوئی وہ نیند کی وجہ سے جھوم رہے تھے یہ واقعہ جنگ احد میں پیش آیا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ خُصَيْفٍ حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ نَحْوَ هٰذَا وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قتیبہ، عبدالواحد بن زیاد، خصیف، مقسم، حضرت مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا (یعنی مال غنیمت میں) خیانت کرنا نبی کا کام نہیں اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اسے لے کر حاضر ہوگا) یہ آیت ایک سرخ روئی دار چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر کے موقع پر گم ہوئی تھی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لے لی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبدالسلام بن حرب بھی خصیف سے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور بعض نے یہ حدیث خصیف عن مقسم سے روایت کی لیکن انہوں نے ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح: سورۃ آل عمران کی آیت ''مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ'' نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ مال غنیمت میں خیانت کریں اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مال غنیمت میں سے ایک جھالردار چادر گم ہوگئی کچھ لوگوں نے کہا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

غلول مطلق خیانت کے معنی کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور خاص کر کے مال غنیمت میں خیانت کرنے پر بولا جاتا ہے اس کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے خصوصیت کی وجہ یہی ہے کہ غنیمت کے مال میں تمام مجاہدین کا حق متعلق ہوتا ہے اس لئے اس میں خیانت کرنے کا انجام بھی برا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَأَحْيَى أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِيكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُونَ قَالَ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ هَكَذَا عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرٍ شَيْئًا مِنْ هَذَا

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میری نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جابر کیا بات ہے۔ میں تمہیں شکستہ حال کیوں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد شہید ہو گئے عیال اور قرض چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ سناؤں جس کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے والد سے ملاقات کی عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے علاوہ ہر شخص سے پردے کے پیچھے سے گفتگو کی لیکن تمہارے والد کو زندہ کر کے ان سے بالمشافہ گفتگو کی اور فرمایا اے میرے بندے تمنا کر۔ تو جس چیز کی تمنا کرے گا میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فیصلہ ہو چکا کہ کوئی دنیا میں واپس نہیں جائے گا۔ راوی کہتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی (یعنی تم ان لوگوں کو مردہ نہ سمجھو جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے الخ۔) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ پھر علی بن عبداللہ مدینی اور کئی راوی اس حدیث کو کبار محدثین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں نیز عبداللہ بن محمد بن عقیل بھی جابر سے اس کو کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَقَالَ أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرْنَا أَنَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي

ابن ابی عمر، سفیان، اعمش، عبداللہ بن مرۃ، مسروق، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ ...... الایۃ۔ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے بھی اس کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کی (یعنی شہداء کی) روحیں سبز پرندوں (کی شکل) میں جو جنت میں جہاں

طَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَائَتْ وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدُكُمْ قَالُوا رَبَّنَا وَمَا نَسْتَزِيدُ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَيْثُ شِئْنَا ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ الثَّانِيَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدُكُمْ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ قَالُوا تُعِيدُ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَنُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

چاہتے ہیں وہاں پھرتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ عرش سے لٹکی ہوئی قندیلیں ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جھانکا اور پوچھا کیا تم لوگ کچھ اور بھی چاہتے ہو جو میں تمہیں عطا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا یا اللہ ہم اس سے زیادہ کیا چاہیں گے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اسی طرح کیا تو ان شہداء نے سوچا کہ ہم اس وقت تک نہیں چھوٹیں گے جب تک کوئی فرمائش نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے تمنا ظاہر کی کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کر دی جائیں تا کہ ہم دنیا میں جائیں اور دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو کر آئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَتُقْرِئُ نَبِيَّنَا السَّلَامَ وَتُخْبِرُهُ أَنَّا قَدْ رَضِينَا وَرُضِيَ عَنَّا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابن ابی عمر، سفیان، عطاء بن سائب، ابوعبیدہ، حضرت ابن مسعودؓ سے اس کی مثل روایت کیا لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ہمارے نبی کو ہماری طرف سے سلام پہنچایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ ہم اپنے رب سے راضی اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: سورۃ آل عمران میں ہے ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ'' ان دونوں روایات میں اس آیت کی تفسیر کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ الْآيَةَ وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں ایک اژدھا بنا دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے مطابق آیت پڑھی (ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی اپنے فضل سے دی ہوئی چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کی لئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے کیونکہ عنقریب قیامت کے دن جس چیز سے انہوں نے بخل کیا تھا وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر لٹکائی جائے گی) پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی (عنقریب وہ چیز جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر

اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِينٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

لٹکائی جائے گی) اور فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی کا جھوٹی قسم کھا کر حق لے لیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ پھر اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی (بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور شجاع اقرع سے مراد سانپ ہے جو گنجا ہوگا۔

تشریح: اس حدیث میں سورۃ آل عمران میں ہے " وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ الْآيَةَ ، سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے مال کو قیامت کے دن اس کی گردن میں سانپ بنائیں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت شروع میں پڑھی۔ حدیث الباب میں وہ مال مراد ہے جس میں زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

شجاعاً اقرع: ای لاشعر علی راسته بكثرة سمه وطول عمره شدت زہر اور طول عمر کی وجہ سے اس کے سر کے بال ختم ہو گئے ہوں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا اقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، یزید بن ہارون وسعید بن عامر، محمد بن عمرو، ابوسلمۃ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا (لاٹھی) رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے۔ لہٰذا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (یعنی پھر جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سودا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵ میں ہے "كل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز ، وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور" جب جہادی لشکر کسی جگہ پڑاؤ ڈالتا ہے تو اس جگہ پر پہنچتے وقت کوئی اپنا کوڑا پھینکتا اور کوئی اپنا کپڑا وغیرہ تو جس جگہ اس کا کپڑا وغیرہ یا کوڑا وغیرہ جا لگتا وہ اس جگہ پر سو جاتا۔ اس کوڑے کی مقدار کے برابر اگر کسی کو اتنی جنت مل جائے تو وہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی ہر نعمت ختم ہونے والی ہے باقی رہنے والی نعمتیں آخرت کی ہیں۔ باقی رہنے والی چیز اگرچہ تھوڑی ہو تو فنا ہونے والی کثیر چیز سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

حمید بن عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ مروان بن حکم نے اپنے محافظ کو حکم دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ جو لوگ اپنی بات

ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ اذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَهُ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَخَرَجُوا وَقَدْ رَأَوْهُ وَأَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتُحْمِدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كِتَابِهِمْ وَمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا۔ اگر انہیں عذاب دیا گیا تو ہم سب عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا مطلب یہ آیت تو اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یعنی یہودیوں) سے اقرار لیا کہ اسے لوگوں کے لئے بیان کرو اور چھپاؤ مت لیکن انہوں نے اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے مقابلے میں تھوڑا سا معاوضہ لے لیا۔ یہ کتنی بری خریداری کرتے ہیں جو اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور کسی کام کے کئے بغیر اپنی تعریف چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق یہ نہ سوچے کہ انہیں عذاب سے نجات مل جائے گی۔ (ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے)۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل کتاب سے کوئی بات پوچھی تو انہوں نے اس کے علاوہ کوئی دوسری بات بتائی اور یہ ظاہر کیا کہ جو کچھ آپ ﷺ نے پوچھا ہم نے بتا دیا اور اس پر اپنی تعریف کے طلبگار ہوئے۔ اپنی کتاب اور پوچھی گئی بات پر خوش ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ آل عمران میں ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ۔۔۔ الآية'' اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود سے کوئی بات دریافت کی مثلاً یہ معلوم کیا کہ تورات میں میری اور میری امت کے اوصاف کیا کیا آئے ہیں؟ یہود نے مختصر اجواب دیتے ہوئے کچھ صفات ذکر کیں اور باقی صفات چھپالیں پھر جب وہ نبی کریم ﷺ سے رخصت ہوئے تو انہوں نے جو اوصاف بتائی تھیں اس پر خوش ہوئے اور وہ اس کے امیدوار ہوئے کہ جو باتیں انہوں نے نہیں بتائیں اس پر بھی ان کی تعریف کی جائے اس پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں کو عذاب سے بچا ہوا خیال نہ کریں بلکہ ان کو آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔

اس آیت کو اگر عام رکھا جائے یعنی اس کو مسلمانوں کے حق میں مان بھی لیا جائے تو پھر وہی اشکال ہوگا جو مروان نے کہا اس آیت کا شان نزول بخاری کی روایت سے بھی واضح ہوتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں منافقین میں سے چند لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ لوگ آپ ﷺ سے پیچھے رہ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد پیچھے رہنے سے خوش ہوتے پھر جب آپ ﷺ مراجعت فرماتے تو وہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہانے بناتے اور قسمیں کھاتے اور وہ پسند کرتے کہ ان کے ایسے کام پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ

سورۃ نساء کا ماقبل سورتوں سے ربط: ماقبل سورۃ ال عمران میں چار بنیادی مضامین کا بیان تھا توحید رسالت، جہاد انفاق اور امور انتظامیہ کا بیان بھی ہے جن کا ذکر سورۃ نساء میں ہے۔

سابقہ سورت میں ہجرت کا ذکر تھا کہ مہاجرین کا بڑا مقام ہے لیکن انصار کا مقام بھی کچھ کم نہیں اور انصار نے بھی تو نصرت میں کمی نہیں کی عورت جیسی چیز اپنے مہاجر بھائی کو دے دی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمَّا أَفَقْتُ قُلْتُ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَسَكَتَ عَنِّي حَتَّى نَزَلَتْ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

عبد بن حمید، یحیی بن آدم، ابن عیینہ، محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اپنے مال کے متعلق کیا فیصلہ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیات نازل ہوئیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق وصیت کرتے ہیں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی لوگوں نے اس حدیث کو محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ صَبَّاحٍ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا

بیان کیا فضل بن صباح بغدادی نے بواسطہ سفیان ابن عیینہ سے وہ محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت نقل کی۔ فضل بن صباح کی روایت میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

تشریح: یہ روایت ابواب الفرائض میں گزر چکی ہے کہ یہ آیت سعد بن ربیع کی دو لڑکیوں کے معاملے میں نازل ہوئی ہے۔ حدیث الباب میں محمد بن المنکدر سے مروی ہے اور وہ ابن عیینہ کے متابع ہیں امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی دوسری سند فضل کی پیش کی ہے جو محمد بن المنکدر کے شاگرد ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي

عبد بن حمید، حبان بن ہلال، ہمام بن یحیی، قتادہ، ابوالخلیل، ابوعلقمہ ہاشمی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَوْطَاسٍ أَصَبْنَا نِسَاءً لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَرِهَهُنَّ رِجَالٌ مِنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

جنگ اوطاس کے موقع پر ہم لوگوں نے مال غنیمت کے طور پر ایسی عورتیں پائیں جن کے شوہر مشرکین موجود تھے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ان سے صحبت (جماع) کرنا مکروہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ۔ اور حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر یہ کہ وہ تمہاری ملکیت میں آ جائیں) یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الْبَتِّيُّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ أَوْطَاسٍ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا ذَكَرَ أَبَا عَلْقَمَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مَا ذَكَرَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبُو الْخَلِيلِ اسْمُهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ

احمد بن منیع، ہشیم، عثمان البتی، ابوالخلیل، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوطاس میں کچھ ایسی عورتیں ہمارے پاس قیدی بن کر آئیں جن کے شوہران کی قوم میں موجود تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (اور خاوند والی عورتیں (حرام) ہیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے ثوری بھی اسے عثمان بتی سے وہ ابوخلیل سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں ابوعلقمہ کا ذکر نہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ علقمہ کا ذکر ہمام کے علاوہ کسی اور نے بھی کیا ہے۔ وہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوخلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔

تشریح: سورۂ نساء میں آیت ۲۴ میں ہے ''وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ'' اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ اوطاس کے موقع پر کچھ عورتیں قید ہو کر آئیں اور وہ شادی شدہ تھیں اور ان کے شوہران کے گھروں میں زندہ تھے کچھ میدان جہاد سے بھاگ گئے تھے جو عورتیں باندیاں بنائی گئیں تو کچھ لوگوں نے ان کے ساتھ صحبت کرنے میں حرج محسوس کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سند پر کلام: امام ترمذیؒ نے اس حدیث ابوسعید خدری کی دو سندیں پیش کی ہیں پہلی سند ابوالخلیل اور ابوسعید خدریؓ کے درمیان ابو علقمہ کا واسطہ نقل کیا ہے جبکہ دوسری سند میں یہ واسطہ نہیں ہے۔ یہی حدیث ابواب النکاح ''**باب ما جاء فی الرجل لیسبی الامة ولها زوج هل یحل له وطیها**'' میں گزر چکی ہے۔

وہاں عن ابی الخلیل عن ابی سعید الخدری ہے جبکہ یہاں عن ابی الخلیل عن ابی علقمہ الہاشمی عن ابی سعید الخدری ہے۔ یہاں دوسری حدیث

وہی ہے جو کتاب النکاح میں گزر چکی ہے باقی ابوالخلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا يَصِحُّ

محمد بن عبدالاعلی صنعانی، خالد بن حارث، شعبہ، عبیداللہ بن ابی بکر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ روح بن عبادہ، شعبہ سے اور وہ عبداللہ بن ابی بکر سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حمید بن مسعدۃ، بشر بن مفضل، جریری، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کو ناراض کرنا، راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوجائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللهِ يَمِينَ صَبْرٍ فَأَدْخَلَ فِيهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوضَةٍ

عبد بن حمید، یونس بن محمد، لیث بن سعد، ہشام بن سعد، محمد بن زید بن مہاجر بن قنفذ التیمی، ابوامامہ انصاری، حضرت عبداللہ بن انیس جہنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کو ناراض کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ کوئی قسم کھانے والا اگر قسم کھائے اور فیصلہ اسی قسم پر موقوف ہو پھر وہ اس قسم میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ شامل کر دے تو اس کے دل پر ایک

إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو أُمَامَةَ الْأَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيث

(سیاہ) نکتہ بنا دیا جاتا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوامامہ انصاری ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ ہم انکا نام نہیں جانتے۔ انہوں نے بہت سی احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ شَكَّ شُعْبَةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، فراس، شعبی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا۔ (یہ شعبہ کا شک ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۳۱ کی تفسیر میں امام ترمذی یہ احادیث لائے ہیں "ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنه نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما" اس آیت میں کبائر کا ذکر ہے جن کی تفصیلات ما قبل ابواب البیوع "باب ما جاء فی التغلیظ فی الکذب و الزور ونحوه" کے ذیل میں گزر چکی ہے اور ابواب البر والصلۃ میں "باب ما جاء فی عقوق الوالدین" کے تحت احادیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ وَإِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيرَاثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ مُجَاهِدٌ وَأَنْزَلَ فِيهَا إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَوَّلَ ظَعِينَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ الْمُهَاجِرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلًا أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا

ابن ابی عمر، سفیان، ابن ابی نجیح، مجاہد، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں۔ پھر ہم عورتوں کی لئے وراثت میں سے بھی مرد سے آدھا حصہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔ سورۃ النساء۔ مجاہد کہتے ہیں کہ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ بھی انہی (ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ پہلی عورت ہیں جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ یہ حدیث مرسل ہے بعض راوی اسے ابونجیح سے اور وہ مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا نقل کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس طرح فرمایا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ

ابن ابی عمر، سفیان، عمرو بن دینار، ایک حضرت ام سلمۃ کی اولاد میں سے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَسْمَعُ اللهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ

نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ہجرت کا ذکر کیا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (میں تم سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم میں سے بعض بعض سے ہیں)۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۳۲ میں ہے ''وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ، للرجال نصیب مما اکتسبوا ، و للنساء نصیبٌ مما اکتسبن'' اس آیت میں مرد وعورت کے درمیان تفاوت دنیاوی کا ذکر کیا ہے کہ عورت کو عورت بنایا ہے وہ مرد ہونے کی تمنا نہ کرے، عورت پورا مہینہ نماز نہیں پڑھتی اور وہ پورے ماہ نماز پڑھنے کی تمنا نہ کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے جس صنف کو جو نعمت بخشی گئی دوسری صنف کو اس کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ ام سلمہ کی حدیث میں بھی یہی ہے کہ عورتیں جہاد نہیں کرتیں مرد جہاد کرتے ہیں عورتوں کو نصف میراث ملتی ہے مردوں کو مکمل میراث ملتی ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اگلی حدیث میں فرمایا کہ اخروی احکام میں مرد وزن دونوں برابر ہیں إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ سے دس باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اسلام، ایمان، قنوت، صداقت، صبر، خشوع، صدقہ، روزہ رکھنے والے مرد وعورتیں اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد وعورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے یعنی اخروی درجات میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا غَمَزَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ. هٰكَذَا رَوَى أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَإِنَّمَا هُوَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ

عبداللہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قرآن پڑھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورت نساء کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا (پھر کیا حال ہوگا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا۔ النساء آیت) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ابوالاحوص بھی اعمش وہ ابراہیم وہ علقمہ اور وہ عبداللہ سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ابراہیم، عبیداللہ سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ

حضرت عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن کی تلاوت

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْمِلَانِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ

کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قرآن پڑھوں جبکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ پھر میں نے سورت نساء پڑھنا شروع کی جب اس آیت (وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) تک پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ یہ حدیث ابوالاحوص کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اس حدیث کو سوید بن نصر نے بیان کیا انہوں نے ابن مبارک سے وہ سفیان سے وہ اعمش سے اور وہ معاویہ بن ہشام سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ان احادیث میں قرآن پاک کی یہ آیت ''فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا'' قیامت کے دن انبیائے کرام علیہم السلام کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا جب ماقبل انبیاء کی امتیں اپنے جرائم کا انکار کریں گی پھر ان مخالفین کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور گواہ لایا جائے گا اس کو یہاں آیت میں بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، عبدالرحمن بن سعد، ابوجعفر رازی، عطاء بن سائب، ابوعبدالرحمن سلمی، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبدالرحمن بن عوف نے ہماری دعوت کی اور اس میں شراب پلائی۔ ہم مدہوش ہوگئے تو نماز کا وقت آگیا سب نے مجھے امامت کے لئے آگے کر دیا۔ تو میں نے سورت کافرون اس طرح پڑھی (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ) پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔ سورت نساء آیت)۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں منہ سے غلط کلمہ نکل سکتا ہے اور یہ حکم اس دور کا تھا جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی جب شراب حرام ہوگئی تو نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں شراب کا پینا حرام ہے کسی صورت میں یہ حلال نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ وَأَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدُرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الْآيَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ قَدْ رَوَى ابْنُ وَهْبٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

حضرت عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک انصاری کا ان سے پانی پر جھگڑا ہو گیا جس سے وہ اپنی کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چلتا ہوا چھوڑ دو لیکن حضرت زبیرؓ نے انکار کر دیا۔ پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیرؓ سے فرمایا کہ تم (اپنے باغ کو) سیراب کر و اور پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔ اس فیصلے سے انصاری ناراض ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ یہ فیصلہ اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور پھر فرمایا اے زبیرؓ اپنے باغ کو سیراب کرو اور پانی روک لیا کرو یہاں تک کہ منڈیر تک واپس لوٹ جائے۔ زبیرؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم میرے خیال میں یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ (ترجمہ۔ سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے۔ پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔) میں نے امام بخاری سے سنا انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ابن وہب، لیث بن سعد سے وہ یونس سے وہ زہری سے اور وہ عبداللہ بن زبیرؓ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ شعیب بن حمزہ اسے زہری سے اور وہ عروہؓ سے اور وہ عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۶۵ میں ہے ''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجًا مما قضيت ويسلموا تسليمًا'' اس حدیث کی وضاحت ابواب البیوع ''باب ما جاء فى الرجلين يكون احدهما اسفل من الآخر فى الماء'' میں وضاحت گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

حضرت زید بن ثابتؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس آیت (پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ قَالَ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيقَيْنِ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَقُولُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيقٌ يَقُولُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ فَقَالَ إِنَّهَا طِيبَةُ وَقَالَ إِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ان کو الٹ دیا ہے بسبب ان کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو اس کیلئے کوئی راہ۔ (النساء)۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ غزوہ احد کے موقع پر صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگ میدان جنگ سے واپس ہو گئے۔ ان کے متعلق لوگوں کے دو فریق بن گئے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور دوسرا فریق کہتا تھا نہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ پاک ہے اور یہ ناپاکی کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کی میل کو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۸۸ میں ہے ''فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا'' اس آیت کے شان نزول میں متعدد روایات آئی ہیں جنگ احد کے لئے جب لشکر مقام شوط پر پہنچا تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی پیٹھ پھیر کر کے تین سو کے قریب لوگ لے کر بھاگ گیا اور یہ کہتے ہوئے گیا کہ ہم کیوں خواہ مخواہ اپنی جان ضائع کریں ہم نے مشورہ دیا کہ مدینہ میں رہ کر حملہ کریں مگر ہماری بات نہیں مانی گئی لہٰذا ہم کیوں ان کی بات مانیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُولُ يَا رَبِّ قَتَلَنِي هٰذَا حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ قَالَ فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ قَالَ مَا نُسِخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَأَنَّى لَهُ التَّوْبَةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حضرت ابن عباسؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مقتول، قاتل کی پیشانی کے بال اور سر سے پکڑ کر لائے گا۔ قاتل کے گلے سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پھر مقتول عرض کرے گا۔ اے میرے رب مجھے اس نے قتل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسے عرش الٰہی کے قریب لے جایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ اس کی توبہ قبول ہوگی تو انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ۔ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔) پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نہ تو یہ آیت منسوخ ہوئی اور نہ ہی بدلی گئی اور ایسے آدمی کی توبہ کہاں قبول ہو سکتی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض لوگوں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے اور وہ ابن عباسؓ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۹۳ میں ہے ''وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خالدًا فيها و غضب

الله علیه و لعنه ''اس آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو قتل کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی۔ حالانکہ اہل سنت و الجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر کبیرہ گناہ بخشا جائے گا مگر شرک کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ '' ان الله لا یغفر ان یشرك به و یغفر مادون ذلك لمن یشاء '' قتل کا ارتکاب کرنے والے کے بارے میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے پھر توبہ کا کیا سوال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباسؓ کا یہ قول مصلحتاً تھا ورنہ ان کے نزدیک بھی قتل مؤمن کا گناہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ باقی وضاحت ابواب الدیات میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَالُوا مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنْكُمْ فَقَامُوا فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غَنَمَهُ فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

عبد بن حمید، عبدالعزیز بن ابی رزمۃ، اسرائیل، سماک بن حرب، عکرمۃ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سلیم کے ایک شخص کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا اس کے ساتھ بکریاں تھیں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس نے ہم سے بچنے کیلئے سلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھے اور اسے قتل کر کے اس کی بکریاں لے لیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں۔ النساء آیت) یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

تشریح: سورۃ نساء آیت ۹۴ میں ہے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا '' اس آیت مبارکہ کی متعدد شان نزول روایات میں آئے ہیں ان میں سے دو روایات موجود ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْآيَةَ جَاءَ عَمْرُو ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ضَرِيرَ الْبَصَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنِي إِنِّي ضَرِيرٌ

محمود بن غیلان، وکیع، سفیان، ابواسحاق، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ۔ برابر نہیں بیٹھے رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے۔ تو عمر بن ام مکتوم آئے جو نابینا تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

الْبَصَرِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هٰذِهِ الْآيَةَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ الْآيَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُقَالُ عَمْرُو ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَيُقَالُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَائِدَةَ وَأُمُّ مَكْتُومٍ أُمُّهُ

نابینا ہوں میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شانے کی ہڈی اور دوات لاؤ یا فرمایا تختی اور دوات۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس میں عمرو بن ام مکتوم ہے جبکہ بعض روایات میں عبداللہ بن ام مکتوم ہے اور عبداللہ زائدہ کے بیٹے ہیں۔ ام مکتوم ان کی والدہ ہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِنَّا أَعْمَيَانِ يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلْ لَنَا رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً فَهٰؤُلَاءِ الْقَاعِدُونَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ عَلَى الْقَاعِدِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمِقْسَمٌ يُقَالُ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَيُقَالُ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ

حسن بن محمد زعفرانی، حجاج بن محمد، ابن جریج، عبدالکریم، مقسم مولیٰ عبداللہ بن حارث، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ) سے مراد اہل بدر اور اس میں شریک نہ ہونے والے ہیں اس لئے کہ جب غزوہ بدر ہوا اور عبداللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم دونوں اندھے ہیں کیا ہمارے لئے اجازت ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اور اللہ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے، بیٹھ رہنے والوں پر درجہ۔) پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ جہاد نہ کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں، جو کہ درجے ہیں۔ اللہ کی طرف سے۔) پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہاں بھی مراد اہل عذر اور مریض لوگ نہیں ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ مقسم بعض محدثین کے نزدیک عبداللہ بن حارث کے مولیٰ ہیں اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن عباس کے مولیٰ ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں آیات ۹۶ کی تفسیر بیان کی ہے وہ آیت یہ ہے ''لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ'' اس آیت میں دو اشکال کیے

جاتے ہیں۔ **اشکال اول:** اس آیت مبارکہ میں قاعدین تین مرتبہ آیا ہے پہلی مرتبہ قاعدین کے ساتھ غیر اولی الضرر کی قید آئی ہے۔ دوسری دو مقامات (قاعدین) کے ساتھ غیر اولی الضرر کی قید ہوگی یا نہیں۔

جواب: باقی دو مقامات میں بھی غیر اولی الضرر کی قید موجود ہوگی۔

اشکال ثانی: پہلی آیت میں درجۃ ذکر کیا اور دوسری جگہ درجات کا ذکر کیا ہے یہ تفاوت کیوں ہے۔

جواب: درجۃ سے مراد نفس جہاد کے اعتبار سے درجہ کا بیان ہے جبکہ درجات سے مراد جہاد کے علاوہ دوسرے اعمال کے درجات ہیں جو لوگ بغیر عذر کے جہاد سے پیچھے رہے۔ جہاد میں جانے والوں کا درجہ بڑھ کر ہے ان لوگوں کے درجے سے جو بغیر عذر کے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں لیکن فریقین میں سے ہر ایک سے اللہ رب العزت نے جنت کا وعدہ کیا ہے کیونکہ دخول جنت کے لئے جہاد شرط نہیں قاعدین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے نہ بیمار ہیں اور نہ ہی وہ نابینا ہیں باقی وہ لوگ جو شریعت کی نظر میں معذور ہیں یا بیمار ہیں یا نابینا ہیں وہ اجر وثواب میں (نیتِ جہاد کی وجہ سے) مجاہدین کے برابر ہیں۔

عند البعض آیت اولیٰ میں قاعدین سے معذور لوگ مراد ہیں جن کی ٹانگ یا بازو نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ جہاد کا عزم رکھتے ہیں لیکن معذوری کی وجہ سے وہ جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے ان کی نیت کی وجہ سے وہ مجاہدین کے ساتھ جہاد میں اجر وثواب میں برابر ہیں البتہ مجاہدین کو ایک درجہ ان سے فضیلت حاصل ہے کہ وہ عملاً بھی جہاد میں شریک رہے۔ اور اس آیت ثانی سے مراد وہ قاعدین ہیں جو بغیر عذر کے پیچھے رہے۔ باقی اس آیت کا شان نزول حدیث کے ترجمہ سے واضح ہے۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہونے کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے آپؓ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس حدیث میں صحابی رسول حضرت سہل تابعی (مروان) سے روایت کرتے ہیں پھر مروان آگے حضرت زید سے روایت کرتے ہیں جو صحابی رسول ہیں۔ مروان نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے مگر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا

عبد بن حمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ان کے والد، صالح بن کیسان، ابن شہاب، حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں اس کی طرف گیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے بلایا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے لکھوا رہے تھے (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ) زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھوا ہی رہے تھے کی

رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ حَتَّى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ التَّابِعِينَ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَمَرْوَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ

ابن ام مکتوم آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور کرتا۔ وہ نابینا تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران میری ران پر تھی وہ اس قدر بھاری ہوگئی کہ قریب تھا کہ میری ران کچلی جاتی۔ پھر یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس روایت میں ایک صحابی نے تابعی سے روایت کیا ہے یعنی سہل بن سعد انصاری نے مروان بن حکم سے اور ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماع حاصل نہیں ہے اور وہ تابعی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن جریج، عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عمار، عبداللہ بن باباہ، حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو قصر نماز پڑھ لیا کرو) اور اب تو لوگ امن میں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے بھی اسی طرح تعجب ہوا تھا۔ پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عنایت کردہ صدقہ ہے پس اسے قبول کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث مبارک میں سفر کے متعلق احکام والی آیت کی تفسیر کا بیان ہے۔ سورۃ نساء آیت ۱۰۱ ''واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلوٰۃ۔۔۔ الآیۃ'' اس آیت میں دو مضامین کا بیان ہے ایک قصر الصلوٰۃ فی السفر دوسرا رخصت۔ پہلے یہ حکم تھا کہ نمازوں میں قصر تب کر سکتے ہو جب کفار کی طرف سے خطرہ وخوف ہو لیکن قصر صلوٰۃ خوف کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا کیا تھا اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ سوا لاکھ کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے اس وقت کفار کی طرف سے کوئی خوف نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے قصر فرمائی۔ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خیرات ہے جو تم کو دی گئی ہے پس اللہ کی خیرات کو قبول کرو۔ اس سے معلوم

ہوا کہ قصر خوف کے ساتھ خاص نہیں۔

باقی سفر میں قصر کرنا افضل ہے یا اتمام افضل ہے اس مسئلہ کے بارے میں تفصیل ابواب السفر کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ لِهَؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ هِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ فَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَأَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَائَهُمْ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي الْآخَرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَأْخُذُ هَؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَيَّاشٌ الزُّرَقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ الصَّامِتِ

محمود بن غیلان، عبدالصمد بن عبدالوارث، سعید بن عبید ھنائی، عبداللہ بن شقیق، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ کیا تو مشرکین آپس میں کہنے لگے کہ یہ لوگ عصر کی نماز کو اپنے باپ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں لہذا تم لوگ جمع ہو کر ایک ہی مرتبہ دھاوا بول دو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے صحابہؓ کو دو گروہوں میں تقسیم کردیں اور نماز پڑھائیں۔ ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھے اور دوسری ان کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنے ہتھیار اور ڈھالیں وغیرہ ہاتھ میں لے لیں اور پہلی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے پھر وہ لوگ ہتھیار لے کر کھڑے ہو جائیں اور دوسری جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو اور ان کی ایک رکعت ہوگی۔ یہ حدیث عبداللہ بن شقیق کی روایت سے حسن غریب ہے وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوعیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور سہل بن ابی خثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابوعیاش کا نام زید بن صامت ہے۔

تشریح: اس حدیث میں صلوۃ خوف کی مشروعیت کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن سے مقابلہ ہوا مشرکین نے کہا کہ ان لوگوں کیلئے ایک نماز ہے جو ان کے باپوں اور بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے اور وہ عصر کی نماز ہے پس تم ان پر یکبارگی حملہ کرو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کو دو حصوں میں بانٹ دو آگے تشریح ترجمہ سے واضح ہے۔
صلوٰۃ خوف کے متعلق ابواب الصلوٰۃ میں وضاحت گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ أَبُو مُسْلِمٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُو أُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَبُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ وَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلًا مُنَافِقًا يَقُولُ الشِّعْرَ يَهْجُو بِهِ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ ثُمَّ يَقُولُ قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الشِّعْرَ قَالُوا وَاللهِ مَا يَقُولُ هٰذَا الشِّعْرَ إِلَّا هٰذَا الْخَبِيثُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا ابْنُ الْأُبَيْرِقِ قَالَهَا قَالَ وَكَانُوا أَهْلَ بَيْتِ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ إِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِينَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّي رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ حِمْلًا مِنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ وَفِي الْمَشْرَبَةِ سِلَاحٌ دِرْعٌ وَسَيْفٌ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَأُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلَاحُ فَلَمَّا أَصْبَحَ

حسن بن احمد بن ابی شعیب ابو مسلم حرانی، محمد بن سلمۃ حرانی، محمد بن اسحاق، عاصم بن عمر بن قتادہ، ان کے والد، حضرت قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں کہ ہم انصار میں سے ایک گھر والے تھے جنہیں بنو ابیرق کہا جاتا تھا۔ وہ تین بھائی تھے۔ بشر، بشیر، اور مبشر۔ بشیر منافق تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا پھر ان شعروں کو بعض عرب شعراء کی طرف منسوب کر دیتا اور کہتا کہ فلاں نے اس طرح کہا ہے فلاں نے اس طرح کہا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار سنتے تو کہتے کہ اللہ کی قسم یہ شعر اسی خبیث کے ہیں یا جیسا راوی نے فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ ابن ابیرق ہی نے کہے ہیں۔ وہ لوگ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں محتاج اور فقیر تھے مدینہ میں لوگوں کا طعام کھجور اور جو ہی تھا۔ پھر اگر کوئی خوشحال ہوتا تو شام کی طرف سے آنے والے قافلے سے میدہ خریدتا جسے وہ اکیلا ہی کھاتا اس کے گھر والوں کا کھانا کھجوریں اور جو ہی ہوتے۔ ایک مرتبہ شام کی طرف سے ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کا ایک بوجھ خریدا اور اسے بالا خانہ میں رکھا جہاں ہتھیار، زرہ اور تلوار بھی تھی۔ (ایک دن) کسی نے ان کے گھر کے نیچے سے نقب لگا کر ان کا میدہ اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے۔ صبح ہوئی تو چچا رفاعہ آئے اور کہنے لگے بھتیجے آج رات ہم پر ظلم کیا گیا اور ہمارے بالا خانہ سے کھانا اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے گئے۔ چنانچہ ہم نے اہل محلہ سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ آج رات بنو ابیرق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا تو یہی خیال ہے کہ انہوں نے تمہارے کسی کھانے پر روشنی کی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہیں جس وقت ہم محلے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے تو بنو ابیرق کہنے لگے کہ

أَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِنَّهُ قَدْ عُدِيَ عَلَيْنَا فِي لَيْلَتِنَا هٰذِهِ فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا وَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلَاحِنَا قَالَ فَتَحَسَّسْنَا فِي الدَّارِ وَسَأَلْنَا فَقِيلَ لَنَا قَدْ رَأَيْنَا بَنِي أُبَيْرِقٍ اسْتَوْقَدُوا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَلَا نَرَى فِيمَا نَرَى إِلَّا عَلَى بَعْضِ طَعَامِكُمْ قَالَ وَكَانَ بَنُو أُبَيْرِقٍ قَالُوا نَحْنُ نَسْأَلُ فِي الدَّارِ وَاللهِ مَا نُرَى صَاحِبَكُمْ إِلَّا لَبِيدَ بْنَ سَهْلٍ رَجُلٌ مِنَّا لَهُ صَلَاحٌ وَإِسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيدٌ اخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَقَالَ أَنَا أَسْرِقُ فَوَاللهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هٰذَا السَّيْفُ أَوْ لَتُبَيِّنُنَّ هٰذِهِ السَّرِقَةَ قَالُوا إِلَيْكَ عَنْهَا أَيُّهَا الرَّجُلُ فَمَا أَنْتَ بِصَاحِبِهَا فَسَأَلْنَا فِي الدَّارِ حَتَّى لَمْ نَشُكَّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهَا فَقَالَ لِي عَمِّي يَا ابْنَ أَخِ لَوْ أَتَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ قَتَادَةُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوا إِلَى عَمِّي رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَبُوا مَشْرَبَةً لَهُ وَأَخَذُوا سِلَاحَهُ وَطَعَامَهُ فَلْيَرُدُّوا عَلَيْنَا سِلَاحَنَا فَأَمَّا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَآمُرُ فِي ذٰلِكَ فَلَمَّا سَمِعَ بَنُو أُبَيْرِقٍ أَتَوْا رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَيْرُ بْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوهُ فِي ذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ فِي ذٰلِكَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهُ عَمَدَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلِ إِسْلَامٍ وَصَلَاحٍ يَرْمُونَهُمْ

ہمارے خیال میں تمہارا چور لبید بن سہل ہی ہے۔ جو تمہارا دوست ہے وہ صالح شخص تھا اور مسلمان تھا جب لبید نے یہ بات سنی تو اپنی تلوار نکال لی اور کہا کہ میں چوری کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم یا تو میری تلوار تم میں پیوست ہوگی یا تم ضرور اس چوری کو ظاہر کرو گے۔ بنو ابیرق کہنے لگے تم اپنی تلوار تک رہو۔ (یعنی ہمیں کچھ نہ کہو) تم نے چوری نہیں کی۔ پھر ہم محلے میں پوچھتے رہے یہاں تک کہ ہمیں یقین ہوگیا کہ یہی بنو ابیرق چور ہیں۔ اس پر میرے چچا نے کہا اے بھتیجے اگر تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے اور اس کا ذکر کرتے (تو شاید چیز مل جاتی) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم میں سے ایک گھر والے نے میرے چچا پر ظلم کیا اور نقب لگا کر ان کا غلہ اور ہتھیار وغیرہ لے گئے۔ جہاں تک غلے کا تعلق ہے تو اس کی ہمیں حاجت نہیں لیکن ہمارے ہتھیار واپس کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں عنقریب اس کا فیصلہ کروں گا۔ جب بنو ابیرق نے یہ سنا تو اپنی قوم کے ایک شخص اسیر بن عروہ کے پاس آئے اور اس سے اس معاملے میں بات کی پھر اس کیلئے بہت سے لوگ جمع ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا ہمارے گھر والوں پر بغیر دلیل اور بغیر گواہ کے چوری کی تہمت لگا رہے ہیں جبکہ وہ لوگ نیک اور مسلمان ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے کسی مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر کسی گواہ اور دلیل کے چوری کی تہمت لگائی ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں واپس ہوا اور سوچا کہ کاش میرا کچھ مال چلا جاتا اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملے میں

بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ وَلَا ثَبَتٍ قَالَ قَتَادَةُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ عَمَدْتَ إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَ مِنْهُمْ إِسْلَامٌ وَصَلَاحٌ تَرْمِيهِمْ بِالسَّرِقَةِ غَيْرِ ثَبَتٍ وَ بَيِّنَةٍ قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِي وَلَمْ أُكَلِّمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ فَأَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا صَنَعْتَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ الْقُرْآنُ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا بَنِي أُبَيْرِقٍ وَاسْتَغْفِرِ اللهَ أَيْ مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللهِ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورًا رَحِيمًا أَيْ لَوِ اسْتَغْفَرُوا اللهَ لَغَفَرَ لَهُمْ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَ إِثْمًا مُبِينًا قَوْلُهُمْ لِلَبِيدٍ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ إِلَى قَوْلِهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّلَاحِ فَرَدَّهُ إِلَى رِفَاعَةَ فَقَالَ قَتَادَةُ لَمَّا أَتَيْتُ عَمِّي بِالسِّلَاحِ وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَشِيَ أَوْ عَسَا الشَّكُّ مِنْ أَبِي عِيسَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أُرَى إِسْلَامَهُ مَدْخُولًا فَلَمَّا

بات نہ کرتا۔ اس دوران میرے چچا آئے اور پوچھا کہ کیا کہا؟ میں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ قرآن کی آیت نازل ہوئی (یعنی بے شک ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے تا کہ تو لوگوں میں انصاف کرے جو تمہیں اللہ سمجھا دے اور تو بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو (مراد بنو ابیرق) اور اللہ سے بخشش مانگ (یعنی جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتادہ سے کہی ہے۔) بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ النساء۔) پھر فرمایا (ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑ و جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں، جو شخص دغا باز گنہگار ہو بے شک اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے۔ غَفُورًا رَحِيمًا تک پڑھا۔ یعنی جو اللہ سے مغفرت طلب کرے گا تو اللہ اس کو بخش دے گا۔ اور جو کوئی گناہ کرے سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے إِثْمًا مُبِينًا تک ذکر کیا۔ جو انہوں نے لبید سے کہی تھی۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ (ترجمہ۔ اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی یہاں سے فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کو تجھ پر بڑا فضل ہے۔ (النساء) جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہتھیار لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ہتھیار حضرت رفاعہ کی طرف لوٹا دیئے قتادہ کہتے ہیں کہ جب میں ہتھیار لے کر اپنے چچا کے پاس آیا (امام ابوعیسی ترمذی کو شک ہے کہ عشی کہا یا عسا) ان کی بینائی زمانہ جاہلیت میں کمزور ہوگئی تھی اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ میں ان کے ایمان میں کچھ خلل کا گمان کیا کرتا تھا۔ لیکن جب میں ہتھیار وغیرہ لے کر ان کے پاس گیا تو کہنے لگے بھتیجے یہ میں نے اللہ کی راہ میں دے

أَتَيْتُهُ بِالسِّلَاحِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي هُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَعَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ صَحِيحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ لَحِقَ بُشَيْرٌ بِالْمُشْرِكِينَ فَنَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ ابْنِ سُمَيَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِأَبْيَاتٍ مِنْ شِعْرٍ فَأَخَذَتْ رَحْلَهُ فَوَضَعَتْهُ عَلَى رَأْسِهَا ثُمَّ خَرَجَتْ بِهِ فَرَمَتْ بِهِ فِي الْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَتْ أَهْدَيْتَ لِي شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتَ تَأْتِينِي بِخَيْرٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيِّ وَرَوَى يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ مُرْسَلًا لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ وَأَبُو سَعِيدٍ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ

دیئے ہیں۔ چنانچہ مجھے ان کے ایمان کا یقین ہو گیا۔ جب قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو بشیر مشرکین کے ساتھ مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے پاس ٹھہرا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول اللہ کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء) جب بشیر سلافہ کے پاس ٹھہرا تو حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند شعروں میں سلافہ کی ہجو کی۔ چنانچہ سلافہ نے بشیر کا سامان اٹھا کر سر پر رکھا اور اسے باہر جا کر میدان میں پھینک دیا پھر سلافہ بشیر سے کہنے لگی کہ کیا تو میرے پاس حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر ہدیئے میں لایا ہے۔ تجھ سے مجھے کبھی خیر نہیں مل سکتی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ اس حدیث کو محمد بن قتادہ سلمہ خرانی کے علاوہ کسی اور نے مرفوع ذکر کیا ہو۔ یونس بن بکیر اور کئی راوی اسے محمد بن اسحاق سے اور وہ عاصم بن قتادہ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ اس میں عاصم کے اپنے والد اور دادا کا واسطہ مذکور نہیں۔ قتادہ بن نعمان، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں۔ ابوسعید کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔

تشریح: اس حدیث میں سورۃ نساء آیت ۱۰۵ تا ۱۱۶ کا شان نزول ذکر کیا گیا۔ شان نزول حدیث کے ترجمہ کے ساتھ واضح ہے۔ اس حدیث میں بنوابیرق کے ایک قبیلہ کا ذکر ہے اس قبیلہ میں ایک شخص بشیر نامی منافق تھا یہ تین بھائی تھے بشر، بشیر اور مبشر۔ بشیر منافق تھا یہ مسلمانوں کے خلاف ہجو اشعار کہا کرتا تھا اور اپنے اشعار کو دوسرے شعرا کے نام سے موسوم کرتا تھا لیکن جب اس کے اشعار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سنے تو فرمایا کہ یہ اشعار اسی خبیث نے کہے ہیں اس کے بارے میں واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ حدیث کے چند الفاظ اور ان کی وضاحت دیکھیں۔

یخلہ: باب نصر اور فتح سے کسی کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا۔ الضافطۃ: بوجھ اٹھانے والا اونٹ۔ باب نصر سے ہو تو اس کا معنی اس سے مضبوط باندھا۔ درمک: میدے کا سفید آٹا۔ حمل: بوجھ تھیلہ وغیرہ کو کہتے ہیں۔ مشربہ: کھانے پینے کی اشیاء رکھنے کی کوٹھڑی سٹور۔ درع: زرہ کو کہتے ہیں۔ یرموھم بالسرقۃ: چوری کا الزام۔ عسی: بڑا ہونا، عمر رسیدہ ہونا۔ عشی: سین کے ساتھ ہو تو اس کا معنی نگاہ کا کمزور ہونا۔ ابطح: کھلی جگہ

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنَى أَبَا جَهْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ كُوفِيٌّ وَقَدْ سَمِعَ مِنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَغْمِزُهُ قَلِيلًا

خلاد بن اسلم بغدادی، نضر بن شمیل، اسرائیل، ثویر بن ابی فاختۃ، ان کے والد، حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب یہ آیت ہے۔ (ترجمہ۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوفاختہ کا نام سعد بن علاقہ ہے اور ثویر کی کنیت ابوجہم ہے یہ کوفی ہیں ان کا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ہے۔ ابن مہدی ان پر طعن کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں سورۃ نساء کی آیت دو جگہ پر آئی ہے پہلی جگہ پر مخاطب یہود ہیں اور دوسری جگہ مشرکین ہیں اور انہی آیات کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کفر و شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف ہے مرتکب کبیرہ مؤمن کیلئے خلود فی النار نہیں ہوگا بلکہ وہ بھی سزا بھگتنے کے بعد یا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ جنت میں جائے گا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَفِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا أَوِ النَّكْبَةَ يُنْكَبُهَا ابْنُ مُحَيْصِنٍ هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت من یعمل۔ (ترجمہ۔ جو کوئی برا کام کرے گا۔ اس کی سزا دیجائے گی۔ اور اللہ کے سوا، اپنا کوئی حمائتی اور مددگار نہیں پائے گا۔ النساء۔) نازل ہوئی تو مسلمانوں پر شاق گزرا۔ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا اظہار کیا آپ نے فرمایا تمام امور میں افراط و تفریط سے بچو اور استقامت کی دعا کرو۔ مومن کی ہر آزمائش میں اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا چبھ جائے یا کوئی مشکل پیش آجائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن محیصن کا نام عمر بن عبدالرحمن بن محیصن ہے۔

تشریح: سورۂ نساء کی آیت ۱۲۳ جب نازل ہوئی تو مسلمانوں پر سخت شاق گزری اس آیت میں ہے کہ ہر شخص کو برائی کا بدلہ دیا جائے گا تو پھر آخرت میں سزا سے کون بچ سکے گا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قَارِبُوا وَسَدِّدُوا'' دین میں میانہ روی اختیار کرو حد سے تجاوز نہ کرو اور سیدھے راستے پر چلو۔ پس جس مسلمان کو تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے بدلے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ أَخْبَرَنِي مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ مَنْ يَعْمَلْ سُوءً يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا أُقْرِئُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَأَقْرَأَنِيهَا فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي وَجَدْتُ فِي ظَهْرِي انْقِصَامًا فَتَمَطَّأْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَأَيُّنَا لَمْ يَعْمَلْ سُوءً وَإِنَّا لَمَجْزِيُّونَ بِمَا عَمِلْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُونَ فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوبٌ وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيُجْتَمَعُ ذٰلِكَ لَهُمْ حَتَّى يُجْزَوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ مَجْهُولٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

یحیی بن موسیٰ وعبد بن حمید، روح بن عبادة، موسیٰ بن عبیدة، مولیٰ ابن سباع، عبداللہ بن عمر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی (جو شخص کوئی بھی برا کام کرے گا وہ اس کی وجہ سے سزا دیا جائیگا اور اس کو اللہ کے علاوہ نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ ہی مددگار) چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کیا میں تمہیں ایسی آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھائی۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی محسوس کی اور انگڑائی لی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابوبکر کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں، باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔ ہم میں سے کون ہے جو برائی نہیں کرتا۔ تو کیا ہمیں تمام اعمال کی سزا دی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں اور مسلمانوں کو دنیا میں اس کا بدلہ دیا جائے گا تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت گناہوں سے پاک ہو۔ لیکن دوسرے لوگوں کی برائیاں جمع کی جائیں گی تاکہ انہیں قیامت کے دن بدلہ دیا جائے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یحیی بن سعید اور امام احمد نے موسیٰ بن عبید کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ابن سباع کے مولیٰ مجہول ہیں۔ پھر یہ حدیث ایک

عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ أَيْضًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

اور سند سے بھی صحیح نہیں اور اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں آیت مبارکہ ''مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا'' کا شان نزول ذکر کیا گیا ہے جو کہ حدیث کے ترجمے کے ساتھ واضح ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جس مؤمن کے ساتھ اللہ خیر والا معاملہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو دنیاوی آزمائشوں میں مبتلا کردیتے ہیں پھر وہ دنیا سے ایسے اٹھایا جاتا ہے گویا کہ اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو پس مؤمنوں سے مراد کامل مؤمنین ہیں اور آخرون کا مصداق نام نہاد مسلمان اور کافر ہیں۔

انْقِصَامًا: کمر ٹوٹنے کو کہتے ہیں بعض نسخوں میں ق کی جگہ نون آیا ہے۔ **فَتَمَطَّأْتُ:** انگڑائی لینا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَشِيَتْ سَوْدَةُ أَنْ يُطَلِّقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سودہؓ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے پس انہوں نے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے نکاح میں رہنے دیجئے اور میری باری عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیجئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (یعنی دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے۔) لہٰذا جس چیز پر ان کی صلح ہو وہ جائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ نساء کی آیت ''فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ'' اس حدیث کے شرح ابواب البیوع باب ما ذکر عن رسول اللہ ﷺ فی الصلح بین الناس'' میں شرح گزر چکی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ أَوْ آخِرُ شَيْءٍ أُنْزِلَ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمِدَ الثَّوْرِيُّ

عبد بن حمید، ابونعیم، مالک بن مغول، ابوسفر، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی۔ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) یہ حدیث حسن ہے اور ابوسفر کا نام سعید بن احمد ہے بعض نے انہیں ابن یحمد ثوری بھی کہا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

عبد بن حمید، احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش، ابواسحاق، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ

وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُجْزِئُكَ آيَةُ الصَّيْفِ

اس آیت کی تفسیر کیا ہے (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی۔

تشریح: اس حدیث شریف میں کلالہ کی بحث کو ذکر کیا گیا ہے جس کی وضاحت ماقبل ابواب الفرائض باب میراث الاخوات کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ

سابقہ سورۃ میں صراط مستقیم کا ذکر تھا اور اس سورت میں حلال وحرام کا ذکر ہے اور صراط مستقیم بھی تو وہی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حلال کیا ہے اسے حلال جانو اور جسے حرام کہا ہے اسے حرام قرار دیا جائے۔

سورۃ مائدہ کا نزول سورۃ فتح کے بعد ہوا اور ترتیب کے اعتبار سے یہ پانچویں نمبر پر ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ عَلَيْنَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، مسعر وغیرہ، قیس بن مسلم، حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آیت (آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے)۔ ہم پر نازل ہوتی تو ہمارے لئے وہ عید کا دن ہوتا جس دن یہ نازل ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت کب نازل ہوئی۔ یہ آیت عرفات کے دن نازل ہوئی اس دن جمعہ تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مائدہ کی تیسری آیت ہے "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" اکمال کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے نزول سے جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا اور وہ مقصود انسانوں کو دین وشریعت عطا فرمانا تھا اور اتمام کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد کسی دوسری چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی اس آیت مبارکہ میں دین کی نسبت مسلمانوں کی طرف اور نعمت کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دین اور اس کے ظہور کا غلبہ مسلمانوں کی محنت سے ہوتا ہے اور نعمت کی نسبت اپنی طرف سے اس لئے کی کہ دین کی تکمیل براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے۔

آیت مبارکہ کب اور کہاں نازل ہوئی: ۱۰ ہجری عرفہ کے دن بروز جمعۃ المبارک بمقام جبل رحمت بعد نماز عصر نازل ہوئی اور یہی قبولیت دعا کی گھڑی ہے اس وقت عرفات میں مسلمانوں کا بڑا اجتماع ہو رہا تھا جس میں ڈیڑھ لاکھ پروانے شمع نبوت کے گرد جمع تھے یہ اجتماع ہر

سال اسی جگہ پر ہوتا ہے جس کی جگہ بھی بابرکت، وقت بھی بابرکت، دن بھی بابرکت اور عیدین (جمعہ اور عید) کا اجتماع بھی ہے۔

وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي: یعنی تم سے جو بطور وعدہ کے کہا تھا اس وعدہ کو پورا کر دیا تکمیل انعام کی صورتیں یہ ہوئیں کہ پوری ہدایت کردی، دین کو کامل کر دیا توفیق بھی عطا کر دی فتح مکہ بھی عنایت کر دیا جاہلیت کے نشان مٹا دیئے یہاں تک کہ تنہا مسلمانوں نے اطمینان کے ساتھ حج بھی کر لیا اور اس حج میں کوئی مشرک شریک نہ ہو سکا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا وَعِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ لَوْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا يَوْمَهَا عِيدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عبد بن حمید، یزید بن ہارون، حماد بن سلمۃ، حضرت عمار بن ابو عمار سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) پڑھی تو ان کے پاس ایک یہودی تھا۔ وہ کہنے لگا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر مناتے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن یہاں دو عیدیں تھیں۔ عرفات کے دن کی اور جمعہ کے دن کی۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے غریب ہے۔

تشریح: حدیث الباب کی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بھی آتی ہے اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے اس آیت کے نزول کے بعد علیحدہ سے کوئی تقریب منعقد نہیں کی کیونکہ یہ آیت دو عیدوں کے اجتماع کے موقع پر نازل کی گئی ہے ایک جمعہ کا دن دوسرا عرفہ کا دن جمعہ کا دن ہر سال تو اسی دن نہیں آ سکتا بلکہ مختلف ہوتا رہتا ہے البتہ عرفہ جہاں پر یہ آیت نازل ہوئی وہاں لاکھوں کا اجتماع تھا وہی اجتماع ہمارے لئے کافی ہے کوئی دوسری عید بنانے کی ضرورت نہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينُ الرَّحْمَنِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَرْفَعُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا تَفْسِيرُ هَذِهِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ یعنی اس کا خزانہ بھرا ہوا ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور دن و رات میں سے کسی وقت بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم جانتے ہو کہ جب سے اس نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے اس نے کیا خرچ کیا ہے۔ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش (آسمان کو پیدا کرنے کے وقت) سے لے کر اب تک پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک ترازو ہے جسے وہ جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔ (اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند

الْآيَةِ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ الاية وَهٰذَا الْحَدِيثُ قَالَ الْأَئِمَّةُ نُؤْمِنُ بِهِ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ هٰكَذَا قَالَتْ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ تُرْوَى هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ

ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے۔ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جیسے آئی اسی طرح اس پر ایمان لایا جائے۔بغیر اس کے کہ اس کی کوئی تفسیر کی جائے یا وہم کیا جائے۔متعدد ائمہ نے یونہی فرمایا ان میں سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن عیینہ، ابن مبارکؒ ان سب کی رائے یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث روایت کی جائیں اور ان پر ایمان لایا جائے ان کی کیفیت سے بحث نہ کی جائے۔

تشریح: يَمِينُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى: نہایت مہربان ہستی کا ہاتھ بھرا ہوا ہے یہ صفات متشابہات میں سے ہے متشابہات کے متعلق حدیث میں مباحث ماقبل گزر چکی ہیں۔

یخفض و یرفع: ترازو جھکانا کنایہ ہے زیادہ دینے سے جھکتا تولنا کا مطلب یہ ہے کہ ترازو اٹھانا کنایہ ہے کم دینے سے اور ترازو سے مراد مخلوق کے درمیان رزق کی تقسیم ہے۔

صفات متشابہات کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف ہے کہ تنزیہ مع التفویض ہے جہمیہ اور معتزلہ دونوں صفات باری تعالیٰ کے منکر ہیں انکار بھی صراحتاً نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ صفات عین ذات ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ گر اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں گی تو تعدد الٰہیہ لازم آئے گا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ خدا ہیں ان کی صفات بھی خدا ہوں گی اور صفات کے تعدد سے خدا کا تعدد ہونا لازم آئے گا۔لہٰذا صفات بذات خود کچھ نہیں یہ جہمیہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرَسُ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللّٰهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرَسُ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

عبد بن حمید، مسلم بن ابراہیم، حارث بن عبید، سعید جریری، عبداللہ بن شقیق، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلے حفاظت کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خیمے سے سر مبارک باہر نکالا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو چلے جاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ کر لیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔بعض اسے جریری سے اور وہ عبداللہ بن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی جاتی تھی اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر نہیں۔

تشریح: سورۃ مائدہ کی آیت ۶۸ میں ہے: "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ" اس آیت کے شان نزول میں کئی روایتیں آئی ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حفاظت کی خاطر شب کو بیدار رہتے تھے جب مدینہ تشریف لائے تو فرمایا کہ اگر میرے رفقا میں سے کوئی شخص آج پہرہ دیتا تو مناسب تھا اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی کچھ آواز سنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے ادھر سے آواز آئی میں سعد بن ابی وقاص ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہرہ دینے آیا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے۔

سوال: آیت مبارکہ پر یہ اشکال نہ وارد کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا وعدہ کر لیا تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک کیسے زخمی ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانت مبارک غزوہ احد میں کس طرح شہید کر دیا گیا اس طرح کی مختلف ایذائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دی گئیں۔ **جواب:** آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک زخمی ہونا، دندان مبارک شہید ہونا اس آیت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ سورۃ مائدہ کا نزول قرآن کریم کی تمام سورتوں سے آخر میں ہوا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي فَنَهَاهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بِبَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتّٰى تَأْطُرُوهُمْ أَطْرًا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَزِيدُ وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا يَقُولُ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي

عبداللہ بن عبدالرحمن، یزید بن ہارون، شریک، علی بن بذیمہ، ابوعبیدہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلاء ہو گئے تو ان کے علماء نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن جب وہ باز نہیں آئے تو علماء ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دل آپس میں ایک دوسرے سے ملا دیئے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی کیونکہ وہ لوگ نافرمانی کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک نجات نہیں پاؤ گے جب تک تم ظالم کو ظلم سے نہ روکو گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمن، یزید سے اور وہ سفیان ثوری سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن مسلم بن ابی وضاح

الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

نے بھی علی بن بذیمہ کے حوالے سے منقول ہے وہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض ابوعبیدہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ مائدہ آیت ۷۱ تا ۸۷ کی تفسیر کا ذکر ہے۔ **لعن الذین کفروا:** کافروں سے مراد اہل ایلہ ہیں کہ انہوں نے ہفتہ کے دن کی حرمت کی اور انہوں نے خلاف ورزی کی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی تھی اور کہا تھا الٰہی ان پر لعنت کر اور ان کو نشان عبرت بنا دے چنانچہ ان کی شکلیں بندروں کی طرح کر دی گئیں اور اصحاب مائدہ جب ایمان نہ لائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو بددعا دی اور کہا الٰہی ان پر لعنت کر اور ان کو عبرت کی نشانی بنا دے چنانچہ وہ مسخ کر کے سور بنا دیئے گئے یہ کل پانچ ہزار تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ يَرَى أَخَاهُ يَقَعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ فَإِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأَى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ فَقَالَ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ قَالَ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ لَا حَتَّى تَأْخُذُوا عَلَى يَدِ الظَّالِمِ فَتَأْطُرُوهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ

بندار، عبدالرحمن بن مہدی، سفیان، علی بن بذیمہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بنی اسرائیل کے ایمان میں کمی آ گئی تو ان سے اگر کوئی اپنے بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے روکتا پھر دوسرے دن اگر وہ باز نہ آتا تو اسے اس خیال سے نہ روکتا کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک دوسرے سے جوڑ دیئے ان کے متعلق قرآن نازل ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (بنی سرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے۔ اور حد سے گزر گئے تھے۔ المائدہ۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات پڑھی (اور اگر وہ اللہ اور نبی پر اور اس چیز پر جو اس کی طرح نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو کافر کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ المائدہ۔ آیت) راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا تم بھی عذاب الٰہی سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف راہ راست پر نہ لے

وَأَمْلَاهُ عَلَيَّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

آ ڈ۔محمد بن بشار بھی ابوداؤد سے وہ محمد بن مسلم بن ابی وضاح سے وہ علی بن بذیمہ سے وہ عبیدہ سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔ یہ حدیث علی بن بذیمۃ سے چار حضرات روایت کرتے ہیں۔ قاضی شریک بن عبداللہ نخعی، سفیان ثوری، محمد بن مسلم، ابوداؤد طیالسی سے ذکر کرتے ہیں۔ پہلی سند اور آخری سند میں ابن مسعود کا ذکر کرتے ہیں۔ سفیان ثوری حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے اور محمد بن مسلم کے شاگردوں میں اختلاف ہے کسی سند میں ابن مسعود کا ذکر کرتے ہیں اور بعض سند میں ان کا ذکر نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَأَخَذَتْنِي شَهْوَتِي فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ فَأَنْزَلَ اللهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوَاهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جب گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے پریشان پھرنے لگتا ہوں۔ اور میری شہوت غالب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی (اے ایمان والو ان ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ کے رزق میں سے جو چیز حلال ستھری ہو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ المائدہ۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راوی اسے عثمان بن سعد کی سند کے علاوہ اور سند سے بھی روایت کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرسل ہے اور اس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں۔ خالد حذاء بھی عکرمہ سے یہی حدیث مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ مائدہ آیت ۸۷،۸۸ میں ہے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ''۔

حلال چیز کو حرام قرار دینے کی چند صورتیں: پہلی صورت کسی حلال چیز کو حرام قرار دینا جس چیز کی حلت نص قطعی سے ثابت ہو اس کو حرام قرار دینے والا کافر ہو جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حرام تو نہیں کہہ رہا البتہ وہ چیز اس کے ناموافق ہوتی ہے اس سے پرہیز کر رہا ہے یہ جائز ہے کیونکہ ہر

حلال چیز کو کھانا ضروری نہیں مثال کے طور پر کوئی شخص غریب ہے وہ بکرے کا گوشت نہیں کھا سکتا تو یہ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر حال میں کھائے نہ کھائے گا تو حرام نہیں ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو قسم کے ذریعے یہ کہہ دے کہ میں فلاں چیز نہیں کھاؤں گا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اس صحابی نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا ایسی صورت میں قسم منعقد ہو جائے گی لیکن اس قسم کا حکم یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر ایسی قسم کھانا گناہ ہے اس پر ضروری ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے اور یہ مسئلہ سورۃ تحریم میں بھی آئے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتْ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ الْآيَةَ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتْ الَّتِي فِي النِّسَاءِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتْ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ إِلَى قَوْلِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِسْرَائِيلَ مُرْسَلًا

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما چنانچہ سورت بقرہ کی آیت نازل ہوئی (آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے البقرہ) پھر عمر ؓ کو بلایا گیا اور یہ آیت سنائی گئی۔ پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا اے اللہ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما چنانچہ سورت نساء کی یہ آیت نازل ہوئی (اے ایمان والو جس وقت کہ تم نشہ میں ہو نماز کے نزدیک نہ جاؤ یہاں تک کہ تم سمجھ سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ النساء) پھر عمر ؓ کو بلایا گیا اور یہ آیت سنائی گئی لیکن انہوں نے پھر کہا اے اللہ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما اور پھر مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی (شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے۔ سو اب بھی باز آجاؤ۔ پھر حضرت عمر ؓ کو بلایا گیا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی تو انہوں نے فرمایا ہم باز آگئے، ہم باز آگئے۔ یہ حدیث اسرائیل سے بھی منقول ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ

محمد بن علاء، وکیع، اسرائیل، ابواسحاق، ابومیسرہ، عمر بن خطاب محمد بن علاء بھی وکیع سے وہ اسرائیل سے اسحاق سے اور وہ ابومیسرہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا اے اللہ ہمارے لئے شراب کا حکم صاف صاف بیان فرما اور پھر اس کی مانند حدیث ذکر کی۔ اور روایت محمد بن یوسف کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: شراب کی حرمت کے متعلق چند جگہوں پر ذکر کیا گیا۔ سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۱۹ نازل ہوئی اس میں صرف یہ بتایا گیا کہ شراب اور جوئے میں بڑی خرابی ہے اور لوگوں کے لئے اس میں کچھ منافع بھی ہیں۔ صراحتاً اب بھی شراب حرام نہیں ہوئی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آیت کو سنائی گئی تو انہوں نے دعا فرمائی ''اللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانَ شِفَاءٍ'' اے اللہ خمر کے متعلق تشفی بخش حکم نازل فرمایئے چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق تحریم چاہتے تھے اس طرح سورۃ نحل کی آیت ۶۷ بھی نازل ہوئی '' ومن ثمرات النخیل و الاعناب تتخذون منه سکرًا و رزقًا حسنًا'' کہ کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم اس سے سرکہ اور کھانے کی عمدہ چیزیں بناتے ہو اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ خمر آئندہ حرام ہوگی کیونکہ موضع امتنان میں اس کا ذکر چھوڑ دیا جبکہ جاہلیت کے زمانے میں انگور کا زیادہ استعمال شراب کے لئے ہوتا تھا تاہم خمر کا ذکر کرنا بلا وجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ پھر سورۃ نساء کی آیت ۴۳ بھی اسی سلسلہ میں نازل ہوئی جس میں لوگوں کو نماز کے اوقات میں شراب پینے سے روکا گیا مگر شراب صراحتاً اب بھی حرام نہیں ہوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہی دعا کی کہ الٰہی خمر کے سلسلہ میں تشفی بخش حکم نازل فرمائیں۔ آخر میں سورۃ مائدہ کی آیت ۹۰، ۹۱ نازل ہوئی اس کے ذریعے شراب کی قطعی ممانعت کردی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر یہ آیات سنائی گئیں تو ان کو تشفی ہوگئی اور انہوں نے فهل انتم منتهون کے جواب میں فرمایا کہ ہم باز آگئے، ہم باز آگئے اس کی تفصیل ابواب الاشربہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَاتَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالَ رِجَالٌ كَيْفَ بِأَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوا يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَيْضًا

عبد بن حمید، عبید اللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابواسحاق، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب شراب حرام کی گئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں کا کیا ہوگا وہ لوگ تو شراب پیتے ہوئے مرے تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیز گار ہوئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو شعبہ بھی ابواسحاق سے وہ براء سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ مَاتَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

بندار، محمد بن جعفر، شعبہ، ابواسحاق، ابواسحاق سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کئی آدمی اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُهَا قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِأَصْحَابِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَهَا فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

شراب پیا کرتے تھے۔ پس جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے دوستوں کا کیا حال ہوگا راوی کہتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیز گار رہوئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، عبدالعزیز بن ابی رزمۃ، اسرائیل، سماک، عکرمۃ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ بتائیے وہ لوگ جو مر گئے وہ شراب پیا کرتے تھے ان کا کیا حکم ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیز گار ہوئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مِنْهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سفیان بن وکیع، خالد بن مخلد، علی بن مسہر، اعمش، ابراہیم، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیز گار ہوئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تم بھی انہی میں سے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مائدہ کی آیت ''لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ'' اس آیت مبارکہ سے بعض حضرات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دین میں اصل اہمیت عمل کی ہے کھانے پینے، پہننے اوراوڑھنے اور وضع قطع کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں اس آیت کریمہ میں چند باتیں ذکر کی گئی ہے۔ کہ یہ آیت ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں نازل ہوئی جو تحریم خمر سے پہلے وفات پا گئے تھے شراب کی حرمت فتح مکہ کے سال نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ان صحابہ کا کیا ہوگا جو تحریم خمر سے پہلے شراب پیتے تھے اور وہ اسی حالت

میں رخصت ہو گئے اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔

اس باب کی آخری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ان صحابہ کرامؓ کے حق میں نازل ہوئی جو تحریم خمر کے بعد زندہ رہے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ اللہ سے ڈریں اور اب شراب نہ پئیں اور ایماندار رہیں یعنی ایمان کے تقاضے پورے کریں اور نیک کام کریں تو وہ بھی کامیاب ہوں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ (الْأَشَجُّ) حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اور لوگوں پر اللہ کیلئے حج (بیت اللہ) کرنا (فرض) ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہوں) تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے)۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ لوگوں نے پھر کہا یارسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر وہ ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔) یہ حدیث حضرت علیؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

محمد بن معمر ابوعبداللہ ابوعبداللہ بصری، روح بن عبادة، شعبہ، موسیٰ بن انس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر وہ ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ المائدہ۔) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: ان دونوں احادیث میں آیت مبارکہ ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ'' کا شان نزول مذکور ہے۔ عبداللہ بن حذیفہ سہمی قریشی کے نسب میں بعض لوگ شک کرتے تھے چنانچہ انہوں نے مذکورہ سوال کیا اور آپ نے حذیفہ کو ہی ان کا والد بتایا پھر مذکورہ آیت نازل ہوئی پھر لوگوں کو اس قسم کے سوالات سے منع کر دیا گیا کیونکہ فرض کرو اگر نفس الامر میں حضرت عبداللہ کے والد حذیفہؓ نہ ہوتے اور حقیقت حال کھول دی جاتی تو صحابیؓ کی شان کے خلاف ثابت ہوتی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَئُونَ هَذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ مَرْفُوعًا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ

احمد بن منیع، یزید بن ہارون، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو تم یہ آیت پڑھتے ہو۔ (اے ایمان والو تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔) جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگ ظالم کو ظلم سے نہیں روکیں گے تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی راوی اس حدیث کو اسماعیل بن خالد سے اسی کی مانند مرفوعاً نقل کرتے ہیں لیکن بعض حضرات اسماعیل سے وہ قیس سے اور وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ قَالَ أَيَّةُ آيَةٍ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ قَالَ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا الصَّبْرُ فِيهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ

سعید بن یعقوب طالقانی، عبداللہ بن مبارک، عقبہ بن حکیم، عمرو بن جاریہ لخمی، حضرت ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں فرمایا کہ کونسی آیت۔ میں نے عرض کیا فرمایا جان لو کہ میں نے اس کی تفسیر بڑے علم رکھنے والے سے پوچھی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا بلکہ نیک اعمال کا حکم دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ تم ایسا بخیل دیکھو جسکی اطاعت کی جائے۔ خواہشات کی پیروی کی جانے لگے تو تم اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو اس لئے کہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن میں صبر کرنا اس طرح ہوگا۔ جیسے چنگاری ہاتھ میں لینا۔ اس زمانے میں سنت پر عمل کرنے والے کو تم جیسے پچاس (عمل کرنے والے) آدمیوں کا ثواب دیا جائے گا۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ عتبہ کے علاوہ دوسرے راوی یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول

بْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَنِي غَيْرُ عُتْبَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنَّا أَوْ مِنْهُمْ قَالَ بَلْ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِّنْكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اللہ ہم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر یا ان میں سے پچاس کے برابر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۃ مائدہ کی آیت ۱۰۵ میں ہے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ'' اس آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح احوال کی کوشش ضروری نہیں ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا اگر ہم بذات خود دین پر صحیح عمل کریں تو غلط قسم کے لوگوں کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اس آیت کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت کو لوگ پڑھتے ہیں اور اس کو بے موقع استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ضرورت نہیں فرمایا کہ اچھی طرح سمجھ لو کہ میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ گناہ ہوتا دیکھیں اور طاقت کے باوجود اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ ان کی مجرموں کے ساتھ پکڑ ہو۔ اس آیت کے نزول کے بعد کچھ لوگوں کو شبہات پیش آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کے سوالات کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوالوں کے جوابات دیئے جیسا کہ حدیث الباب میں حضرت ثعلبہؓ نے یہی سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا جو حدیث سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بَاذَانَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ قَالَ بَرِئَ النَّاسُ مِنْهَا غَيْرِي وَغَيْرَ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فَأَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِبَنِي سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَمَعَهُ جَامٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيدُ بِهِ الْمَلِكَ وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهِ فَمَرِضَ فَأَوْصَى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ أَهْلَهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذٰلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا

حسن بن احمد بن ابی شعیب حرانی، محمد بن سلمۃ حرانی، محمد بن اسحاق، ابونضر، باذان مولیٰ ام ہانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت (اے ایمان والو جبکہ تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت درمیان تم میں سے دو معتبر آدمی گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے سوا دو گواہ اور ہوں۔) کے متعلق کہتے ہیں کہ اس سے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ وہ سب لوگ بری ہو گئے۔ یہ دونوں اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے اور شام آتے جاتے رہے تھے۔ ایک مرتبہ وہ دونوں تجارت کیلئے شام گئے تو بنوسہم مولیٰ بدیل بن ابی مریم ان کے پاس تجارت کی غرض سے آیا۔ اس کے پاس چاندی کا ایک جام تھا وہ چاہتا تھا کہ یہ پیالہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے وہ اس کے مال میں بڑی چیز تھی۔ پھر وہ بیمار ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور کہا کہ اس نے جو کچھ چھوڑا اسے اس کے مالکوں تک پہنچا دیں۔ تمیم کہتے ہیں

إِلَى أَهْلِهِ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَامَ فَسَأَلُونَا عَنْهُ فَقُلْنَا مَا تَرَكَ غَيْرَ هٰذَا وَمَا دَفَعَ إِلَيْنَا غَيْرَهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ تَأَثَّمْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ صَاحِبِي مِثْلَهَا فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَجِدُوا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَحْلِفُوهُ بِمَا يُعَظِّمُ بِهِ عَلَى أَهْلِ دِينِهِ فَحَلَفَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِلَى قَوْلِهِ أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَحَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ وَأَبُو النَّضْرِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ هٰذَا الْحَدِيثَ هُوَ عِنْدِي مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنَى أَبَا النَّضْرِ وَقَدْ تَرَكَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَهُوَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَعِيلَ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنَى أَبَا النَّضْرِ وَلَا نَعْرِفُ لِسَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ الْمَدِينِيِّ رِوَايَةً عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا عَلَى الِاخْتِصَارِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ ایک ہزار درہم میں بیچ ڈالا اور رقم دونوں نے آپس میں تقسیم کر لی۔ ان کے گھر پہنچ کر ہم نے وہ سامان ان کے حوالے کر دیا۔ انہیں پیالہ نہ ملا۔ تو انہوں نے ہم سے اس کے متعلق پوچھا۔ ہم نے جواب دیا کہ اس نے یہی کچھ چھوڑا تھا اور ہمیں ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں دی۔ تمیم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر جب میں اسلام لایا تو میں نے اس گناہ کا ازالہ چاہا اور اس جام کے مالکوں گھر گیا انہیں ساری بات بتائی اور انہیں پانچ سو درھم دے دیئے نیز یہ بھی بتایا کہ اتنی ہی رقم میرے ساتھی کے پاس بھی ہے۔ وہ لوگ عدی کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گواہ طلب کئے جو کہ ان کے پاس نہیں تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ عدی سے اس کے دین کی عظیم ترین چیز کی قسم لیں۔ اس نے قسم کھالی اور پھر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ عمرو بن عاص اور ایک شخص کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ پیالہ بدیل کے پاس تھا اور عدی جھوٹا ہے تو عدی بن بداء سے پانچ سو درہم چھین لئے گئے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند صحیح نہیں۔ محمد بن اسحاق سے نقل کرنے والے راوی ابونضر کا نام محمد بن سائب کلبی ہے۔ اہل علم نے ان سے احادیث نقل کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہ صاحب تفسیر ہے۔ میں (امام ترمذی) نے امام بخاری سے سنا کہ محمد بن ابی نضر کی ام ہانی کے موٰلی ابوصالح سے منقول کوئی حدیث نہیں جانتے۔ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس سند کے علاوہ مختصر طور پر منقول ہے۔

سفیان بن وکیع، یحیی بن آدم، ابن ابی زائدہ، محمد بن ابی قاسم، عبدالملک بن سعید بن جبیر، ان کے والد، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنوسہم کا ایک شخص

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقِيلَ اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَ عَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا بِاللهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَأَنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ

تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا اور ایسی جگہ مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ جب وہ دونوں اس کا متروکہ مال لے کر آئے تو اس میں سے سونے کے جڑاؤ والا چاندی کا پیالہ غائب پایا گیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم اور عدی کو قسم دی۔ پھر تھوڑی مدت بعد وہ پیالہ مکہ میں پایا گیا اور ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے عدی اور تمیم سے خریدا ہے۔ پھر بدیل سہمی کے وارثوں میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور قسم کھا کر کہا کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور یہ کہ جام (پیالہ) ان کے آدمی کا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے متعلق نازل ہوئی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن ابی زائدہ کی حدیث ہے۔

تشریح: سورۃ مائدہ آیت ۱۰۶ تا ۱۰۸ میں خاص معاملہ شان نزول میں پیش آیا اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں ان آیات کا شان نزول حدیث کے ترجمہ کے ساتھ واضح ہے۔

شریعت کا اصول ہے کہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکرہ قسم منکر سے لی جائے گی پہلے تمیم وعدی خیانت کے منکر تھے اور ورثا کے پاس خیانت کے گواہ نہیں تھے اس لئے ان سے قسمیں لی گئیں پھر جب سنار کے یہاں جام ملا اور ان دونوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ جام مرحوم سے خرید لیا تھا اور یہ کہنے لگے کہ پہلے ہم نے ظاہر اس لئے نہیں کیا کہ ہمارے پاس خرید نے کے گواہ نہیں تھے ورثا نے بیع کا انکار کیا اس لئے اب ان سے قسمیں لی گئیں کیونکہ اب وہ بیع کے منکر تھے اور دوسرا فیصلہ سنایا گیا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا وَأُمِرُوا أَنْ لَا يَخُونُوا وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ فَخَانُوا وَادَّخَرُوا وَرَفَعُوا لِغَدٍ فَمُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْرِفُهُ

حسن بن قزعۃ بصری، سفیان بن وکیع، سعید، قتادہ، کلاس بن عمرو، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے ایسا دستر خوان نازل کیا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا پھر انہیں حکم دیا گیا کہ اس میں خیانت نہ کریں اور کل کیلئے نہ رکھیں لیکن اب لوگوں نے خیانت بھی کی اور دوسرے دن کیلئے جمع بھی کیا۔ چنانچہ ان کے چہرے مسخ کر کے بندروں اور خنزیروں کی صورتیں بنا دی گئیں۔ اس حدیث کو ابو عاصم اور کئی راوی سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ خلاس سے اور وہ عمار سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ ہم اس

مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ وَلَا نَعْلَمُ لِلْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ أَصْلًا

حدیث کو حسن بن قزعہ کی سند کے علاوہ نہیں جانتے۔ حمید بن مسعدہ، سفیان بن حبیب، سعید بن ابی عروبہ حمید بن مسعد بھی یہ حدیث سفیان بن حبیب سے اور وہ سعید بن ابی عروبہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرفوع نہیں۔ ہم مرفوع حدیث کی کوئی اصل نہیں جانتے اور یہ حسن بن قزعہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مائدہ آیت ۱۱۲ تا ۱۱۵ کی تفسیر اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ مائدہ اور خوان کے متعلق تفصیل ابواب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

یہ مائدہ اترا تھا یا نہیں: قرآن پاک میں اس کی کوئی صراحت نہیں اور اس سلسلہ میں کوئی صحیح، مرفوع حدیث بھی موجود نہیں۔ حدیث الباب میں جو روایت ہے وہ مرفوع نہیں۔ اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے حضرت مجاہدؒ اور حضرت حسن بصریؒ اس کا صاف انکار کرتے تھے اور عام رائے یہ ہے کہ خوان اترا تھا لیکن لوگوں نے اس میں خیانت کی تو وہ اترنا ترک کر گیا۔

خوان کے متعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان کے لئے دعا کی تو ایک سرخ رنگ کا خوان لوگوں کی نظروں کے سامنے اترنے لگا ابر کا ایک ٹکڑا خوان کے اوپر تھا اور ایک ٹکڑا نیچے تھا خوان آ کر لوگوں کے سامنے گر پڑا یہ منظر دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عرض کیا اے اللہ! مجھے شکر گزاروں میں سے کر دے اور اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنانا یہودی بھی ایسی چیز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جس کی نظیر انہوں نے نہیں دیکھی تھی اور خوان میں سے نکلتی ہوئی ایسی خوشبو محسوس کر رہے تھے جس کی مثل کبھی کوئی خوشبو نہیں پائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے جو سب سے نیک اعمال والا ہو تو وہ کھڑا ہو اور بسم اللہ کہہ کر اس کو کھولے حواریوں کے سردار شمعون صفار نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ہی اس کے کھولنے کے مستحق ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے طویل نماز پڑھی اور بسم اللہ خیر الرازقین پڑھ کر اس کو کھولا دستر خوان پر ایک مچھلی تھی جس پر نہ کوئی سنا تھا اور نہ کوئی کانٹا مچھلی سے روغن بہہ رہا تھا اس کے سر کی جانب نمک رکھا تھا اور دم کے پاس سرکہ اور چاروں طرف رنگا رنگ کی ترکاریاں تھیں لیکن اس میں پیاز نہ تھا پانچ روٹیاں بھی تھیں ایک پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر گوشت کے ٹکڑے تھے۔ الحاصل کھانے کا وقت ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نہیں کھاتا حواری بھی ڈر گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کھانے کیلئے فقر زدہ اور فقیروں، کوڑھ و برص کے مریضوں، لنگڑے اور اپاہج لوگوں کو بلوایا اور فرمایا اللہ کا بھیجا ہوا رزق کھاؤ جن لوگوں نے کھایا وہ ٹھیک ہو گئے کچھ دنوں کے بعد اس خوان کو امراء کے لئے مقرر کیا گیا پھر امراء نے خیانت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ رات انسانوں کی طرح سوئے صبح خنزیروں کی طرح اٹھے اور گندگی کھانے لگے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گرد گھومنے لگے اور رونے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نام لے کر پکارتے لیکن وہ جواب نہ دے پاتے اور سر ہلاتے اور روتے بالآخر تین دن تک زندہ رہنے کے بعد سب مر گئے۔

امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ خلاص بن عمرو نے حضرت عمار بن یاسر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

خوان اترا تو اس میں روٹی اور گوشت تھا اور بنی اسرائیل سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ مائدہ تمہارے لئے قائم رہے گی جب تک تم اس میں خیانت نہیں کرو گے اور چھپا کر نہیں رکھو گے لیکن دن بھر نہیں گزرا کہ انہوں نے خیانت کی اور چھپا کر رکھ لی پھر ان کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں متشکل کر دیا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُوسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَلَقَّى عِيسَى حُجَّتَهُ فَلَقَّاهُ اللهُ فِي قَوْلِهِ وَإِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَّاهُ اللهُ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ الْآيَةَ كُلَّهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ عیسیٰؑ کو (قیامت کے دن) ان کی دلیل سکھائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں اسی کی تعلیم دی ہے کہ (اور جب اللہ فرمائے گا، اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی اللہ (معبود) بنالو۔) ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا جواب اس طرح سکھایا (وہ عرض کرے گا تو پاک ہے، مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا تجھے ضرور معلوم ہوگا۔ جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔)

تشریح: سورۃ مائدہ کی آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸ کی تفسیر اس حدیث میں کی گئی ہے۔ "وَإِذْ قَالَ اللهُ" اس کا مصداق وہ وقت ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا اس وقت یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ بات قیامت کے دن اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے اس کلام کی غرض کافروں کی تنبیہ وسرزنش کرنی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوم یجمع الله الرسل اور دوسری آیت میں هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم ان دونوں آیتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ قیامت کا دن ہی مراد ہے۔ اذ قال مستقبل میں آنے والے کو ماضی کے ساتھ تعبیر کرنا تیقن سے کنایہ ہے کہ یہ واقعہ ہونا یقینی ہے کہ وہ ہو چکا کہ جن معبودوں کو ہم اللہ مانتے تھے آج وہ خدا کے سامنے بندگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کا جواب دینا ہی متعین کر دیا گیا تاکہ وہ اس کو لے لیں اور قیامت کے دن انتہائی خوفناک منظر میں بے خوف ہو کر اس کا جواب دے دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آئیں گے اور قرآن پاک کی تلاوت فرمائیں گے اور اپنے اس جواب سے واقف ہوں گے اور قیامت کے دن اس کا جواب دیں گے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَيٍّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ وَالْفَتْحُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

قتیبہ، عبداللہ بن وہب، حیی، ابوعبدالرحمن حبلی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آخر میں نازل ہونیوالی سورتیں، سورت مائدہ اور سورت فتح ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آخری نازل ہونے والی سورت سورتِ نصر ہے۔

تشریح: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ آخری سورتیں جو نازل کی گئی ہیں وہ سورۃ مائدہ اور سورۃ نصر ہیں۔ اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں مثلاً بعض روایات میں آتا ہے کہ آخری سورت، سورۃ نصر ہے بعض نے کہا کہ آخری آیت کلام والی ہے اور بعض میں ہے کہ آخری سورت سورۃ برأت ہے۔ ان روایات میں تعارض ہے جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان میں کوئی مرفوع روایت نہیں دوسرا یہ کہ یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اندازے ہیں جس کے علم میں جو بات تھی وہ اس نے بیان کر دی (فلا منافاۃ)۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللهِ يَجْحَدُونَ

ابوکریب، معاویۃ بن ہشام، سفیان، ابواسحاق، ناجیۃ بن کعب، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیات کے ذکر کا انکار کرتے ہیں۔)

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ نَاجِيَةَ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَلِيٍّ وَهٰذَا أَصَحُّ

اسحاق بن منصور بھی عبدالرحمن بن مہدی سے وہ سفیان سے وہ ابواسحاق سے اور وہ ناجیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اور اسی کی مانند حدیث بیان کی۔ اس حدیث کی سند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا تو اہل مکہ والوں نے طرح طرح کے اعتراضات کیے اور مذاق اڑایا قرآن کریم میں ایسے موقع پر آیات نازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کی جا رہی ہے۔ اسی سلسلے میں آیت قرآنی بھی ہے اس آیت کا شان نزول حدیث مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ

ابن ابی عمر، سفیان، عمرو بن دینار، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ۔ (کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم عذاب اوپر سے بھیجے یا

يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ هَاتَانِ أَيْسَرُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔الانعام۔) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ الفاظ نازل ہوئے (یا تمہیں فرقے کر کے ٹکڑے کردے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چھکا دے۔) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں کچھ معمولی اور آسان ہیں راوی کو شک ہے کہا ھون فرمایا ایسر یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْغَسَّانِيِّ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَأْتِ تَأْوِيلُهَا بَعْدُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حسن بن عرفة، اسماعیل بن عیاش، ابی بکر بن ابی مریم غسانی، راشد بن سعد، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔الانعام۔) کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جان لو عذاب ابھی تک آیا نہیں۔ بلکہ آنے والا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۃ انعام کی آیت ۶۵ میں ہے "قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ" عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ سے مراد قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب الفیل پر ہونے والا عذاب ہے۔ اور مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ سے مراد طوفان نوح اور غرق فرعون، قارون کا زمین میں دھنس جانا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ عذاب فوق سے ظالم بادشاہ اور تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ سے بدکردار غلام ہیں۔ ضحاکؒ کا قول ہے کہ فوق اور تحت سے مراد چھوٹے بڑے ہیں۔ بعض نے فَوْقِكُمْ سے مراد بارش کو روک لینا اور تحت سے مراد روئیدگی روک لینا (مظہری ج۴ ص ۱۱۰)

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا: یلبس کا معنی یخلط، شیعًا کا معنی مختلف گروہ جن کے خیالات وشہوات الگ الگ ہوں۔ بأس کا معنی عذاب اور جنگ کے شدائد ومراد ہیں مطلب یہ ہے کہ تم میں سے بعض، بعض کو قتل کرنے لگیں گے۔ آیت کے آخری حصے کی تعبیر ہجرت کے ۳۵ سال بعد نظروں کے سامنے آگئی جب جنگ جمل اور جنگ صفین رونما ہوئیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب ہو کر مسجد معاویہ کے قریب پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو رکعت ادا فرما کر دعا کی۔ دعا کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا اور تین

درخواستیں پیش کیں۔ایک یہ کہ میری امت کو عمومی عذاب (غرق) میں ہلاک نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی، اور دوسری میں نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ میری امت کو عمومی طور پر قحط خشک سالی سے ہلاک نہ کرنا اللہ نے میری یہ دعا قبول کرلی، تیسری میں نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ میری امت آپس میں باہمی جنگ وجدال نہ کریں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہیں فرمائی (مظہری وبغوی)۔

تعارض ورفع تعارض: امام ترمذی نے پہلی حدیث جابر ذکر کی دوسری حدیث سعد بن ابی وقاص ان دونوں میں بظاہر تعارض نظر آرہا ہے وہ اس طرح کہ حدیث جابر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر رجم اور خسف کا عذاب نہیں آئے گا جبکہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر یہ دونوں عذاب قرب قیامت میں واقع ہوں گے۔

جواب اول: جن دوعذابوں کی پناہ مانگی ہے ان کا تعلق خیرالقرون کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اس زمانے (خیرالقرون) کے بعد قیامت سے پہلے ان کا وقوع ہوسکتا ہے۔

جواب ثانی: جن روایات میں دونوں عذابوں کی نفی ہے اس سے مراد اجتماعی خسف اور رجم ہے اور جن روایات میں دونوں عذابوں کا اثبات ہے اس سے مراد قرب قیامت میں بعض لوگون کا خسف ورجم ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَأَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب (جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا، امن انہیں کیلئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔) نازل ہوئی تو یہ مسلمانوں پر شاق گزرا۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کرتا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس سے یہ ظلم مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔کیا تم نے لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اس لئے کہ شرک ظلم عظیم ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ انعام آیت ۸۲ میں ہے "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ" جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ پر شاق گزری اور صحابہ کرامؓ عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے ظلم سے عام گناہ مراد نہیں۔آیت میں ظلم کو نکرہ ذکر کیا گیا اس میں اس طرح اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ہر قسم کا شرک، ایمان کے منافی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرائے وہ مشرک ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِينِي وَلَا تُعْجِلِينِي أَلَيْسَ اللهُ تَعَالَى يَقُولُ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ قَالَتْ أَنَا وَاللهِ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا ذَالِكَ جِبْرِيلُ مَا رَأَيْتُهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي خُلِقَ فِيهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ يَقُولُ اللهُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ يُكْنٰى أَبَا عَائِشَةَ

مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا کہ انہوں نے فرمایا اے عائشہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک بات بھی کی اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد (ﷺ) نے (شب معراج میں) اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔) پھر فرماتا ہے (یعنی کوئی بشر اس (یعنی اللہ تعالیٰ) سے وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے ہی سے بات کرسکتا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور عرض کیا اے ام المومنین مجھے مہلت دیجئے اور جلدی نہ کیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا (اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔ النجم) نیز فرمایا (اور بیشک انہوں (یعنی محمد ﷺ) نے اسے آسمان کے کنارے پر واضح دیکھا۔) حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے ان کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ میں نے انہیں ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے جسم نے آسمان و زمین کے درمیان پوری جگہ کو گھیر لیا ہے (۲) اور جس نے سوچا کہ محمد (ﷺ) نے اللہ کی نازل کی ہوئی چیز میں سے کوئی چیز چھپالی اس نے بھی اللہ پر جھوٹ باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے رسول جو آپ کے رب نے آپ پر نازل کیا ہے اسے پورا پہنچا دیجئے۔) (۳) اور جس نے کہا کہ محمد (ﷺ) کل کے متعلق جانتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے اس نے بھی اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین و آسمان میں کوئی علم نہیں جانتا) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور مسروق بن اجدع کی کنیت ابوعائشہ ہے۔

تشریح: مسئلہ اولیٰ: اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ عالم دنیا میں اللہ رب العزت کی زیارت نہیں ہو سکتی البتہ زیارت ممکن ہے کیونکہ اگر یہ زیارت ممکن نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ''رب ارنی انظر الیک'' سے ایک محال چیز کا مطالبہ ہی نہ کرتے باقی رہی یہ بات کہ عالم دنیا میں زیارت کیوں نہیں ہو سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیاوی آنکھوں میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اس کا مشاہدہ کر سکیں اور اس جسم میں سکت نہیں کہ اس نور کو برداشت کر سکیں۔ معتزلہ، خوارج، مرجیہ نے جنت میں بھی رؤیت باری کا انکار کیا ہے۔

مسئلہ ثانیہ: اسی طرح اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی قرآن کریم اور آیت مبارکہ میں اس کی صراحت موجود ہے جیسا کہ سورۃ قیامۃ میں ہے کہ قیامت کے دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور وہ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔ البتہ گمراہ فرقے آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور وہ اس آیت (لاتدرکہ الابصار الخ) سے استدلال کرتے ہیں کہ نگاہیں جب اللہ پاک کو نہیں پاسکتی تو پھر اللہ پاک کو دیکھنا کیسے ممکن ہے۔

مسئلہ ثالثہ: شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ اس بارے میں دو قول مشہور ہیں۔

قول اول: حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک شب معراج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ جل شانہ کو بغیر کسی حجاب کے براہ راست دیکھا حضرت ابن عباسؓ سے صحیح سند سے مروی ہے قال اتعجبون ان تکون الخلۃ لابراھیم والکلام لموسی والرؤیۃ لمحمد اخرجہ النسائی امام احمد وغیرہ بھی ترجیح اثبات کے قائل ہیں۔ ان حضرات نے شدید القوی ذو مرۃ فاستوی ثم دنی فتدلی ان سب کو اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال قرار دیا اس کے بعد جو دیکھنے کا ذکر ہے اس سے مراد حق تعالیٰ کا دیدار اور زیارت ہے۔

قول ثانی: حضرت عائشہ، حضرت ابن مسعود و جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین کے ہاں شب معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دوسری بار دیکھا چنانچہ قرآن پاک کی آیت ولقد راہ نزلۃ اخری میں اسی دوسری رویت کا ذکر ہے اور سورۃ نجم کی ابتدائی آیات میں پہلی رویت کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آسمان کے افق پر دیکھا اور شدید القوی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تمام صفات مراد ہیں۔

اختلاف صحابہ کی بناء پر بعض محققین جمع کے قائل ہوئے ہیں کہ رؤیت سے مراد رؤیت قلبی ہے اور نفی سے مراد رؤیت بصری کی نفی ہے گویا رؤیت قلبی ہوئی ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت نے توقف کا قول ذکر کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ الْحَرَشِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن موسیٰ بصری حرشی، زیاد بن عبداللہ بکائی، عطاء بن سائب، سعید بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چند لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم جس چیز کو قتل کریں۔ اے

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَنَأْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَأْكُلُ مَا يَقْتُلُ اللهُ فَأَنْزَلَ اللهُ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ إِلَى قَوْلِهِ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

کھائیں اور جسے اللہ نے مار دیا ہے اسے نہ کھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (سوتم اس (جانور) میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے ہو۔ الانعام۔)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ایک اور سند سے بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کو عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں کفار و مشرکین کے ایک اعتراض کا جواب ہے کہ مشرکین و کفار یہ اعتراض یہ کرتے ہیں کہ مسلمان جس کو خود ماریں ذبح کریں وہ حلال ہے اور جس کو اللہ مارے وہ حرام ہے یہ کیسے ہے؟ اس کا جواب اس آیت میں نازل ہوا "فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ" کہ جس پر اللہ تعالیٰ نام نہ لیا گیا ہو اور وہ مر جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ مردار کھانا اس لئے حلال نہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا اس لئے مردار کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چھوڑا گیا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ اس نے جس انداز سے جو حکم دیا اس کو پورا کرنے کا نام اطاعت ہے۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْرَأْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

فضل بن صباح بغدادی، محمد بن فضیل، داؤد اودی، شعبی، علقمہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے ایسے صحیفے دیکھنے کی خواہش ہو جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مہر ثبت ہو تو یہ آیات پڑھ لے (کہہ دو آؤ میں تمہیں سنادوں جو تمہارے رب نے حرام کیا ہے) تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔ یہاں تک تلاوت فرمائی۔ الانعام۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہر لگے ہوئے صحیفہ کو دیکھنا چاہے تو وہ ان تین آیات کو پڑھے سورۃ انعام ۱۵۱ تا ۱۵۳۔ ان تین آیات میں دس احکام کا بیان ہے۔ (۱) شرک نہ کرنا (۲) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا (۳) اولاد کو قتل نہ کرنا تنگدستی کی وجہ سے (۴) بے حیائی سے بچنا (۵) ناحق قتل نہ کرنا (۶) یتیم کا مال نہ کھانا (۷) ناپ تول میں کمی نہ کرنا (۸) شہادت یا فیصلہ میں سے ناانصافی نہ کرنا (۹) اللہ تعالیٰ سے عہد کو پورا کرنا (۱۰) صراط مستقیم پر چلنا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

سفیان بن وکیع، وکیع، ابن ابی لیلیٰ، عطیہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ قَالَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی۔) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ ان نشانیوں سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض حضرات نے یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ الْآيَةَ الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَمِنَ الْمَغْرِبِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، یعلی بن عبید، فضیل بن غزوان، ابوحازم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں نکلنے کے بعد کسی کا ایمان لانا اس کیلئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ دجال، دابۃ الارض اور مغرب کی جانب سے سورج کا طلوع ہونا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ انعام آیت ۱۵۸ ہے "هل ينظرون الا ان تاتيهم الملائكة" اس آیت میں بعض آیات قیامت سے مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا ہے جب تک سورج کا طلوع اس طرف سے نہ ہوگا توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا یہی مراد ہے اللہ کے اس فرمان کی یوم یاتی بعض آیات "إِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ"۔ یہاں ایمان سے مراد توبہ ہے بعض احادیث میں ایمان سے توبہ کے علاوہ دوسرا معنی مراد لیا گیا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین امور جب ظاہر ہو جائیں گے تو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا یا ایمان کی حالت میں اس نے کوئی نیکی نہ کی ہوگی اس وقت اس کا ایمان اس کیلئے مفید نہ ہوگا۔ وہ تین امور یہ ہیں الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا فَإِنْ تَرَكَهَا وَرُبَّمَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَعْمَلْ بِهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً ثُمَّ قَرَأَ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ان کی بات سچی ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دو پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو اسکے برابر دس گنا نیکیاں لکھ دو اگر کوئی برائی کا ارادہ کرے تو اس کیلئے برائی (گناہ) نہ لکھو اگر وہ برائی پر عمل کرے پس اُس کی برائی کے بقدر لکھ دو اگر وہ اس برائی کو چھوڑ دے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس برائی پر عمل نہ کرے تو اسکے لئے اسکے بدلے میں ایک نیکی لکھ دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جو کوئی ایک نیکی کریگا اس کیلئے

فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

دس گنا اجر ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ انعام کی آیت ۱۶۰ "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا" ایک نیکی کو دس گنا کر دیا جاتا ہے۔ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی کو بڑھانا ہے اور یہ فضل ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں اور گناہ کی سزا بڑھانا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ظلم کا گزر نہیں اس لئے اگر کوئی شخص گناہ کا ارادہ کر لے تو اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا جب تک وہ گناہ کر نہ لے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَعْرَافِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا قَالَ حَمَّادٌ هٰكَذَا وَأَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ عَلَى أُنْمُلَةِ إِصْبَعِهِ الْيُمْنَى قَالَ فَسَاخَ الْجَبَلُ وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

عبداللہ بن عبدالرحمن، سلیمان بن حرب، حماد بن سلمۃ، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔) حماد کہتے ہیں کہ سلیمان نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی نوک داہنی انگلی پر رکھی اور فرمایا پھر پہاڑ پھٹ گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

عبدالوہاب اوراق بھی یہ حدیث معاذ بن معاذ سے وہ حماد بن سلمہ سے وہ ثابت سے وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک میں سورۃ اعراف کی آیت ۱۴۳ کی تفسیر کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت دنیا میں نہیں ہو سکتی آخرت میں ہوگی اس کی وضاحت پچھلی سورت کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا

انصاری، معن مالک بن انس، زید بن ابی انیسۃ، عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب، حضرت مسلم بن یسار جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی (وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ) (اور جب

بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ النَّارَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَمُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بَيْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ عُمَرَ رَجُلًا

تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کے بعد ان کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی اولاد نکالی پھر فرمایا کہ انہیں جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ اسی کیلئے عمل کریں گے۔ پھر ہاتھ پھیرا اور اولاد نکال کر فرمایا کہ انہیں میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے یہ اسی کیلئے عمل کریں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کیلئے پیدا کرتے ہیں تو اسے جنت ہی کے اعمال میں لگا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اہل جنت ہی کے اعمال پر مرتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور کسی بندے کو جہنم کیلئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے بھی اسی کے مطابق کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اہل دوزخ ہی کے عمل پر مرتا ہے اور پھر اسے دوزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور مسلم بن یسار کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع نہیں۔ بعض راوی مسلم اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيصًا مِنْ نُورٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر ان کی پیٹھ سے قیامت تک آنے والی ان کی نسل کی روحیں نکل آئیں۔ پھر ہر انسان کی پیشانی پر نور کی چمک رکھ دی۔ پھر انہیں آدمؑ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے پوچھا اے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں

آدَمُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَأَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ فَقَالَ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضَى عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنُسِّيَ آدَمُ فَنُسِّيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِئَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بہت پسند آئی تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے رب یہ کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد میں سے آخری امتوں کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام داؤد ہے۔ آدمؑ نے عرض کیا اے اللہ اس کی عمر کتنی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال۔ آدمؑ نے عرض کیا اے اللہ اس کی عمر مجھ سے چالیس سال زیادہ کر دیجئے۔ پھر جب آدمؑ کی عمر پوری ہوگئی تو موت کا فرشتہ حاضر ہوا۔ آدمؑ نے ان سے پوچھا کہ کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں۔ فرشتے نے کہا کہ وہ تو آپ اپنے بیٹے داؤدؑ کو دے چکے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر آدمؑ نے انکار کر دیا لہٰذا ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی۔ آدمؑ بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ پھر آدمؑ نے غلطی کی لہذا ان کی اولاد بھی غلطی کرنے لگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہؓ ہی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

تشریح: سورۃ اعراف کی آیت ۱۷۲، ۱۷۳ میں عہد الست کا ذکر ہے جو عالم ارواح میں لیا گیا اسکی صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھیں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں جمع کیا پھر انہیں عقل و رہنمائی دے کر اپنی واحدانیت کا اقرار کروایا کہ یہ وعدہ اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا اور اس اقرار کی جگہ وادی نعمان ہے جو میدان عرفات کے نام سے مشہور ہے۔

بعض لوگوں نے اس پر شبہ کیا کہ دنیا میں آنے کے بعد تو یہ عہد کسی کو یاد ہی نہیں رہا تو اس عہد کا کیا فائدہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عہد اب بھی بعض خاص لوگوں کو یاد ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہ بعض مسائل ایسے ہیں جو بہت سارے لوگوں کو معلوم نہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اُن مسائل کا بالکلیہ وجود نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ عدم علم عدم وجود کو مستلزم نہیں۔

سوال: احادیث میں ذریت کو آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے لینے یعنی نکالنے کا ذکر ہے اور مذکورہ آیت میں آدم علیہ السلام کی اولاد کی پیٹھ سے نکالنے کا تذکرہ ہے بظاہر تعارض ہے۔

جواب: ان میں تطبیق اسی طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان لوگوں کو نکالا گیا تھا جو بلا واسطہ آدم علیہ السلام سے پیدا ہونے والے تھے پھر ان کی نسل کی پشت سے دوسروں کو اسی طرح جس ترتیب سے اس دنیا میں اولاد آدم پیدا ہونے والی تھی اسی ترتیب سے ان کی پشتوں سے نکالا گیا۔ خلاصہ تطبیق یہ ہے کہ آدھا مضمون قرآن سے ثابت ہے اور آدھا مضمون حدیث سے۔

حدیث کے آخری جملے ''اولم یبق من عمری اربعون سنة'' حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر کے چالیس سال

حضرت داؤد علیہ السلام کو دے دیئے جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی امام ترمذیؒ نے نقل کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کے ساٹھ برس دیئے تو دونوں میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب اول: ممکن ہے پہلے چالیس سال دیئے ہوں پھر بیس سال کا مزید اضافہ کیا ہو۔ بعض راویوں نے چالیس کا ذکر کیا اور بعض راویوں نے ساٹھ کا ذکر کیا۔ **جواب ثانی:** حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کے چالیس سال دینے والی روایت زیادہ راجح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِّيهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَسَمَّتْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

محمد بن مثنی، عبدالصمد بن عبدالوارث، عمر بن ابراہیم، قتادہ، حسن، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت حواء علیہا السلام حاملہ ہوئیں تو شیطان نے آپ کے گرد چکر لگایا۔ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ شیطان نے کہا کہ بیٹے کا نام عبدالحارث رکھیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ زندہ رہا۔ اور شیطان کی طرف سے یہ بات ڈالی گئی اور اس کا حکم تھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عمر بن ابراہیم کی قتادہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو عبدالصمد سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کو مرفوع نہیں کرتے۔

تشریح: آیت ۱۹۰ کے شروع میں من نفس واحدۃ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ **وجعلھا منھا زوجھا** سے مراد حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔

امام ترمذیؒ جو حدیث باب لائے ہیں اس کے شان ورود کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام حاملہ ہوئیں تو ابلیس مرد کی شکل میں ان کے پاس آیا اور پوچھا تیرے پیٹ میں کیا ہے حوا علیہا السلام نے کہا مجھے معلوم نہیں ابلیس نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ کوئی چوپایہ وغیرہ نہ ہو حضرت حوا علیہا السلام کو ڈر لگنے لگ گیا پھر ایک معاملہ یہ بھی تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی تو شیطان نے آکر مشورہ دیا کہ تم اپنے اس ہونے والے بچے کا نام عبدالحارث رکھو۔ حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام سے ذکر کیا حضرت آدم علیہ السلام کہنے لگے کہ میں اس کو جانتا ہوں شاید وہی ابلیس ہو یہ ابلیس دونوں کے پاس آتا رہا اور دونوں فریب کھا گئے اور بچہ پیدا ہونے پر اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا حارث ابلیس کا نام تھا۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں شرکا جمع کا صیغہ ذکر کیا ہے لیکن مراد اس سے واحد ہے یعنی عبدالحارث نام لکھ کر غیر اللہ کو شریک قرار دے دیا لیکن یہ شرک نہ تو عقیدہ میں تھی اور نہ ہی عبادت میں تھی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نبی معصوم تھے شرک نہیں کر سکتے تھے بلکہ یہ شرک صرف نام رکھنے میں تھا جس کو شرک فی التسمیہ کہتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو صحیح مان کر طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں بعض نے کہا

کہ ذہن اور سوچ سوچ کا فرق ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ انبت الربیع البقل اگر مومن کہے تو اس کا معنی اور ہے اور دہریہ کہے تو اس کا معنی اور ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کاشت کار تھے اور حارث کاشت کار کو ہی کہتے ہیں اور عبد غلام کو کہتے ہیں تو انہوں نے یہ تعبیر کی کہ عبدالحارث کا معنی ہے اپنے والد کا خادم لیکن چونکہ یہ لفظاً شرک تھا اس کی رب تعالیٰ نے تردید فرمائی۔

اس کی دوسری تفسیر ابن جریر طبریؒ نے کی اور اسی تفسیر کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے فارسی ترجمہ فتح الرحمن میں لیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ "ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ" میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا ذکر ہے اور ان کے نوع میں جوڑے کا ذکر ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے بیوی حاملہ ہوتی ہے اور دعائیں وغیرہ کرتے ہیں کہ اے اللہ! نیک صالح بچہ دے، جب اللہ نے بچہ دیا تو اس کا نام شرکیہ رکھ دیا جیسے، حسین بخش، نبی بخش، رسول بخش، امام بخش، پیر بخش وغیرہ، عبدالحارث، پیراں دتہ، تو پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر تھا آگے ان کی نسل کا ذکر ہے۔ قرینہ فتعالی اللہ عما یشرکون (فوائد صفدریہ)۔

حدیث پر کلام: اس حدیث کے ضعف کی کئی خرابیاں ہیں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

اول: عبدالصمد کے کئی شاگرد اس روایت کو ذکر کرتے ہیں بعض مرفوع ذکر کرتے ہیں اور بعض حضرت سمرۃ کا قول قرار دیتے ہیں۔ محمد بن مثنی مرفوع قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے علاوہ موقوف قرار دیتے ہیں۔

ثانی: اس حدیث کا راوی عمر بن ابراہیم عبدی بصری اگرچہ فی نفسہ صدوق ہے مگر حضرت قتادہ سے منکر روایات نقل کرتا ہے جبکہ قتادہ کے دوسرے شاگرد اس کے برخلاف روایت کرتے ہیں۔

ثالث: حضرت حسن بصریؒ نے اس آیت کی تفسیر حدیث سمرۃ سے جو کی ہے وہ اس حدیث کے خلاف کی ہے انہوں نے ایک روایت میں عام کفار کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔

بہر حال ان تمام خرابیوں کے ہوتے ہوئے اس حدیث کو صحیح قرار نہیں دے سکتے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْفَالِ

ربط: پہلی سورۃ میں کفار کے ساتھ مقابلہ باللسان کا بیان تھا حجت و دلیل کے لحاظ سے جبکہ اس سورۃ میں کفار کے ساتھ مقابلہ بالسیف و بالسنان کا بیان ہے اُس میں کفار کے ساتھ مقابلہ باللسان تھا، دلیل اور برہان پیش کی گئی کفار کا رد کیا گیا اور اس سورۃ میں کفار کے ساتھ مقابلہ ہے تلوار کے ساتھ کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا تلوار کے ساتھ بھی۔

انفال: نفل کی جمع ہے نفل کہتے ہیں زیادتی کو (زائد چیز کو) اور غنیمت کو نفل اس لئے کہتے ہیں کہ اصل مقصد تو اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور یہ غنیمت زائد ہے تو نفل کے معنیٰ لغوی طور پر زائد کے ہیں۔

اصطلاح میں نفل اس مال غنیمت کو کہتے ہیں کہ جو جہاد کے وقت کفار سے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں اس معنی کے لئے تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

مالِ غنیمت: وہ مال جو کفار سے جنگ کر کے حاصل ہوا ہو۔

مالِ فئی: جو بغیر جنگ کے کفار سے حاصل ہوا ہو خواہ وہ میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جائیں یا از خود دے دیں۔

نفل: وہ مال جو امیر جہاد کسی مجاہد کو خاص کارکردگی پر دیتا ہے یا مالِ غنیمت کے علاوہ مخصوص انعام پر دیتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَوْ نَحْوَ هٰذَا هَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ فَقَالَ هٰذَا لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ فَقُلْتُ عَسَى أَنْ يُعْطَى هٰذَا مَنْ لَا يُبْلِي بَلَائِي فَجَائَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَإِنَّهُ قَدْ صَارَ لِي وَهُوَ لَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكٌ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر میں تلوار لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے مشرکین سے میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا۔ یا اسی طرح کچھ کہا۔ یہ تلوار مجھے دید یجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ میرا حق ہے نہ تمہارا۔ میں نے دل میں سوچا ایسا نہ ہو کہ یہ ایسے شخص کو مل جائے جو مجھ جیسی آزمائش میں نہ ڈالا گیا ہو۔ پھر میرے پاس آپ ﷺ کا قاصد آیا اور کہا کہ تم نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی اس وقت یہ میری نہیں تھی۔ لیکن اب میری ہو گئی ہے۔ لہذا یہ تمہاری ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو سماک بھی مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور اس باب میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے بھی روایت مذکور ہے۔

تشریح: شانِ نزول: آیت ''يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ'' کے بارے میں دو شانِ نزول ہیں۔

اول: غزوہ بدر جب ہوا اس وقت نبی کریم ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام ﷺ بھی نکلے، بدر کے میدان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی کافر بھاگ گئے مسلمانوں کی جماعت کے تین حصے بن گئے ایک حصہ دشمن کے پیچھے بھاگا تا کہ وہ دوبارہ حملہ نہ کر سکیں ایک گروہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت پر مامور ہو گیا تا کہ دشمن پلٹ کر آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا سکے تیسرا گروہ مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ہر شخص اپنے ٹھکانے پر پہنچا تو مال غنیمت کی تقسیم پر تینوں جماعتوں میں اختلاف ہو گیا مال غنیمت جمع کرنے والے کہنے لگے ہم اس مالِ غنیمت کے حق دار ہیں کیونکہ ہم نے جمع کیا دوسرا گروہ کہنے لگا کہ ہم نے دشمن کا تعاقب کیا ہم نے دشمن کو پسپائی دکھائی لہٰذا ہم مالِ غنیمت کے زیادہ حق دار ہیں اور جو صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کی حفاظت پر مامور تھے انہوں نے کہا اصل مقصد آپ ﷺ کی حفاظت ہے لہٰذا ہم مالِ غنیمت کے زیادہ حق دار ہیں۔ جب اختلاف ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے ہاں رسول اللہ اگر کسی کو دینا چاہیں تو دے دیں کوئی اختلاف نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے وہ مال سب مجاہدین کے درمیان برابر تقسیم کر دیا وہ سب آپ ﷺ کے اس فیصلے پر راضی ہو گئے اور صحابہ کرامؓ اپنی گفتگو پر نادم ہوئے۔

ثانی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میرے بھائی عمیر شہید ہو گئے میں نے ان کے بدلہ میں مشرکین کے ایک شخص کو قتل کر کے اس کا سامان تلوار وغیرہ لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری خواہش تھی کہ یہ تلوار مجھے مل جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تمہاری اس کو مال غنیمت میں جمع کر وادو یہ بات مجھ پر گراں گزری لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ قریب ہی تھا کہ میں کچھ کر لیتا سورۃ انفال نازل ہوئی اور وہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمادی۔ ان دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دونوں واقعات پیش آئے ہوں اس لئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں واقعات کے جواب میں ایک آیت نازل ہوئی ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ نَظَرَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ مِنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ فَأَمَدَّهُمُ اللَّهُ بِالْمَلَائِكَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي زُمَيْلٍ وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا يَوْمَ بَدْرٍ

محمد بن بشار، عمر بن یونس یمامی، عکرمہ بن عمار، ابوزمیل، عبداللہ بن عباس، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکر کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو اور چند آدمی تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کو پکارنے لگے اے اللہ! اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو اس زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک قبلہ رخ ہو کر ہاتھ پھیلائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کندھوں سے گر گئی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور چادر اٹھا کر کندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اپنے رب سے کافی مناجات ہو چکی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتہ بھیج رہا ہوں۔ الانفال) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار کی ابوزمیل سے روایت سے جانتے ہیں۔ ابوزمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔

تشریح: **أَنْجِزْ لِي:** میرے لئے پورا کردے۔ **يَهْتِفُ بِرَبِّهِ:** آہ وزاری کے ساتھ کسی کو پکارنا، بلانا **مَادًّا يَدَيْهِ:** اپنے ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے۔ **اَلْتَزَمَهُ:** اپنا بدن لگالینا **مُنَاشَدَتُكَ:** مطالبہ کرنا، پہل کرنا یہ کفاک کا فاعل بھی ہوسکتا ہے اور مفعول بھی۔ مفعول بنانا بہتر ہوگا۔ **مُرْدِفِينَ:** یکے بعد دیگرے آنا۔

بدر کا واقعہ مشہور اور آسان ہے جو اکثر تفاسیر میں پڑھ چکے ہیں یہاں چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

سوال اول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں الحاح وزاری میں مشغول تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حوصلہ افزائی کی کہ آپ دعا ختم کریں اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائیں گے سوال ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اللہ پر یقین تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر دعا کو لمبا کرتے جارہے تھے۔

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا کو طویل کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل یقین تھا لیکن اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی امت کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا غلبہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ امید یقین کے درجہ میں ہوگئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرور مدد فرمائیں گے گویا اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام رجا میں تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام خوف میں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل دعا میں مشغول تھے۔

سوال ثانی: یہاں پر فرشتوں کی تعداد نزول میں ایک ہزار کا ذکر ہے جبکہ سورۃ آل عمران میں تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے اس کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور لوگوں کی فریاد تھی۔ دوسرا وعدہ تین ہزار فرشتوں کی امداد کا اس وقت کیا گیا جب مسلمانوں کو خبر ملی کہ کفار قریش کی مدد کے لئے مزید کمک آرہی ہے مسلمانوں کے دل میں تھوڑا سا خوف پیدا ہوا اس لئے تین ہزار فرشتوں کا وعدہ کیا گیا۔ تیسرا وعدہ پانچ ہزار فرشتوں کا نزول اس شرط پر تھا کہ اگر فریق مخالف نے بیک وقت حملہ کردیا تو پانچ ہزار فرشتوں کی بھی مدد کی جائے گی۔

بعض مفسرینؒ نے کہا کہ یہ وعدہ تین شرائط پر منحصر تھا۔ اول ثابت قدمی، دوم تقویٰ، سوم فریق مخالف کا یکبارگی حملہ، پہلی دو شرطیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں موجود تھیں اس لئے معاملہ ایک ہزار اور تین ہزار تک رہا۔ مگر تیسری شرط یکبارگی حملہ کی واقع نہیں ہوئی اس لئے پانچ ہزار فرشتوں کے نزول کی نوبت نہیں آئی۔

سوال ثالث: اتنے ملائکہ کے نزول کی کیا حکمت تھی کفار کے لئے تو ایک فرشتہ کا ایک پر ہی کافی تھا جیسا کہ قوم ہود، قوم ثمود کی قوموں کو ایک فرشتہ نے ہی تباہ کردیا تھا۔

جواب: اس کی حکمت کا بیان خود قرآن میں ہے "وما جعله الله الا بشری لكم ولتطمئن به قلوبكم وما النصر الا من عند الله. ان الله عزيز حكيم" مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے فوجی کمک بڑھانے کے لئے کفار کے دلوں پر رعب ڈالنے کے لئے "سالقی فی قلوب الذين كفروا الرعب" میں یہی حکمت ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَدْرٍ قِيلَ لَهُ عَلَيْكَ الْعِيرَ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِي وَثَاقِهِ لَا يَصْلُحُ وَقَالَ لِأَنَّ اللهَ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ قَالَ صَدَقْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ تجارتی قافلہ کو جا کر پکڑیں اس سے اب کوئی چیز مانع نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت ابن عباسؓ سے جو اس وقت زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے عرض کیا کہ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا تھا اور اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ (یعنی ابن عباس) نے سچ کہا۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: سورۃ انفال کی آیت میں ہے ''وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أنها لكم و تودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم و يريد الله ان يحق الحق بكلمته و يقطع دابر الكافرين''

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللهُ: اس کا تعلق فعل محذوف کے ساتھ ہے یعنی اس وقت کا واقعہ یاد کرو کُمْ ، یَعِدُ کا مفعول اول اور اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ دوسرا مفعول ہے۔ اور انها لكم احدى سے بدل ہے۔

اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ سے مراد ایک تو ابوسفیان کا تجارتی قافلہ تھا جس میں ساٹھ آدمی تھے ایک ہزار اونٹ تھے پچاس ہزار دینار کا سامان تھا اور دوسرا طائفہ ابوجہل کا ایک ہزار کا لشکر لیکر ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کرنے کی غرض سے نکلا تھا لیکن بدر کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ میں شکست کھا گیا ادھر ابوسفیان کا لشکر بچ کر نکل گیا جب آپ جنگ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا گیا کہ اب تجارتی قافلہ کا تعاقب کریں کیونکہ اب اس کے تعاقب کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت اگر چہ دل سے مسلمان تھے زبان سے اظہار نہیں کیا تھا اور کفار کے ساتھ قید ہو کر آئے تھے انہوں نے اس اقدام سے منع کر دیا اور آیت سے استنباط کیا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات مان لی اور تجارتی قافلہ کا تعاقب نہیں کیا۔

ویرید الله ان یحق الحق بکلماته : کلمات سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دین غالب اور معزز کرنے کا پہلے کیا تھا۔ **ویقطع دابر الکافرین** کہ کافروں کی بیخ کنی کر دے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَ اللهُ

سفیان بن وکیع، ابن نمیر، اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر، عباد بن یوسف، ابو بردۃ بن ابی موسی، حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امن (والی آیات) اتاریں۔ (اور

عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الْإِسْتِغْفَارَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

اللہ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دے (2) اور اللہ انہیں عذاب کرنے ولاء نہیں ہے درانحالیکہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔) پس جب میں (دنیا) سے چلا جاؤں گا تو ان میں استغفار کو قیامت تک کے لئے چھوڑ جاؤں گا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اسماعیل بن ابراہیم کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔

تشریح: سورۃ انفال آیت ۳۲ میں کفار مکہ کے سوال کا ذکر ہے اور آیت ۳۳ میں اس کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب دین اسلام برحق ہے اور ہم اس پر ایمان نہیں لاتے تو ہم پر دردناک عذاب کیوں نہیں آتا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان لوگوں پر عذاب ضرور نازل ہوتا لیکن دو چیزیں ان کے عذاب کے لئے مانع ہیں ایک ان کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک دوسرا ان کا استغفار، یہ دونوں عذاب کے آنے میں رکاوٹ ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ يَسْتَغْفِرُوْنَ سے مسلمان مراد ہیں کہ جو مکہ سے ہجرت نہ کر سکے ضعیف لوگ اللہ جل شانہٗ سے توبہ و استغفار کرتے رہتے تھے ان کی خاطر اور ان کے استغفار کی برکت سے اہل مکہ پر عذاب نازل نہیں کیا گیا پھر جب ان حضرات نے ہجرت کر لی اور مکہ مکرمہ سے چلے گئے پھر ہم پر یہ آیت نازل ہوئی ''وما لھم الا یعذبھم'' مطلب یہ ہے کہ اب مانع عذاب دونوں مکہ میں نہیں رہے نہ تو استغفار کرنے والے مسلمان باقی رہے لہٰذا اب عذاب آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر ان کافروں پر عذاب نازل کیا گیا ان میں بعض مارے گئے بعض کو مکہ سے نکال دیا گیا اور بعض مغلوب ہو گئے۔ اس تفسیر کی بنا پر وَأَنْتَ فِيهِمْ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں قیام ہے اور يَسْتَغْفِرُوْنَ سے مسلمانوں کا استغفار ہے اور عذاب سے فتح مکہ کے وقت کفار کا مغلوب ہونا ہے۔

بعض حضرات نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں موجود ہونا ہی عذاب سے مانع ہے صرف مکہ میں موجود ہونا مراد نہیں اور يَسْتَغْفِرُوْنَ سے کافر مراد ہیں اہل مکہ اس وقت مشرک اور کافر تو تھے ہی لیکن جب وہ کعبہ کا طواف کرتے تو غفرانك غفرانك کہتے۔ اگرچہ کفار کا استغفار کہنا ان کے لئے آخرت میں نافع نہیں مگر دنیا میں یہ فائدہ ہوگا کہ دنیاوی عذاب سے بچ جائیں گے اور آخرت کا عذاب ان کے لئے موجود ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ

احمد بن منیع، وکیع، اسامۃ بن زید، صالح بن کیسان، ایک نامعلوم شخص سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی (اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ قَالَ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَلَا إِنَّ اللهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الْأَرْضَ وَسَتُكْفَوْنَ الْمُؤْنَةَ فَلَا يَعْجِزَنَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَحَدِيثُ وَكِيعٍ أَصَحُّ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وَأَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ

(سپاہیانہ) قوت اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کرسکو سو تیار رکھو) پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا جان لو کہ قوت سے مراد تیر چلانا ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر فتوحات عطا کرے گا۔ پھر تم لوگ محنت ومشقت سے محفوظ ہو گے۔ لہذا تیر اندازی میں سستی نہ کرنا۔ بعض راوی یہ حدیث اسامہ بن زید سے وہ صالح بن کیسان سے اور وہ عقبہ بن عامر سے نقل کرتے ہیں۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ صالح بن کیسان نے عقبہ بن عامر کو نہیں پایا۔ البتہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پایا ہے۔

تشریح: سورۃ انفال آیت ۶۰ میں ہے "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ" خبردار ہو جاؤ قوت تیر اندازی میں ہے خوب سن لو قوت تیر اندازی میں ہے خوب سن لو قوت تیر اندازی میں ہے آگاہ ہو جاؤ قوت تیر اندازی میں ہے یہ تین مرتبہ فرارشاد فرمایا۔ لفظ قوت جامع ہے قوت میں جنگی جہاز، ٹینک، کشتیاں، توپیں، ہوائی جہاز اور میزائل سب شامل ہیں۔ اسی طرح کفر کا مقابلہ جہاد بالقلم، جہاد باللسان بھی اس میں شامل ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ سُودِ الرُّؤُوسِ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا قَالَ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ فَمَنْ يَقُولُ هٰذَا إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ الْآنَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ لَهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، معاویۃ بن عمرو، زائدۃ، اعمش، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے کسی انسان کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں کیا گیا۔ اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ آسمان سے آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔ سلیمان اعمش کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ یہ بات کون کہہ سکتا ہے۔ کیوں کہ غزوہ بدر کے موقع پر وہ لوگ مالِ غنیمت حلال ہونے سے پہلے ہی اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اگر نہ ہوتی ایک بات جس کو لکھ چکا اللہ پہلے سے تو تم کو پہنچتا اس کے لئے بڑا عذاب۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سُودِ الرُّؤُوسِ: یہ احد کی صفت کاشفہ ہے جو کلام تزین کے لئے لائی گئی ہے اور حدیث اول میں فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے حدیث نہیں ہے۔

قَالَ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ فَمَنْ يَقُولُ هٰذَا إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ: یہ جملہ معترضہ ہے اس سے سلیمان اعمش اپنے استاد ابو

صالح کی مدح اور تعریف کر رہے ہیں کہ ان کا علم وسیع ہے یہ روایت انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی اور کون روایت کر سکتا ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت براہ راست سنی ہے اس جملہ سے ان کا مقصد اپنے استاد کی علمی صلاحیت کو بیان کرنا ہے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

نوشتہ تقدیر سے کیا مراد ہے: قرآن مجید کی اس آیت: ''لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ'' میں اس نوشتہ تقدیر سے کیا مراد ہے، اس میں مختلف اقوال ہیں، جن میں سے تین قول درج ذیل ہیں:

(۱) مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے، حالانکہ ابھی تک ان کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں کیا گیا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ'' کہ مالِ غنیمت کے حلال ہونے کا حکم نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں کا یہ اقدام ایسا گناہ تھا کہ اس پر عذاب آجانا چاہیے تھا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا کہ اس امت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا جائے گا، اس لئے مسلمانوں کی اس خطا پر عذاب نازل نہیں کیا گیا۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذابِ الٰہی بالکل سامنے آچکا تھا، اللہ نے اپنے فضل سے روک دیا اور اگر عذاب آجاتا تو سوائے عمر بن خطاب، اور سعد بن معاذ کے کوئی اس سے نہ بچتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبب عتاب غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینا تھا، جبکہ ترمذی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب مالِ غنیمت کا جمع کرنا ہے، مگر حقیقت میں ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ قیدیوں سے فدیہ لینا بھی مالِ غنیمت کا حصہ ہی ہے۔

(۳) ان قیدیوں میں سے کئی سارے لوگوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ اسلام کو قبول کر لیں گے، اس لئے ان پر عذاب نہیں آیا۔

(معارف ترمذی ج ۳ ص ۲۴۱)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيءَ بِالْأَسَارَى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الْأَسَارَى فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْإِسْلَامَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ

ہناد، ابومعاویۃ، اعمش، عمرو بن مرۃ، ابوعبیدۃ بن عبد اللہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر قیدیوں کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ تم لوگوں کی ان کے متعلق کیا رائے ہے؟ پھر اس حدیث میں قصہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی فدیہ دیئے بغیر یا گردن دیئے بغیر نہیں چھوٹ سکے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سہیل بن بیضاء کے علاوہ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ اسلام کو یاد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا رَأَيْتُنِي فِي يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنِّي فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ حَتَّى قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ الْبَيْضَاءِ قَالَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِقَوْلِ عُمَرَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود کو اس دن سے زیادہ کسی دن خوف میں مبتلا نہیں دیکھا کہ خواہ مجھ پر آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سہیل بن بیضاء کے علاوہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو جب تک خونریزی نہ کرلے ملک میں۔۔۔ آخیر آیت تک۔ یہ حدیث حسن ہے اور ابوعبیدہ بن عبداللہ کا ان کے والد سے سماع ثابت نہیں۔

تشریح: سورۃ انفال آیت ۶۷ تا ۶۹ کی تفسیر ان احادیث میں بیان کی گئی ہے بدر کے میدان میں جب مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے حالانکہ ابھی تک ان کے لئے مال غنیمت حلال نہیں کی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی "لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ"، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں پہلے سے لکھ دیا تھا کہ مال غنیمت تمہارے لئے حلال کردیا جائے گا اگر یہ پہلے کا لکھا ہوا حکم نہ ہوتا تو مال غنیمت جمع کرنے کی وجہ سے تم پر عذاب آجاتا۔

ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ جتنے لوگ وہاں حاضر تھے ان میں سوائے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی مال فدیہ کو ناپسند نہیں کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا یارسول اللہ خوب خون ریزی کرنی میرے نزدیک ان لوگوں کو باقی رکھنے سے اچھی ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر آسمان سے عذاب آجاتا تو سوائے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی نہ بچتا۔ یہ روایت اسی طویل واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جس میں بدر کے قیدیوں کے متعلق دو اختیار دے دیئے گئے تھے۔

(۱) ان قیدیوں کو قتل کردو تاکہ دشمن کی شان وشوکت بالکلیہ ختم ہوجائے۔ (۲) یا ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

لیکن دوسری صورت کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ تھا کہ جتنے آدمی فدیہ لے کر چھوڑو گے اتنے ہی اگلے سال شہید ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ کو دونوں صورتوں کا اختیار دے دیا گیا گویا دوسری صورت کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ کیا گیا بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ چونکہ ہمیں مال کی ضرورت ہے تنگدستی ہے اس لئے فدیہ لیا جائے اور اس صورت میں آئندہ کے لئے جہاد میں تیاری بھی ہوجائے گی باقی رہا اگلے سال شہادت کا حاصل کرنا یہ مسلمانوں کے لئے ایک نعمت ہے۔ عدم فدیہ کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف کیا اور کہا کہ ان تمام کو کچل دیا جائے باقی رہی یہ بات کہ ان میں سے کوئی مسلمان ہوجائے گا یہ ایک وہم ہے جو کہ یقینی نہیں ہوسکتا ہے مسلمانوں کے خلاف مزید سرگرم ہوجائیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا

ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے کہ اس میں ان کے لئے سہولت اور آسانی ہے۔ پھر بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق آیت نازل ہوئی ''مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ'' بہر حال اس کے بدلے اگلے سال جنگ احد میں ستر افراد شہید ہوئے۔

سوال: جب صحابہ کرامؓ کو دو چیزوں کا اختیار دے دیا گیا پھر ایک چیز کے اختیار کرنے سے ان پر عتاب کیوں آیا، بظاہر یہ عتاب اختیار کے منافی ہے؟ **جواب اول:** یہ اختیار بطور امتحان اور آزمائش کے تھا کہ مسلمان اس صورت کو اختیار کریں گے جو اللہ کو پسند ہے یا اس صورت کو اختیار کریں گے جو ان کی دلی خواہش ہے دوسرا یہ کہ دلی خواہش پورا کرنے پر خفیف اشارہ موجود تھا کہ یہ صورت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے عتاب نازل ہوا۔ **جواب ثانی:** اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیدیوں کے بارے میں حکم نازل ہونے سے پہلے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل میں فدیہ کی تمنا اور خواہش ہوئی بعض نے اس بارے میں آپس میں گفتگو بھی کی اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجر و عتاب نازل ہوا ان دونوں اختیاری صورتوں کو اختیار کرنے پر کوئی عتاب نازل نہیں ہوا۔

سُهَيْلَ ابْنَ الْبَيْضَاءِ: یہ دو بھائی تھے سہل اور سہیل دونوں مسلمان ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دونوں کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ مسجد نبوی میں پڑھا تھا اس حدیث میں سہل کا ذکر ہونا چاہیے تھا وہی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تھا جنگ بدر میں وہ مجبور ہو کر لائے گئے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر ان کو فدیہ دینے سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ

ربط: تفسیر کبیر، بیان القرآن وغیرہ میں وہی ربط بیان کیا گیا ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ پہلی سورۃ میں جہاد کا مضمون تھا اور اس سورۃ میں بھی جہاد کا مضمون ہے۔

سوال: قرآن پاک کی باقی تمام سورتوں کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی؟

جواب اول: باقی سورتوں کے شروع میں تسمیہ آپ ﷺ سے منقول ہے اس سورۃ کے شروع میں تسمیہ آپ ﷺ منقول نہیں۔

جواب ثانی: ان سورتوں (انفال، توبہ) کا مضمون آپس میں ملتا جلتا ہے اس لئے اس لئے ان کے درمیان میں تسمیہ نہیں لکھی گئی۔

روح المعانی اور بیان القرآن میں لکھا گیا ہے کہ پچھلی سورۃ اگر پڑھتے چلے آ و تو درمیان میں بسم اللہ نہ پڑھو اور اگر قرآن پڑھنے کی ابتدا اس سے کر رہے ہو تو پھر بسم اللہ پڑھو۔ روح المعانی میں مذکور ہے کہ اس میں چار قسم کے لوگوں کا ذکر ہے (۱) وہ لوگ جن کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور انہوں نے معاہدہ توڑ دیا (۲) قبیلہ بنو زہرہ اور بنو مدلجہ والے لوگ جن کے ساتھ معاہدہ کے نو ماہ باقی تھے (۳) وہ لوگ جن کے ساتھ کوئی مدت وغیرہ طے نہیں تھی (۴) وہ لوگ جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا اس میں کفار کے دو گروہ تھے بنو خزاعہ اور بنو بکر ان میں بنو خزاعہ مسلمانوں کا حلیف تھا اور بنو بکر قریش کا حلیف تھا بنو خزاعہ اور بنو بکر کی لڑائی ہوئی قریش نے بنو بکر کا ساتھ دیا بنو خزاعہ والے آپ ﷺ کے پاس آئے اور گواہوں سے یہ بات ثابت کی کہ ہمارے مخالفین کے ساتھ قریش بھی شریک تھے آپ

نے مشرکین کو پیغام بھیجا کہ تم نے معاہدہ توڑ دیا ہے یا تو دیت دے دو یا معاہدہ کو ٹوٹا ہوا سمجھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے جب واپس آئے تو مشرکین کو کچھ ندامت ہوئی چنانچہ انہوں نے تجدید معاہدہ کے لئے ابوسفیان کو بھیجا وہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مقتولین کی دیت نہ دو معاہدہ نہیں اس نے کہا دیت ویت کی باتیں چھوڑو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اعلان کر دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالُوا أَخْبَرَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَارِسِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي وَإِلَى بَرَاءَةٌ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُوا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ ضَعُوا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا أُنْزِلَتْ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ عَنِ ابْنِ

محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید و محمد بن جعفر و ابن ابی عدی و سہل بن یوسف، عوف بن ابی جمیلۃ، یزید فارسی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورت انفال (جو کہ مثانی میں سے ہے) کو سورت برأت سے متصل کر دیا ہے جو کہ مئین میں سے ہے اور ان کے درمیان بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بھی نہیں لکھی۔ پھر تم نے انہیں سبع طول میں لکھ دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب زمانہ گذشتہ اور گنتی کی سورتیں نازل ہوئیں تو جب کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کو بلاتے اور اسے کہتے کہ یہ آیات اس سورت میں لکھو جس میں ایسے ایسے مذکور ہے۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں لکھو۔ چنانچہ سورت انفال مدینے میں شروع ہی کے ایام میں نازل ہوئی اور سورت برأت آخری سورتوں میں سے ہے اور اس کا مضمون اس سے مشابہ ہے۔ چنانچہ میں نے گمان کیا کہ یہ اسی کا حصہ ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک ہمیں اس کے متعلق نہیں بتایا کہ یہ اس کا حصہ ہے لہذا میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ نہیں لکھی اور اسی وجہ سے انہیں سبع طوال میں لکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف

عَبَّاسٍ وَيَزِيدُ الْفَارِسِيُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ (قَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَيُقَالُ هُوَ يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ وَيَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ) وَ يَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ وَيَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ إِنَّمَا يَرْوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ یزید فارسی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور یزید فارسی تابعین میں سے ہیں اور بصری ہیں۔ نیز یزید بن ابان رقاشی بصری بھی تابعین میں سے ہیں اور یزید فارسی سے چھوٹے ہیں۔ یزید رقاشی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: قرآن پاک کی سورتوں کو چار اقسام میں منقسم کیا ہے۔

(۱) **طوال:** سورۃ بقرۃ سے سورۃ یونس تک سورتوں کو طوال کہا جاتا ہے ان کو سبع الطوال بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی لمبی سورتیں ہیں

(۲) **مئین:** سورۃ یونس سے لے کر سورۃ شعراء تک سورتوں کو مئین کہا جاتا ہے مئین مائۃ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں سو اور یہ سورتیں چونکہ زیادہ تر سو آیتوں پر مشتمل ہیں یا سو کے قریب ہیں اس لئے ان سورتوں کو مئین کہا جاتا ہے۔

(۳) **مثانی:** سورۃ شعراء سے سورۃ حجرات تک کی سورتوں کو مثانی کہا جاتا ہے ان سورتوں کی آیتیں سو سے کم ہیں اور چونکہ اس میں واقعات اور مضامین مکرر ہیں اس بناء پر ان کو مثانی کہتے ہیں۔

(۴) **مفصلات:** سورۃ حجرات سے لے کر اخیر قرآن تک کی سورتوں کو مفصلات کہا جاتا ہے۔

پھر مفصلات کی آگے تین قسمیں ہیں: طوال مفصل، اوساط مفصل، قصار مفصل۔

طوال مفصل: سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک۔ اوساط مفصل: سورۃ بروج سے لم یکن تک۔ قصار مفصل: لم یکن سے آخر سورۃ الناس تک

حدیث الباب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سوال کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ سورۃ انفال مثانی میں سے ہے اور سورۃ توبہ مئین میں سے ہے کہ اس کی آیتوں کی تعداد سو سے زیادہ ہے لہٰذا آپ نے مصحف عثمانی میں قرآن کو جمع اور نقل کراتے وقت ان دونوں سورتوں کو ایک ساتھ طوال میں کیوں رکھی سورۃ انفال کو مثانی میں رکھتے اور سورۃ توبہ کو مئین میں رکھتے اور پھر ان دونوں سورتوں کے درمیان آپ نے بسم اللہ بھی نہیں لکھوائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد رکھ دو لیکن جب سورۃ توبہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی ارشاد نہیں فرمایا کہ اس آیت کو کس سورۃ میں درج کیا جائے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مستقل سورۃ ہے کسی سورۃ کا جز نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اس سے پہلے بسم اللہ لکھو یا نہ لکھو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی الگ سورۃ نہیں کیونکہ عام قاعدہ یہی ہے کہ جب کوئی نئی سورۃ نازل ہوتی تو پہلی سورۃ کے امتیاز کے لئے بسم اللہ ذکر کی جاتی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

لیکن ان دونوں سورتوں کے احکام و مضامین ایک ہیں اور نزول کے اعتبار سے انفال مقدم اور سورۃ توبہ مؤخر ہے اس لئے ان دونوں

سورتوں کو طوال میں رکھا سورۃ انفال کو پہلے اور سورۃ توبہ کو بعد میں رکھا اور بسم اللہ نہیں لکھی کیونکہ یہ امکان ہے کہ سورۃ توبہ سورۃ انفال کا جز ہو اسی احتمال کی وجہ سے بسم اللہ لکھنا درست نہیں اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونوں سورتیں الگ الگ ہیں اس لئے ان دونوں سورتوں کے درمیان فاصلہ رکھا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ. قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ قَالَ فَقَالَ النَّاسُ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا وَلَدٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا إِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِنْ أَخِيهِ شَيْئٌ إِلَّا مَا أَحَلَّ مِنْ نَفْسِهِ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ

حسن بن علی خلال، حسین بن علی جعفی، زائدۃ، شبیب بن غرقدہ، سلیمان بن عمرو بن احوص، حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد نصیحت کی پھر خطبہ دیا اور فرمایا کونسا دن ہے جس کی حرمت میں تم لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی سوال کیا) لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ! حج اکبر کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کا یہ دن تمہارے اس شہر اور اس مہینے میں۔ جان لو کہ ہر جرم کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے کوئی باپ اپنے بیٹے کے جرم اور کوئی بیٹا اپنے باپ کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے کسی بھائی کی کوئی چیز حلال سمجھے۔ جان لو کہ زمانہ جاہلیت کے سب سود باطل ہیں اور صرف اصل مال ہی حلال ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ ہاں البتہ عباس بن عبدالمطلب کا سود اور اصل دونوں معاف ہیں۔ پھر جان لو کہ زمانہ جاہلیت کا ہر خون معاف ہے۔ پہلا خون جسے ہم معاف کرتے اس کا قصاص نہیں لیتے حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے۔ وہ قبیلہ بنولیث کے پاس رضاعت (دودھ پینے) کے لئے بھیجے گئے تھے کہ انہیں ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ خبردار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ یہ تمہارے پاس قیدی ہیں تم ان کی کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو تم انہیں اپنے بستروں سے الگ

فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَإِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ

کردو اور ہلکی مار مارو کہ اس سے ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹنے پائے۔ پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو ان کے خلاف بہانے تلاش نہ کرو۔ جان لو کہ جیسے تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اسی طرح ان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بستروں کے قریب نہ آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے۔ اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ ان کے کھانے اور پہننے کی چیزوں میں سے اچھا سلوک کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے ابوالاحوص شبیب بن غرقدہ سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ماقبل مختلف ابواب کے ذیل میں مثلاً ''ابواب الفتن باب ما جاء فی تحریم الدماء والاموال'' اور ابواب الحج، ابواب النکاح میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ

عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث، ان کے والد، محمد بن اسحاق، ابواسحاق، حارث، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج اکبر کے متعلق پوچھا کہ یہ کس دن ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحر (قربانی) کے دن یعنی دسویں ذوالحجہ کو۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ لِأَنَّهُ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ

ابن ابی عمر، سفیان، ابواسحاق، حارث، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، اس لئے کہ یہ کئی سندوں سے اسحاق سے منقول ہے، وہ حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ محمد بن اسحاق کے علاوہ کسی نے اسے مرفوع ذکر کیا ہو۔

تشریح: یوم حج الاکبر کی تفصیل بمع شرح ابواب الفتن ''باب ماجاء فی تحریم الدماء والاموال'' میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت براءت کے چند کلمات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر بھیجا کہ ان کا اعلان کر

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَاءَةٍ مَعَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُبَلِّغَ هٰذَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي فَدَعَا عَلِيًّا فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ

دیں۔ پھر انہیں بلایا اور فرمایا کہ میرے اہل میں سے ایک شخص کے علاوہ کسی کو زیب نہیں دیتا کہ اسے پہنچائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں یہ (سورہ) دی۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ عَلِيًّا فَبَيْنَا أَبُو بَكْرٍ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذْ سَمِعَ رُغَاءَ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَصْوَاءِ فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَزِعًا فَظَنَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يُنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَانْطَلَقَا فَحَجَّا فَقَامَ عَلِيٌّ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ بَرِيئَةٌ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي فَإِذَا عَيِيَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى بِهَا وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو وہ براۃ کے کلمات دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ (حج) کے موقع پر ان کلمات کو پڑھ کر لوگوں کو سنا دیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا۔ ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی تو یہ سمجھ کر اچانک نکلے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ لیکن دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا اس میں حکم تھا کہ ان کلمات کا اعلان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں۔ پھر وہ دونوں نکلے اور حج کیا۔ ایام تشریق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ ہر مشرک سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہیں اور تمہارے لئے چار ماہ کی مدت ہے کہ اس مدت میں اس زمین پر گھوم لو۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی شخص عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے اور جنت میں صرف مومنین ہی داخل ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا اعلان کرتے اور جب تھک جاتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا اعلان کرنے لگتے۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: ۹ ہجری کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ میں بھیجا تاکہ وہ ایام حج میں منیٰ اور عرفات کے میدان میں اس معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان کریں جس کا ذکر سورۃ توبہ کی تیسری آیت میں بھی آیا ہے۔ ''واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر'' اس برأت کے اعلان سے پہلے حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے بھیج دیا نبی کریم ﷺ نے ایسا اس لئے کیا کہ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کرنا چاہتا تو وہ خود یا براہ راست یا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار اس کے خاتمے کا اعلان کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا اس اعلان برأت میں چار چیزیں مدنظر تھیں۔ (۱) اللہ اور رسول ہر مشرک کی ذمہ داری سے بری ہے لہٰذا سابقہ معاہدہ ختم اب صرف چار ماہ کی مہلت باقی ہے۔ (۲) اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ (۳) اور کسی کو ننگا طواف کرنے کی اجازت نہیں۔ (۴) جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔

جب مکہ فتح ہوا تو مشرکین چار قسم میں رہ گئے۔

اول: وہ قریش مکہ جن کے ساتھ صلح حدیبیہ میں معاہدہ ہوا تھا اور انہوں نے وہ معاہدہ توڑ دیا یہی فتح مکہ کا سبب بنا۔ سورۃ توبہ میں اس کا ذکر ''فاذا انسلخ الاشهر الحرام'' میں ہے کہ چار محترم مہینوں کے بعد مشرکین جزیرہ عرب سے نکل جائیں یا مسلمان ہو جائیں ورنہ ان سے جنگ ہوگی۔

ثانی: قریش مکہ کے کچھ قبائل ایسے تھے جن کے ساتھ معاہدہ خاص وقت کے لئے تھا اور وہ اس معاہدہ پر برقرار رہے جیسا کہ بنی ضمرہ اور بنی مدلج۔ سورۃ برأت جب نازل ہوئی تھی اس وقت ان کی صلح کے تقریباً ۹ ماہ باقی تھے۔

ثالث: وہ لوگ جن کے ساتھ صلح کا معاہدہ بغیر تعین وقت کے ہوا۔

رابع: اور کچھ لوگ وہ تھے جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

ثالث و رابع کا حکم سورۃ توبہ کی پہلی اور دوسری آیت میں مذکور ہے کہ ان کو بھی چار ماہ کی مہلت مل گئی۔ ''ومن لم يكن له عهد فاجله اربعة اشهر'' اس میں آخری دو اقسام داخل ہیں۔ (معارف القرآن ج ۴ ص ۳۱۰)

سوال: روافض اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امارت کے منصب سے معزول کر دیا لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت ثابت ہوئی لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

جواب: آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور چند امور ان کے حوالے کئے اگر ان امور میں سے ایک امر واپس لے لیں تو کیا ساری امارت سے معزول کرنا ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر امیر رہے ان کی امارت میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی امارت کے تحت رہے ''فماهو جوابكم''

اور ایک جواب ابھی ماقبل میں گزر چکا ہے کہ معاہدہ ختم کرنے کا اعلان عرب کے دستور کے مطابق صاحب معاملہ خود کرتا یا اس کا قریبی رشتہ دار اعلان کرتا اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ

ابن ابی عمر، سفیان، ابواسحاق، حضرت زید بن یثیع کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا اعلان

شَيْئٍ بُعِثْتَ فِي الْحَجَّةِ قَالَ بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ أَنْ لَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ عَلِيٍّ وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کرنے کا حکم دے کر حج میں بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ چار چیزوں کا (1) کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (2) جس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو وہ مدت معینہ تک قائم رہے گا۔ اور اگر کوئی مدت معین نہیں تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ (3) یہ کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ (4) یہ کہ مسلمان اور مشرک اس سال (حج) میں جمع نہیں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ بواسطہ ابن عیینہ ابواسحاق کی روایت ہے۔ سفیان ثوری کے بعض ساتھی اس حدیث کو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور وہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابھی ماقبل حدیث میں گزر چکی ہے اور ابواب الحج باب ما جاء فی کراھیۃ الطواف عریانا'' میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

ابو کریب، رشدین بن سعد، عمرو بن حارث، دراج، ابوالہیثم، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں مسجد میں آنے جانے کی عادت دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدٍ الْعُتْوَارِيُّ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

ابن ابی عمرؓ عبداللہ بن وہب سے وہ عمرو بن حارث سے وہ دراج سے وہ ابوہیثم سے وہ ابوسعیدؓ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ'' یعنی مسجد میں آنے کا خیال رکھنا اور حاضر ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوہیثم کا نام سلیمان بن عمرو بن عبد العتواری ہے اور سلیمان یتیم تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی پرورش کی۔

تشریح: سورۃ توبہ کی آیت ۱۸ میں ہے ''إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ الآية''

مشرکین مکہ اپنی مشرکانہ رسوم کو عبادت اور مسجد حرام کی تعمیر کا نام دیتے تھے۔ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کو آباد کرنا تعمیر کرنا ان لوگوں کا ہی کام ہے جو عقیدہ کے اعتبار سے احکام الٰہی کے پابند ہوں اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں کافر اور مشرک مساجد کو آباد کرنے کے اہل ہی نہیں لہٰذا ان کا یہ دعویٰ کہ ہم اس گھر کے نگہبان اور متولی ہیں اور اس گھر کو آباد کرنے والے ہیں یہ درست نہیں۔ باقی آیت میں جو ارشاد فرمایا گیا کہ مساجد کی عمارت اور آبادی صرف نیک مسلمان ہی کر سکتا ہے مسجد میں عبادت، تلاوت، مسجد کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا اس کے مؤمن کامل ہونے کی شہادت ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ أُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ فَقَالَ أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَعِيلَ فَقُلْتُ لَهُ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ فَقَالَ لَا قُلْتُ لَهُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد بن حمید، عبید اللہ بن موسیٰ، اسرائیل، منصور، سالم بن ابی الجعد، حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (یعنی جو لوگ چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ نازل ہوئی تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ سونے اور چاندی کو جمع کرنے کی تو مذمت آ گئی ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ کونسا مال بہتر ہے تو وہی جمع کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین مال اللہ کو یاد کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور مومن بیوی ہے جو اسے اس کے ایمان میں مدد دے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سالم بن ابی جعد کو ثوبان سے سماع نہیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اور کسی صحابی سے سماع کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں جابر بن عبد اللہ اور انس رضی اللہ اور پھر کئی صحابہ کا ذکر کیا۔

تشریح: سورۃ توبہ آیت ۳۴ میں ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک سزا کی خوشخبری سنا دیں جس دن جہنم میں اس سونے اور چاندی پر آگ بھڑکائی جائے گی ایسا مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ انسانوں کے لئے آخرت میں عذاب کا باعث ہے اگر مال کا عشر و زکوٰۃ ادا کی تو مال جمع کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔

باقی حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ غُطَيْفِ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ

حسین بن یزید کوفی، عبد السلام بن حرب، غطیف بن اعین، مصعب بن سعد، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ وَغُطَيْفُ بْنُ أَعْيَنَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ فِي الْحَدِيثِ

ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی اس بت کو اپنے سے دور کر دو پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت برأت کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا (انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اللہ بنالیا ہے۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ (علماء اور درویش) ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور اسی طرح ان کی طرف سے حرام کی گئی چیز کو حرام سمجھتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالسلام بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں اور غطیف بن اعین غیر مشہور ہیں۔

تشریح: سورۃ توبہ کی آیت ۳۱ میں ہے "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ" انہوں نے اپنے علماء اور اولیاء کو اللہ کے سوا رب ٹھہرالیا ہے۔ احبار حَبر کی جمع ہے حَبر عالم اور دینی کتابیں پڑھنے والے کو کہتے ہیں۔ رہبان راہب کی جمع ہے، گرجوں میں رہنے والے تارک الدنیا عیسائی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام قرار دیتے ہیں اور حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو نظر انداز کر کے خود پیشہ ور علماء اور جاہل عبادت گزاروں کے قول و فعل کو اپنا دین بنالیا تھا اس آیت میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبادت گزاروں کی بھی مذمت کی ہے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید کا کیا حکم ہے: سوال: اس سے تو ائمہ اربعہ کی تقلید بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں آجاتی ہے۔ جواب: ائمہ اربعہ کی تقلید اس ضمن میں نہیں آتی کہ اسے بذات خود واجب الاطاعت سمجھ کر اتباع کی جارہی ہے۔ یا اسے شارع یعنی شریعت بنانے والے کا درجہ دے کر اس کی ہر بات کو واجب الاتباع سمجھا جارہا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تو پیروی قرآن وسنت ہی کی، کی جاتی ہے لیکن قرآن وسنت کی مراد کو سمجھنے کے لئے بحیثیت شارح قانون، ان کی بیان کی ہوئی تشریح وتعبیر پر اعتماد کیا جارہا ہے اسی لئے قرآن پاک کے کسی قطعی احکام کے لئے کسی امام یا مجتہد کی تقلید ضروری نہیں سمجھی جاتی کیونکہ ان احکام میں کسی مجتہد کی تقلید ضروری نہیں سمجھی گئی کیونکہ وہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا اصل مقصد ان کے بغیر باآسانی حاصل ہوجاتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے غیر مقلدین کا استدلال درست نہیں کیونکہ اس حدیث سے آئمہ مجتہدین کی تقلید کا کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اہل کتاب کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حلال وحرام کا اختیار اپنے علماء اور راہبوں کو دے رکھا تھا انہوں نے واقعۃً ان علماء اور پاپاؤں کو خدا کا درجہ دے رکھا تھا، ان کو وہ شریعت ساز اور ہر قسم کی خطا سے معصوم سمجھتے تھے، اور تحریم وتحلیل کا مکمل اختیار ان لوگوں نے اپنے پاپاؤں کو دے رکھا تھا جبکہ مقلدین اپنے امام کی صرف اس حد تک اتباع کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں جو احکام مستنبط کر کے انہیں بتاتے ہیں وہ اس پر عمل کرتے ہیں، انہیں وہ نہ تو خدا کا درجہ دیتے ہیں،

اور نہ ہی انہیں معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آئمہ کی تقلید اور یہود و نصاریٰ کے طریقہ کار میں بہت بڑا فرق ہے، ایسے میں حضرت عدی بن حاتم کی حدیث سے تقلید کے خلاف استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے؟ ہاں البتہ اگر کوئی شخص تقلید جامد کی اس حد پر پہنچ جائے جس پر یہود و نصاریٰ پہنچے ہوئے تھے اور آئمہ مجتہدین کے بارے میں وہی عقائد رکھے جو یہود و نصاریٰ کے اس حدیث میں بیان فرمائے گئے ہیں، تو پھر بلاشبہ وہ اس حدیث کی وعید میں داخل ہوگا۔

حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ نَحْوَ هٰذَا

زیاد بن ایوب بغدادی، عفان بن مسلم، ہمام، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں نے غار (ثور) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر ان کفار میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہمام ہی سے منقول ہے۔ پھر اس حدیث کو حباب بن ہلال اور کئی حضرات ہمام سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں تھی صرف ایک غار تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پناہ لی۔ اس غار پر آ کھڑے ہوں تو غار کے اندر سے باہر والے لوگوں کے پاؤں نظر آئیں گے اور باہر والے لوگ اگر بیٹھ کر دیکھیں تو غار کے اندر نظر آ جاتا ہے۔ بہر حال جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے اور دشمن غار پر پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوف کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ڈرو نہیں ہم دو کے ساتھ تیسرے خدا بھی ہیں ہجرت کے پورے سفر میں اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی دشمنوں کو پتہ نہ چل سکا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ دُعِيَ

عبد بن حمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ان کے والد، محمد بن اسحاق، زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) مرا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا۔ آپ صلی

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي صَدْرِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَى عَدُوِّ اللهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا يَعُدُّ أَيَّامَهُ قَالَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ حَتَّى إِذَا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ إِنِّي قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ قَدْ قِيلَ لِي اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَمَشَى مَعَهُ فَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى فُرِغَ مِنْهُ قَالَ فَعُجِبَ لِي وَجُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَوَاللهِ مَا كَانَ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْآيَتَانِ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَمَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ عَلَى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ أَبُوهُ فَقَالَ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي فَلَمَّا

اللہ علیہ وسلم گئے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کا دشمن عبداللہ بن ابی جس نے فلاں دن اس اس طرح کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی گستاخیوں کے دن گن گن کر بیان کرنے لگے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے پھر جب میں نے بہت کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے یہ اختیار کیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے کہ (تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔) اگر میں جانتا کہ میرے ستر سے زیادہ استغفار کرنے پر اسے معاف کر دیا جائے گا تو یقیناً میں ایسا ہی کرتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھی اور جنازہ کے ساتھ گئے یہاں تک کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں (اور ان (منافقین) میں سے جو مر جائے کسی پر بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو، بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرے۔ (سورت توبہ)، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک نہ کسی منافق کی نماز (جنازہ) پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرا تو اس کے بیٹے عبداللہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنا کرتہ مجھے عنایت کر دیجئے تاکہ میں اپنے باپ کو کفن دوں اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر اس کے لئے استغفار بھی کیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے قمیص دی اور فرمایا کہ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے آگاہ کرنا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اس کی

أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ جَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نمازِ جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو کھینچ لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں۔ پھر آپ کی نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لہذا آپ ﷺ نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھنی چھوڑ دی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: غزوہ تبوک کے بعد عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار تھا ذیعقد ۹ ہجری میں اس کی وفات ہوئی یہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوا تھا۔ قرآن پاک کی یہ آیت ''لو خرجوا فیکم مازا دوکم الا خبارًا'' یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو پیچھے رہنے والے تھے۔ منافق عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ فضلائے صحابہ میں سے تھے یہ غزور بدر میں بھی شریک ہوئے تھے یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص انہیں دے دیں وہ اس کو اپنے والد کا کفن بنائیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں قمیص دے دی پھر مزید انہوں نے درخواست بھی کر دی کہ ان کا نماز جنازہ بھی آپ ﷺ پڑھا دیں آپ ﷺ ان کا نماز جنازہ پڑھانے پر آمادہ ہو گئے یہاں چند اشکالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

سوال اول: عبداللہ بن ابی بن سلول کا نفاق کئی مقامات پر واضح ہو چکا تھا پھر بھی اس کے کفن کے لئے آپ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک کیوں دی اس کی کوئی خاص وجہ تھی؟

جواب اول: عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے عبداللہ مخلص صحابی تھے انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی تھی اس لئے آپ ﷺ نے عبداللہ جو آپ کے مخلص صحابی تھے ان کو قمیص عطا کر دی تا کہ عبداللہ بن ابی کو پہنا دیں۔

جواب ثانی: غزوہ بدر کے موقع پر جب قریش کے کچھ سردار گرفتار کیے گئے تو ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کرتہ نہیں تو آپ ﷺ نے یہ حکم فرمایا کہ ان کو قمیص پہنا دی جائے حضرت عباسؓ دراز قد تھے عبداللہ بن ابی کی قمیص کے علاوہ کسی اور کی قمیص ان کو پوری نہیں آ رہی تھی چنانچہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے قمیص لے کر عباسؓ کو پہنائی اس احسان کے بدلے کے لئے آپ ﷺ نے اپنی قمیص اس کو دے دی۔

سوال ثانی: آپ ﷺ نے منافق کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کرنے لگے ''یا رسول الله أتصلی علیه، وقد نهاك ربك ان تصلی علیه'' یا رسول اللہ کیا آپ اس منافق کی نماز جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ آپ کے رب نے اس منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے۔ نیز یہ کہاں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کیا گیا تھا تو حضرت عمر نے اس آیت سے سمجھا ہوگا ''اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ان تستغفر لهم سبعین مرةً فلن یغفر الله لهم'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کے سیاق و سباق سے

سمجھ لیا کہ اس میں او تخییر کے لئے نہیں ہے بلکہ تسویہ کے لئے ہے کہ ان کے لئے استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح سبعین مرۃ کا عدد تحدید کے لئے نہیں بلکہ مبالغہ کے لئے ہے۔

سوال ثالث: جب اس آیت میں بھی آ گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روکا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کا جنازہ کیسے پڑھا لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید میں ''وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ'' بھی اتری۔

جواب: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ والی روایت میں منافقین کا نماز جنازہ پڑھانے سے صراحتاً نہیں روکا گیا تھا چونکہ نماز جنازہ پڑھانے میں دیگر مصالح اسلامیہ حاصل ہونے کی توقع اور امید تھی اور نماز پڑھانے کی صراحت کے ساتھ ممانعت بھی نہیں تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ کرتہ دینے کی مصلحت تو مخلص صحابی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی تھی اور نماز جنازہ پڑھانے سے عبداللہ بن ابی کے خاندان کے جو لوگ اسلام کے قریب نہیں تھے ان کو اسلام کے قریب کرنا تھا اور اس کی توقع تھی چنانچہ اس بنا پر قبیلہ خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے الحاصل یہ ہے کہ مذکورہ چند مصالح کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں کام سرانجام دیئے۔

سوال رابع: جب اس واقعہ سے پہلے ''ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کان اولی قربیٰ'' آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہو چکی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لا ستغفرن لك ما لم أنه عنك'' اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے مغفرت سے روک دیا گیا تو اس آیت کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی بن سلول کے لئے کیسے مغفرت کی؟

جواب: آیت مبارکہ میں مشرکین کے لئے دعا کی ممانعت آئی ہے اس آیت سے منافقین کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی منافقین بہر حال ظاہراً اپنے مسلمان ہونے کا علانیہ اظہار تو کرتے ہیں اس لئے وہ اس آیت میں نہیں آتے۔

اَلْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا: منافق عبداللہ بن ابی کے ان کرتوتوں کا ذکر ہے جو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف کیا کرتا تھا غزوہ بنی مصطلق میں جب مہاجرین اور انصار میں تھوڑا سا اختلاف ہوا تو اس نے موقع غنیمت جان کر اس نے انصار کو مہاجرین کے خلاف بھڑکایا کہ جن کو تم اپنے ہر کام میں شریک سمجھتے ہو یہ کل تمہارے مقابلے پر آ جائیں گے لہٰذا تم ان کی مدد نہ کرو یہ خود ادھر اُدھر بھاگ جائیں گے لہٰذا اب تمہیں چاہیے کہ جب مدینہ پہنچ جاؤ تو تم میں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے اس کی مراد عزت والے سے خود اپنی جماعت اور انصار تھے اور ذلیل سے معاذ اللہ اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ: تبسم سے ہنسنا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی کے ساتھ حضرت عمر کی بات سنتے رہے کیونکہ ہنسنے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دل شکنی ہو جاتی۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ تَمَارَى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ

قتیبہ، لیث، عمران بن ابی انس، عبدالرحمن بن ابی سعید، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان اس بات پر بحث ہو گئی کہ جو مسجد پہلے دن تقوی پر بنائی گئی ہے وہ کونسی مسجد ہے، ایک نے کہا مسجد قباء ہے

مَسْجِدُ قُبَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

اور دوسرا کہنے لگا کہ نہیں وہ مسجد نبوی ہے تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میری یہ مسجد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے علاوہ بھی منقول ہے۔ انیس بن ابی یحیی اسے اپنے والد سے اور وہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: **اَلْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى:** وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ کی بنیاد پر رکھی گئی ہو اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ **اول:** اس سے مراد مسجد قباء ہے اس مسجد میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔

ثانی: اس سے مراد مسجد نبوی ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

ثالث: جس مسجد کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون مطہر ہو سکتا ہے۔ الحاصل اس مسجد سے مسجد قباء اور مسجد نبوی دونوں ہی مراد ہیں کیونکہ دونوں کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءَ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ قَالَ كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيهِمْ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ

ابو کریب، معاویۃ بن ہشام، یونس بن حارث، ابراہیم بن ابی میمونۃ، ابوصالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی (اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو) راوی کہتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجاء کرتے تھے چنانچہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن عبداللہ بن سلام سے بھی روایت ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ نے مذکورہ مسجد کے نمازیوں کی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس مسجد کے نمازی بھی ایسے ہیں جو طہارت میں خوب پاکی کو پسند کرتے ہیں خوب پاک ہونے سے مراد پاکی ہے۔ یعنی جنابت، نجاست، گناہ اور برے فصائل سے پاک ہونا ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ (ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد) پانی سے استنجا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اہل قبا والوں نے کہا کہ ہمارے قریب یہود رہتے ہیں وہ صرف پانی سے استنجا کرتے تھے اور ہم نے پتھروں (ڈھیلوں) کے ساتھ بھی استنجا شروع کر دیا فرمایا یہ وہی عمل ہے تم ایسا ضرور کیا کرو۔

سند پر کلام: اس حدیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اس کا استاد ابراہیم مجہول ہے اور یہ حدیث ابوداؤد، ابن ماجہ میں اسی سند سے مروی ہے اور ابن ماجہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی مضمون مروی ہے مگر وہ بھی ضعیف ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ أَتَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ أَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ

محمود بن غیلان، وکیع، سفیان، ابواسحاق، ابوالخلیل، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتے ہوئے سنا تو کہا کہ تم اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہے ہو اور وہ مشرک تھے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لئے استغفار نہیں کیا۔ جب میں نے یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (تو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ التوبہ) یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت سعید بن مسیب بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ توبہ آیت ۱۱۳ میں ہے "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ ولو کانوا اولی قربی"

امام بغویؒ نے اس آیت کے شان نزول میں بہت ساری روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اسلام لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں جب ابوطالب کے پاس آئے تو ان کو کہا کہ آپ کلمہ پڑھ لیں تاکہ قیامت کے دن میں آپ کی شفاعت کرسکوں تو ابوطالب نے کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اسی حالت میں ان کی وفات ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کردیا جائے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی مغفرت سے روک دیا گیا اگرچہ وفات پانے والا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث الباب میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے (جو کافر تھا) دعا کی تھی اس کے جواب میں دوسری آیت نازل ہوئی "وما کان استغفار ابراہیم لابیہ" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنے والد کے لئے دعا کی تھی وہ اس وقت تک تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم نہیں تھا کہ یہ ادالا آخر تک کفر پر باقی رہے گا اور کفر پر ہی مرے گا تو اس لئے اپنے باپ سے مغفرت کی دعا مانگنے کا وعدہ کرلیا سأستغفر لك ربي پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے یعنی کفر پر اس کا خاتمہ ہوا تو پھر حضرت ابراہیم نے اپنے والد کے لئے استغفار کرنا چھوڑ دیا۔

سوال: غزوہ احد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو کفار نے زخمی کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے یہ دعا فرما رہے تھے "اللھم اغفر لقولی فانھم لا یعلمون" اس سے تو بظاہر یہ پیدا ہو رہا ہے کہ کفار کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے مغفرت کی ہے۔

جواب اول: زندہ کافر کے لئے دعا کرنا تا کہ اس کو ایمان کی توفیق مل جائے اور مغفرت کا مستحق ہو جائے جیسا کہ طائف میں آپ ﷺ نے طائف والوں کے لئے دعا کی تھی بد دعا نہیں کی تھی یہ جائز اور درست ہے۔ جواب ثانی: یہ بھی ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کفار کی مغفرت کی ممانعت سے پہلے کی ہو اور ممانعت بعد میں نازل ہوئی ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ إِلَّا بَدْرًا وَلَمْ يُعَاتِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ إِنَّمَا خَرَجَ يُرِيدُ الْعِيرَ فَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ مُغِيثِينَ لِعِيرِهِمْ فَالْتَقَوْا عَنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَعَمْرِي إِنَّ أَشْرَفَ مَشَاهِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ لَبَدْرٌ وَمَا أُحِبُّ أَنِّي كُنْتُ شَهِدْتُهَا مَكَانَ بَيْعَتِي لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ لَمْ أَتَخَلَّفْ بَعْدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ آخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَآذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالرَّحِيلِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُونَ وَهُوَ يَسْتَنِيرُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ وَكَانَ إِذَا سُرَّ بِالْأَمْرِ اسْتَنَارَ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ بِخَيْرِ يَوْمٍ أَتَى عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَمِنْ عِنْدِ اللّٰهِ أَوْ مِنْ عِنْدِكَ

حضرت کعب بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک تک ہونے والی تمام جنگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا سوائے غزوہ بدر کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والوں سے ناراض نہیں ہوئے تھے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو محض ایک قافلے کے ارادے سے تشریف لے گئے تھے کہ قریش اپنے قافلے کی فریاد پر ان کی مدد کے لئے آ گئے۔ چنانچہ دونوں لشکر بغیر کسی ارادے کے مقابلے پر آ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پھر فرمایا میری جان کی قسم صحابہؓ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری لڑائی ہے آپ نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا اور پھر راوی طویل حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں (غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد میری توبہ قبول ہونے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاندی کی طرح چمک رہا تھا کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اسی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن مالک تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ آج کا دن تمہاری زندگی کے تمام دنوں میں سب سے بہتر ہے جب سے تمہیں تمہاری ماں نے پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ کی طرف سے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اللہ کی طرف سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ تَلَا هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ الرَّحِيمِ قَالَ وَفِينَا أُنْزِلَتْ أَيْضًا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ فَقُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ قَالَ فَمَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ نِعْمَةً بَعْدَ الْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَدَقْتُهُ أَنَا وَصَاحِبَايَ وَلَا نَكُونُ كَذَبْنَا فَهَلَكْنَا كَمَا هَلَكُوا وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ اللَّهُ أَبْلَى أَحَدًا فِي الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِي أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ لِكَذِبَةٍ بَعْدُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللَّهُ فِيمَا بَقِيَ قَالَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثُ بِخِلَافِ هَذَا الْإِسْنَادِ وَقَدْ قِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ كَعْبٍ وَقَدْ قِيلَ غَيْرُ هَذَا وَرَوَى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

نے یہ آیات پڑھیں (اللہ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان میں بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے۔ پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی۔ بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ التوبہ، آیت) کعب کہتے ہیں کہ یہ بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی (اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ ہمیشہ سچوں کے۔ التوبہ، آیت) پھر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور میں اپنا پورا مال اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں صدقے کے طور پر دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنے لئے غزوہ خیبر میں سے ملنے والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بعد مجھ پر میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی انعام کیا کہ میں نے اور میرے دونوں ساتھیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولا اور جھوٹ بول کر ان لوگوں کی طرح ہلاک نہیں ہو گئے۔ مجھے امید ہے کہ سچ بولنے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑھ کر کسی کی آزمائش نہیں کی۔ میں نے اس کے بعد کبھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ فرمائے گا۔ یہ حدیث اس سند کے علاوہ اور سند بھی زہری سے منقول ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک بھی اس حدیث کو اپنے والد سے اور وہ کعب سے نقل کرتے ہیں اور اس کی سند میں اور بھی نام ہیں۔ یونس بن زید یہ حدیث زہری سے وہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کعب بن مالک سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

تشریح: سورۃ توبہ آیت ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹ میں جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین افراد کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان تین حضرات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرارۃ بن ربیع۔ ان تین حضرات کا واقعہ تفاسیر میں ملتا ہے۔ بہر حال ان حضرات کے غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ سخت گرمی کا موسم تھا کھجوروں کا موسم بھی عروج پر تھا اور آگے مقابلہ بھی بہت تربیت یافتہ فوج کے ساتھ تھا اور یہ پہلا مقابلہ تھا اسلامی تاریخ میں ان حالات کی بنا پر مسلمانوں کے حالات بھی مختلف ہو گئے۔

بعض لوگ وہ تھے جو خالص منافق تھے جو نفاق کی وجہ سے جہاد میں شریک ہی نہیں ہوئے۔

بعض لوگ وہ تھے جو معذور تھے عذر کی وجہ سے وہ جہاد میں شریک نہیں ہو سکے۔ اس کی طرف قرآن نے اس طرف اشارہ کیا ''لیس علی الضعفاء''

بعض لوگ وہ تھے جو مخلص مؤمن تھے جو اگرچہ محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے جہاد میں نہیں گئے مگر بعد میں وہ نادم اور تائب ہو گئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔

بعض حضرات تو وہ تھے جن کو ابتداءً جہاد میں شراکت سے تردد تھا پھر وہ بعد میں مجاہدین میں شامل ہو گئے جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ''مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ''۔

بعض حضرات وہ تھے جو حکم جہاد سنتے ہی بغیر کسی تردد کے جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے ان کا ذکر سورۃ توبہ میں ہے ''اتبعوہ فی ساعة العسرة''۔

پیچھے رہنے والوں میں دو قسم کے افراد تھے سات حضرات نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر ندامت اور توبہ کا اظہار کر دیا اور تین حضرات نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا کہ جب تک ہماری توبہ قبول نہیں ہوگی ہم اسی حالت میں رہیں گے اس وقت یہ آیات نازل ہوئی۔ ان سات کے علاوہ تین افراد جن کا امتحان لیا گیا حضرت کعب بن مالکؓ، مرارۃ بن ربیعؓ، ہلال بن امیہؓ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ندامت کا اظہار کرنے کی بجائے جہاد میں نہ جانے کی بابت سچ سچ بتا دیا۔ پھر ان کے ساتھ واقعہ طویل پیش آیا جن کا ذکر احادیث اور تفاسیر میں ملتا ہے اور حدیث الباب میں بھی اس کی وضاحت ترجمہ سے واضح ہے۔

ألبشر یا کعب ۔۔۔ منذ ولد تک امک: سوال حضرت ابن ابی کعب کا سب سے زیادہ خوشی کا دن تو اسلام لانے والا دن تھا تو یہاں توبہ قبول ہونے کو بہترین دن کیسے قرار دے دیا؟

جواب اول: اس سے اسلام کا دن مستثنیٰ ہے اگرچہ یہاں صراحت نہیں ہے لیکن یہی مراد ہے کہ اسلام قبول کرنے کے علاوہ باقی دنوں میں توبہ کا یہ دن افضیلت کا حامل ہے۔ **جواب ثانی:** بعض نے کہا کہ اسلام لانے والا دن ان کی سعادت کی ابتدا تھی اور جب توبہ قبول ہوئی تو ان کی سعادت کی تکمیل ہوئی اس اعتبار سے یہ دن ان کے لئے بابرکت ہوا۔

ساعة العسرة: اس سے مراد غزوہ تبوک ہے کیونکہ یہی سب سے مشکل گھڑی تھی اس کو غزوۃ العسرۃ بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ اہل یمامہ کی لڑائی کے بعد

مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ فَقَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ وَإِنِّي لَأَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأَى قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ قَالَ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَهُمَا صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ وَاللِّخَافِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ بَرَاءَةٌ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ بھی وہیں موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کریم کے قاریوں کی بڑی تعداد شہید ہوگئی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر قاری اسی طرح قتل ہوتے رہے تو امت کے ہاتھ سے بہت سا قرآن نہ جاتا رہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں کیسے وہ کام کروں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ کی قسم اس میں خیر ہے وہ بار بار مجھ سے یہ بات کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس چیز کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھولا تھا اور میں بھی یہ کام انہیں کی طرح اہم سمجھنے لگا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ایک عقلمند نوجوان ہو اور ہم تمہیں کسی چیز میں متہم نہیں پاتے پھر تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بھی ہو لہذا تم ہی یہ کام کرو۔ زید کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو اس سے آسان ہوتا۔ میں نے کہا آپ کیوں ایسا کام کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہی بہتر ہے پھر وہ دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مجھے سمجھاتے رہے یہاں تک کہ میں بھی یہی بہتر سمجھنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس کے لئے ان دونوں کا سینہ کھولا تھا۔ پھر میں قرآن جمع کرنے میں لگ گیا چنانچہ میں قرآن کو چمڑے کے مختلف ٹکڑوں کھجور کے پتوں اور لخاف یعنی پتھر وغیرہ سے جمع کرتا جن پر قرآن لکھا گیا تھا پھر اسی طرح میں لوگوں کے سینوں سے بھی قرآن جمع کرتا، یہاں تک کہ سورت براءت کا آخری حصہ خزیمہ بن ثابت

ثَابِتٍ لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سے لیا۔ وہ یہ آیات ہیں اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے، تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے، مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ: یمامہ بلاد حجاز میں ایک جگہ کا نام ہے اس جگہ پر مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے ساتھ چالیس ہزار جنگجوؤں کو اکٹھا کر رکھا تھا ان جنگجوؤں کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ فتنہ بہت خطرناک صورتحال اختیار کر گیا تھا اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ایک لشکر اس طرف روانہ فرمایا۔ وہاں بہت شدت کے معرکے ہوئے خصوصاً حدیقۃ الموت کی ایک تباہ کن جنگ تھی۔ مضبوط قلعے کے اندر مسیلمہ اور اسکے ساتھی چھپے ہوئے تھے اور مسلمانوں پر حملے کرتے تھے آخر کار مسلمان اس قلعے میں داخل ہو گئے اور قلعے کے اندر جنگ شروع ہوگئی اس قلعہ میں بیس ہزار افراد مارے گئے جس کا نام حدیقۃ الموت پڑ گیا۔ اس جنگ میں اور لوگوں کے ساتھ ساتھ سات سو قاری یا بارہ سو قاری شہید ہوئے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا مشورہ دیا۔ جمع قرآن اور کتابت قرآن کے متعلق یہ حدیث بیان کی گئی ہے جمع و ترتیب کے تین ادوار ہیں۔

پہلا دور: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کاتبان وحی قرآن کریم مختلف اشیاء پر مثلاً کھجور کی چھال، ہڈی، پتھر، درخت کے پتے اور دوسری مختلف اشیاء پر لکھا کرتے تھے اور یہ مختلف اجزاء میں منتشر تھا اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یاد بھی کر لیا کرتے تھے بظاہر مصحف میں نہیں تھا۔ **دوسرا دور:** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک جگہ جمع نہیں تھا بلکہ متفرق اجزاء پر تھا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض سورتیں یاد تھیں اور بعض صحابہ کرام کو بعض سورتیں یاد نہیں تھیں حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں مختلف جنگیں ہوئیں ان میں بہت سے قراء شہید ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کا کچھ حصہ ضائع ہونے کا خدشہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ پر قرآن کریم جمع کرنے کا مشورہ دیا ابتداء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کچھ تردد ہوا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار توجہ دلانے پر ان کو شرح صدر ہوا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ چند خصوصیات کے ساتھ صحیفہ تیار ہو گیا۔

خصوصیات: ① اس نسخ میں آیت قرآنیہ تو مرتب تھیں لیکن سورتیں مرتب نہیں تھیں۔ ② ساتوں قرأت کے ساتھ پورا قرآن جمع کیا گیا تھا۔ ③ اس میں غیر منسوخ التلاوۃ آیات جمع کی گئیں تھیں۔

تیسرا دور: جمع عثمانی کا دور۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ عام لوگوں کی کیفیت، آسانی، سہولت کی خاطر قرآن کریم کو عرب کے مشہور سات قبائل کی لغات میں پڑھنے کی اجازت دی تھی اس اجازت پر دور رسالت اور دور صدیق میں عمل ہوتا رہا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ان لغات میں شدید اختلاف ہونے لگا اور بعض بعض کا تخطیہ کرنے لگے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ ''ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فى الكتاب اختلاف اليهود والنصارى'' جیسا کہ اگلی حدیث

میں تفصیلی طور پر آرہا ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ایک لغت قریش میں قرآن جمع کیا جائے کیونکہ ابتداءً اسی لغت میں قرآن نازل ہوا تھا اور بقیہ لغات کے صحیفوں جلا دیا جائے چنانچہ لغت قریش میں جمع کر کے پانچ یا سات صحیفے تیار کر کے مختلف ممالک میں بھجوا دیے گئے۔

حدیث الباب میں ایک اشکال ہے۔ اشکال: کہ یہاں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی (ایک آدمی کی) گواہی سے آیت قبول کی گئی اس میں تو تواتر نہیں پایا گیا۔ جواب: مکتوب صرف حضرت خزیمہؓ کے پاس تھی زبانی تو کثیر التعداد صحابہ رضی اللہ عنہم کو یاد تھی لہذا اس میں تواتر ثابت ہو گیا۔

سوال: ''لم یفعله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیسے کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جمع قرآن نہیں ہوا حالانکہ اس وقت بھی جمع قرآن ہوا تھا۔ جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع قرآن بصورت مصحف نہیں ہوا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَرَأَى حُذَيْفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِالصُّحُفِ فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنِ انْسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ حَتَّى نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ بَعَثَ عُثْمَانُ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ

محمد بن بشار، عبدالرحمن بن مہدی، ابراہیم بن سعد، زہری، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اہل عراق کے ساتھ مل کر آذربائیجان اور آرمینیہ کی فتح میں اہل شام سے لڑ رہے تھے۔ پھر حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس امت کی اس سے پہلے خبر لیجئے کہ یہ لوگ قرآن کے متعلق اختلافات کرنے لگیں جیسے کہ یہود ونصاریٰ میں اختلاف ہوا۔ چنانچہ انہوں نے حفصہ کو پیغام بھیجا کہ وہ انہیں مصحف بھیج دیں تا کہ اس سے دوسرے نسخوں میں نقل کیا جا سکے۔ پھر ہم آپ کو وہ مصحف واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مصحف انہیں بھیج دیا اور انہوں نے زید بن ثابت سعید بن عاص عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کی طرف آدمی بھیجا کہ اسے مصاحف میں نقل کرو۔ پھر تینوں قریشی حضرات سے فرمایا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت میں اختلاف ہو جائے تو پھر قریش کی زبان میں لکھو۔ کیوں کہ یہ (قرآن) انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس مصحف کو کئی مصاحف میں نقل کر دیا۔ اور پھر یہ (قرآن)

مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِي نَسَخُوا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَاخْتَلَفُوا يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوتِ وَالتَّابُوهِ فَقَالَ الْقُرَشِيُّونَ التَّابُوتُ وَقَالَ زَيْدٌ التَّابُوهُ فَرُفِعَ اخْتِلَافُهُمْ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ اكْتُبُوهُ التَّابُوتُ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمَصَاحِفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ وَاللهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَلِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُمُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوهَا فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَالْقُوا اللهَ بِالْمَصَاحِفِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَبَلَغَنِي أَنَّ ذَلِكَ كَرِهَهُ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

ہر علاقے میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید نے مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ سورت احزاب کی یہ آیت گم ہوگئی جو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں نے اسے تلاش کیا تو خزیمہ بن ثابت یا ابوخذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے مل گئی۔ چنانچہ میں نے اسے اس کی سورت کے ساتھ ملا دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ اس موقع پر ان لوگوں میں لفظ تابوت اور تابوہ میں بھی اختلاف ہوا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابوہ کہتے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا تابوت لکھو کیوں کہ یہ قریش کی زبان میں اترا ہے۔ زہری عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن لکھنا ناگوار گذرا اور انہوں نے فرمایا مسلمانو! مجھے قرآن لکھنے سے معزول کیا جا رہا ہے اور ایسے شخص کو یہ کام سونپا جا رہا ہے جو اللہ کی قسم اس وقت کافر کی پیٹھ میں تھا جب میں اسلام لایا۔ (ان کی اس شخص سے مراد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)۔ اس لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اہلِ عراق تم اپنے قرآن چھپا لو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کوئی چیز چھپائے گا وہ قیامت کے دن اسے لے کر اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔ (لہٰذا تم اپنے مصاحف لے کر اللہ سے ملاقات کرنا) زہری کہتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ناگوار گذری۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زہری کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: أَنَّ حُذَيْفَةَ: یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ہیں جو دورِ عثمانی میں عراق کے گورنر تھے۔ اکثر فارس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتح ہو چکا تھا کچھ علاقے مثلاً ارمینیہ اور آذربائیجان وغیرہ باقی تھے اسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کارروائی کیلئے مقرر کیا۔

وَكَانَ يُغَازِي: ''كان'' اور ''یغازی'' کی ضمیر میں دو احتمال ہیں ① حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہو ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہو۔ امام کرمانیؒ نے دونوں جگہ ضمائر کا مرجع حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے اور عبارت یوں ذکر کی ہے ''وكان عثمان يجهز اهل الشام واهل العراق لغزوة هاتين الناحيتين وفتحهما'' یعنی اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شامی اور عراقی افواج کو ارمینیہ اور آذربائیجان کے فتح کرنے کے لئے تیار کر رہے تھے۔

جبکہ ملا علی قاریؒ نے ''کان'' میں ضمیر شان بنایا اور ''یغازی'' کا فاعل اہل الشام کو بنایا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شان یہ تھی کہ اہل شام اہل عراق کیساتھ ملکر آرمینیہ اور آذربائیجان کیخلاف لڑ رہے تھے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۷)

فافزع حذيفة: لفظ ''حذیفہ'' مفعول بہ ''اختلافهم'' فاعل ''افزع'' کا۔ یعنی جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا قرآن کریم کی قراءتوں میں اختلاف دیکھا تو وہ سخت گھبرا گئے کہ کہیں یہ اختلاف لفظی حقیقی نہ بن جائے پھر اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحف کے صحیفے منگوا لیے اور چار صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس پر مامور کیا۔ چار صحابہ کے نام یہ ہیں ① حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ② حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ③ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ④ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ۔ ان صحابہ میں حضرت زید بن انصاری رضی اللہ عنہ قریشی نہیں باقی تینوں قریشی ہیں اور للرهط القریشیین سے ہی تین صحابہ مراد ہیں۔ اسی وجہ سے یہ حکم تھا کہ اگر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی لغت میں اختلاف آجائے تو قریش کی لغت کو اختیار کرنا کیونکہ قرآن اسی لغت پر اترا تھا چنانچہ ان حضرات نے قرآن عظیم کو ایک ہی لغت قریش پر جمع کیا باقی لغات والے صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دیے۔ ان سات مصاحف کے علاوہ تمام کاپیاں جلا دی گئیں جب مروان کا زمانہ آیا تو اس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ صحیفے منگوائے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوائے تھے تاکہ وہ ان کو جلائے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے اسکے پاس نہ بھجوائے جب وہ فوت ہو گئیں تو مروان نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ صحیفے طلب کیے اور ان پر سختی کی جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اسکے پاس سے اُٹھ کر گئے تو جا کر ان تمام منسوخ نسخوں کو جلا دیا تاکہ منسوخ نسخے لوگوں میں اختلاف اور فتنوں کا سبب نہ بنیں (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۹)

اس حدیث میں دور ثالث دور عثمانی میں جمع و ترتیب کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے جو ترجمہ سے واضح ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کا کیا کرنا چاہیے یعنی جو قابل قرأت نہ ہوں۔ بعض حضرات نے کہا کہ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو جلا دینے کی گنجائش ہے۔ بعض حضرات ان میں سے قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ان اوراق کو دھویا جائے پھر انہیں جلا دیا جائے لیکن بعض حضرات نے اس قول کی تردید کی ہے کیونکہ اس صورت میں متبرک پانی کا پاؤں کے نیچے آنا لازم آئے گا جس سے اس پانی کی بے ادبی ہوگی۔

بعض حضرات حنفیہؒ کے نزدیک قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانے اور دھونے کی بجائے کسی پاک جگہ دفن کیا جائے یا دریا برد کر دیے جائیں اور بعض حضرات نے کہا کہ قرآن کے بوسیدہ اوراق کو پھاڑ دیا جائے کیونکہ بعض روایات میں ان یخرق کے الفاظ آئے ہیں۔

قال الزهری ۔۔۔۔۔ابن عبد الله بن مسعود کرہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ کوفہ میں تھے اور جمع قرآن میں ان کو شامل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ کوفہ کے انتظامی امور میں مصروف تھے اگر ان کو شامل کیا جاتا تو وہاں کے معاملات کون سنبھالتا۔اس لئے ان کو شامل نہیں کیا گیا نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک نسخہ موجود تھا جو انہوں نے از خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا اس لئے وہ مصحف عثمانی میں شامل نہیں ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کام پر دو اشکال تھے۔

اشکال اول: نیز جمع قرآن میں ان کو شامل کیوں نہیں کیا گیا جس کا ذکر امام ترمذیؒ نے زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شکوہ تھا کہ انہوں نے زید بن ثابت سے زیادہ وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا تھا۔

جواب: حافظ ابن حجرؒ نے اس اعتراض کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عذر یہ تھا کہ انہوں نے یہ کام مدینہ طیبہ میں شروع کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کوفہ میں تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے انتظار میں تاخیر نہیں فرمانا چاہ رہے تھے۔

اشکال ثانی: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا صحیفہ تیار کروانے کے بعد باقی تمام نسخہ جات کو جلانے کا حکم کیوں دیا جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصحف کو جلانے کے لئے تیار نہیں تھے۔چنانچہ اس معاملے کے لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس چلے گئے تاکہ ان کو مشورہ دیں اور وہ بات مان جائیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں یہ مصحف ان کے حوالے نہیں کروں گا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر سے زیادہ سورتیں سکھائی ہیں پھر یہ مصحف میں انہیں دے دوں۔خدا کی قسم میں انہیں نہیں دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں اور حضرت عثمان غنیؓ کے مصحف میں فرق تھا ان کے نسخہ میں سورۃ نساء پہلے اور سورۃ آل عمران بعد میں تھی کہ انہوں نے اسی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھا تھا اس لئے ان کی خواہش تھی کہ یہ مصحف اسی ترتیب پر باقی رہے۔دونوں نسخوں میں بنیادی فرق سورتوں کی ترتیب کا تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رسم الخط کا فرق ہو۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھ تک باوثوق ذرائع سے پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے ناپسند کی ہے کیونکہ جمہور صحابہ کی تائید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی۔

وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ

حضرت صہیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں (جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہلِ جنت جنت میں

اللهِ عَزَّوَجَلَّ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ نَادَى مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا أَوْ يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ قَالُوا أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُنْجِينَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللهِ مَا أَعْطَاهُمُ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ مَرْفُوعًا وَرَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

داخل ہوں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے ایک وعدہ کو رکھا ہے وہ اب اسے پورا کرنے والے ہیں وہ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہرے روشن کر کے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل فرما کر (اپنا وعدہ پورا نہیں کر دیا اب کونسی نعمت باقی رہ گئی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (خالق اور مخلوق کے درمیان حائل ہونے والا) پردہ ہٹا دیا جائے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز عطا نہیں کی ہوگی کہ وہ اس کی طرف دیکھیں۔ یہ حدیث کئی راوی حماد بن سلمہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہی۔ سلیمان بن مغیرہ بھی یہی حدیث ثابت سے اور وہ عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں کا قول نقل کرتے ہیں اور اس میں صہیب کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کا ذکر نہیں۔

تشریح: آیت ۲۶ سورۃ یونس میں ہے ''لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ'' احسنوا احسان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تمہیں یہ درجہ میسر نہ ہو تو اتنا یقین کر لو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ الحسنیٰ سے اچھا ثواب یعنی جنت مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا'' یعنی جس نے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دی اس کے لئے الحسنیٰ جنت ہے وَزِيَادَةٌ اور اللہ کی طرف دیکھنا ہے۔ مولانا سرفراز خان صاحبؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حسنی سے مراد ابتداء جنت میں دخول کے وقت دو حوریں ملیں گی کچھ دنوں بعد ایک اور حور ملے گی پوچھنے پر کہا جائے گا من المزید یعنی وزیادۃ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی مقرر فرمائے گا جو اتنی آواز سے ندا کرے گا کہ اگلے پچھلے سب سن لیں گے اے اہل جنت! اللہ تعالیٰ نے تم سے اچھے ثواب کا وعدہ کیا تھا اور زیارت کا بھی، اچھا ثواب تو جنت ہے اور مزید (انعام) رحمان کا دیدار حاصل ہونا۔ رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق کچھ وضاحت ماقبل باب ما جاء فی رُؤْيَةِ الرب تبارك و تعالیٰ'' میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمِصْرِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

ابن ابی عمر، سفیان، ابن منکدر، عطاء بن یسار، ایک مصری شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے ابودرداءؓ سے اس آیت (ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے) انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی ہے مجھ سے کسی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا۔ آپ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ فَهِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تم پہلے شخص ہو جس نے اس کی تفسیر پوچھی ہے۔ اس بشارت سے مراد مومن کا نیک خواب ہے جو وہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَفِي الْبَاب عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ عبدالعزیز سے وہ ابوصالح سمان سے وہ عطاء بن یسار سے وہ ایک مصری شخص سے اور وہ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ احمد بن عبدة ضبی اسے حماد بن زید سے وہ عاصم سے وہ ابوصالح سے وہ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں عطاء بن یسار سے روایت نہیں۔ اس باب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۂ یونس کی آیت ''لَهُمُ الْبُشْرٰي فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'' کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ بشریٰ سے کیا مراد ہے بعض حضرات نے کہا کہ اس سے نیک خواب مراد ہیں بعض نے کہا کہ دنیا میں بشارت سے مراد ذکر خیر اور آخرت میں جنت ہے۔ زہری اور قتادہ کا قول ہے کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دینے والے فرشتے نازل ہوں گے۔ اس حدیث کی مزید وضاحت ابواب الرؤیا میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا أَغْرَقَ اللهُ فِرْعَوْنَ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِي فِيهِ مَخَافَةَ أَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

عبد بن حمید، حجاج بن منہال، حماد بن سلمۃ، علی بن زید، یوسف بن مہران، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو سمندر میں غرق کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں ایمان لایا کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے محمد کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں اس کے (یعنی فرعون کے) منہ میں سمندر کا کیچڑ ٹھونس رہا تھا تا کہ (اس کے اس قول کی وجہ سے) اللہ کی رحمت اسے گھیر نہ لے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

محمد بن عبدالاعلی صنعانی، خالد بن حارث، شعبہ، عدی بن ثابت و عطاء بن سائب، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرَ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ جِبْرِيلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِيِّ فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ أَوْ خَشْيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ڈالتے تھے تاکہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ سکے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کر دیں۔ یا فرمایا کہ اس خوف سے کہ اللہ کی رحمت اسے گھیر نہ لے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۃ یونس آیت ۹۰، ۹۱ میں فرعون کے ایمان لانے کا ذکر ہے جب فرعون غرق ہونے لگا اور اس کو اپنی موت سامنے نظر آنے لگی تو اس نے فوراً ہی کہہ دیا "لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ" جب توبہ کی قبولیت کا وقت تھا اس وقت منہ موڑے رکھا اور جب موت سامنے آئی تو سب کچھ بھول گیا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فوراً اس کے منہ میں کیچڑ ڈال دیا توبہ کی قبولیت سے پہلے وہ مرگیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا "آلْئٰن و قد عصيت من قبل و كنت من المفسدين" باقی رہی یہ بات کہ فرعون کا ایمان لانا معتبر ہے کہ نہیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ اس کا ایمان لانا معتبر ہے لیکن یہ قول ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی وہ کہتے ہیں کہ حالت غرغرہ میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔

سند پر کلام: امام ترمذیؒ نے ان دو احادیث میں پہلی حدیث کو حسن کہا ہے جبکہ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان، مشہور ضعیف راوی ہے اور اس کا استاد یوسف بن مہران بصری بھی ایسا ہی راوی ہے اور وہ اولین الحدیث ہے۔ اس سے صرف ابن جدعان ہی روایت کرتا ہے پس وہ مجہول الذات بھی ہے اس لئے یہ حدیث حسن نہیں ضعیف ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ هُوْدٍ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ قَالَ أَحْمَدُ قَالَ يَزِيدُ الْعَمَاءُ أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ هٰكَذَا يَقُولُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَ وَكِيعُ بْنُ حُدُسٍ وَيَقُولُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَكِيعُ بْنُ عُدُسٍ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

احمد بن منیع، یزید بن ہارون، حماد بن سلمۃ، یعلی بن عطاء، وکیع بن حدس، حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا رب اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بادل میں تھا جس کے اوپر نیچے ہوا تھی اور اس نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ احمد کہتے ہیں کہ یزید عماء کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سند کو اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ وکیع بن حدس سے روایت ہے جب کہ شعبہ ابوعوانہ اور ہشیم وکیع بن عدس کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: آیت ۷ میں "وهو الذى خلق السموات والارض فى ستة الايام" كان فى عماء یہ ممدود بھی

ہے اور مقصور بھی ہے اَلْعَمَاءُ کے معنی بادل اور بغیر مد کے اس کے معنی ہیں لَیْسَ مَعَهُ شَيْئٌ اللہ کے ساتھ کچھ نہیں تھا۔

مَاتَحْتَهُ، مَافَوْقَهُ: پس ما سے کیا مراد ہے ما نافیہ ہے یا ما موصولہ ہے اس میں دونوں اقوال ہیں۔

اگر ما موصولہ ہو تو پھر اس کا مطلب ہوگا کہ اس بادل کے اوپر بھی ہوا تھی یعنی خلا تھا اور اس کے نیچے بھی خلا ہی تھا۔ بس صرف اللہ جل شانہ موجود تھے اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا بس ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔ اس بادل پر کیسے اور کیفیت کونسی تھی معلوم نہیں کما یلیق بشانہ۔

اگر ما نافیہ ہو تو اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا اس بادل سے نیچے ہوا نہیں تھی نہ اس کے اوپر تھی۔

ھواء سے کیا مراد ہے: کیا وہ ہوا مراد ہے جو عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر ہے اور جو کرہ ارض کو محیط ہے یا اس کے معنی خلاء کے ہیں یہی معنی راجح ہے اس بادل کے اوپر اور نیچے خلاء تھا یعنی بالفعل کوئی مخلوق موجود نہیں تھی۔

عماء کے بارے میں ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ وہ امر جو انسانی سمجھ اور اس کی عقل سے بالاتر ہو تو اسے عمی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پہلے موجود تھے اس کی کیفیت کیا تھی اس کا ادراک انسان کی عقل نہیں کر سکتی اس لئے اسے لفظ عمی سے تعبیر کیا۔

بعض نے کہا کہ این کان ربنا میں مضاف محذوف ہے عبارت یوں ہوگی این کان عرش ربنا اسی کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کَانَ فِي عَمَاءٍ" باقی وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ کی مزید وضاحت ابواب القدر میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُمْلِي وَرُبَّمَا قَالَ يُمْهِلُ الظَّالِمَ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ الْآيَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ نَحْوَهُ وَقَالَ يُمْلِي

ابو کریب، ابو معاویہ، برید بن عبد اللہ، ابو بردۃ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو فرصت دیتا ہے اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر ہرگز نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابو اسامہ بھی یزید سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہوئے یملی کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ يُمْلِي وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ

ابراہیم بن سعید جوہری یہ حدیث ابو اسامہ سے وہ بُرید بن عبد اللہ سے وہ اپنے دادا ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اور بغیر شک کے یملی کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ ہود آیت ۱۰۲ ہے "وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ان اخذہ الیم شدید" اللہ رب العزت ظالم کو مہلت دیتے ہیں پھر جب اس کو پکڑتے ہیں تو چھوڑتے نہیں۔

املی یملی: اللہ کا کسی کی زندگی کو طول دینا اور فائدہ اٹھانے دینا۔ لم یفلتہ: چھوڑ دینا، نکلنے دینا۔
سورۃ قلم میں ہے واملی لھم ان کیدی متین اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں یعنی دنیا میں ایک دم عذاب نازل نہیں کر دیتا بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔
یہ حدیث امام مسلمؒ اور بخاریؒ کی ہے اس کو برید سے ابو معاویہ اور ابو اسامہ روایت کرتے ہیں ابو معاویہ کی روایت میں شک ہے کہ حدیث میں یملی ہے یا یمھل ہے دونوں کے ایک معنی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَعَلٰى مَا نَعْمَلُ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلٰى شَيْءٍ لَمْ يُفْرَغْ مِنْهُ قَالَ بَلْ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الْأَقْلَامُ يَا عُمَرُ وَلٰكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو

محمد بن بشار، ابو عامر عقدی عبد الملک بن عمرو، سلیمان بن سفیان، عبد اللہ بن دینار، ابن عمر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عمل اس چیز کے لئے کرتے ہیں جو لکھی جا چکی ہے یا وہ ابھی تک نہیں لکھی ہے (یعنی تقدیر)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی چیز کے لئے جس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے اور اسے لکھا جا چکا لیکن ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عبد الملک بن عمرو کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کے متعلق مکمل شرح ابواب القدر "باب ما جاء فی الشقاء و السعادۃ" میں گزر چکی ہے تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا وَأَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَ

قتیبہ، ابو الاحوص، سماک بن حرب، ابراہیم، علقمہ واسود، حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے شہر کے کنارے ایک عورت سے بوس و کنار کر لیا اور جماع کے علاوہ سب کچھ کیا۔ اب میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میرے بارے میں آپ فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ چھپایا تھا لہٰذا تمہیں

الرَّجُلُ فَأَتْبَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهٰكَذَا رَوَى إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَرِوَايَةُ هٰؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ وَسِمَاكٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَدْ رَوَى سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بھی چاہئے تھا کہ اسے پردے میں ہی رہنے دیتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ شخص چلا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر بلوایا اور یہ آیات پڑھیں (اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر، بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس شخص کے لئے خاص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمام لوگوں کے لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل بھی سماک سے اسی طرح روایت کرتے ہیں، سماک ابراہیم سے وہ اسود سے اور وہ عبداللہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ پھر سفیان ثوری بھی سماک سے وہ ابراہیم سے اسی کے مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن یحیی نیشاپوری بھی یہ حدیث سفیان ثوری سے اعمش اور وہ سماک سے وہ دونوں ابراہیم سے وہ عبدالرحمن بن یزید سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس سند میں سفیان کی اعمش سے روایت کا ذکر نہیں کرتے۔ سلیمان تیمی یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے وہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً حَرَامٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ كَفَّارَتِهَا فَنَزَلَتْ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ

محمد بن بشار، یحیی بن سعید، سلیمان تیمی، ابوعثمان، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا جو کہ حرام تھا۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا کفارہ دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الرَّجُلُ أَلِي هٰذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَكَ وَلِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تمہارے لئے بھی اور میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے جو اس پر عمل کرے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ کی شرح ابواب الصلوٰۃ کے ذیل میں گزر چکی ہے پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ کفارہ ہیں ان صغیرہ گناہوں کے لئے جو ان کے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔

سند پر کلام: اس حدیث میں تین راوی ابوالاحوص، اسرائیل اور شعبہ یہ تینوں سماک بن حرب سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ و اسود سے اور وہ دونوں ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں البتہ امام شعبہ صرف اسود کا ذکر کرتے ہیں علقمہ کا تذکرہ نہیں کرتے امام ترمذیؒ نے ان کی سند کو اصح کہا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَيْسَ يَأْتِي الرَّجُلُ شَيْئًا إِلَى امْرَأَتِهِ إِلَّا قَدْ أَتَى هُوَ إِلَيْهَا إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُجَامِعْهَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَهِيَ لَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى غُلَامٌ صَغِيرٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ وَقَدْ رَوَى عَنْ عُمَرَ وَرَآهُ وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

عبد بن حمید، حسین بن علی جعفی، زائدہ، عبدالملک بن عمیر، عبدالرحمن بن ابی لیلی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے ملے جس سے اس کی جان پہچان نہ ہو اور پھر وہ اس کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر وہ کام کرے جو کوئی شخص اپنی بیوی سے کرتا ہے (یعنی بوس و کنار وغیرہ) تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ) نازل ہوئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرو اور نماز پڑھو۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم صرف اس شخص کے لئے خاص ہے یا تمام مومنوں کے لئے عام ہے۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں اس لئے کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو عبدالرحمن بن ابی لیلی چھ برس کے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہیں دیکھا بھی ہے۔ شعبہ یہ حدیث [illegible] سے وہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سند پر کلام: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ابن ابی لیلیٰ کی حضرت معاذؓ سے ملاقات نہیں، حضرت معاذؓ کا انتقال حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں طاعون عمواس میں ہوا اور ابن ابی لیلیٰ شہادت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت چھ سال کے تھے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے اور ان سے یہ روایت بھی کی ہے لیکن حضرت معاذؓ سے سماع نہیں۔

أَنَّ رَجُلًا: رجل سے کیا مراد ہے اس کے مختلف نام ہیں۔ عمرو بن غزیہ ، کعب بن عمرو نبهان تمار، عامر بن قیس

وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ: ان دونوں کے درمیان نہ تو ازدواج کا رشتہ تھا اور نہ وہ عورت اس کی باندی تھی بلکہ وہ اس پر حرام تھی۔ اس شخص نے اس عورت کے ساتھ ہر وہ کام کیا جو آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے مگر اس کے ساتھ جماع نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ إِنَّ فِي الْبَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ فَدَخَلَتْ مَعِي فِي الْبَيْتِ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَتَقَبَّلْتُهَا فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَخَلَفْتَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هٰذَا حَتَّى تَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلَّا تِلْكَ السَّاعَةَ حَتَّى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ وَأَطْرَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا حَتَّى أَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى

عبداللہ بن عبدالرحمن، یزید بن ہارون، قیس بن ربیع، عثمان بن عبداللہ بن موہب، موسیٰ بن طلحہ، حضرت ابو یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت مجھ سے کھجوریں خریدنے آئی تو میں نے اس سے کہا کہ گھر میں اس سے اچھی کھجوریں ہیں۔ جب وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تو میں اس کی طرف جھکا اور اس کا بوسہ لے لیا۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنا گناہ چھپاؤ توبہ کرو اور کسی کے سامنے ذکر نہ کرو۔ لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا تو میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے قصہ بتایا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اپنا جرم چھپاؤ توبہ کرو اور کسی کو نہ بتاؤ۔ مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوری بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اللہ کی راہ میں جانے والی نمازی کے گھر والوں کے ساتھ ایسا کیا۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ اسے ابو یسر کو اتنا دکھ ہوا کہ انہوں نے کاش میں اب ہی مسلمان ہوا ہوتا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ بھی اہل جہنم سے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اسی طرح رہے یہاں تک کہ یہ آیت (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ) نازل ہوئی۔ ابو یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لِلذَّاكِرِينَ قَالَ أَبُو الْيَسَرِ فَأَتَيْتُهُ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِهَذَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ ضَعَّفَهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُهُ وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ هٰذَا الْحَدِيثَ مِثْلَ رِوَايَةِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبُو الْيُسْرِ اِسْمُهُ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو

کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس شخص کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حکم سب کے لئے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ قیس بن ربیع کو وکیع وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ شریک یہی حدیث عثمان بن عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور اس باب میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واثلہ بن اسقع اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابو یسر کا نام کعب بن عمرو ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ جَاءَنِي الرَّسُولُ أَجَبْتُ ثُمَّ قَرَأَ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ قَالَ وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَى لُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ فَمَا بَعَثَ اللهُ مِنْ بَعْدِهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي ذِرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الثَّرْوَةُ

حضرت ابوہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی مدت یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر میں رہتا تو قاصد کے آنے پر بادشاہ کی دعوت قبول کر لیتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (پھر جب اس کے پاس قاصد پہنچا کہا اپنے آقا کے ہاں واپس جا اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو وہ تمنا کرتے تھے کہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ حاصل کریں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر کسی قوم کی طرف انہی میں سے نبی بنا کر بھیجا۔ ابوکریب، عبدہ، عبدالرحیم، افضل بن موسیٰ حضرت ابوکریب یہ حدیث عبدہ اور عبدالرحیم سے اور وہ افضل بن موسیٰ سے اسی کا مانند نقل کرتے ہیں کہ اس کے الفاظ یہ ہیں ''مَا بَعَثَ اللهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ ''لیکن معنی ایک ہی ہیں

الْكَثْرَةُ وَالْمَنَعَةُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
جب کہ محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ معنی کثرت وقوت کے ہیں۔ یہ حدیث فضل بن موسیٰ کی روایت سے زیادہ صحیح اور حسن ہے۔

تشریح: سورۃ یوسف آیت ۵۰ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بلند حوصلے اور پامردگی کی داد دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اتنی مدت میں اگر میں قید خانہ میں رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے تھے پھر مجھے بلایا جاتا تو میں بلانے والے کے ساتھ فوراً ہو لیتا۔

سوال: نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں رہائی کو قبول کر لیتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عمل کو افضل قرار دیا بظاہر یہ نبی ... شان افضلیت کے لائق نہیں۔

جواب اول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ تمام انبیاء سے افضل ہیں لہٰذا اگر کسی نبی کی جزوی فضیلت حاصل ہوگئی وہ کلی فضیلت کے منافی نہیں ہے۔ جواب ثانی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تواضع اور انکساری کی وجہ سے تھا۔

جواب ثالث: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے لئے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اگر کوئی شخص اس طرح کے ابتلاء میں مبتلا ہو جائے تو اسے جس قدر ممکن ہو جیل سے رہائی کی صورت اختیار کر لینی چاہیے کیونکہ حکمرانوں کی نیت کسی وقت بھی بدل سکتی ہے اور وہ حکمران نہیں زیادہ نقصان نہ پہنچا دیں۔ جواب رابع: بعض حضرات نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ارشاد مبارک اس وقت کا ہے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضلیت کا علم نہیں دیا گیا تھا۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ: سورۃ ہود آیت ۸۰ میں ہے اگر مجھ کو بذات خود تم سے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میرا کوئی مضبوط اور طاقتور کنبہ اور جتھا ہوتا تو تم کو میں تمہاری شرارت کا مزہ چکھاتا۔ رکن شدید سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں اور ظاہر ہے کہ رکن شدید سے اور کون مراد ہو سکتا ہے اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ورحمۃ اللہ علی لوط بطور مدح کے ہوگی کہ ان کا مقام کتنا بڑا تھا کہ کیسے کیسے مصائب آئے پھر بھی حضرت لوط علیہ السلام نے غیر اللہ سے مدد نہیں مانگی تھی۔

یا رکن سے مراد کنبہ قبیلہ خاندان بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دعائیہ کلمات ورحمۃ اللہ حضرت لوط علیہ السلام کے ایک تسامح کو بیان کرنے کے لئے ہیں کہ مشکل وقت میں اپنے خاندان کو یاد کیا اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا طاقتور اور قبیلہ والا بنا کر بھیجا تا کہ نبی کسی کا محتاج نہ ہو۔

إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ: پہلے کریم سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں دوسرے کریم سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام، تیسرے کریم سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام، چوتھے کریم سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یوسف الکریم اول سے بدل ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ وَكَانَ يَكُونُ فِي بَنِي عِجْلٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ قَالَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللهُ فَقَالُوا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ قَالَ زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى حَيْثُ أُمِرَ قَالُوا صَدَقْتَ فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ اشْتَكَى عِرْقَ النَّسَاءِ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهُ إِلَّا لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا فَلِذٰلِكَ حَرَّمَهَا قَالُوا صَدَقْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم ﷺ ہمیں رعد کے متعلق بتایئے کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادل ہیں اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں۔ جن سے وہ بادلوں کو اللہ کی مشیت کے مطابق ہانکتا ہے۔ وہ کہنے لگے تو پھر یہ آواز کو ہم سنتے ہیں یہ کس کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس کی ڈانٹ ہے وہ بادلوں کو ڈانٹتا ہے یہاں تک کہ وہ حکم کے مطابق چلیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنے اوپر کونسی چیز حرام کی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں عرق النساء کا مرض ہو گیا تھا اور انہوں نے اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز مناسب نہیں پائی۔ اس لئے اپنے اوپر حرام کرلیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ الرعد آیت ۱۳ میں ہے "ویسبح الرعد بحمدہ و الملائکۃ من خیفتہ" حدیث الباب میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں یہود کے ان سوالات کا تذکرہ ہے جن کے جوابات آپ ﷺ نے دیئے ہیں۔

(۱) یہود نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ رعد کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کے ہانکنے پر مامور کیا جاتا ہے اس کے پاس آگ کا ایک آلہ اور تلوار ہے اس کے ذریعے سے وہ بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہانکتا ہے جب وہ آواز نکالتا ہے تو وہ آواز بادلوں کی سنائی جاتی ہے۔

(۲) کہ بتاؤ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کیا چیز حرام کی تھی اس کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عرق النسا کی بیماری میں مبتلا تھے اس پر انہوں نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرمائیں گے تو میں اپنی پسندیدہ چیزیں مشروب اور کھانا چھوڑ دوں گا۔ مشروب میں دودھ پسند تھا اور کھانے میں اونٹ کا گوشت، ان کو جب شفا ہوگئی تو دونوں چیزوں کو چھوڑ دیا ان کی شریعت میں ایسا کرنے کی گنجائش تھی لیکن ہماری شریعت میں جائز نہیں ہماری شریعت میں اگر کوئی قسم کھالے تو اس قسم کو توڑنا ضروری ہے اور اس قسم کا کفارہ دینا بھی لازمی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے منت مانی تھی کہ اگر مجھے اس بیماری سے شفا مل گئی تو میں اور میری اولاد ان دونوں چیزوں کو استعمال نہیں کریں گے یہ تحریم منت کی وجہ سے برقرار رہی اسکے علاوہ باقی سب چیزیں بنی اسرائیل پر حلال تھیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا محمود بن خداش بغدادی، سیف بن محمد ثوری، اعمش، ابی

سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّوْرِيُّ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ قَالَ الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُ وَالْحَامِضُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ أَخُو عَمَّارِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَمَّارٌ أَثْبَتُ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں پر فضیلت دیتے ہیں۔) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد ردی کھجوریں ہیں یا پھر میٹھا اور کڑوا مراد ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس روایت کو زید بن انیسہ نے بھی اعمش سے اسی کے مثل نقل کیا ہے۔ سیف بن محمد عمار بن محمد کے بھائی ہیں اور عمار ان سے ثقہ ہیں۔ یہ سفیان ثوری کے بھانجے ہیں۔

تشریح: سورۃ الرعد آیت ۴ میں ہے ''وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ'' پھلوں میں بعض کو بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے کسی جگہ اعلیٰ پھل پیدا ہوتے ہیں اور کسی جگہ ادنیٰ پھل کسی کا مزہ کچھ ہوتا ہے اور کسی کا مزہ کچھ ہوتا ہے۔ الدَّقَلُ کسی جگہ سے ردی کھجور حاصل ہوتی ہے اور کسی جگہ سے عمدہ کھجور اس طرح کسی درخت کا پھل میٹھا ہوتا ہے کسی کا کھٹا اسی میں سمجھداروں کے لئے نشانیاں ہیں۔ فضیلت کا مطلب یہ نہیں کہ کہیں کھجور ہے تو کہیں انگور اور کہیں آم ہے اور کہیں سیب بلکہ فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ بیج ہے مگر اس سے مختلف ذائقہ والے پھل حاصل ہوں گے مثلاً سیب کا بیج ہے ایک کھیت میں صرف سیب کی کاشتکاری کریں تو ان تمام سیبوں میں ذائقہ مختلف ہوگا۔ وعلی ھذا القیاس۔

وَمِنْ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فَقَالَ مَثَلُ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ قَالَ هِيَ الْحَنْظَلَةُ قَالَ فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ أَبَا الْعَالِيَةِ فَقَالَ صَدَقَ وَأَحْسَنَ

حضرت انس بن مالک ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا۔ اس میں کھجیاں بھی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا (کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے۔ گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ کس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ ابراہیم۔ آیت۔) پھر فرمایا کہ یہ درخت کھجور کا درخت ہے پھر یہ آیت پڑھی (اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جائے۔ اسے کچھ ٹھہراؤ نہیں ہے۔) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد حنظلہ (کوڑتنبہ) ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابوعالیہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا آپ نے سچ کہا اور صحیح فرمایا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي الْعَالِيَةِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هَذَا مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ أَبِي بَكْرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

قتیبہ، ابوبکر بن حبحاب سے وہ اپنے والد سے اور وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں اور اس میں ابوعالیہ کا قول بھی نہیں۔ اور یہ حدیث کو موقوفاً یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کا قول نقل کرتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی اور نے اسے مرفوع کیا ہو۔ پھر معمر، حماد بن زید اور کئی راوی بھی اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے۔ احمد بن عبدہ ضبی بھی حمد بن زید سے وہ شعیب بن حبحاب سے اور وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شعیب بن حبحاب ہی کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہوئے اسے مرفوع نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ ابراہیم آیت ۲۴ تا ۲۶ میں اللہ پاک نے مؤمن اور کافر کی ایک مثال دی ہے آیت کے الفاظ کی وضاحت یہ ہے کہ كَلِمَةً طَيِّبَةً سے مراد کلمہ توحید جو خلوص کے ساتھ ادا کیا جائے۔ شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ سے مراد قوی بلند، خوش ثمر درخت كَلِمَةً طَيِّبَةً ضرب اللہ مثلاً کی تفسیر ہے یا مثلاً سے بدل ہے۔ أَصْلُهَا ثَابِتٌ اس کی جڑ زمین کے اندر مضبوط طور پر جمی ہوئی ہے جڑ کے سوتے زمین میں پھیلے ہوئے ہیں۔ فَرْعُهَا سے مراد چوٹی یا شاخیں ہیں۔

اس درخت سے کونسا درخت مراد ہے تو اس درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے نیز کلمہ طیبۃ کے ساتھ اس کو تشبیہ دینے کی کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: کلمہ طیبہ سے مراد ہے ایمان اس کی جڑ جو بہت مستحکم اور مضبوط ہے دنیا کے حوادثات اس کو ہلا نہیں سکتے اسی طرح کھجور کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اس کو آندھی طوفان ہلا نہیں سکتے۔

دوسری وجہ ان کی طہارت و نظافت میں ہے کہ یہ دونوں دنیا کی گندگیوں سے متاثر نہیں ہوتے یہ دونوں وصف اصلھا ثابتٌ کی مثال ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح ایمان کے ثمرات آسمان کی بلندیوں کی طرف جاتے ہیں اسی طرح کھجور کے درخت کی شاخیں بھی بلندی کی طرف جاتی ہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کھجور کے درخت کا پھل پورا سال باقی رہتا ہے اسی طرح مؤمن کا ایمان اور اعمال صالحہ پورا سال باقی رہتے ہیں اور مؤمن کا ہر قول و فعل حرکت و سکون اور اس سے پیدا ہونے والے آثار پوری دنیا کے لئے نافع ہیں بشرطیکہ وہ مؤمن کامل اور اسلامی تعلیمات کا پابند ہو۔

اس کے برخلاف دوسری مثال کفار کی شَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ سے دی گئی كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ سے مراد کلمات کفر اور ان کے اعمال ہیں اور درخت خبیثۃ سے مراد ایلوے کا درخت ہے جس کی جڑیں نہیں ہوتیں تھوڑی سی ہوا سے اکھڑ جاتا ہے۔ یہ تشبیہ اس لئے دی کہ کفار کے عقائد کی کوئی جڑیں نہیں ہوتیں تھوڑی سی تکلیف سے کافر متزلزل ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ ان کے اعمال برے اور گندے ہوتے

ہیں اور شَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ کے پھل بھی کارآمد نہیں ہوتے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ قَالَ فِي الْقَبْرِ إِذَا قِيلَ لَهُ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبہ، علقمۃ بن مرثد، سعد بن عبیدۃ، حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت (اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبر میں ہوگا جب اس سے (یعنی مردے سے) پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا نبی کون ہے۔؟ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ ابراہیم آیت ۲۷ میں ہے اس آیت میں الْقَوْلِ الثَّابِتِ سے مراد کلمہ توحید ہے جس کا اعتراف خلوص کے ساتھ کیا گیا ہو خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار دل میں جم جاتا ہے اور اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو جاتا ہے۔ دین کے معاملات میں دنیا کے اندر جو کچھ مصائب والام اہل ایمان پر آتے ہیں ان کے ایمان کو ہلا نہیں سکتے اہل ایمان مصائب وتکالیف کے باوجود دین پر مضبوطی سے جمے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت جرجیس، حضرت شمعون علیہم السلام۔

حدیث الباب میں دو باتوں کا ثبوت ہے۔ ایک یہ کہ مؤمن قبر میں ثابت قدمی کے ساتھ درست جواب دیں گے اس لئے قبر ان کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور کافر وغیرہ درست جواب نہیں دے سکیں گے اس لئے قبر ان کے لئے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔

دوسرا یہ کہ قبر میں ثواب اور عقاب کا ثبوت قرآن وسنت دونوں سے ثابت ہے بہت سارے حضرات نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب اور ثواب سے متعلق قرار دیا ہے۔

خوارج، معتزلہ اور بعض دوسرے فرقے عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں ان کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ تَلَتْ عَائِشَةُ هَذِهِ الْآيَةَ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ

حضرت مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت جس دن اس زمین سے اور زمین بدلی جائے گی۔ سورت ابراہیم۔ آیت) کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

تشریح: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ: زمین کے تبدیل کیے جانے کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

قول اوّل: قیامت کے دن زمین کی صفات کو تبدیل کر دیا جائیگا چنانچہ اہل ایمان میدان حشر میں حساب سے فارغ ہونے کے وقت تک اپنے قدموں کے نیچے سے یہی روٹی توڑ توڑ کر کھاتے رہیں گے۔ اس قول کی تائید باب الحشر کی پہلی حدیث سے ہو رہی ہے۔

قول ثانی: زمین میں نہ پہاڑ رہیں گے نہ غار نہ دریا نہ نہریں بلکہ ساری زمین کو روٹی کی طرح صاف کر دیا جائے گا۔

قول ثالث: تبدیلی ذاتی بھی مراد ہو سکتی ہے کہ آسمان کو سونے کا اور زمین کو چاندی کا کر دیا جائے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تھا کہ جب زمین تبدیل کی جائے گی تو مخلوق کہاں جائے گی تو اس کا جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا کہ اس وقت لوگ پل صراط پر ہوں گے۔

عَلَى الصِّرَاطِ: ''صراط'' کے اصل معنی راستے کے ہیں حدیث الباب میں ''صراط'' سے مراد پل صراط ہے جو دوزخ کے اوپر بنا ہوا ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے یہ بھی ممکن ہے کہ زمین و آسمان تبدیلی کے وقت پل صراط کی بجائے کسی اور راستہ پر ہوں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحِجْرِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِأَنْ لَا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ وَرَوَى جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ مِنْ حَدِيثِ نُوحٍ

قتیبہ، نوح بن قیس حدانی، عمرو بن مالک، ابوالجوزاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی وہ بہت حسین بلکہ حسین ترین لوگوں میں سے تھی۔ بعض لوگ پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے تا کہ اس پر نظر نہ پڑے جب کہ بعض لوگ پچھلی صفوں کی طرف آتے تا کہ اسے دیکھ سکیں۔ چنانچہ وہ جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے دیکھتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اور ہمیں تم میں سے اگلے اور پچھلے سب معلوم ہیں) جعفر بن سلیمان یہ حدیث عمرو بن مالک سے وہ ابوجوزاء سے اسی طرح نقل کرتے ہیں لیکن اس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں اور یہ نوح کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ حجر آیت ۲۴ میں ہے اس آیت میں مستقد مین اور مستاخرین کی تفسیر میں علما کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک مستقد مین سے مراد مستاخرین سے پہلے والے لوگ مراد ہیں (۲) شعبی کا قول ہے کہ اس سے اگلے اور پچھلے لوگ مراد ہیں (۳) عکرمہ کے نزدیک مستقد مین سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیدا ہو چکے اور اپنے آباء کی پشت سے برآمد ہو گئے اور مستاخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے (۴) مجاہد کے نزدیک گزشتہ اقوام مستقد مین اور مستاخرین سے مراد امت محمدیہ

ہے۔(۵) حسن کا قول ہے کہ طاعت وخیر میں آگے بڑھنے والے مستقدمین ہیں اور طاعت وخیر میں سستی کرنے اور بچھڑنے والے متاخرین ہیں(٦) بعض علما کے نزدیک مستقدمین اور متاخرین سے مراد نمازیوں کی اگلی پچھلی صفیں ہیں۔ بحوالہ تفسیر مظہری

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ جُنَيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي أَوْ قَالَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ

عبد بن حمید، عثمان بن عمر، مالک بن مغول، جنید، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائیں گے یا فرمایا امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مالک بن مغول کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ حجر آیت ۴۴ میں ہے اس آیت میں جہنم کے سات دروازوں کا ذکر ہے۔ ابن جریر نے اس آیت کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ اول دروازجہنم پھر لظی پھر حطمۃ پھر سعیر پھر سقر پھر جحیم پھر ہاویہ ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار چلائیں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلَّهِ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، ابوعلی حنفی، ابن ابی ذئب، مقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورت فاتحہ ام القرآن ام الکتاب اور سبع مثانی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ مِثْلَ أُمِّ الْقُرْآنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

حسین بن حریث، فضل بن موسی، عبدالحمید بن جعفر، علاء بن عبدالرحمن اپنے والد سے، حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابی بن کعبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں ام القرآن (سورت فاتحہ) جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی اور یہی سبع مثانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے اور میرے بندے کے لئے وہی چیز ہے جو وہ مانگے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ

قتیبہ، عبدالعزیز بن محمد، علاء بن عبدالرحمن اپنے والد سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب کی طرف نکلے اس حال میں کہ وہ نماز

عَلَى أُبَيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَطْوَلُ وَأَتَمُّ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

پڑھ رہے تھے اور پھر اسی کے مثل حدیث نقل کی۔ عبدالعزیز بن محمد کی حدیث زیادہ طویل اور مکمل ہے اور عبدالحمید بن جعفر کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کئی راوی علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ان تینوں احادیث میں سورۃ فاتحہ کے مختلف ناموں کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ شروع تفسیر میں گزر چکے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ قَالَ لِلْمُتَفَرِّسِينَ

محمد بن اسماعیل، احمد بن ابی الطیب، مصعب بن سلام، عمرو بن قیس، عطیہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (بے شک اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔) یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا ہے کہ متوسمین کے معنی فراست والوں کے ہیں۔

تشریح: سورۃ حجر آیت ۷۵ ہے اس آیت میں متوسمین کا ذکر ہے۔ متوسمین کا ترجمہ۔ مجاہد نے کہا دیکھنے والے، قتادہ نے کہا کہ عبرت حاصل کرنے والے، مقاتل نے کہا غور وفکر کرنے والے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وسم کا معنی ہے اثر کرنا نشان پیدا کرنا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ظاہری علامات اور آثار کو دیکھ کر اندرونی نتائج اور معانی کی شناخت کرنے والے ہیں ان کے لئے اس واقعہ میں بڑی نشانیاں ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ قَالَ عَنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

احمد بن عبدۃ ضبی، معتمر، لیث بن ابی سلیم، بشر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (پھر تیرے رب کی قسم! ہم ان سب سے سوال کریں گے۔ الحجر، آیت) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف لیث بن ابی سلیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن ادریس بھی یہ حدیث لیث بن ابی سلیم سے وہ بشر سے اور وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔

تشریح: سورۃ حجر آیت ۹۳ میں ہے محشر میں سوال سب سے ہوگا اگلوں پچھلوں سے۔ ترمذیؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص سے کلمہ توحید کے تقاضوں کے متعلق سوال ہوگا۔ بعض حضرات نے کہا کہ تمام کافروں سے سوال ہوگا کہ تم کفر پر کیوں رہے اور مسلمانوں سے سوال ہوگا کہ تم نے کلمہ طیبہ کے تقاضوں کو پورا کیوں نہیں کیا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ النَّحْلِ

سورۃ نحل آیت ۴۸ میں ہے "یتفیؤا ظلالہ عن الیمین و الشمائل سجدًا للہ وھم داخرون" اور کیا ہوا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی وہ چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے ایک جانب سے دوسری جانب ڈھل جاتے ہیں اظہار عاجزی کرتے ہوئے۔ اس آیت میں یمین کا لفظ مفرد ہے اور شمائل کا لفظ جمع ہے یا تو یمین کا لفظ بھی جمع ہوتا یا شمائل کا لفظ مفرد ہوتا۔ اس میں دو باتیں عرض کرنی ہیں ایک یہ کہ ما کا لفظ لفظاً مفرد ہے معنیً جمع ہے تو لفظ کے لحاظ سے یمین مفرد لائے اور معنی کے لحاظ سے شمائل جمع لائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علامہ طنطاویؒ نے تفسیر میں لکھا ہے اور تفسیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کہ جس شہر کا عرض البلد ہو، طول البلد نہ ہو اور عرض البلد میل کلی سے کم ہو جیسا کہ مکہ مکرمہ اس میں گرمی کے زمانے میں سورج دائیں طرف ہوتا ہے اور سایہ چھوٹا ہوتا ہے اور سردی کے زمانے میں سورج بائیں طرف ہوگا اور سایہ لمبا ہوگا۔ جو سایہ مختصر تھا اس کو یمین مفرد سے تعبیر کیا اور جو سایہ لمبا تھا اس کو شمائل سے تعبیر کیا۔ ظلال کہا کیونکہ ما جمع ہے معنیً اس لئے ظل نہیں کہا (فوائد صفدریہ ۱۹۳)

سجدًا للہ: سجدہ سے مراد اطاعت اختیاری ہے یا فطری ہے کہا جاتا ہے۔ سجدت النخلۃ کھجور کا درخت سجدہ کرنے لگا یعنی پھلوں کا بار زیادہ پڑنے سے وہ جھک گیا۔ سجد البعیر اونٹ نے اپنے اوپر سوار کرنے کے لئے گردن جھکا دی مطلب یہ ہے کہ سائے اللہ تعالیٰ کے ضابطہ فطرت کے تابع ہیں۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی حالت کی طرح سائے زمین پر گرتے اور چسپاں رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سایہ والی چیزیں بھی عاجز، بے بس اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔

وھم داخرون: یہاں پر "ھم" ضمیر لائے کیونکہ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول کے ساتھ تغلیب حاصل ہے کیونکہ آیت "ما خلق اللہ" میں صرف انسان تو نہیں باقی چیزیں بھی ہیں لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے "ھم" کہا ھُنَّ نہیں کہا (فوائد صفدریہ)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحَرِ قَالَ

عبد بن حمید، علی بن عاصم، یحیی بکار، عبداللہ بن عمر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا اجر تہجد کی نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت (کائنات کی) ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ پھر آپ صلی

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنْ شَيْئٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ الْآيَةَ كُلَّهَا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ

اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں جھکے جارہے ہیں۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف علی بن عاصم کی روایت سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِينَ سِتَّةٌ مِنْهُمْ حَمْزَةُ فَمَثَّلُوا بِهِمْ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَئِنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هَذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ فَقَالَ رَجُلٌ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفُّوا عَنِ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

ابو عمار حسین بن حریث، فضل بن موسیٰ، عیسیٰ بن عبید، ربیع بن انس، ابو العالیہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں انصار کے چونسٹھ اور مہاجرین کے چھ آدمی شہید ہوئے۔ جن میں حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ کفار نے ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ انصار کہنے لگے کہ اگر پھر کسی دن ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم اس سے دوگنا آدمیوں کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیں گے لیکن فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اور اگر بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔) چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ آج کے بعد قریش کا نام نہیں رہے گا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمیوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرو۔ یہ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ نحل آیت ۱۲۶ میں ہے "وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين" اگر بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرلو تو صبر کرنے والوں کیلئے یہی بہتر ہے۔ برائی کا بدلہ برائی سے دینے کو عقوبت اور عقاب کہا جاتا ہے برائی کا بدلہ برائی سے لینے کو عقوبت کہنا محض لفظی مناسبت کی وجہ سے ہے۔ صبر کرنے سے مراد انتقام نہ لینا اور بدلہ لینے سے رک جانا مراد ہے۔

شان نزول: ایک آیت شان نزول تو حدیث مذکورہ کے ترجمہ سے معلوم ہو رہی ہے۔ امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیت شہدائے احد کے بارے میں نازل ہوئی کہ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ مشرکوں نے ہمارے شہدا کے پیٹ چاک کیے اور بہت ہی برے طریقے سے لاشوں کے ناک کان کاٹے پھر شہید کا مثلہ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے تھے اور ان کا دلخراش منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا اے ابو السائب! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو مجھے معلوم ہے کہ آپ بڑے نیک کردار اور

صلہ رحمی کرنے والے تھے اگر آپ کے بعد رہنے والوں کے رنجیدہ ہونے کا خیال نہ ہوتا تو مجھے اس بات سے خوشی ہوتی کہ آپ کو یونہی چھوڑ دوں تا کہ آپ کا حشر متعدد گروہوں کے اندر سے ہو خدا کی قسم! اگر اللہ نے مجھے ان پر فتح عنایت کی تو آپ کی جگہ میں ان کے ستر آدمیوں کا ضرور بضرور مثلہ کروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیات مذکورہ نازل فرمائیں۔

فتح مکہ کے موقع پر چند حضرات ایسے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں مارنے اور قتل کرنے کا حکم دیا ان کی تعداد اصحاب سیر کی روایات کے مطابق مختلف ہیں۔ ابن اسحاقؒ نے آٹھ اور بعض نے پندرہ نام ذکر کیے ہیں۔ ان پندرہ میں سے آٹھ نے تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا اور پانچ قتل کر دیئے گئے اور ایک بھاگ کر نجران چلا گیا اور وہیں کفر کی حالت میں مرا اور ایک کے بارے میں اختلاف ہے اس کے اسلام لانے اور قتل کئے جانے کے بارے میں۔

وہ آٹھ حضرات جنہوں نے اسلام قبول کیا ان میں سے حضرت عکرمہؓ، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی السرح، تیسرے کعب بن زبیر یہ عرب کے مشہور شاعر تھے، چوتھے ھبار بن الاسودؓ انہوں نے حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو نیزہ مارا تھا اور وہ اسی بیماری میں انتقال کر گئی تھیں یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے مخلص صحابی بن گئے۔ پانچویں وحشی بن حربؓ جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا یہ بھی فتح مکہ پر مشرف با اسلام ہوئے۔ چھٹے عبداللہ بن زبعری یہ عرب کے مشہور شاعر تھے آپ ﷺ کی مذمت میں اشعار کہا کرتے تھے یہ بھی بھاگ کر نجران چلے گئے تائب ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ساتویں ہندہ بنت عتبہ وہی ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کروایا اور ان کا کلیجہ چبایا یہ بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مشرف با اسلام ہوئیں۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں۔ آٹھویں عورت عبداللہ بن خطل کی باندی تھی یہ بھی آپ ﷺ کے خلاف اشعار پڑھا کرتی تھی اس کو بھی مباح الدم قرار دیا گیا تھا فتح مکہ کے دن بھاگ گئی تھی بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

فتح مکہ کے دن قتل کیے جانے والے چند افراد (۱) عبداللہ بن خطل یہ کعبہ کے پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا پھر بھی آپ ﷺ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا (۲) مقیس بن صبابہ یہ بھی پہلے مسلمان ہو گیا تھا پھر مرتد ہو کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا تھا حضرت تمیلہ بن عبداللہ نے اس کو قتل کیا تھا (۳) حویرث بن نقید یہ بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار بکتا تھا اسکو حضرت علیؓ نے ٹھکانے لگایا (۴) حارث بن طلاطل یہ بھی آپ ﷺ کی شان میں ہجو کرتا تھا اس کو بھی حضرت علیؓ نے ٹھکانے لگایا (۵) قریبہ تصغیر ہے قربۃ کی یہ ابن خطل کی باندی تھی آپ ﷺ کے خلاف اشعار پڑھتی تھی فتح مکہ کے موقع پر اسے قتل کیا گیا (۶) ہبیرہ بن وہب یہ فتح مکہ کے دن نجران کی طرف بھاگ گیا تھا پھر وہیں کفر کی حالت میں مرا (۷) ایک عورت سارہ تھی اس کے متعلق حمیدی کا قول ہے کہ اسے بھی قتل کیا گیا تھا۔

سوال: ترمذیؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر چھ افراد کا قتل کیا گیا جن میں چار مرد اور دو عورتیں تھیں جبکہ یہاں پر پندرہ افراد کے قتل کیے جانے کا ذکر کیا گیا تو بظاہر تعارض ہے۔ **جواب اول:** دونوں طرح کی روایات ہیں۔ کہیں چھ افراد کا ذکر ہے اور کہیں پندرہ افراد کا ذکر ہے جس راوی نے جیسا سنا ویسے بیان کر دیا۔ فلا تعارض

جواب ثانی: عدد اقل عدد اکثر کے منافی نہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

ماقبل سے ربط: ماقبل سورۃ کے آخر میں پڑھا تھا "ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون" کہ آپ ﷺ غم نہ کھائیں اور جو یہ تدبیریں کررہے ہیں اس میں تنگی محسوس نہ کریں انہی تنگی کے مواقع میں سے ایک موقع یہ تھا کہ معراج کے بابت لوگوں میں اختلاف ہوگیا کہ یہ معراج کس سن ہجری میں ہوئی۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ نبوت کے پانچویں سال واقعہ معراج پیش آیا بعض فرماتے ہیں کہ نبوت کے دسویں سال واقعہ معراج پیش آیا۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال واقعہ معراج پیش آیا۔

واقعہ معراج آپ ﷺ کی زندگی کے بڑے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے اس واقعہ کے متعلق دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ایک لفظ "اسراء" ہے جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا دوسرا لفظ "معراج" ہے جس کا ذکر احادیث میں کئی بار آیا ہے۔ "اسراء" سیر سے ہے رات کے وقت زمین پر سفر کرنے کو کہتے ہیں اور آپ ﷺ کا جو سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات میں ہوا ہے اس کو "اسراء" کہتے ہیں۔ "معراج" عروج سے ہے "عروج" چڑھنے کے معنی میں ہے مسجد اقصیٰ سے لیکر آسمانوں تک اور وہاں سے آگے تک جانے کو "معراج" کہتے ہیں گویا دونوں الفاظ میں ایک دوسرے پر اطلاق ہوسکتا ہے البتہ مسئلہ شرعی میں کچھ فرق ہے کہ مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک کا سفر قرآن کریم سے ثابت ہے لہٰذا اس کا منکر کافر ہوجاتا ہے اور مسجد اقصیٰ سے اوپر تک کا سفر احادیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہوجاتا ہے۔

سوال: آپ ﷺ کو معراج کیوں کرائی گئی اس کی کیا حکمت ہے؟ **جواب:** حقیقی حکمت تو اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ظاہری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں آپ ﷺ نے تمام تکالیف برداشت کی تھیں انسانی تصور سے بالاتر مظالم کے پہاڑ آپ ﷺ پر توڑے گئے، دیکھئے شعب ابی طالب میں تین سال قید و بند اور بائیکاٹ کی صعوبتیں برداشت کیں ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے طائف کا سفر کیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہاں کے قبائل سردار مسلمان ہوجائیں تو آنحضرت ﷺ مسلمانوں کو مکہ سے طائف منتقل کردینگے اس طرح مظالم سے بچ جائیں گے لیکن طائف کے سرداروں نے آپ ﷺ کے ساتھ عرب رواج کے برعکس انتہائی ظالمانہ سلوک کیا اور پتھراؤ کیا جب آپ ﷺ تمام تکالیف سے گزر چکے تو اب آپ ﷺ کی ذات بابرکات اس کیلئے بالکل تیار ہوچکی تھی کہ احکم الحاکمین سے راز کی باتیں ہوجائیں۔ طائف کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا تاکہ آپ کو تمام رفعتوں، عظمتوں اور برکتوں سے نواز دے تاکہ دنیا والوں کو پتا چل جائے کہ جس ہستی سے تم اہل طائف بات نہیں کرنا چاہتے خالق کائنات خود ان سے ہم کلام ہونا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ کو معراج راجح قول کے مطابق ۲۷ رجب نبوت کے گیارہویں سال کو کرائی گئی تھی۔

واقعہ معراج پر ملحدین کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات: **پہلا اعتراض:** واقعہ معراج روح مع جسد نہیں یعنی بیداری کا واقعہ نہیں بلکہ خواب کا واقعہ ہے۔ **جواب:** ① اگر معراج کا واقعہ خواب کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو اتنے بڑے اہتمام کیساتھ

کیوں بیان کیا۔ جواب ② آیت میں ’’بعبدہ‘‘ کا ذکر ہے جس کا اطلاق روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے۔
حافظ ابن کثیرؒ نے لفظ سبحان سے استدلال کیا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کہ رب تعالیٰ نے سبحان الذی سے شروع فرمایا تو کوئی نرالی بات ہوگی جیسے ہم سب نرالی اور عجیب بات کو ذکر کرتے ہیں تو سبحان اللہ کہتے ہیں اگر یہ صرف خواب کا قصہ ہوتا اور کشف ہوتا تو اس میں کوئی نرالی بات تو نہیں ہے تو سبحان الذی کہنا دلیل ہے کہ اس واقعہ میں نرالی بات ہے۔
علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے اللہ نے بروح عبدہ نہیں فرمایا بلکہ بعبدہ فرمایا یہ دوسرا قرینہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج روح مع جسد ہوئی ہے۔
دوسرا اعتراض: یہ جو ہمیں آسمان نظر آرہا ہے یہ آسمان نہیں بلکہ ہماری نظروں کی حدیں ہیں جو بعد مسافت کی وجہ سے ہمیں آسمان معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ آسمان نہیں تو معراج بھی نہیں ہوا۔ **جواب:** یہ اعتراض بے محل ہے کیونکہ قرآن میں جابجا آسمان کا ذکر ہے تو یہ کہنا کہ آسمان نہیں یہ غلط ہے۔
تیسرا اعتراض: آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا کیونکہ اس کے درمیان کرّے ہیں آگ کا کرّہ، ہوا کا کرّہ وغیرہ ان سے کوئی چیز اوپر نہیں جاسکتی تو معراج کا سفر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ **جواب اول:** ① الزامی جواب یہ ہے کہ جدھر سے عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے اور جدھر سے آدم علیہ السلام زمین پر اُترے اُسی راستے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ **جواب ثانی:** ② تحقیقی جواب یہ ہے کہ رکاوٹیں اللہ کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتیں اللہ جس کو چاہے اوپر لے جائے وہ پاک ذات ہے اس کے سامنے کوئی مشکل نہیں۔
چوتھا اعتراض: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بہت طویل فاصلہ ہے اور اسی طرح زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے تو اتنی لمبی مسافت ایک رات میں کیسے طے ہوسکتی ہے۔ **جواب:** پہلے زمانوں میں لوگ پیدل سفر کرتے تھے آہستہ آہستہ تیز چلنے والی چیزیں آنے لگیں حتیٰ کہ ہوائی جہاز آگئے جو دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بہت جلد پہنچا دیتے ہیں مزید ان میں تیزی آرہی ہے اسی طرح دیکھئے ہماری نظریں سیکنڈ کے اندر اندر آسمان تک پہنچ کر واپس آجاتی ہیں فرشتے چند لمحوں سے پہلے آسمان سے زمین پر پہنچ جاتے ہیں اسی طرح احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے براق کا قدم وہاں ہوتا تھا جہاں حدنگاہ ہوتی تھی۔ اسی طرح بجلی کی مثال دیکھئے کوئی مشرق میں بٹن آن کرے تو مغرب میں آناً فاناً پہنچ جاتی ہے وغیرہ یہ انسانی ایجادات ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کس قدر اور کتنی قدرت ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوسکتا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى قَالَ فَنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ الرَّجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میری ملاقات موسیٰؑ سے ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا اور میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ شنوءہ قبیلے کے لوگوں میں سے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ملاقات عیسیٰؑ سے ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شَنُوئَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى قَالَ فَنَعَتَهُ قَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي هُدِيتَ لِلْفِطْرَةِ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میانہ قد اور سرخ ہیں گویا کہ ابھی دیماس یعنی حمام سے نکلے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں ابراہیمؑ کو دیکھا۔ میں ان کی اولاد کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ ان دونوں میں سے جو چاہو لے لو۔ میں نے دودھ لیا اور پی لیا۔ چنانچہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کو فطرت کے راستے پر چلایا گیا یا فرمایا کہ آپ ﷺ فطرت کو پہنچے کیوں کہ اگر شراب پی لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

اسحاق بن منصور، عبدالرزاق، معمر، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی تھی۔ اس نے شوخی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی شوخی کر رہا ہے۔ آج تک تجھ پر اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزیز سوار نہیں ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اسے پسینہ آ گیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق کی روایت سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرِيلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهَا الْبُرَاقَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

یعقوب بن ابراہیم دورقی، ابوتمیلہ، زبیر بن جنادہ، ابن بریدہ، حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شب معراج کو) ہم جب بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اس سے باندھا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِي

قتیبہ، لیث، عقیل، زہری، ابوسلمہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں ایک پتھر پر کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ چنانچہ میں اسے دیکھتے

بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَاب عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ

ہوئے انہیں اس کی نشانیاں بتانے لگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مالک بن صعصعہ ابوسعید ابن عباس ابوذر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔

تشریح: لغات: أُسْرِيَ: مجھے رات کے وقت لے جایا گیا **مُضْطَرِبٌ**: ذرا لمبے قدوالا، اور بعض نے کہا کہ ہلکے گوشت والا۔ **الرَّجِلُ الرَّأْسِ**: را پر زبر جیم پر زیر وہ شخص جس کے سر کے بالوں پر تیل لگا ہوا ہو۔ **شَنُوءَةَ**: یہ قبیلہ کا نام ہے جو عبداللہ بن کعب کی طرف منسوب ہے۔ **رَبْعَةٌ**: را پر زبر باء کے سکون اور زبر کے ساتھ **دِيمَاسٍ**: تہ خانہ، اندھیری سرنگ اور حمام **غَوَتْ**: گمراہ ہونا **مُلْجَمًا**: لگام لگائی گئی، **مُسْرَجًا**: زین کا کسنا، **اسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ**: براق دشوار ہونے لگا، بدکنے لگا **فَارْفَضَّ عَرَقًا**: اسے پسینہ آگیا **خَرَقَ**: چیر دینا، پھاڑ دینا **وَشَدَّ بِهَا**: اور اس کے ساتھ باندھ دیا **حَجَرَ**: حطیم کو کہتے ہیں جو بیت اللہ سے باہر گول دیوار ہے۔ **فَجَلَّى اللّٰهُ لِي**: اللہ نے میرے لئے ظاہر کر دیا۔

معراج کا واقعہ کب پیش آیا: (۱) موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ہجرت مدینہ سے چھ ماہ پہلے پیش آیا (۲) بعض روایات میں ہے کہ معراج کا واقعہ نبوت کے پانچ سال بعد ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ہجرت سے کئی سال پہلے کا ہے (۳) ابن قاسم کا بیان ہے کہ بعثت سے اٹھارہ مہینے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔

معراج کی رات آپ ﷺ کو کتنے برتن پیش کیے گئے: ترمذیؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو دو برتن پیش کئے گئے ایک دودھ کا برتن اور دوسرا شراب کا برتن۔

بخاریؒ کی بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے بیت المعمور میں لے جایا گیا پھر میرے سامنے تین برتن پیش کئے گئے ایک برتن میں دودھ تھا، دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔

تیسری روایت بھی ہے کہ بیت المقدس میں امامت کرانے کے بعد میرے سامنے تین برتن پیش کیے گئے ایک دودھ کا برتن، دوسرا شراب کا برتن اور تیسرا برتن پانی کا تھا۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دودھ کے برتن کو ترجیح دی اس روایت میں بھی تین برتنوں کا ذکر ہے۔

روایات میں تعارض: یہ برتن کس جگہ پیش کیے گئے اس بارے میں مختلف روایات ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس میں پیش کیے گئے جبکہ بخاریؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ برتن آسمان میں پیش کیے گئے لہٰذا ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔

جواب: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ دونوں میں تطبیق ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کو برتن دو مرتبہ پیش کیے گئے ایک مرتبہ بیت المقدس کے پاس جب آپ ﷺ انبیاء کی امامت سے فارغ ہوئے اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس وقت آپ ﷺ کو چاروں دریا یعنی دودھ، شراب، پانی اور شہد کے دریا دکھائے گئے۔

باقی جو برتنوں کا اختلاف ہے یہ حقیقی اختلاف نہیں بلکہ ظاہری اختلاف ہے دراصل یہ چار برتن تھے جن میں دودھ، پانی، شراب اور شہد تھا بعض راویوں نے دو کا ذکر کیا اور بعض نے تین کا اور بعض نے چار کا یہ چاروں دریا سدرۃ المنتہیٰ سے نکلتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، عمرو بن دینار، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) 17۔ اسراء: 60) (اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دکھایا اور وہ خبیث درخت جس کا ذکر قرآن میں ہے ان سب کو ان لوگوں کے لئے فتنہ بنا دیا۔) کے متعلق فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور ملعون درخت سے مراد زقوم کا درخت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بنی اسرائیل کی آیت ٦٠ کی وضاحت مقصود ہے۔ معراج بیداری میں ہوئی یا خواب میں اس کے متعلق کچھ دلائل اس سورۃ کے شروع میں گزر چکے ہیں۔ یہاں سے ایک اور دلیل بیان کر رہے ہیں "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ" اس آیت میں رؤیا سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے خواب مراد نہیں مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے سفر میں تمام مشاہدات کو اپنی نظروں سے دیکھا مگر اس دیکھنے کو تشبیہ کے طور پر لفظ "رؤیا" سے تعبیر کیا۔ راجح تفسیر جمہور امت کے نزدیک یہی ہے۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ: شجرہ ملعونۃ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔ کفار مکہ اور خاص کر کے ابوجہل نے اس درخت کی تکذیب کی۔ ابوجہل نے کہا کہ محمد بن عبداللہ تم کو جس سے ڈراتے ہیں وہ پتھروں کو جلا دے گی لیکن خود ہی کہتے ہیں کہ وہاں ایک درخت اگے گا جس کو آگ نہیں جلائے گی تم لوگ جانتے ہو کہ آگ درخت کو جلا دیتی ہے آگ میں درخت کا ہونا محال ہے اسی طرح ایک رات میں اتنا طویل سفر کرنا عقلاً محال ہے اور آسمان پر جانا بھی محال ہے۔ آگ کے اندر درخت کا ہونا یہ کوئی ناممکن بات نہیں کہ کسی درخت کا مزاج ہی اللہ تعالیٰ ایسا بنا دیں کہ وہ پانی کی بجائے آگ کے ذریعے پرورش پائے۔ صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ ترکی میں ایک جانور ہے سمندل اس کی پشت کی کھال کو آگ میں جلنے سے محفوظ رکھتی ہے بعض نے کہا کہ اس کی پشم کے لوگ کپڑے بناتے ہیں اور وہ کپڑے جب میلے ہو جاتے ہیں تو اس کو تنور میں ڈالتے ہیں تو اس کا میل ختم ہو جاتا ہے کپڑے نہیں جلتے۔ دنیا میں جب ایسا ممکن ہے تو آخرت میں کیونکر ناممکن ہو سکتا ہے۔ صراح مع القرآن میں شیخ جمال الدین قرشی لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک جانور ہے یا پرندہ ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں زندہ رہتا ہے اور اگر آگ سے باہر نکالا جائے تو مر جاتا ہے۔ اس طرح کی تکذیب وہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ لوگ دنیا و آخرت میں ناکام ہوئے۔

ابن زبعری نے کہا کہ محمد ہم کو زقوم سے ڈراتے ہیں اور ہم تو زقوم کا معنی مکھن اور چھوارے ہی جانتے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا معنی ہم کو معلوم نہیں۔

ابن ابی حاتم اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زقوم کا ذکر کیا اور قریش کو زقوم سے ڈرایا تو ابوجہل نے قریش سے کہا جس زقوم سے محمد تم کو ڈراتے ہیں وہ کیا ہے لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں ابوجہل نے کہا یثرب میں عمدہ قسم

کی کھجوریں مکھن کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اس مجموعہ کو زقوم کہا جاتا ہے۔ ہم کو اگر وہ مل جائے تو ہم اس کو خوب کھائیں اس پر یہ آیت "والشجرة الملعونة فی القرآن" اور آیت "ان شجرة الزقوم طعام الاثیم" نازل ہوئی۔

سوال: آیت "و الشجرة الملعونة فی القرآن" سے معلوم ہوتا ہے کہ زقوم درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی تو درخت پر لعنت کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب اول: حقیقت میں ملعون تو زقوم کھانے والے ہیں بطور مبالغہ آیت میں درخت کی صفت ملعونہ ذکر کی گئی۔

جواب ثانی: یا یوں کہا جائے کہ ملعونہ کا معنی ہے بہت برا، ضرر رساں، ناگوار ضرر رساں کھانے کو عرب ملعون کہتے ہیں۔

جواب ثالث: لعنت کے معنی رحمت سے دوری ہے چونکہ یہ درخت جہنم کی تہہ میں ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اس لئے اس کی طرف لعنت کی نسبت کی گئی۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

عبید بن اسباط بن محمد قرشی کوفی، ان کے والد، اعمش، ابوصالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور علی بن مسہر اسے اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ علی بن حجر نے بواسطہ مسہر اور اعمش سے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

تشریح: سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸ میں ہے "إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا" اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل میں کفار کی حیلہ سازیوں کا ذکر تھا۔ اب یہاں سے فرمارہے ہیں کہ اپنے کام میں لگے رہیے ان کی باتوں کی طرف دھیان نہ دیجئے کہ وہ کیا کہتے ہیں بلکہ اپنی نماز قائم کیجئے۔

قُرْآنَ الْفَجْرِ: یہ منصوب ہے اس کے منصوب ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ اقسم کے ساتھ ہے "الی اقسم قرآن الفجر" دوسرا یہ کہ "نصب علی اغراء" کہ علیك قرآن الفجر۔

آیات میں نمازوں کا حکم: قرآن مجید کی اس آیت "اقم الصلوة لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر" میں جمہور مفسرین کے نزدیک پانچوں نمازوں کا حکم ہے کیونکہ دلوک کے معنی زوال آفتاب کے ہیں اور غسق اللیل کے معنی رات کی تاریکی کے ہیں۔ اسی طرح "دلوک الشمس الی غسق اللیل" میں چار نمازیں آگئیں ظہر، عصر، مغرب اور عشا اور قرآن الفجر سے نماز فجر مراد ہے۔

كَانَ مَشْهُودًا: فجر کی نماز میں فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے اس میں رات اور دن کے فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے فرشتے آ جاتے ہیں۔

سند پر کلام: حدیث مبارکہ کی پہلی سند اسباط بن محمد کی ہے اس کی سند کے آخر میں صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ دوسری سند علی بن مسہر کی ہے وہ سند کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ قَالَ يُدْعَى أَحَدُهُمْ فَيُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا وَيُبَيَّضُ وَجْهُهُ وَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلَأْلَأُ فَيَنْطَلِقُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَيَرَوْنَهُ مِنْ بُعْدٍ فَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ ائْتِنَا بِهٰذَا وَبَارِكْ لَنَا فِي هٰذَا حَتَّى يَأْتِيَهُمْ فَيَقُولُ أَبْشِرُوا لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هٰذَا قَالَ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُسْوَدُّ وَجْهُهُ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَيُلْبَسُ تَاجًا فَيَرَاهُ أَصْحَابُهُ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا اللّٰهُمَّ لَا تَأْتِنَا بِهٰذَا قَالَ فَيَأْتِيهِمْ فَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ أَخْزِهِ فَيَقُولُ أَبْعَدَكُمُ اللهُ فَإِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هٰذَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ) (جس دن ہم فرقہ کو انکے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے) کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک شخص کو بلا کر نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا بدن ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا۔ پھر اس کا چہرہ روشن کر کے اس کے سر پر موتیوں کا ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جو چمک رہا ہوگا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ اسے دور ہی سے دیکھ کر کہیں گے کہ یا اللہ ہمیں بھی ایسی نعمت عطا فرما اور ہمارے لئے اس میں برکت دے یہاں تک کہ وہ آئے اور ان سے کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص کے لئے ایسے انعام کی خوشخبری ہے لیکن کافر کا منہ سیاہ ہوگا اور اس کا جسم ساٹھ گز تک بڑھا دیا جائے گا۔ جیسے کہ آدم علیہ السلام کا قد و جسم تھا۔ پھر اسے بھی ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جسے اللہ کے دوست دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں یہ چیز نہ دینا اور جب وہ ان کے پاس جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یا اللہ! اسے ہم سے دور کر دے۔ وہ کہے گا اللہ تمہیں دور کرے تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے مثل ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمن ہے۔

تشریح: سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۱، ۷۲ میں "يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ" کی تفسیر میں یہ حدیث ارشاد فرمائی

ربط: اس آیت کا ماقبل آیت سے ربط یہ ہے کہ اوپر توحید کا مسئلہ تھا اب آگے قیامت کا مسئلہ ہے تاکہ ان چیزوں کے بار بار آنے سے ذہن بنے کیونکہ قیامت کا بھی وہ انکار کرتے ہیں۔

إِمَامِهِمْ سے کیا مراد ہے۔ بیضاوی، معالم التنزیل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد نبی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی امت آئے گی، ھود علیہ السلام کی امت آئے گی ساتھ نبی ہوگا۔ دوسری تفسیر اس سے مراد مثال کے طور پر بڑے ائمہ فقہا ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبل اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ماننے والے آئیں امام شافعی اور ان کے ماننے والے آئیں اسی طرح امام سے مراد چاروں سلسلوں کے امام نقشبندی، سہروردی، چشتی، قادری ہیں یا امام کے معنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد خیر اور شر ہے اور امام سے یہ بھی معنی لیا گیا ہے کہ اس سے مراد نامہ اعمال ہے (فوائد صفدریہ)

ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ امام کے معنی مقتدا اور پیشوا ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے مقتدا اور رہنما کا نام لے کر پکارا جائے گا خواہ وہ مقتدا انبیا علیہم السلام ہوں یا فقہا و مشائخ ہوں۔

الفاظ کی وضاحت: وَيُمَدُّ لَهُ: اس کو دراز کیا جائے گا اس کا جسم پھیلا دیا جائے گا۔ يَتَلَأْلَأُ: چمکنا، جگمگانا۔ اللَّهُمَّ أَخِّرْهُ: اے اللہ اسے مؤخر کر دے یعنی دور کر دے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا سُئِلَ عَنْهَا قَالَ هِيَ الشَّفَاعَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَدَاوُدُ الزَّعَافِرِيُّ هُوَ دَاوُدُ الْأَوْدِيُّ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ عَمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ

ابوکریب، وکیع، داؤد بن یزید زعافری، ان کے والد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) (قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں پہنچا دے۔) کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور داؤد زعافری سے مراد داؤد اودی ہیں یہ عبداللہ بن ادریس کے چچا ہیں۔

تشریح: سورۃ اسرا آیت ۷۹ میں ہے "ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى أن يبعثك ربك مقامًا محمودًا" کی تفسیر اس حدیث شریف میں بیان فرمائی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام محمود سے شفاعت کبریٰ مراد ہے چنانچہ میدان محشر میں تمام انبیائے کرام سے لوگ شفاعت کی درخواست کریں گے لیکن سب اپنا اپنا عذر بیان کریں گے صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شرف شفاعت حاصل ہوگا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعَنُهَا بِمِخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِعُودٍ وَيَقُولُ جَاءَ

ابن ابی عمر، سفیان، ابن نجیح، مجاہد، ابومعمر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ (بت) پتھر نصب تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا لکڑی تھی اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں کو مارتے اور گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے

الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

تھے (حق آیا اور باطل بھاگ گیا بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔ بنی اسرائیل) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اس آیت کے الفاظ اگرچہ عام ہیں لیکن اس آیت کا نزول مکہ مکرمہ کے بارے میں ہوا یعنی مکہ میں حق کا غلبہ ہوگا اور باطل مٹ کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فتح مکہ کے موقع پر مکہ شریف میں جو تین سو ساٹھ بت تھے وہ سب گرا دیئے گئے تھے۔
امام قرطبیؒ کا قول ہے کہ مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے بت اور دوسرے مشرکانہ نشانات کو مٹانا واجب ہے اور اسی طرح وہ آلات لہو ولعب والے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال ہوئے ہیں ان کو مٹانا بھی اسی حکم میں ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن منیع، جریر، قابوس بن ابی ظبیان، ابوظبیان، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے پھر ہجرت کا حکم دیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی (وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا) (کہہ اے رب! داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطا کردے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ اسرا آیت ۸۰ میں ہے ''وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ ۔۔۔۔ الآیۃ'' مدخل صدق سے مراد مدینہ اور مخرج صدق سے مکہ مراد ہے۔ مدخل اور مخرج دونوں اسم ظرف ہیں اور خارج ہونے کی جگہ یہ دونوں مصدر ہیں اس صورت میں آیت کا مطلب اس طرح ہوگا کہ مجھے مدینے میں اس طرح داخل فرما کہ میرے سامنے کوئی ناگوار صورت نہ آئے اور مکہ سے ایسے پسندیدہ طریقے سے نکال کہ میری قلبی توجہ اور میلان خاطر بھی مکہ کی سکونت کی جانب باقی رہے۔
مجاہدؒ کا قول ہے کہ داخل کرنے سے مراد ہے فریضہ نبوت کی ادائیگی میں داخلہ اور خارج کرنے سے مراد فرض نبوت کی انجام دہی ہے۔ یعنی جو امر نبوت تو نے میرے سپرد کیا ہے اس میں صدق کے ساتھ مجھے داخل فرما اور صدق کے ساتھ مجھے اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما جب میں دنیا سے جاؤں تو نبوت کے فریضے کو کامل طور پر ادا کر چکا ہوں۔ حسن نے کہا مدخل صدق سے مراد ہے جنت اور مخرج صدق سے مراد ہے مکہ۔
قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ مدخل صدق سے مراد جنت اور مخرج صدق سے مراد دنیا سے جانا مراد لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔
اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ ہجرت کے وقت تعاقب کرنے والے کفار کی زد سے اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا اور مدینہ طیبہ کو مسلمانوں کے لئے اچھا شہر بنایا جس سے تمام مسلمان آفات سے بچ گئے۔

ویسألونك عن الروح: ربط تفسیر کبیر میں ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور اس سے قوموں کو حیات نصیب

ہوتی ہے اسی مناسبت سے آگے روح کے متعلق سوال ہوا جس سے بدن کی حیات ہوتی ہے۔

روح کا سوال کہاں پیش آیا: امام بغویؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ابن کثیر نے دونوں احادیث ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ کا تعارض دور کرنے کے لئے تکرار نزول کا قول اختیار کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے۔ بعض مفسرینؒ نے اس آیت کو مدنی قرار دیا ہے اگرچہ سورۃ بنی اسرائیل کا اکثر حصہ مکی ہے جبکہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا تعلق مکہ مکرمہ کے واقعہ سے ہے۔

روح سے کیا مراد ہے: اس میں مختلف اقوال ہیں: (۱) حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے (۲) مجاہدؒ کا قول ہے کہ روح بھی ایک اور مخلوق ہے ان کے بھی ہاتھ ہیں پاؤں بھی ہیں اور وہ کھانا بھی کھاتے ہیں لیکن وہ آدمی نہیں ہے اور فرشتے بھی نہیں (۳) روح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (۴) روح سے مراد فرشتہ ہے (۵) روح سے مراد روح انسانی ہے۔ ان اقوال میں راجح قول روح انسانی کا ہے۔

شان نزول: حدیث کے ترجمہ سے واضح ہے یہود کے کہنے پر مشرکین نے آپ ﷺ سے جو تین سوال کیے وہ یہ تھے:

(۱) آپ ﷺ سے دریافت کرو کہ وہ نوجوان کون تھے جنہوں نے بھاگ کر پناہ پکڑی تھی ان کا کیا واقعہ ہے۔

(۲) وہ کون شخص تھا جو مشرق سے مغرب تک پہنچ گیا اس کا کیا واقعہ ہے۔ (۳) روح سے کیا مراد ہے۔

قریش نے یہ تین سوال کئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل کو تمہارے سوالوں کا جواب دے دوں گا آپ ﷺ نے ان شاء اللہ نہیں فرمایا اس لئے وحی آنے میں تاخیر ہوگئی کتنے دن تاخیر ہوئی اس میں ایک قول بارہ دن کا ہے، دوسرا قول پندرہ دن کا، تیسرا قول عکرمہ کے ہاں چالیس دن کا۔ اہل مکہ ادھر طرح طرح کی باتیں کرنے لگے کہ محمد ﷺ نے کل کا وعدہ کیا تھا لیکن اتنی مدت ہوگئی کچھ بھی نہیں بتایا۔ اس سے آپ ﷺ کو بہت رنج ہوا اسی اثنا میں ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ وحی لے کر اترے ''ولا تقولن لشئی انی فاعلٌ ذلك غدًا الا ان یشاء اللہ'' پھر اول سوال کا جواب نازل ہوا ''ام حسبت ان اصحاب الكهف و الرقيم كانوا من اٰياتنا عجبا'' دوسرے سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ''ويسئلونك عن ذى القرنين'' اور تیسرے سوال کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ ''قل الروح من امر ربی''

وَمِنْ سُوْرَةُ الْكَهْفِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى صَاحِبِ الْخَضِرِ قَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ سَمِعْتُ أُبَيَّ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں جن کا خضر کے ساتھ بھی ایک قصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی

بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ فَقَالَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَجَعَلَ مُوسَى حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوسَى وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ وَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ وَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا وَنُسِّيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا قَالَ سُفْيَانُ يَزْعُمُ نَاسٌ أَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنُ الْحَيَاةِ وَلَا يُصِيبُ مَاؤُهَا مَيِّتًا إِلَّا عَاشَ قَالَ وَكَانَ الْحُوتُ قَدْ أُكِلَ مِنْهُ

اسرائیل کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ علم کو اللہ کی طرف منسوب کیوں نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ بحرین جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں کس طرح اس کے پاس پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ کر چل دو جہاں وہ کھو جائے گی وہیں وہ شخص آپ کو ملے گا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لیا اور زنبیل میں مچھلی رکھ کر چل دیئے یہاں تک کہ ایک ٹیلے کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم دونوں لیٹ گئے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں کودنے لگی۔ یہاں تک کہ نکل کر دریا میں گر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہاؤ وہیں روک دیا اور وہاں طاق سا بن گیا اور اس کا راستہ ویسا ہی بنا رہا۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بھول گئے کہ انہیں مچھلی کے متعلق بتائیں، صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کھانا طلب کیا اور فرمایا کہ اس سفر میں ہمیں بہت تھکن ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اسی وقت تھکے جب اس جگہ سے تجاوز کیا جس کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھی نے کہا۔ دیکھئے جب ہم ٹیلے پر ٹھہرے تو میں مچھلی بھول گیا تھا اور یقیناً یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں کہ اس نے عجیب طریقے سے دریا کا راستہ اختیار کیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے وہی جگہ تو تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ سفیان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی ٹیلے کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے۔ وہ آب حیات جس مردہ پر پڑے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس مچھلی میں کچھ وہ کھا چکے تھے۔ جب اس پر پانی ٹپکا تو وہ زندہ ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے

فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ قَالَ فَقَصَّا آثَارَهُمَا حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى فَقَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسَى يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمَاهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا

چلتے چٹان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چادر سے اپنے آپ کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اس زمین میں سلام کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں زمین میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں حضرت خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے جسے میں نہیں جانتا اور میرے پاس اللہ کا عطا کردہ ایک علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں اس شرط پر آپ کے پیچھے چلوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے مجھے وہ بات سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا آپ صبر نہیں کر سکیں گے اور اس چیز پر کیسے صبر کر سکیں گے جس کا آپ کی عقل نے احاطہ نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب آپ مجھے صبر کرنیوالا پائیں گے اور میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا اگر میری پیروی کرنا ہی چاہتے ہو تو جب تک کوئی بات میں خود نہ بیان کروں آپ مجھے نہیں پوچھیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گذری، انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی سوار کر لو انہوں نے خضرؑ کو پہچان لیا اور بغیر کرائے کے دونوں کو بٹھا لیا۔ خضرؑ نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھیڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی اور اس میں سوراخ کر دیا تاکہ لوگ غرق ہو جائیں۔ آپ نے بڑی بھاری بات کی۔ وہ کہنے لگے میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے آپ میری بھول چوک پر میری گرفت نہ کیجئے اور اس معاملے میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالیے، پھر وہ کشتی پر سے اتر کر ابھی ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضرؑ نے اس کا سر پکڑا اور اسے ہاتھ سے جھٹکا دے کر قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ قتل کر

نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ يَقُولُ مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَوَدِدْنَا أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأُولَى كَانَتْ مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ حَتَّى وَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو مُزَاحِمٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَ عَلِيُّ

دیا۔ آپ نے بڑی بے جا حرکت کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات پہلی بات سے زیادہ تعجب خیز تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر اس کے بعد بھی میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی کے پاس سے گذرے اور ان سے کھانے کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں وہاں انہیں ایک دیوار ملی جو گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری ضیافت تک نہیں کی اور ہمیں کھانا کھلانے سے بھی انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ وہ کہنے لگے یہ وقت ہماری اور آپ کی جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری چاہت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام (اللہ ان پر رحمت کرے) کچھ دیر اور صبر کرتے تا کہ ہمیں ان کی عجیب و غریب خبریں سننے کو ملتیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے پہلا سوال تو بھول کر کیا تھا پھر ایک چڑیا آئی جس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی، پھر حضرت خضرؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے صرف اسی قدر کم کیا جتنا اس چڑیا نے دریا سے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت اس قرأت میں پڑھتے تھے وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا اور یہ آیت اس طرح پڑھتے وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اسے ابو اسحاق ہمدانی سعید بن جبیر سے وہ ابن عباسؓ سے وہ ابی بن کعبؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ زہری بھی عبید اللہ سے وہ ابن عباسؓ سے وہ ابی بن کعبؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ حَجَجْتُ حَجَّةً وَلَيْسَ لِي هِمَّةٌ إِلَّا أَنْ أَسْمَعَ مِنْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الْخَبَرَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سُفْيَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَبَرَ

ابومزاحم سمرقندی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک حج صرف اس نیت سے کیا کہ سفیان سے یہ حدیث سنوں وہ اس حدیث میں ایک چیز بیان کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے عمرو بن دینار سے حدیث نقل کی جب کہ اس سے پہلے جب میں نے ان سے یہ حدیث سنی تو انہوں نے اس چیز کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے سفر کا واقعہ ہے جو سورۃ کہف کی آیت ۶۰ سے لے کر آیت نمبر ۸۲ تک کی تفسیر ہے۔ یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مراد مشہور پیغمبر ہیں یہ قول درست اور راجح ہے۔ جبکہ کعب بن احبار نے اس کا انکار کیا ہے کہ یہ واقعہ جو پیش آیا ہے یہ ایک اور موسیٰ کا واقعہ ہے جس کے باپ کا نام میشان تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام تو عمران ہے چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوف کی یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کی تو آپؓ نے نوف کی بات کی تردید کی۔ حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت سے پورا واقعہ تفصیل سے سنایا۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پوتے موسیٰ بن میشا کو اس کا مصداق قرار دیتے تھے۔

كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ: اس لفظ سے بعض نے یہ سمجھ لیا کہ نوف بکالی مسلمان نہیں تھے یہ بات درست نہیں کیونکہ ان کا مسلمان ہونا مسلم امر ہے لہٰذا یہاں جو ابن عباسؓ نے عدو اللہ کے لفظ استعمال فرمائے ہیں یہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ اس وجہ سے کہ انہوں نے ایک غلط بات کہی اور ان کو سن کر غصہ کی وجہ سے ان کی زبان سے یہ کلمات نکلے ہیں جیسا کہ عموماً ایسے موقع پر اس طرح کے سخت کلمات نکل ہی جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ، حضرت یوشع بن نون اور حضرت خضر علیہم السلام کا تذکرہ: صحیح بخاری کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے یہ سوال کیا کہ اس وقت رُوئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ چونکہ ہر پیغمبر اپنے وقت میں دین کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں یہی فرمادیا کہ میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ہدایت دی گئی کہ اس سوال کا صحیح جواب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ سب سے بڑا عالم کون ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کے کچھ ایسے گوشوں سے روشناس کرائیں جو ان کی واقفیت کے دائرے سے باہر تھے۔ چنانچہ انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جائیں۔ ان کو پتہ یہ بتایا گیا کہ جہاں دو دَریا ملتے ہیں، وہاں تک سفر کریں، اور اپنے ساتھ ایک مچھلی لے جائیں۔ ایک موقع ایسا آئے گا کہ وہ مچھلی گم ہو جائے گی۔ بس اُسی جگہ انہیں حضرت خضر علیہ السلام مل جائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے نوجوان شاگرد حضرت یوشع علیہ السلام کو ساتھ لے کر اس سفر پر روانہ ہوئے، (جو بعد میں خود پیغمبر بننے والے تھے)۔ آگے کا واقعہ خود قرآنِ کریم میں آرہا ہے۔ البتہ یہاں اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو یہ سفر کرایا گیا، اُس کا ایک مقصد تو یہ ادب سکھانا تھا کہ اپنے آپ کو سب سے بڑا عالم کہنا کسی کو بھی زیب نہیں دیتا۔ علم تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے، اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کونسا علم کس کے پاس زیادہ

ہے۔اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود آنکھوں سے اس بات کی ایک جھلک دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور علم سے اس کائنات کا نظام کس طرح چلا رہا ہے۔اس کائنات میں بہت سے ایسے واقعات روزمرہ انسان کے سامنے آتے رہتے ہیں جن کا مقصد اس کی سمجھ میں نہیں آتا، حالانکہ کوئی واقعہ اللہ تعالیٰ کی کسی نہ کسی حکمت کے بغیر نہیں ہوتا۔انسان کی نظر چونکہ محدود ہے، اس لئے وہ اس حکمت کو بسا اوقات نہیں سمجھتا، لیکن جس قادرِ مطلق کے ہاتھ میں پوری کائنات کی باگ ڈور ہے، وہی جانتا ہے کہ کس وقت کیا واقعہ پیش آنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک چٹان پر پہنچ کر کچھ دیر کے لئے سو گئے تھے۔اسی دوران وہ مچھلی جو ایک زنبیل میں تھی، وہاں سے کھسک کر دریا میں جا گری، اور جس جگہ گری، وہاں پانی میں سرنگ سی بن گئی جس میں جا کر مچھلی غائب ہوگئی۔حضرت یوشع علیہ السلام اُس وقت جاگ رہے تھے، اور انہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا، مگر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے، اس لئے ان کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔بعد میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگ کر آگے روانہ ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام اُن کو یہ بات بتانا بھول گئے۔اور یاد اُس وقت آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے چل کر ناشتہ مانگا۔

نیز حضرت موسیٰؑ کو یہی علامت بتائی گئی تھی کہ جس جگہ مچھلی گم ہوگی، وہیں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوگی۔اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے تو ڈرتے ڈرتے یہ واقعہ ذکر کیا تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسے سن کر خوش ہوئے کہ منزلِ مقصود کا پتہ لگ گیا۔

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس چٹان کے پاس واپس پہنچے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام چادر اوڑھے ہوئے لیٹے نظر آئے۔اور حضرت خضر علیہ السلام کو جس خصوصی علم کے سکھانے کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے مراد تکوینیات کا علم ہے جس کی تشریح اس واقعے کے آخر میں آرہی ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا علم دیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے، (یعنی تکوینیات کا علم) اور آپ کو ایک ایسا علم دیا ہے جو میرے پاس نہیں (یعنی شریعت کا علم)۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال کر اس میں سوراخ کر دیا تھا۔

اور حدیث الباب میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام نے ایک بستی والوں کے پاس پہنچ کر کھانا مانگا تو بستی والوں نے مہمانی سے انکار کر دیا مگر بستی والوں کی دیوار (جو کہ گرنے والی تھی) کو مرمت کر دیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ کی طرف سے مذکورہ جب تینوں کام دیکھے تو خاموش نہ رہ سکے تو حضرت خضرؑ سے ان کی حکمت پوچھی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملوانے اور یہ واقعات دکھانے کا اصل مقصد ایک اہم حقیقت کا مشاہدہ کرانا تھا، اور اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے قرآنِ کریم نے یہ واقعہ ہمارے لئے بیان فرمایا ہے۔اسلامی شریعت کی رُو سے کسی کے لئے یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کی ملکیت میں اُس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف کرے، خاص طور پر اس کی تو ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کہ اُس کی ملکیت کو کوئی نقصان پہنچادے، چاہے وہ نقصان خود مالک کے فائدے کی نیت ہی سے پہنچایا گیا ہو، لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی والوں کی اجازت کے بغیر اس کا تختہ نکال دیا۔اسی طرح کسی بے گناہ کو قتل کرنا شریعت میں

انتہائی سنگین جرم ہے، خاص طور پر کسی نابالغ لڑکے کو قتل کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کر دیا، اور چونکہ یہ دونوں باتیں شریعت میں ناجائز تھیں، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر خاموش نہیں رہ سکے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شریعت کے بالکل خلاف یہ کام کیسے کیے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لئے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس کائنات میں جتنے واقعات ہوتے ہیں، چاہے وہ ہماری نظر میں اچھے معلوم ہوتے ہوں یا بُرے، ان کا تعلق ایک ایسے جہان سے ہے جو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہے، اور جسے اصطلاح میں ''عالمِ تکوین'' کہا جاتا ہے، جو براہِ راست اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اُس کی تکوینی احکام کے ذریعے کنٹرول ہو رہا ہے۔ کس شخص کو کتنے عرصے زندہ رہنا ہے؟ اور کب اُس کی موت واقع ہوگی؟ وہ کتنے عرصے صحت مند رہے گا، اور کب بیمار ہو جائے گا؟ اُسے کب کونسا روزگار نصیب ہوگا؟ اور اُس کے ذریعے وہ کتنی روزی کما سکے گا؟ اس قسم کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ براہِ راست طے فرماتے ہیں، اور ان فیصلوں کو نافذ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ کارندے مقرر فرما رکھے ہیں جو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر اللہ تعالیٰ کے اُن تکوینی اَحکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ نے یہ طے فرمالیا کہ فلاں شخص کی موت کا وقت آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کا فرشتہ اُس شخص کی رُوح قبض کرنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے تکوینی حکم کی تعمیل میں کسی کی موت واقع کر رہا ہوتا ہے تو وہ کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے کی جان لے، لیکن جس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے اسی کام پر مقرر فرمایا ہے، اُس کے لئے یہ کوئی جرم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تکوینی اَحکام کو نافذ کرنے کے لئے عام طور سے فرشتے مقرر ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں، یہ فریضہ سونپ سکتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اگرچہ انسان تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں کی طرح عالم تکوین کا پیغمبر بنا دیا تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا، اللہ تعالیٰ کے تکوینی حکم کے ذریعے کیا۔ لہٰذا جس طرح موت کے فرشتے پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ اُس نے ایک بے گناہ کی جان لے کر گناہ کا اِرتکاب کیا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی بات کے لئے مامور تھا، اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام بھی اُس کشتی کو عیب لگانے اور اُس لڑکے کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکوینی طور پر مامور تھے، اس لئے ان کا یہ عمل کوئی جرم نہیں تھا۔ البتہ ہم لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے شریعت کے اَحکام کے پابند ہیں، اور ہمیں عالمِ تکوین کا نہ علم عطا کیا گیا ہے، اور نہ اس عالم سے متعلق ہمیں کوئی ذمہ داری سونپی گئی ہے، اس لئے ہم اُنہی اَحکام کے مکلف ہیں جو اس جیتی جاگتی زندگی میں ہمیں آنکھوں سے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی اُن باتوں پر خاموش نہ رہ سکے، اور نہ آئندہ ان کے ساتھ چل سکے۔ ان تین واقعات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ ان صاحب کا دائرہ کار میرے دائرہ کار سے بالکل الگ ہے، اور میں ان کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ البتہ اس طرح اُنہیں یہ حقیقت کھلی آنکھوں دِکھا دی گئی کہ اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے، اُس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی لامحدود حکمت کارفرما ہے۔ اگر ہمیں کسی واقعے کی وجہ سمجھ میں نہ آئے تو اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ جس عالمِ تکوینی میں اُس کی حکمت واضح ہو سکتی ہے، وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ہمیں بہت سے منظر ایسے نظر آتے ہیں جن پر ہمارا دِل دُکھتا ہے، بہت سے انسانوں کی مظلومیت کو دیکھ کر بعض اوقات دِل میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے

ہیں۔حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے عالم تکوین کی ایک جھلک دِکھا کر ایک مؤمن کے لئے ایسے شکوک وشبہات کا خاتمہ کردیا گیا ہے۔البتہ یہ یادرکھنا چاہیے کہ یہ عالمِ تکوین اوراس کے کارندے ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔حضرت خضر علیہ السلام بھی اسی طرح پوشیدہ تھے،لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عالمِ تکوین کی ایک جھلک دِکھانے کے لئے وحی کے ذریعے ان کا پتہ بتادیا گیا۔اب جبکہ وحی کا دروازہ بند ہوچکا ہے،کسی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ یقینی طور پر تکوین کے کسی کارندے تک رسائی حاصل کرسکے،اورنہ نظر آنے والی دُنیا میں کوئی شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ تکوین کا کارندہ ہے،اوراُسے تکوینی اختیارات حاصل ہیں۔لہٰذا جن لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کی بنیاد پر شریعت کے ظاہری اَحکام کی خلاف ورزی کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے،انہوں نے سراسر گمراہی پھیلائی ہے۔مثلاً بعض نام نہاد درویشوں کا تصوف وغیرہ کا نام لے کر یہ کہنا کہ:''شریعت کے اَحکام ظاہر بین لوگوں کے لئے ہیں،اورہم ان سے مستثنیٰ ہیں'' پرلے درجے کی گمراہی ہے۔آج کسی کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے جس سے وہ شریعت کے اَحکام سے مستثنیٰ ہوسکے۔

اہل قریہ اس بستی سے کونسی بستی مراد ہے:؟ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایلہ ہے یا انطاکیہ کی بستی ہے اوراقوال بھی ہیں مثلاً آذربائیجان،برقہ،ناصرہ،اندلس کا کوئی جزیرہ وغیرہ ہے۔بہرحال **ابھموا ما ابھم اللّٰہ** کے پیش نظر جب اللہ پاک نے ایک چیز کو مبہم رکھا ہے تو اس کی تفصیل میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔پھر حضرت خضر علیہ السلام نے ان تین کاموں کی حکمت بتائی۔

(۱) کہ وہ کشتی چند مسکینوں کی تھی ان کے دس بھائی تھے ان میں سے پانچ اپاہج تھے اور پانچ تندرست تھے وہ پانچ ان کو کمائی کرکے کھلاتے تھے اوران کی کمائی کا ذریعہ ہی کشتی تھی اور یہ کشتی جس طرف جارہی تھی ادھر ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا جو ادھر سے گزرنے والی کشتیاں زبردستی چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کو عیب دار بنادیا تاکہ وہ بادشاہ ان کی کشتی نہ لے۔

(۲) باقی رہا وہ بچہ نیک والدین کا تھا اس کی طبیعت میں کفر اور والدین کے لئے سرکشی تھی ہمیں خطرہ تھا کہ وہ بڑا ہوکر والدین کو ستائے گا اور کفر میں مبتلا ہوکر والدین کے لئے ایک فتنہ کا باعث بنے گا اس کی محبت کی وجہ سے اس کے والدین کا ایمان بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان صالح ماں باپ کو اس سے بہتر اولاد عطا فرمائے۔مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ اللہ پاک نے ان کو ایک بچی عطا فرمائی جس کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوئی۔سدی نے ذکر کیا کہ وہ نبی شمعون ہیں ان کی والدہ کا نام ''حنہ'' تھا ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو ہدایت سے نوازا۔

(۳) باقی رہی وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا نام اصرم،صریم تھا اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا اوران کا نیک باپ وفات پاچکا تھا اس کے نیک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کے مال کو محفوظ کرنا چاہا اگر دیوار گرجاتی تو لوگ ان کا مال لوٹ کرلے جاتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ بچے بالغ ہوجائیں اوراپنا دفینہ نکال لیں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سارے کام میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئے ہیں۔ان میں سے کوئی کام اپنی رائے اور مرضی سے نہیں کیا۔یہ ان تمام باتوں کی حقیقت ہے جن پر آپ صبر نہ کرسکے۔اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے عیب دار ہونے کے لئے اردت استعمال کیا،بچے کے قتل میں اردنا استعمال کیا اور

دیوار کی تعمیر کرنے میں اراد کے الفاظ استعمال کئے۔ان مختلف الفاظ کے استعمال کی وجہ کیا ہے؟

جواب اول: حضرت خضرؑ نے کشتی کو عیب دار بنانے کے لئے ارادے کی نسبت صرف اپنی ذات کی طرف کی کیونکہ عیب دار بنانا انہی کا فعل تھا اپنے فعل کا ارادہ انہوں نے خود ہی کیا تھا اس کے بعد بچے کے قتل میں اردنا کہنے میں اپنے ساتھ اللہ کو بھی فاعل قرار دیا کیونکہ ہلاک کرنا حضرت خضر علیہ السلام کا فعل تھا قتل کے فاعل خود تھے اور مقتول لڑکے کی جگہ دوسری اولاد کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام تھا۔اور اللہ تعالیٰ کے کام کا ارادہ اللہ کے سوا کون کرسکتا ہے؟ اس لئے تیسری جگہ فاراد ربلث میں اراد کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف کی کیونکہ یتیم لڑکوں کے بالغ اور جوان ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے علاوہ کسی اور کا دخل ہی نہیں ہوسکتا۔

جواب ثانی: کشتی توڑنا فی نفسہ شر ہے اس لئے حضرت خضرؑ نے کشتی توڑنے کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی اور تیسرا فعل سراسر خیر ہے اسلئے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی اور دوسرے فعل میں شر اور خیر دونوں تھے اسلئے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی نسبت کی۔

مجمع البحرین سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد بحر فارس اور بحر روم ہے لیکن ان دونوں کا اجتماع ہوتا ہی نہیں لہٰذا یہ مجمع البحرین نہیں کہلا سکتے۔صحیح قول یہ ہے کہ مصر اور اردن کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جسے خلیج عقبہ کہتے ہیں اس کا حصہ آگے جا کر بحر احمر کے ساتھ مل رہا ہے اسے مجمع البحرین سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُلَامُ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

ابو حفص عمرو بن علی، ابو قتیبہ سلم بن قتیبہ، عبد الجبار بن عباس، ابو اسحاق، سعید بن جبیر، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا ہوا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهُ خَضِرًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

یحییٰ بن موسیٰ، عبد الرزاق، معمر، ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت خضر علیہ السلام کا نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ ایک جگہ بنجر زمین پر بیٹھے تو وہ نیچے سے ہری بھری ہوگئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: خضر علیہ السلام کا لقب: ان کا لقب خضر ہی ہے اور یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ جب وہ کسی خشک زمین پر بیٹھ جاتے کہ جس پر کوئی گھاس نہ ہوتی تو ان کی برکت سے وہ زمین سرسبز و شاداب ہوجاتی تھی اسی بناء پر انہیں خضر کہا جاتا ہے۔

حضرت خضر پیغمبر تھے یا ولی؟ اس بارے میں قرآن پاک میں اگرچہ کوئی صراحت نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر تھے یا اولیا اللہ میں سے کوئی فرد تھے لیکن جمہور حضرات کے نزدیک ان کا نبی ہونا قرآن کریم میں ذکر کردہ واقعات سے ثابت ہے اور دوسرا یہ

کہ وحی پیغمبر اور نبی کے ساتھ خاص ہے چنانچہ اس واقعہ میں خود حضرت خضر علیہ السلام فرما رہے ہیں'' وما فعلته عن امری'' کہ یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے کیا۔

کیا خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ جمہور علماء کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں انہوں نے آب حیات پی رکھا ہے اور انہیں طویل عمر عطا کی گئی ہے وہ اب بھی موجود ہیں گو یا وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ وہ خروج دجال تک زندہ رہیں گے ان حضرات کا استدلال درج ذیل روایات سے ہے۔

اول: مستدرک حاکم میں ایک روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ جب وفات پا گئے تو ایک شخص سیاہ و کچھ سفید داڑھی والے مجمع کو چیرتے ہوئے اندر آئے اور رونے لگے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر کچھ کلمات کہے جب یہ رخصت ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

ثانی: وہ مشہور حدیث کہ ایک شخص کو دجال قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا لیکن پھر بھی وہ شخص دجال کو جھٹلائے گا اور تیسری بار کے بعد دجال ان کو قتل نہیں کر سکے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے۔

ثالث: حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو انہوں نے حضرت علی ؓ کو ایک دعا بھی بتائی تھی۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں وہ زندہ نہیں ہیں۔

رابع: ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' لو کان موسی حیًا لما وسعه الا اتباعی'' اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری ہی اتباع کرنا پڑتی اگر آپ ﷺ کے زمانے میں حضرت خضر زندہ ہوتے تو وہ ضرور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ ﷺ پر ایمان لاتے جبکہ اس کا کہیں بھی ثبوت موجود نہیں۔

جواب: ہم الزامی جواب دیتے ہیں کہ کسی روایت میں حضرت خضر علیہ السلام کا آپ ﷺ کے پاس نہ آنا بھی ثابت نہیں نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے بغیر آپ ﷺ پر ایمان لائے ہوں اور آپ ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں۔

ثانی:'' عن جابر قال قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ما على الارض نفسٌ منفوسة يعني اليوم ياتي عليها مائة سنة'' باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد کے باب میں بلا ترجمہ یہ حدیث موجود ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد سو سال تک کوئی زندہ نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر موجود ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس وقت خضر علیہ السلام موجود تھے تو وہ بھی سو سال تک وفات پا چکے ہوں گے۔

جواب: یہ ارشاد جب آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت حضرت خضر علیہ السلام زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے لہٰذا حضرت خضر اس ارشاد کے مصداق نہیں تھے۔

بہر حال قرآن پاک میں حضرت خضر علیہ السلام کا جو واقعہ بیان ہوا ہے اس کا حضرت خضر کی وفات یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت خضر کی موت و حیات کے متعلق کوئی اعتقادی مسئلہ تو ہے نہیں کہ جس پر ایمان لائے بغیر اسلام نامکمل ہو اس لئے

قرآن وسنت میں جتنا مذکور ہے اس پر ایمان رکھا جائے اور باقی مسئلہ پر توقف کیا جائے اس میں بحث ومباحثہ نہ کیا جائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّدِّ قَالَ يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا قَالَ فَيُعِيدُهُ اللهُ كَأَمْثَلِ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتَهُمْ وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ وَاسْتَثْنَى قَالَ فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ فَيَخْرِقُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ فَيَقُولُونَ قَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسْوَةً وَعُلُوًّا فَيَبْعَثُ اللهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هٰذَا

محمد بن بشار وغیر واحد، ہشام بن عبدالملک، ابوعوانہ، قتادہ، حضرت ابورافع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج اس دیوار کو روزانہ کھودتے ہیں جب وہ اس میں سوراخ کرنے ہی والے ہوتے ہیں تو ان کا بڑا کہتا ہے چلو باقی کل کھول دینا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ چاہے گا کہ انہیں لوگوں پر مسلط کرے تو ان کا حاکم کہے گا کہ چلو باقی کل کھول دینا اور ساتھ ان شاء اللہ بھی کہے گا۔ اس طرح جب وہ دوسرے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی طرح پائیں گے جس طرح انہوں نے چھوڑی تھی اور پھر اس میں سوراخ کر کے لوگوں پر نکل آئیں گے۔ پانی پی کر ختم کر دیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے پھر وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے جو خون میں لت پت ان کے پاس واپس آئے گا۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو بھی دبالیا اور آسمان والے پر بھی چڑھائی کر دی۔ ان کا یہ قول ان کے دل کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے وہ سب مر جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور مٹکتے پھریں گے اور ان کا گوشت کھانے پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں یاجوج ماجوج کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان کی تفصیل ماقبل میں ابواب الفتن ''باب ما جاء فی یاجوج وماجوج'' کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ

محمد بن بشار وغیر واحد، محمد بن بکر برسانی، عبدالحمید بن جعفر، ابن ابی مینا، حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے اور جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ آئے گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ وہ اپنا ثواب اسی غیر اللہ ہی سے لے (جسے اس نے شریک کیا تھا) کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے اور تمام شرکاء سے زیادہ غنی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن بکر کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ ”رجاء“ کا معنی خوف بھی ہے اور امید بھی۔ امام ترمذیؒ سورۃ کہف کی آخری آیت ”فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملًا صالحًا ولا یشرك بعبادة ربه احدًا“ پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اس کو چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس آیت کے شان نزول میں مختلف روایات آئی ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ نے طاوس کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں موقف میں کھڑا ہوتا ہوں اللہ کی خوشنودی کا طلب گار ہوتا ہوں لیکن ساتھ یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میرا اس جگہ موجود ہونا دیکھ لیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آیت ”فمن کان یرجوا“ نازل ہوئی۔

ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان جہاد کرتا تھا لیکن اس بات کو وہ پسند کرتا ہے جہاد کے اندر اس کی موجودگی کو دیکھ لیا جائے اس پر آیت ”فمن کان یرجوا ----“ نازل ہوئی۔

ابونعیم سدی صغیر کے سلسلہ سے بروایت کلبی ابوصالح نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جندب بن زہیر جب نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ وخیرات کرتے اور لوگوں میں آپ کی نیکی کا تذکرہ ہوتا تو آپ خوش ہوتے تھے اور خوش ہو کر عمل خیر میں اور زیادتی کرتے تھے اس پر یہ آیت ”فمن کان یرجوا ----“ نازل ہوئی۔

مسلم شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا فرمایئے اگر کوئی شخص نیک کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا کہ مؤمن کے لئے یہ فوری (دنیاوی) بشارت ہے۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل شرک خفی نہیں مطلب ریا کاری دکھاوا نہیں جبکہ آیت میں اس کے برخلاف معلوم ہو رہا ہے اس تعارض کا حل تفسیر مظہری میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے دیا۔

کہ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی عمل اللہ کے لئے کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیکی کرتے دیکھیں یا لوگوں کے سامنے زیادہ نیکی کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں تو ریا کاری اور شرک خفی ہے باقی جو شخص کوئی نیک کام اللہ کے واسطے کرتا ہے اور لوگ اس کو دیکھ پاتے ہیں اور تعریف کرنے لگتے ہیں اور وہ اس سے خوشی محسوس کرتا ہے تو ایسا شخص

چونکہ نیکی لوگوں کو دکھانے اور تعریف کرانے کے لئے نہیں کرتا نہ لوگوں سے کوئی معاوضہ چاہتا ہے نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل خیر میں اضافہ کرتا ہے تو لوگوں کا تعریف کرنا اس کے لئے فوری خوشی ہے اور اس کے لئے دوہرا اجر ہے ایک چھپا کر عبادت کرنے کا دوسرا ظاہر ہو جانے کا۔

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الْجَزَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا قَالَ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

جعفر بن محمد بن فضیل جزری وغیر واحد، صفوان بن صالح، ولید بن مسلم، یزید بن یوسف صنعانی، مکحول، ام درداء، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں (وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا) (یعنی جو دیوار (حضرت خضر علیہ السلام نے صحیح کی تھی) اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ تھا۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزانے سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ حسن بن علی خلال بھی صفوان بن صالح سے وہ ولید بن مسلم سے وہ یزید بن یوسف صنعانی سے وہ یزید بن جابر سے اور وہ مکحول سے اسی سند اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ کہف آیت ۸۲ میں ہے ”وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا“ دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا کنز کا ترجمہ حضرت عکرمہ نے مال سے کیا ہے۔ حضرت ابودرداء کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا چاندی کا خزانہ تھا۔ طبرانیؒ نے حضرت ابوالدرداء کی روایت سے لکھا ہے کہ ان کے لئے کنزل حلال کر دیئے گئے تھے اور مال غنیمت حرام کر دیا گیا تھا اور ہمارے لئے کنز حرام کر دیئے گئے اور مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے لئے کنز حرام کر دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ سونا چاندی بغیر زکوٰۃ ادا کئے جمع کر کے رکھنا ہمارے لئے حرام کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز نہیں ہے خواہ اس کو دفینہ بنا کر ہی رکھا جائے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو وہ کنز ہے خواہ اس کو زمین میں دفن نہ کیا گیا ہو۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی والوں پر زکوٰۃ فرض نہ تھی جب ہی تو حضرت ابوالدرداء نے فرمایا کہ ان کے لئے مال کو کنزل بنا کر رکھنا حلال کر دیا گیا تھا۔

امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ وہ کنز کچھ صحیفوں کی شکل میں تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ تحریر تھا کہ تعجب ہے کہ جس کا موت پر یقین ہو وہ خوش کیسے ہو سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ جس کو رزق (مقدر) ملنے کا یقین ہو وہ رزق کی تلاش میں تھکتا کیوں ہے۔ تعجب ہے کہ جس کو آخرت کے حساب پر یقین ہے وہ غافل کیسے رہتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو زوال دنیا کا یقین رکھتا ہے وہ دنیا پر مطمئن ہو کر کیسے بیٹھ جاتا ہے اور کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تختی کی دوسری جانب لکھا تھا۔

”وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا“ ان دونوں یتیموں کا باپ نیک تھا ان کے باپ کا نام کشح تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مرد صالح دونوں یتیموں کا باپ نہیں تھا بلکہ ساتواں دادا تھا۔ یعنی سات نسلوں تک ایک شخص کی نیکی کا اثر باقی رہا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نَجْرَانَ فَقَالُوا لِي أَلَسْتُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ وَقَدْ كَانَ بَيْنَ مُوسَى وَعِيسَى مَا كَانَ فَلَمْ أَدْرِ مَا أُجِيبُهُمْ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَلَا أَخْبَرْتَهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجران کے نصاری کے پاس بھیجا انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تم لوگ یہ آیت اس طرح نہیں پڑھتے (یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ) مریم:28) (یعنی مریم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اے ہارون کی بہن۔) جب کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان ایک طویل مدت کا فاصلہ ہے۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا جواب نہیں آیا۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ان سے یہ نہیں کیا کہ وہ لوگ سابقہ انبیاء کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس حدیث کو ابن ادریس کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۲۸ میں ہے"یااخت ھارون ماکان ابوك امرسوء وما کانت امك بغیا"اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ سے نجران کے نصاری نے یہ سوال کیا کہ قرآن مجید میں یا اخت ہارون ہے حضرت مریم علیہا السلام کو ہارون علیہ السلام کی بہن کہا گیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا زمانہ بہت پہلے گزر چکا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کو اس کا جواب معلوم نہیں تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ اہل ایمان کی عادت یہ ہے کہ برکت کے لئے اپنی اور اپنی اولاد کے نام سابقہ انبیاء صلحاء کے ناموں پر رکھتے ہیں۔ اور ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اخت ہارون کہنے کی وجوہ: (۱) علامہ سدیؒ فرماتے ہیں حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف اس لئے کردی گئی کہ وہ ان کی نسل اور اولاد میں سے ہیں اگرچہ زمانہ کتنا ہی زیادہ گزر چکا ہو۔ اس لئے ان کو اخت ہارون کہا۔

(۲) کلبی کا قول ہے کہ حضرت مریم کے علاتی بھائی کا نام ہارون تھا بنی اسرائیل میں بہت ہی بزرگ اور نیک آدمی تھا۔ اس لئے اخت ہارون کہا۔

(۳) قتادہ کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ھارون نامی ایک بہت نیک عبادت گزار آدمی تھا روایت میں آتا ہے کہ جب وہ فوت ہوا تو اس کے جنازہ میں علاوہ دوسرے لوگوں کے چوبیس ہزار آدمی ہارون کے نام سے شریک ہوئے۔ چونکہ حضرت مریم علیہا السلام کو بھی بڑی عبادت گزار تھیں نیکی اور عبادت کی وجہ سے ان لوگوں نے مریم علیہا السلام ھارون کی بہن کہہ دیا نسبی بہن مراد نہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ قَالَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ حَتَّى يُوقَفَ عَلَى السُّورِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّونَ فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ فَلَوْلَا أَنَّ اللَّهَ قَضَى لِأَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا فَرَحًا وَلَوْلَا أَنَّ اللَّهَ قَضَى لِأَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا تَرَحًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ)(اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا جس دن سارے معاملہ کا فیصلہ ہوگا۔) اور فرمایا موت کو سیاہ وسفید رنگ کے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت ودوزخ کے درمیان کی دیوار پر کھڑا کر کے کہا جائے گا کہ اے دوزخ والو! وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے پھر کہا جائے اے دوزخ والو! وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے کہ اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں! پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لئے ہمیشہ کی زندگی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ خوشی کے مارے مرجاتے۔ اسی طرح اگر دوزخ والوں کے لئے بھی اس میں ہمیشہ رہنا نہ لکھ دیا ہوتا تو وہ غم کی شدت کی وجہ سے مرجاتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۳۹ میں ہے ”وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اذ قضى الامر“ اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ آخری دن فیصلہ کر دیا جائے گا۔ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کی تشریح میں علامہ بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ اس روز سب لوگ افسوس کریں گے بدکار اپنی بدکاری پر اور نیکوکار اپنی نیکی کم کرنے پر۔

امام بغویؒ نے ایک حدیث بیان کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر مرنے والے کو پشیمانی ضرور ہوگی صحابہؓ نے عرض کیا پشیمانی کیسی؟ فرمایا اگر نیکوکار ہوگا تو اس کی اس بات کی پشیمانی ہوگی کہ اس نے اس سے زیادہ نیکی کیوں نہیں کی اور بدکار کو اس بات کی پشیمانی ہوگی کہ وہ بدکاری سے باز کیوں نہیں رہا۔

اس آیت کے شان نزول میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔ یہ حدیث ”ابو اب صفة الجنة باب ما جاء فی خلود اهل الجنة و اهل النار“ کی دوسری حدیث میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِي رَأَيْتُ إِدْرِيسَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول (اور اٹھالیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر۔) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی اکرم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهَمَّامٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ بِطُولِهِ وَهٰذَا عِنْدِي مُخْتَصَرٌ مِنْ ذَاكَ

صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث نقل کرتے ہیں، سعید بن ابی عروبہ ابو ہمام اور کئی حضرات یہ حدیث قتادہ سے وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کے متعلق طویل حدیث نقل کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ حدیث اسی سے اختصار کے طور بیان کی گئی ہے۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۵۷ میں ہے ''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا'' اور ہم نے ان کو اونچی جگہ تک پہنچا دیا۔ مکانا علیا سے مراد ہے نبوت اور قرب خدا کا اونچا درجہ۔ بعض کے ہاں جنت ہے اور بعض کے نزدیک چھٹا یا چوتھا آسمان۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے آپ حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ: وہب بن منبہ نے بیان کیا کہ آسمان پر روزانہ حضرت ادریس علیہ السلام کی اتنی عبادت پہنچتی تھی جتنی ساری زمین کے باشندوں کی۔ فرشتوں کو اس پر تعجب ہوا۔ اور ملک الموت کو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر وہ حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات کو آدمی کی شکل میں آئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام ہمیشہ روزے رکھتے تھے جب افطار کا وقت آیا تو ملک الموت کو بھی انہوں نے کھانے پر بلایا۔ ملک الموت نے کھانے سے انکار کر دیا تین روز ایسا ہی ہوتا رہا اب حضرت ادریس علیہ السلام کو ملک الموت کا انکار نا گوار ہوا اور تیسری شب کو ملک الموت سے پوچھا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ ملک الموت نے کہا میں موت کا فرشتہ ہوں اپنے رب سے آپ کے ساتھ رہنے کی اجازت لے کر آیا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ میرا آپ سے ایک کام ہے ملک الموت نے کہا کیا کام ہے؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ آپ میری روح کو قبض کر لو فرشتے نے روح قبض کر لی پھر تھوڑی دیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے روح واپس کر دی۔ ملک الموت نے پوچھا آپ نے جو روح قبض کرنے کی درخواست کی تھی اس کی غرض کیا تھی؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا میں موت کی تکلیف اور گہرائی کا مزہ چکھنا چاہتا تھا تاکہ موت کے لئے میری قابلیت زیادہ قوی ہو جائے اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ میرا آپ سے ایک اور کام ہے۔ ملک الموت نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا آپ مجھے آسمان پر لے جائیں تاکہ میں وہاں کے احوال دیکھ لوں اور جنت و دوزخ کی طرف بھی لے جائیں اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ادریس علیہ السلام کی درخواست پوری کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ ملک الموت حضرت ادریس علیہ السلام کو لے گئے دوزخ پر پہنچے تو حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ آپ مالک داروغہ جہنم سے کہہ کر دوزخ کے دروازے کھلوا دیجئے کہ میں اندر جا کر اتر کر دیکھ لوں۔ ملک الموت نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا دوزخ تو آپ نے دکھا دی اب جنت بھی دکھا دیجئے۔ ملک الموت جنت کی طرف لے گئے جنت کے دروازے کھلوا کر اندر لے گئے۔ اندر پہنچ گئے تو فرشتہ نے کہا اب یہاں سے باہر نکلو اور اپنی اصل قرار گاہ پر واپس جاؤ۔ حضرت ادریس علیہ السلام ایک درخت کی ٹہنی پر چمٹ گئے اور بولے اب میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرنے کے لئے ایک فرشتہ کو بھیجا فرشتے نے آ کر حضرت ادریس علیہ السلام سے

پوچھا آپ باہر کیوں نہیں جاتے؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر شخص دوزخ میں ضرور اترے گا تو میں دوزخ میں اتر چکا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ جنت سے باہر کبھی نہیں نکالیں گے اس لئے میں اب باہر نہیں نکلوں گا اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کے پاس وحی بھیجی کہ میری اجازت سے یہ جنت میں داخل ہوا اور میری اجازت سے جنت سے باہر نکلے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام وہاں زندہ ہیں وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کی یہی تفسیر ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (غَرِيبٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہمارے پاس اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اترتے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۶۴ میں ہے "وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا" اور ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے اسی کی ملک میں ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی سب چیزیں۔ اسی آیت کے شان نزول میں بہت ساری روایتیں آئی ہیں۔

(۱) ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں چالیس روز کا وقفہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے یہ آرزو فرمائی کہ ذرا زیادہ آیا کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کے متعلق دریافت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا جواب معلوم نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امید تھی کہ وحی سے جواب معلوم ہو جائے گا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام پندرہ روز تک نہیں آئے اور کوئی وحی بھی نہیں آئی۔ پندرہ روز کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تاخیر نزول کا شکوہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام بغویؒ نے ضحاک، مقاتل وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب قریش کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف و ذوالقرنین اور روح کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل بتاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وعدہ کے ساتھ ان شاء اللہ نہیں کہا جس کی وجہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مدت تک نہیں آئے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہونے لگی پھر کچھ دنوں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آپ نے بہت دیر کر دی میں بے چینی سے انتظار کرتا رہا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں بھی آپ سے ملنے کا مشتاق تھا لیکن میں حکم کا پابند ہوں مجھے جب بھیجا جاتا

ہے تو آ جاتا ہوں اور جب روک دیا جاتا ہے تو رک جاتا ہوں۔ اس پر یہ آیت اور سورۃ الضحیٰ نازل ہوئیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے اس آیت کی تفسیر پوچھی (اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گذر نہ ہوا اور یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔) تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دوزخ سے گذریں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوں گے۔ چنانچہ پہلا گروہ بجلی کی چمک کی طرح گذر جائے گا۔ دوسرا گروہ ہوا کی طرح پھر گھوڑے کی رفتار سے پھر اونٹ کے سوار کی طرح پھر انسان کی دوڑ کی مانند اور آخر میں چلنے والے کی طرح دوزخ سے گذریں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ اس حدیث کو سدی سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ يَرِدُونَهَا ثُمَّ يَصْدُرُونَ بِأَعْمَالِهِمْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لوگ جہنم سے گذریں گے اور پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوتے جائیں گے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ السُّدِّيِّ بِمِثْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِشُعْبَةَ إِنَّ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنِي عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ السُّدِّيِّ مَرْفُوعًا وَلٰكِنِّي أَدَعُهُ عَمْدًا

محمد بن بشار بھی عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شعبہ سے اور وہ سدی سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو بتایا کہ اسرائیل سدی سے مرہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں نے بھی یہ حدیث سدی سے مرفوعاً سنی ہے۔ اور جان بوجھ کر اسے مرفوع نہیں کرتا۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۷۱ میں ہے "وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا" اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر اترنے والا ہے۔ ورود سے کیا مراد ہے اس میں مفسرین کے چند قول ہیں۔

اول: اس سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے۔ ہر نیک و بد، مؤمن و کافر اس کے اوپر سے گزرے گا کیونکہ جنت تک پہنچنے کا یہی واحد راستہ ہے۔ اہل ایمان اپنے اپنے درجہ کے مطابق وہاں سے صحیح سلامت گزر جائیں گے کوئی بجلی کی چمک کی طرح اور کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور کوئی اس سے آہستہ بہرحال مؤمن گزر ہی جائے گا اور گناہ گار مؤمن دوزخ میں گر جائیں گے پھر کچھ مدت کے

بعد وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے سزا بھگتنے کے بعد یا شفاعت کے ساتھ پھر دوزخ میں صرف اور صرف کافر رہ جائیں گے اور پھر دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا یہ معنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے۔

ثانی: بعض حضرات کے نزدیک ورود سے مراد جہنم میں داخل ہونا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ میں ہر شخص کو داخل کیا جائے گا مگر نیک اور متقی لوگوں کے لئے یہ آگ ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی۔ پھر اس کے بعد مؤمنین کو نجات دے کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور کافر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

بہر حال اہل سنت والجماعت کے دو قول ہیں: عند البعض ورود سے مراد داخل ہونا علامہ قرطبی نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے اور اس پر دلیل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے دی ہے۔ بعض اہل سنت والجماعت کے نزدیک ورود سے مراد گزر جانا ہے۔ علامہ نوویؒ نے اسی معنی کو پسند کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ بہر حال دونوں اقوال کے دلائل موجود ہیں تفصیل کے لئے تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے۔

اہل ایمان کا ورود جہنم سے کیونکر ہوگا:

(۱) تاکہ اہل جنت اس منظر کے بعد جنت کی نعمتوں سے خوب لطف اندوز ہوں۔

(۲) کافروں کو زیادہ حسرت دلانے کے لئے کہ مؤمن تو گزر گئے ہم پھنس گئے۔

(۳) مؤمن جب جہنم کو دیکھ کر اس سے نجات پائیں گے تو انہیں بہت سرور و خوشی حاصل ہوگی۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيلَ إِنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيلَ إِنِّي قَدْ أَبْغَضْتُ فُلَانًا فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو جبرائیل کو فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اسے محبت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ آسمان والوں میں اس کا اعلان کرتا ہے اور پھر اس کی محبت زمین والوں کے دلوں میں اتار دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے (بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔ مریم، ۹۶) اور اگر اللہ تعالیٰ کسی سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیل سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں اور وہ آسمانوں والوں میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس سے بغض پیدا کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار بھی اپنے والد سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہؓ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۹۶ میں ہے ''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا'' اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے یقیناً اللہ ان کے لئے مؤمنوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا جو ان سے محبت کریں گے۔

وَدّ اور وداد محبت اور محبت کرنے والا ود کی تینوں حرکتیں صحیح ہیں۔ وُدّ، وَدّ اور وِدّ اور ودید کی طرح کثیر محبت کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اس آیت میں حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے لئے پیغام تسلی ہے اور اس امر کا وعدہ ہے کہ بجائے کافروں کے اللہ مؤمنوں کے دلوں میں محبت ڈال دے گا اور ان کو تمہارا دوست بنا دے گا۔

إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا: اگر یہ صفات ذاتیہ میں سے ہو تو اس کا معنی خیر کا ارادہ ہوتا ہے اور اگر صفات افعال میں سے ہو تو اسکا معنی ہوتا ہے اللہ کا بندے کے ساتھ اکرام واحسان وانعام کا معاملہ فرمانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغض کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس پر سزا و بدبختی کو غالب کر دیتا ہے۔ **فَأَحِبَّهُ:** اس میں دو احتمال ہیں (۱) فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے دعا کرتے ہیں (۲) اسکا دل محب کے ساتھ ملنے کا شوق پیدا کرتا ہے اور اسکی محبت کے سبب وہ مطیع اور فرمانبردار اور اسکا محبوب بن کر رہتا ہے۔

ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو پسند فرماتا ہے تو فرشتے بھی اس بندے کو پسند کرتے ہیں اور آسمانوں میں اس کا چرچا ہوتا ہے اور پھر اس کی قبولیت زمین پر آ جاتی ہے اور زمین والے اس کو پسند کرنے لگ جاتے ہیں اسی طرح وہ شخص مقبول الکل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ''والقيت عليك محبة منّي'' (طٰہٰ:۳۹) اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا'' اور اسکے برعکس مبغوض آدمی ہے۔ (مرقاۃ ج۹ ص ۲۴۷)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ بندہ کو اپنی ذات گرامی سے محبت کرنے والا بنا دیتا ہے۔ بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے پھر اللہ بندہ سے محبت کرنے لگتا ہے کیونکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا مقرب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ يَقُولُ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا

حضرت خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سے اپنا حق لینے کیلئے گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں تمہیں اس وقت تک تمہارا حق نہیں دوں گا جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرو گے۔ میں نے کہا میں بھی ایسا نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ تم مر کر دوبارہ زندہ کر دیئے جاؤ۔ اس نے کہا کیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگا وہاں میرا مال اور اولاد ہوگی لہذا میں وہیں تمہارا حق ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی)

الْآيَةَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(مریم: 77)۔ ہناد بھی ابومعاویہ سے اور وہ اعمش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مریم آیت ۷۷ میں ہے "أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا" کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیت کا انکار کیا اور کہا مجھے ضرور مال اور اولاد دیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں اس آیت کا شان نزول بیان کیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ طٰهٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى لَيْلَةً حَتَّى أَدْرَكَهُ الْكَرَى أَنَاخَ فَعَرَّسَ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَصَلَّى بِلَالٌ ثُمَّ تَسَانَدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ أَحَدٌ مِنْهُمْ وَكَانَ أَوَّلَهُمْ اسْتِيقَاظًا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتَادُوا ثُمَّ أَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَلَّى مِثْلَ صَلَاتِهِ فِي الْوَقْتِ فِي تَمَكُّثٍ ثُمَّ قَالَ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي هٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے مدینہ لوٹ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں چلتے ہوئے نیند آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کونے میں اونٹ بٹھائے اور سو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلالؓ آج رات ہمارے لئے ہوشیار رہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت بلالؓ نے نماز پڑھی اور اپنے کجاوے سے ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ پھر ان کی آنکھوں میں نیند غالب آ گئی اور پھر ان میں سے کوئی بھی نہ جاگ سکا اور سب سے پہلے جاگنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال یہ کیا ہوا؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میری روح کو بھی اسی (نیند) نے پکڑ لیا تھا جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح کو پکڑا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو اونٹوں کو لے کر چلو پھر تھوڑا آگے جا کر اونٹ دوبارہ بٹھائے اور وضو کر کے اسی طرح نماز پڑھی جیسے اس (نماز) کے وقت میں ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ) طٰہٰ: 14) اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو) یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کو کئی حفاظ حدیث زہری سے وہ سعید بن مسیب سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہؓ کا تذکرہ نہیں کرتے۔ صالح

الْأَخْضَرِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

بن ابی الاخضر حدیث میں ضعیف ہیں۔ یحیی بن سعید قطان اور کچھ راوی انہیں حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔

تشریح: سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴ میں ہے ''أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي'' اور میری ہی یاد میں نماز پڑھا کرو۔ عمومی عبادت کا پہلے ذکر کیا۔ پھر نماز کا خصوصیت کے ساتھ حکم دیا۔ کیونکہ تمام عبادتوں میں نماز کی اہمیت اور عظمت ظاہر ہے۔

اَلْكَلَأُ لَنَا: حفاظت کرنا، پہرہ دینا جیسا کہ قرآن پاک کی دوسری آیت ''قل من یکلؤکم باللیل و النھار من الرحمن'' اس حدیث مبارکہ میں اس مشہور واقعہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لیلۃ التعریس میں فجر کی نماز قضا ہوگئی تھی۔

سوال: ایک حدیث میں آتا ہے ''تنام عینای ولا ینام قلبی '' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا تو پھر فجر کی نماز قضا کیسے ہوگئی؟

جواب اول: سورج کے طلوع وغروب کا تعلق آنکھوں کے ساتھ ہے نہ کہ دل کے ساتھ۔ البتہ دل کو درد، لذت اور وضو کے باقی رہنے اور ٹوٹنے کا علم ہوتا ہے۔ لہٰذا دل کی بیداری کے باوجود صبح صادق اور سورج کے طلوع ہوجانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے مطلع نہیں ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اس وقت سو رہی تھیں۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہمیشہ بیدار رہتا تھا لیکن کسی وقت آنکھوں کے سونے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک بھی سو جاتا تھا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت یہی کیفیت ہو۔

اس سورت اور حدیث مبارکہ سے چند مسائل معلوم ہوتے ہیں۔

اول: یہ کہ ممنوع اوقات گزر جانے پر نماز پڑھنی چاہیے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جاگے تھے تو وہ وقت، وقت ممنوع تھا اس لئے وہاں سے روانہ ہوئے جب ممنوع وقت ختم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنے کا حکم دے دیا۔

ثانی: قضا نماز باجماعت کے ساتھ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

ثالث: قضا نماز اگر جماعت سے ادا کی جائے تو اذان اور اقامت دونوں کہی جائیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْبِيَاءِ

حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى الْبَغْدَادِيُّ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام مجھ سے جھوٹ بولتے خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لہٰذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، مجھے بتائیے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی خیانت نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا

مَمْلُوكِيْنَ يُكَذِّبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا الْآيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ

جائے گا۔ اگر سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ برابر ہو گئے نہ ان کا تم پر حق رہا اور نہ تمہارا ان پر اگر تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ شخص روتا چلاتا ہوا وہاں سے چلا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ نے فرمایا کہ تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں) الانبیاء: 47) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان کے اور اپنے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کروں میں آپ کو گواہ بنا کر آزاد کرتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن غزوان کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ حدیث امام احمد بن حنبلؒ نے عبدالرحمن بن غزوان کے حوالے سے بھی نقل کی ہے۔

تشریح: سورۃ انبیاء آیت ۴۷ میں ہے ”وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ“ اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے۔ موازین جمع کا صیغہ استعمال کیا اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے علیحدہ علیحدہ ترازو قائم کیا جائے گا اس لئے جمع لائے یا پھر ہر ہر عمل کے لئے علیحدہ علیحدہ ترازو لایا جائے گا مثلاً نماز کے لئے علیحدہ، زکوٰۃ کے لئے علیحدہ، روزے کے لئے علیحدہ، حج جہاد کے لئے علیحدہ لایا جائے گا۔ یا پھر جمع اس لئے لایا گیا کہ موازین موزون کی جمع مانیں تو اس صورت میں موزون اس چیز کو کہتے ہیں جس کو تولا جائے اور مراد اعمال موزونہ ہیں یا یہ جمع تفخیم و تعظیم کے لئے ہے یعنی وہ میزان بہت بڑی عظیم ہے۔

الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ: قسط کا لفظ مفرد ہے اور موازین جمع ہے۔ جمع کی صفت مفرد کس طرح درست ہوئی؟ جواب یہ ہے کہ قسط مصدر ہے مصدر واحد، تثنیہ جمع سب جائز ہے۔ یا قسط مصدر ہے اور مضاف محذوف ہے۔ ذات القسط لیوم القیامۃ اور لیوم القیمۃ میں لام تعلیلیہ ہے اور مضاف محذوف ہے۔ ای لحساب یوم القیمۃ

وزن کس چیز کا ہوگا: اس میں مختلف اقوال ہیں۔ **اول:** اس ترازو میں اعمال نامے تولے جائیں گے۔

ثانی: صاحب اعمال کو تولا جائے گا اس پر دلیل بخاریؒ و مسلمؒ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موٹے تازے آدمی کو لایا جائے گا جب اس کا وزن کیا جائے گا تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا''

ثالث: جمہور حضرات کے نزدیک راجح یہی ہے کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اعمال کا وزن اللہ کے ہاں کوئی بعید نہیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ آج کل درجہ حرارت کو ناپ لیتے ہیں سردی اور گرمی کو ناپنے والے آلات ہیں تو کیا نیکیوں اور گناہوں کو نہیں ناپا جاسکتا؟ یا اعمال کو متشکل کیا جائے گا نیک اعمال کو خوبصورت شکل وصورت اور برے اعمال کو بری شکل دے دی جائے گی اور پھر انہیں اس ترازو پر تولا جائے گا اس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ ترازو کے آدھے پلڑے کو اور الحمد للہ پورے ترازو کو بھر دیتا ہے۔

حدیث کے چند مشکل الفاظ اور اس کے معانی: يُكَذِّبُونَنِي :وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔ وَيَخُونُونَنِي :اور وہ میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں۔ وَيَعْصُونَنِي : میرے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں۔ أَشْتُمُهُمْ: میں ان کو گالی دیتا ہوں۔ وَأَضْرِبُهُمْ: اور میں ان کو مارتا ہوں۔ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ: پس میرا اور ان کا معاملہ کیسے رہے گا۔ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ: ان کی خیانت شمار کی جائے گی۔ وَعَصَوْكَ: اور ان کی نافرمانی بھی۔ وَكَذَّبُوكَ: اور ان کا جھوٹ بھی۔ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ: اور آپ کا ان کو سزا دینا بھی شمار کیا جائے گا۔ لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ: نہ تمہارا کوئی حق ان پر رہا اور نہ ان کا تم پر۔ كَانَ فَضْلًا لَكَ: یہ تمہارا ان پر ایک احسان ہوگا جس کا تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ: وہ شخص مجلس سے الگ ہوگیا۔ يَهْتِفُ: چیخنا، پکارنا۔ مُفَارَقَتِهِمْ: ان سے جدائی اختیار کرنا یعنی انہیں آزاد کرنا۔ أُشْهِدُكَ: متکلم کا صیغہ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں۔

سند پر کلام: یہ حدیث غریب ہے عبدالرحمن سے آخیر تک اس کی یہی ایک سند ہے۔ ابونوح عبدالرحمن بن غزوان جن کا لقب قراد تھا ثقہ راوی ہے البتہ کچھ حدیثیں ایسی ہیں جن کو صرف یہی روایت کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَهْوِي فِيهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

عبد بن حمید، حسین بن موسی، ابن لہیعہ، دراج، ابوالہیثم، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام ویل ہے، کافر اس کی گہرائی میں پہنچنے سے پہلے اس میں چالیس برس تک گرتا رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کی حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ انبیاء میں دو مقامات پر ویل (آیت: ۱۴:۹۷) میں آیا ہے جس کے لغوی معنی ہلاکت اور تباہی کے آتے ہیں ویل یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے یہ بہت گہری وادی ہے جسے ویل کہا جاتا ہے کافر کو اس میں ڈالا جائے گا اس کی گہرائی اتنی ہے کہ اس کی تہہ تک پہنچنے میں کافر کو چالیس برس کا طویل عرصہ لگے گا۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ قَوْلِهِ إِنِّي سَقِيمٌ وَلَمْ يَكُنْ سَقِيمًا وَقَوْلُهُ لِسَارَةَ أُخْتِي وَقَوْلِهِ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے تھے، ایک یہ کہ کافروں سے کہا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ وہ بیمار نہیں تھے۔ دوسرا جب انہوں نے (آپنی بیوی) سارہ کو بہن بتایا۔ تیسرا جب ان سے بتوں کو توڑنے والے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان کے بڑے کا کام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ انبیاء آیت ۶۳ میں ہے "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا" اس کی تفسیر میں حدیث الباب ذکر کی گئی ہے۔ اس کی مکمل تفصیل ماقبل ابواب البر والصلۃ میں "باب ما جاء فی اصلاح ذات البین" کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالُوا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّهُ سَيُؤْتَى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَيُقَالُ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا تم لوگ قیامت کے روز ننگے جسم اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے، پھر یہ آیت پڑھی (جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، بے شک ہم وعدہ پورا کرنے والے ہیں) الانبیاء :104) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ پھر میری امت کے بعض لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یا اللہ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب دیا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں نئی نئی چیزیں ایجاد کی تھیں۔ پھر میں اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح عرض کروں گا (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) المائدہ: 117) آپ نے جس دن سے انہیں چھوڑا تھا اسی دن سے یہ مرتد ہو گئے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهُ

روایت کی ہم سے محمد بن بشار نے انہوں نے محمد بن جعفر سے "شعبہ سے اور وہ مغیرہ بن نعمان سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ

ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری بھی نعمان بن مغیرہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ انبیاء آیت ۱۰۴ میں ہے "كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ" جس طرح ہم نے شروع میں ابتداءً تخلیق کی تھی اسی طرح آسانی سے ہم اس کو دوبارہ پیدا کریں گے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان کی ابتدائی تخلیق ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے کی ہے اسی طرح اس کو دوبارہ بھی ہم لوٹا کر آئیں گے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جس طرح ابتدائی تخلیق ہماری قدرت سے خارج نہیں ہم نے پیدا کر دیا اسی طرح دوبارہ تخلیق بھی ہماری قدرت میں داخل ہے ہم دوبارہ بھی پیدا کریں گے یعنی دوسری تخلیق بھی اسی طرح ممکن ہے جس طرح پہلی تخلیق ممکن تھی۔ اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب صفۃ القیامۃ "باب ما جاء فی شان الحشر" کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْحَجِّ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ إِلَى قَوْلِهِ وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ قَالَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمَ يَقُولُ اللهُ لِآدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَقَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كُمِّلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَمَا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے) (الحج:۱) جس دن اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پینے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈالے دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ دوزخ کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نو سو ننانوے آدمی دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا۔ مسلمان یہ سن کر رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قربت اختیار کرو اور سیدھی راہ اختیار کرو اس لئے کہ ہر نبوت سے پہلے جاہلیت کا زمانہ تھا لہٰذا انہیں سے دوزخ کی گنتی پوری کی جائے گی۔ اگر پوری ہوگئی تو ٹھیک ورنہ منافقین سے پوری کی جائے گی پھر پچھلی امتوں

مَثَلُكُمْ وَالْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ الثُّلُثَيْنِ أَمْ لَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے مقابلے میں تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے گوشت کا وہ ٹکڑا جو کسی جانور کے ہاتھ میں اندر کی طرف ہوتا ہے۔ یا پھر جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تعداد ہو۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللهُ أَكْبَرُ کہا۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہوں گے۔ اس پر بھی سب نے تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر تکبیر کہی۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوتہائی کہا یا نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حسن سے عمران بن حصین کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي السَّيْرِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ بِهَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ حَثُّوا الْمَطِيَّ وَعَرَفُوا أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُولُهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَالِكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللهُ فِيهِ آدَمَ فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ فَيَقُولُ يَا آدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ فَيَقُولُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتَّى مَا أَبْدَوْا بِضَاحِكَةٍ فَلَمَّا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگے پیچھے ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ) الحج: 1) جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہنے والے ہیں لہذا اپنی سواریوں کو دوڑا کر (آگے آگئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکاریں گے وہ جواب دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم علیہ السلام جہنم کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ کہیں گے اے اللہ! وہ کونسا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسوننانوے جہنمی اور ایک جنتی ہے۔ اس بات سے لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی

رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بِأَصْحَابِهِ قَالَ اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِي آدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ قَالَ اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غمگین دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور بشارت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ مل جائیں ان کی تعداد زیادہ کر دیں گی۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسری جو شخص نبی آدم اور اولاد، ابلیس سے مر گئے۔ راوی فرماتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرام کی پریشانی ختم ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور بشارت دو کیوں کہ تمہاری دوسری امتوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کا گوشت۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ حج کی پہلی آیت میں ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ'' اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو یعنی اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔

ربط: ماقبل میں قیامت کا ذکر تھا کہ میں نہیں جانتا کہ قریب ہے یا بعید وہ جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے ''وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون'' آگے اسی قیامت کا ذکر ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی: فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ: رونا شروع کیا۔ قَارِبُوا: معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا حد سے تجاوز نہ کرنا۔ سَدِّدُوا: سیدھے راستے پر چلو۔ كُمِّلَتْ: میم مشدد اس تعداد کو پورا کیا جائے گا۔ الرَّقْمَةِ: جانور کی کہنی کے اندر یعنی اگلے پاؤں کے اندر سیاہ سفید داغ راوی کہتے ہیں کہ یہ ایک گول چیز ہوتی ہے جس پر کوئی بال نہیں ہوتے۔ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ: جانور کی کہنی الشَّامَةِ: تل کو کہتے ہیں۔ جَنْبِ پہلو۔ حَثُّوا: برانگیختہ کرنا، ابھارنا، اکسانا۔ الْمَطِيِّ: مطیۃ کی جمع ہے، سواریاں، سواری والے جانور۔ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ: آپ دوزخ میں جانے والوں کو اٹھایئے۔ يَئِسَ: مایوس ہونا۔ الضَّاحِكَة: ہنستے وقت دکھائی دینے والا دانت۔ مَعَ خَلِيقَتَيْنِ: دو مخلوقوں کے ساتھ۔ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ: یہ زلزلہ کب آئے گا اس کے بارے میں علقمہ اور شعبی کے نزدیک یہ زلزلہ قیامت سے پہلے آئے گا اور قیامت کی خصوصی نشانی ہوگا۔ علامہ جلال الدین محلیؒ نے لکھا ہے کہ مغرب سے آفتاب کے طلوع کرنے سے پہلے آئے گا۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ زلزلہ قیامت قائم ہونے کے بعد حشر و نشر اور دوبارہ زندہ ہونے کے بعد ہوگا۔

روایات میں تعارض: حدیث الباب حضرت عمران بن حصین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نو سو ننانوے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا جبکہ حدیث ابی ہریرہ میں ہے کہ ہر سو میں سے ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔ تو دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔ **رفع تعارض اول:** یہاں کوئی خاص تحدید مقصود نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جہنم میں کفار کی

تعداد بہت زیادہ ہوگی جنتیوں کی تعداد کے مقابلے میں۔

رفع تعارض ثانی: حافظ ابن حجرؒ نے اس میں تطبیق بیان کی ہے کہ عمران بن حصینؓ کی روایت تمام بنی آدم کے لحاظ سے ہے جس میں یاجوج ماجوج بھی شامل ہیں۔ جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت یاجوج ماجوج کے علاوہ پر محمول ہے۔

رفع تعارض ثالث: حضرت عمران بن حصینؓ والی روایت تمام بنی نوع آدم کے اعتبار سے ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت صرف امت محمدیہ کے اعتبار سے ہے۔

إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ: مطلب یہ ہے کہ اس دن تم ایسی دو مخلوق کے ساتھ ہوگے کہ وہ مخلوق کسی کے ساتھ شامل ہوجائے تو وہ اکثر اور غالب رہیں ایک یاجوج ماجوج اور اولاد آدم میں سے وہ سرکش انسان جو کفر پر مر گئے۔ بنی ابلیس سے مراد وہ لوگ جو سرکش ہیں شیطان کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی موت کفر پر ہوگئی۔

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ: آپ ﷺ نے ایک ہی مرتبہ تعداد بیان نہیں فرمائی بلکہ سب سے پہلے چوتھائی، پھر تہائی، پھر نصف بیان فرمائی۔ ہوسکتا ہے تدریجاً تدریجاً آپ ﷺ کو اس کا علم دیا گیا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تعداد مختلف اوقات کے اعتبار سے ہو ابتدا میں کم ہو پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تعداد بڑھ جائے اور پھر جب سب مؤمنین کو جنت میں داخل کردیا جائے گا تو اس وقت ان کی تعداد نصف تک ہوجائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ لِأَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

محمد بن اسماعیل وغیر واحد، عبداللہ بن صالح، لیث، عبدالرحمن بن خالد، ابن شہاب، محمد بن عروہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا نام اس لئے بیت العتیق رکھا گیا کہ وہاں کوئی ظالم آج تک غالب نہیں آسکا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زہری اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ قتیبہ بھی لیث سے وہ عقیل سے وہ زہری سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۂ حج آیت ۲۹ ”ولیطوفوا بالبیت العتیق“ اور چاہیے کہ بیت عتیق کا طواف کریں۔

بیت اللہ کو عتیق کہنے کی وجہ: (۱) بیت اللہ کو عتیق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر جابر اور بادشاہ ظالم کے قبضہ سے اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو ہمیشہ آزاد رکھا ہے کہ کوئی جابر حاکم کبھی اس پر قبضہ نہ کرسکا نہ آئندہ تا قیامت قبضہ کرسکے گا اسلئے اس کو عتیق کہا جاتا ہے۔ (۲) بعض حضرات نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو ڈوبنے سے آزاد رکھا ہے طوفان نوح کے زمانے میں اس کو اٹھالیا گیا تھا۔ (۳) سفیان بن عیینہ نے کہا کہ کوئی انسان کبھی نہ اس کا مالک ہوا نہ ہوسکتا ہے بلکہ اس کے گرد اگرد سارا حرم بھی انسانی ملکیت سے آزاد ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَإِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لَيَهْلِكُنَّ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الْآيَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے یہ ہلاک ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے) الحج:39) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں جان گیا تھا کہ اب باہم قتال ہوگا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ کئی راوی اس حدیث کو سفیان سے وہ اعمش سے وہ مسلم بطین سے وہ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں اور اس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نہیں۔

تشریح: سورۂ حج آیت ۳۹ میں ہے ''أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا'' اب ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اسی وجہ سے ان پر ظلم کیا گیا۔ امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ اہل تفسیر کا بیان ہے کہ مکہ کے مشرک، صحابہ کرامؓ کو بہت زیادہ ایذائیں دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کسی کا سر پھٹا ہوتا کوئی زخمی ہوتا کوئی مار کھا کر آتا سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرتے کہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا جارہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تسلی دیتے اور فرماتے صبر کرو ابھی لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا اس کے بعد یہ آیت نازل کی گئی۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے پاس شہد کی مکھی کی طرح گنگناہٹ محسوس ہوئی۔ ایک مرتبہ وحی نازل ہوئی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیر ٹھہرے۔ جب وہ حالت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف رخ کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی اے اللہ! ہمیں اور زیادہ دے اور کم نہ کر۔ ہمیں عزت دے ذلیل

عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ

نہ کر۔ ہمیں عطا کر محروم نہ کر۔ ہمیں غالب کر مغلوب نہ کر۔ ہمیں بھی راضی کر اور خود بھی ہم سے راضی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی دس آیات نازل کی گئی ہیں کہ اگر کوئی ان پر عمل کرے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت مومنون کی پہلی دس آیات پڑھیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ سَمِعْتُ إِسْحَقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ وَمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَدِيمًا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَبَعْضُهُمْ لَا يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ فَهُوَ أَصَحُّ وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ

محمد بن ابان، عبدالرزاق، یونس بن سلیم، یونس بن یزید، زہری محمد بن ابان عبدالرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے اسی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث سے صحیح ہے۔ اسحاق بن منصور بھی احمد بن حنبل علی بن مدینی اور اسحاق بن ابراہیم سے وہ عبدالرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس نے حدیث عبدالرزاق سے سنی وہ اس میں یونس بن یزید کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ بعض حضرات ان کا ذکر نہیں کرتے۔ جن احادیث میں یونس بن یزید کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ عبدالرزاق بھی کبھی یونس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی یونس کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ المؤمنین کے شروع میں گیارہ آیات ہیں ان میں سات احکام بیان کیے ہیں ان پر کوئی شخص پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا۔ حدیث الباب نے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والوں کو آواز سنائی دیتی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے۔ سورۃ مؤمنون کی ابتدائی چند آیات جن میں اہل ایمان کے اوصاف کا ذکر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان پر عمل کرنے والا جنت میں جائے گا۔

وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں: نماز میں خشوع وخضوع قائم کرنا۔ لغو اور بے فائدہ کاموں سے اعراض کرنا، زکوٰۃ فرض ہو تو اسے ادا کرنا، ناجائز جگہوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنا، امانت کا حق ادا کرنا، وعدہ پورا کرنا، نماز کو پابندی سے ادا کرنا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع بنت نضر کے صاحبزادے حارثہ بن سراقہ کو بدر کے

أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُهَا الْحَارِثُ بْنُ سُرَاقَةَ أُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَخْبِرْنِي عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ أَصَابَ خَيْرًا احْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ وَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ اجْتَهَدْتُ فِي الدُّعَاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي جَنَّةٍ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ

دن ایک تیر لگا نہ معلوم کس نے مارا۔ چنانچہ حضرت ربیع بنت نضر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ! مجھے حارثہ کے متعلق بتائیے۔ اگر خیر سے ہے تو ثواب کی امید رکھوں اور صبر کروں اور اگر ایسا نہیں تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کی کوشش کریں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام حارثہ جنت میں کئی باغ ہیں اور تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کی بلند زمین ہے اور یہ درمیان میں ہے اور سب سے افضل ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ مؤمنون کی آیت ۱۱ میں فردوس کا ذکر آیا ہے ’’الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون‘‘ ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ یرثون سے معلوم ہوتا ہے کہ فردوس پہلے کسی اور کی تھی پھر مؤمنوں کو دے دی جائے گی۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فردوس کے اندر کافروں کے لئے بھی نامزد کچھ مکان ہوں گے کہ اگر وہ ایمان لے آتے تو وہ مکان ان کو دے دیئے جاتے اور چونکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے اس لئے ان کے مکانوں کا وارث مؤمنوں کو کر دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے لئے دو گھر ہیں ایک جنت میں اور دوسرا دوزخ میں جب کوئی مر کر دوزخ میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت اس کے جنت والے گھر کے وارث ہو جاتے ہیں اللہ کے فرمان ’’اولئك ھم الوارثون‘‘ کا یہی مطلب ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ قَالَتْ عَائِشَةُ أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ قَالَ لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا (وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ) (المؤمنون: 60) (اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ال مومنون، آیت) اور عرض کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی! نہیں، بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے نماز پڑھتے

وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْهُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

صدقہ دیتے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے قبول نہ کیا جائے۔ یہی لوگ اچھے اعمال میں جلدی کرتے اور سبقت لے جاتے ہیں۔ یہ حدیث عبدالرحمن بن سعید بھی ابوحازم سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ المؤمنون کی آیت ۵۷ تا ۶۱ میں ان مؤمنین کا ذکر ہے جو بھلائی کی طرف دوڑنے والے ہیں۔ ان آیات میں چار باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اول وہ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں۔ ثانی: وہ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ ثالث: وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ رابع: وہ جو کچھ دیتے ہیں کہ ان کے دل خوفزدہ ہوتے ہیں بایں وجہ کہ ان کو اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے اور ان کو خوف لگا رہتا ہے کہ ہماری خیرات بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی ہے یا نہیں یعنی وہ اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے۔

سند پر کلام: امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر کوئی حکم نہیں لگایا یہ حدیث منقطع ہے۔ عبدالرحمن ہمدانی ثقہ راوی ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا لقاء اور سماع نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ قَالَ تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

سوید بن نصر، عبداللہ، سعید بن یزید ابی شجاع، ابوالسمح، ابوالہیثم، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت (اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔) کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ اسے اس طرح بھون دے گی کہ اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف کو چھونے لگے گا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مؤمنون کی آیت ۱۰۴ "تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون" جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ یعنی ان کے چہروں کو آگ جلا ڈالے گی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا آگ ان کو لپیٹ لے گی ان کے گوشت بہہ کر ایڑیوں پر جا پڑیں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث بیان کی گئی جو ترجمہ سے واضح ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ النُّورِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلًا يَحْمِلُ الْأَسْرَى مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهِمُ الْمَدِينَةَ قَالَ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهُ وَإِنَّهُ كَانَ وَعَدَ رَجُلًا مِنْ أُسَارَى مَكَّةَ يَحْمِلُهُ قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى ظِلِّ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقٌ فَأَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّي بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ إِلَيَّ عَرَفَتْ فَقَالَتْ مَرْثَدٌ فَقُلْتُ مَرْثَدٌ فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَأَهْلًا هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللهُ الزِّنَا قَالَتْ يَا أَهْلَ الْخِيَامِ هَذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ أَسْرَاكُمْ قَالَ فَتَبِعَنِي ثَمَانِيَةٌ وَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى كَهْفٍ أَوْ غَارٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءُوا حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوا فَظَلَّ بَوْلُهُمْ عَلَى رَأْسِي وَأَعْمَاهُمُ اللهُ عَنِّي قَالَ ثُمَّ رَجَعُوا وَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْإِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ أَكْبُلَهُ فَجَعَلْتُ أَحْمِلُهُ وَيُعْيِينِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْكِحُ عَنَاقًا فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَرْثَدُ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً

نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام مرثد بن ابی مرثد تھا وہ قیدیوں کو مکہ سے مدینہ پہنچایا کرتا تھا۔ مکہ میں ایک زانیہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا وہ اس کی دوست تھی۔ مرثد نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اسے مدینہ پہنچائے گا۔ مرثد کہتے ہیں کہ میں (مکہ) آیا اور ایک دیوار کی اوٹ میں ہوگیا۔ چاندنی رات تھی کہ اتنے میں عناق آئی اور دیوار کے ساتھ میرے سائے کی سیاہی کو دیکھ لیا۔ جب میرے قریب پہنچی تو پہچان گئی اور کہنے لگی کہ تم مرثد ہو؟ میں نے کہا ہاں مرثد ہوں۔ کہنے لگی اھلاً وسھلاً ومرحبا (خوش آمدید)۔ آج کی رات ہمارے یہاں قیام کرو۔ مرثد فرماتے ہیں کہ میں نے کہا عناق! اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس نے زور سے کہا خیمے والو! یہ آدمی تمہارے قیدیوں کو لے جاتا ہے۔ چنانچہ آٹھ میں (خندمہ) ایک پہاڑ کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر ایک غار دیکھا اور اس میں گھس گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہوگئے اور وہاں پیشاب بھی کیا جو میرے سر پر گرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھے دیکھنے سے اندھا کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر میں بھی اپنے قیدی ساتھی کے پاس گیا اور اسے اٹھایا۔ وہ کافی بھاری تھا۔ میں اسے لے کر اذخر کے مقام تک پہنچا۔ پھر اس کی زنجیریں توڑیں اور اسے پیٹھ پر لاد لیا۔ وہ مجھے تھکا دیتا تھا یہاں تک کہ مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں عناق سے نکاح کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک یہ آیات نازل ہوئیں (بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر) النور:

أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ فَلَا تَنْكِحُهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

3) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے نکاح نہ کرو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ آدمی میرے پیچھے دوڑے۔

تشریح: سورۃ نور آیت تین میں ہے ''اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ'' زنا کرنے والا نکاح نہیں کرتا مگر زنا کرنیوالی سے یا شرک کرنیوالی سے اور زانیہ سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک۔

اس آیت کے شان نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول شان نزول حدیث الباب ہے۔

نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام مہزول کہا جاتا تھا وہ بدکار پیشہ ور عورت تھی کسی صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سعید بن منصور نے مجاہد کا بیان نقل کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے زنا حرام کر دیا اس زمانہ میں کچھ زنا کار عورتیں تھیں جو خوبصورت تھیں کچھ لوگوں نے ارادہ کیا کہ جا کر ان سے نکاح کرلیں اس وقت اس آیت کا نزول ہوا۔

امام بغوی نے لکھا ہے کہ عکرمہ نے بیان کیا کہ اس آیت کا نزول مکہ اور مدینہ کی چند عورتوں کے حق میں ہوا جن میں سے نو عورتوں کے جھنڈے پیشہ ور عورتوں کی طرح لگے ہوئے تھے جن سے ان کی شناخت ہو جاتی تھی ان میں سے ایک عورت تھی ام مہزول یہ سائب بن ابی السائب مخزومی کی باندی تھی جاہلیت کے زمانے میں لوگ زنا کار عورتوں سے نکاح کر لیتے تھے پھر ان کی کمائی کھاتے تھے کچھ مسلمانوں نے بھی ان عورتوں سے اسی طور پر نکاح کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک مسلمان نے ام مہزول سے نکاح کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قرآن مجید کی اس آیت: ''وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ'' میں ''ذٰلِكَ'' سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) بعض مفسرین کے نزدیک ''ذٰلِكَ'' کا اشارہ زنا کی طرف ہے، مطلب یہ ہے کہ جب زنا اپنا خبیث فعل ہے تو اس لئے اسے مؤمنین پر حرام کر دیا گیا، معنی کے اعتبار سے اس تفسیر پر کوئی اشکال نہیں رہتا، لیکن ذلک سے زنا مراد لینا کسی قدر بعید ضرور ہے

(۲) بعض مفسرین نے ذلک کا اشارہ زانی و زانیہ اور مشرک و مشرکہ کے نکاح کی طرف قرار دیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ مشرک عورت کا نکاح مسلمان مرد سے اور مشرک مرد سے مسلمان عورت کا نکاح حرام ہے، یہ حکم قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی ثابت ہے اور تمام امت کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مصعب بن زبیر کی امارت کے زمانے میں مجھ سے کسی نے لعان کرنے والے مرد و عورت کا حکم پوچھا کہ کیا انہیں الگ کر دیا جائے؟ میں جواب نہ دے سکا تو اٹھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب اجازت چاہی تو کہا گیا کہ وہ قیلولہ کر

فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ لِيَ ابْنَ جُبَيْرٍ ادْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ إِلَّا حَاجَةٌ قَالَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةَ رَحْلٍ لَهُ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ حَتَّى خَتَمَ الْآيَاتِ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ وَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ

رہے ہیں۔ انہوں نے میری آواز سن لی تھی۔ فرمانے لگے ابن جبیر! آجاؤ، تم کسی کام ہی سے آئے ہو گے۔ میں گھر میں داخل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کجاوے کے نیچے بچھایا جانے والا ٹاٹ بچھا کر اس پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا ابو عبدالرحمن کیا لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جاتی ہے۔ وہ فرمانے لگے سُبْحَانَ اللّٰہِ! ہاں اور جس نے سب سے پہلے یہ مسئلہ پوچھا وہ فلاں بن فلاں ہیں۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو برائی (بے حیائی، زنا) کرتے ہوئے دیکھے تو کیا کرے؟ اگر وہ بولے تو بھی یہ بہت بڑی بات ہے اور اگر خاموش رہے تو بھی بہت بڑی چیز پر خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اُسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد (کچھ دنوں بعد) وہ دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جس چیز کے متعلق پوچھا تھا میں اس میں مبتلا ہو گیا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورت نور کی یہ آیات نازل فرمائیں "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ" الآیۃ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے اس شخص کو بلایا اور یہ آیات پڑھ کر سنانے کے بعد اسے نصیحت کی سمجھایا اور بتایا کہ دنیاوی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے اس پر جھوٹی تہمت نہیں لگائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی طرف مڑے اور اسے بھی اسی طرح سمجھایا لیکن اس نے بھی یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میرا شوہر سچا نہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے شروع کیا اور اس نے چار شہادتیں دیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر

أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اللہ کی لعنت۔ پھر عورت نے بھی چار شہادتیں دیں کہ وہ جھوٹا ہے اور اگر وہ سچا ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: یہ حدیث بمع تشریح ماقبل ابواب الطلاق واللعان میں ''باب ما جاء فی اللعان'' کے ذیل میں وضاحت کے ساتھ گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلًا عَلَى امْرَأَتِهِ أَيَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالُوا لَهَا إِنَّهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو گواہ پیش کرو یا پھر تم پر حد جاری کی جائے گی۔ ہلال نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھے تو کیا گواہ تلاش کرتا پھرے؟ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ یا پھر تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں یقیناً سچا ہوں اور میرے متعلق ایسی آیات نازل ہوں گی جو میری پیٹھ کو حد سے نجات دلائیں گی، چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں (اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے سوائے اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے تو۔ عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔) تو لوگوں نے کہا کہ یہ گواہی اللہ کے غضب کو لازم کر دے گی۔ چنانچہ وہ ہچکچائی اور ذلت کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ سمجھے کہ یہ اپنی گواہی سے لوٹ

مُوجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَأْنٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهٰكَذَا رَوَى عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

کر (زنا کا اقرار کرلے گی) لیکن وہ کہنے لگی میں اپنی قوم کا سارا دن رسوا نہیں کروں گی۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر یہ ایسا بچہ پیدا کرے جس کی آنکھیں سیاہ کولہے موٹے اور رانیں موٹی ہوں تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ (ولد الزنا) ہے۔ پھر ایسا ہی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعان کا حکم نازل ہو چکا ہوتا تو میرا اور اس کا معاملہ کچھ اور ہوتا (یعنی حد جاری کی جاتی) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عباد بن منصور یہ حدیث عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ایوب بھی یہ حدیث عکرمہ سے نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرسل ہے۔ اور اس میں ابن عباسؓ کا تذکرہ نہیں کرتے۔

تشریح: ان دونوں احادیث میں آیات لعان کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔ ان دونوں احادیث میں تعارض ورفع تعارض ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیات حضرت ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور حضرت سہل بن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس کی طرف امام ترمذیؒ نے وفی الباب عن سہل بن سعد سے اشارہ کیا ہے اور بخاری شریف میں بھی یہی روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات حضرت عویمر عجلانی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

جواب اول: بعض حضرات نے کہا کہ یہ آیات حضرت ہلال بن امیہ کے واقعہ میں نازل ہوئی ہیں۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ مذکورہ آیت حضرت عویمر عجلانی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

جواب ثالث: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان آیات کا دومرتبہ نزول ہوا ہے گویا یہ دونوں واقعے ان آیات کے شان نزول ہیں۔

جواب رابع: حافظ ابن حجرؒ نے ان میں تطبیق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آیات لعان کا نزول تو ہلال بن امیہ کے متعلق ہے البتہ کچھ دن گزرنے کے بعد یہی واقعہ عویمر عجلانی کے ساتھ پیش آیا اس لئے ان کے متعلق بھی فیصلہ ان کو پڑھ کر سنایا۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ہلال کے قصہ میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ''فنزل جبرئیل'' جبکہ عویمر عجلانی کے واقعہ میں الفاظ حدیث یوں ہیں ''قد انزل الله فيك'' جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی طرح ایک واقعہ میں اس کا حکم نازل ہوا ہے۔ ان آیات کے نزول کے بارے میں دو قول ہیں۔

اول: ان آیات کا نزول غزوہ تبوک کے بعد سن ۱۰ ہجری میں ہوا ہے۔ **ثانی:** ماہ شعبان ۹ ہجری میں ان کا نزول ہوا۔

وجد مع امرأته رجلا أيقتله فيقتلونه: الحاصل اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت زنا میں دیکھے تو اس کو قتل کرسکتا ہے

یا نہیں؟ اور اگر اس نے قتل کر ہی دیا تو کیا اسلامی قوانین کے مطابق وہ سزائے موت کا مستوجب ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق علماء نے مختلف تفاسیر کی ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ شخص سزائے موت کا مستحق ہے لیکن کچھ صورتیں ایسی ہیں جن سے وہ بچ سکتا ہے اگر اس بیوی کا خاوند زنا پر چار گواہ پیش کر دے یا پھر مقتول کے ورثاء زنا کا اقرار کر لیں تو اس صورت میں اس کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔ ہاں اگر ایسا خاوند چار گواہ نہ پیش کر سکے یا مقتول کے ورثاء بھی اس کا اقرار نہ کر لیں اور اس کو پھانسی دیدی گئی اگر چہ وہ واقعہ کے اعتبار سے سچا تھا تو اللہ پاک کے نزدیک گناہ گار نہیں ہوگا۔

لعان کے متعلق آیات کس واقعہ پر نازل ہوئیں: ابن ملک فرماتے ہیں کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر نازل ہوئیں اور اسلام میں پہلا لعان انہی کی طرف سے ہوا تھا۔ عند البعض دوسرے صحابی حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں اور اسلام میں سب سے پہلے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے لعان کیا تھا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں ہی کے بارے میں لعان والی آیات نازل ہوئی ہوں جس کی صورت یہ ہوئی ہو کہ ان میں سے ایک نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لعان کے بارے میں سوال کیا ہوگا پھر بعد میں دوسرے کا قصہ رونما ہوا ہوگا۔ حدیث کے آخر میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاق دینے کا سبب بیان کیا۔ کہ اگر پھر بھی میں اس کو نکاح میں رکھوں تو گویا کہ میں اس معاملہ میں جھوٹا ہوں اور یہ عورت بدکاری سے پاک صاف ہے۔

أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ: مطلب یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوگا تو دیکھا جائیگا (کس سے زیادہ مشابہ ہے عویمر عجلانی کے زیادہ مشابہ ہے یا (شریک بن سحماء) کے زیادہ مشابہ ہے جس پر عویمر عجلانی نے زنا کا الزام لگایا ہے اگر عویمر سے زیادہ مشابہ ہے تو میرے خیال میں عویمر کا الزام درست نہیں ہے اور اگر (شریک بن سحماء) کے مشابہ ہوا جس پر زنا کا الزام لگایا تو میرے خیال میں عویمر کا الزام درست ہے اور اس کی بیوی کا ذبہ ہے) کہ اس کی آنکھیں سیاہ، کولہے اور پنڈلیاں موٹی ہوں تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے نیز بچے کا کسی سے مشابہہ ہونا شرعی حجت تو نہیں مگر اطمینان کا ذریعہ ضرور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم شرعی مشابہت پر موقوف نہیں رکھا بلکہ لعان پر سارا مدار رکھا بہر حال جب بچہ کی شکل و شباہت دیکھی گئی تو بچے کی شباہت نے عویمر کی تصدیق کر دی کہ یہ جھوٹے نہیں۔

أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ: سیاہ۔ ادعج العینین: آنکھوں کے سیاہ حصہ کا زیادہ سیاہ ہونا۔ **سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ** موٹے کولہے والا ہونا۔ **خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ:** لام کی تشدید اور فتحہ کے ساتھ، موٹی پنڈلی والا ہونا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو ماں کے حوالہ کر دیا کیونکہ لعان کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب ماں کے لئے ثابت ہوگا وہی اس کی وارث ہوگی۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں جب میرے متعلق لوگوں میں تذکرہ ہونے لگا جس کی مجھے بالکل خبر نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور تشہد کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا لوگو! مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی پر تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم!

أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَأَبَنُوا بِمَنْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ أَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ ابْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذٰلِكَ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمِّ أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمِّ أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمِّ أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيثَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللهِ لَقَدْ رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَكَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَخْرُجْ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ

میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اور اس میں بھی کوئی برائی نہیں دیکھی جس کے ساتھ ان لوگوں نے اس کو متہم کیا وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں داخل نہیں ہوا۔ پھر وہ ہر سفر میں میرے ساتھ شریک رہا ہے۔ اس پر سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اتار دوں۔ قبیلہ خزرج کا ایک شخص کھڑا ہوا (حسان بن ثابت کی والدہ ان کی برادری سے تعلق رکھتی تھیں) اور (سعد سے) کہنے لگا تم جھوٹ بولتے ہو کیوں کہ اللہ کی قسم! اگر ان لوگوں کا تعلق قبیلہ اوس سے ہوتا تو تم کبھی یہ بات نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسجد ہی میں اوس وخزرج کے درمیان لڑائی کا خدشہ ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اس کا علم بھی نہ تھا۔ اس روز شام کے وقت ام مسطح کے ساتھ کسی کام کے لئے نکلی (چلتے ہوئے) ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو کہنے لگی کہ مسطح ہلاک ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے کہا کیا بات آپ نے اپنے بیٹے کو کیوں کوس رہی ہیں وہ خاموش ہوگئیں۔ تھوڑی دیر بعد کچھ ٹھوکر لگی اور مسطح کی ہلاکت کی بددعا کی۔ میں نے دوبارہ ان سے پوچھا لیکن اس مرتبہ بھی وہ خاموش رہیں۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے بددعا کرتی ہیں۔ ام مسطح کہنے لگیں اللہ کی قسم! میں اسے تمہاری وجہ سے ہی کوس رہی ہوں۔ (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔) میں نے پوچھا میرے متعلق کس وجہ سے؟ اس پر انہوں نے ساری حقیقت کھول کر بیان کر دی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی یہی بات ہے؟ وہ کہنے لگیں ہاں اللہ کی قسم! میں واپس لوٹ گئی اور جس کام کیلئے نکلی تھی اس کی ذرا سی بھی حاجت باقی نہ رہی اور پھر مجھے بخار ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے۔ آپ ﷺ نے میرے ساتھ ایک غلام کو بھیج دیا۔ میں گھر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ ام رومانؓ (حضرت عائشہؓ کی والدہ) نیچے ہیں اور ابوبکرؓ اوپر قرآن کریم پڑھ رہے ہیں (والدہ) نے پوچھا بیٹی کیسے آئی ہو؟

يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتْ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ فَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا فَإِذَا هِيَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قَالَتْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ نَعَمْ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ يَا بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي وَسَأَلَ عَنِّيخَادِمَتِي فَقَالَتْ لَا وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَتَهَا أَوْ عَجِينَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَصْدِقِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ فَبَلَغَ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا عِنْدِي حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ

میں نے ان کے سامنے پورا قصہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ اس کا لوگوں میں چرچا ہو چکا ہے۔ انہیں بھی اس سے اتنی تکلیف ہوئی جتنی مجھے ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے کہنے لگیں۔ بیٹی گھبرانا نہیں اسلئے کہ اللہ کی قسم کوئی خوبصورت عورت ایسی جس سے اس کی سوکنوں کے ہوتے ہوئے اس کا شوہر محبت کرتا ہو اور وہ (سوکنیں) اس سے حسد نہ کریں اور اس کے متعلق باتیں نہ بنائی جائیں یعنی انہیں وہ اذیت نہیں پہنچی جو مجھے ہوئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا میرے والد بھی یہ بات جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ ہاں آپ ﷺ بھی یہ بات جانتے ہیں۔ اس پر میں اور زیادہ غمگین ہوئی اور رونے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے میرے رونے کی آواز سنی تو نیچے تشریف لائے اور میری والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اسے اپنے متعلق پھیلنے والی بات کا علم ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بیٹی میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ۔ میں واپس گئی تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے ان میں کسی عیب کا علم نہیں اتنا ضرور ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہؓ) سو جایا کرتی تھیں اور بکری اندر داخل ہو کر آٹا کھا جایا کرتی تھی۔ (راوی کو شک ہے کہ خمیر تھا کہا یا عجینتھا تھا) اس پر بعض صحابہ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولو۔ یہاں تک کہ بعض نے اسے (یعنی خادمہ کو) برا بھلا کہا۔ وہ کہنے لگی سُبحان اللہ۔ اللہ کی قسم! میں ان کے (یعنی حضرت عائشہؓ کے) متعلق اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار خالص اور سرخ سونے کو پہچانتا ہے۔ پھر اس شخص کو بھی یہ بات پتہ چل گئی۔ جس کے بارے میں واقعہ کہا گیا تھا۔ وہ بھی کہنے لگے سُبحان اللہ اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی عورت کا ستر نہیں کھولا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر وہ شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ اس کے بعد صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ وہ

صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَ أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي فَتَشَهَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوبِي إِلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتُّ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ أَجِيبِيهِ قَالَتْ أَقُولُ مَاذَا قَالَتْ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللهُ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ لِي لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَأُشْرِبَتْ قُلُوبُكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ إِنَّهَا قَدْ بَاءَتْ بِهَا عَلَى نَفْسِهَا وَاللهِ إِنِّي مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا قَالَتْ وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ قَالَتْ وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ الْبُشْرَى يَا عَائِشَةُ قَدْ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ فَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي

ابھی میرے پاس ہی تھے کہ عصر کی نماز پڑھ کر نبی اکرم ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ میرے والدین میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے تشہد پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا اے عائشہ اگر برائی کے قریب گئی ہو یا تم نے اپنے اوپر ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت آئی اور دروازے میں بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس عورت کی موجودگی میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حیاء نہیں فرماتے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے وعظ ونصیحت کی تو میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ میں کیا کہوں پھر وہ اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور والدہ سے کہا کہ آپ جواب دیں کہنے لگیں میں کیا جواب دوں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے بھی یہی کہا۔ جب دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے تشہد پڑھ کر حمد وثناء بیان کرنے کے بعد کہا اللہ کی قسم! اگر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر ان حضرات سے یہ کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور میں سچ بول رہی ہوں تب بھی یہ بات مجھے فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اسلئے کہ بات تم لوگوں کے سامنے کہی جا چکی ہے اور تمہارے دلوں میں سرایت کر گئی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ ہاں میں نے یہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں نے نہیں کیا تم لوگ کہو گے کہ اس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے اور اپنے متعلق کوئی مثال نہیں جانتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میں نے یعقوبؑ کا نام لینا چاہا تو میرے ذہن میں نہیں آیا۔ اتنا ہی آیا کہ وہ ابو یوسفؑ ہیں۔ (یعنی میرا قصہ بھی انہی کی طرح ہے جیسے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کھو نے کے بعد فرمایا فصبر جمیل یعنی صبر ہی بہتر ہے اور جس طرح تم بیان کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ مددگار رہے گا) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر اسی وقت نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور ہم لوگ خاموش ہو گئے۔

أَبَوَايَ قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَائَتِي لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ أَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ وَكَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْآيَةَ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَمَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَطْوَلَ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَأَتَمَّ

جب وحی کے آثار ختم ہوئے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھے۔ آپ ﷺ اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھتے ہوئے فرمانے لگے۔ عائشہؓ تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی اور برأت نازل فرمادی ہے۔ ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں بہت غصہ میں تھی کہ میرے والدین نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور کھڑی ہو جاؤ (یعنی نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا کرو) عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم! نہ میں آپ ﷺ کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ آپ (ابوبکرؓ اور ام رومانؓ) دونوں کا بلکہ اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کرونگی اور اس کی ہی تعریف کروں گی جس نے میری برأت نازل کی۔ آپ لوگوں نے تو میرے متعلق یہ بات سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ اسے روکنے کی کوشش کی۔ عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کی وجہ سے بچالیا اور اس نے اس موقع پر اچھی بات کہی لیکن ان کی بہن حمنہ برباد ہونے والوں کے ساتھ ہوگئیں۔ اس تہمت کو پھیلانے والوں میں مسطح، حسان بن ثابت اور عبداللہ بن ابی شامل تھے۔ عبداللہ بن ابی (منافق) ہی شوشے چھوڑتا اور خبریں جمع کرتا اور اس میں اسی کا زیادہ ہاتھ تھا۔ حمنہ بھی اسکے ساتھ شریک تھیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کو کبھی فائدہ نہ پہنچائیں گے تو یہ آیات نازل ہوئیں (اہل فضل اور رزق میں کشادگی رکھنے والے قسم نہ کھائیں (مراد ابوبکرؓ ہیں) کہ رشتہ داروں، مساکین اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے) اس سے مراد مسطح ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردے اور وہ بہت معاف کرنے والا اور مہربان ہے) اس پر ابوبکرؓ نے فرمایا کیوں نہیں اے اللہ! اللہ کی قسم ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور پھر مسطح کو پہلے کی طرح دینے لگے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یونس بن یزید، معمر اور کئی راوی یہ حدیث زہری سے وہ عروہ

بن زبیر سے وہ سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص لیثی اور عبداللہ
بن عبداللہ سے اور یہ سب حضرات عائشہؓ سے ہشام بن عروہ کی
حدیث سے زیادہ مکمل اور لمبی حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح: لغات: **عَثَرَ**: پھسلنا۔ **مِسْطَحٌ**: تباہ و برباد ہونا۔ **أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ**: تم اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو۔ **وُعِكْتُ**: بخار ہونا ام رومان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام زینب تھا۔ **ضَرَائِرُ** سوکنیں ضرۃٌ کی جمع ہے۔ **اسْتَعْبَرَتْ**: آنکھوں سے آنسو جاری ہونا۔ **فَاضَتْ عَيْنَاهُ**: آنسو کا بہہ پڑنا۔ **عَجِينَ**: گوندا ہوا آٹا۔ **انْتَهَرَهَا**: جھاڑ پلانا، ڈانٹنا۔ **صَائِغٌ**: زرگر، سنار۔ **مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ**: کبھی کسی عورت کا کپڑا استر نہیں کھولا یعنی حرام کا زنا نہیں کیا۔ **اكْتَنَفَ**: مجھے گھیر رکھا تھا۔ **بَاءَتْ بِهَا**: بات کا ظاہر ہو جانا۔

فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: سوال ؛ اس حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے جن کا قبیلہ اوس سے تعلق تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں ان لوگوں کی گردنیں اڑا دوں ادھر سعد بن عبادہ جن کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا انہوں نے کہا کہ تم اس معاملے میں جھوٹ بولتے ہو۔ (دراصل تم پرانی دشمنی کا بدلہ لینے لگے ہو) اگر ان کا تعلق اوس سے ہوتا تو تم گردنیں نہ اڑاتے بہرحال دونوں میں تلخ کلامی ہوئی بہرحال سوال یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کا غزوہ بنی قریظہ میں انتقال ہو چکا تھا اور یہ غزوہ سن ۴ ہجری میں پیش آیا جبکہ افک کے واقعہ کا تعلق غزوہ مریسیع سے ہے جو سن ۶ ہجری میں ہوا اس طرح حضرت سعد بن معاذؓ کا نام اس غزوہ میں کیسے آ گیا۔

جواب اول: بعض حضرات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ غزوہ مریسیع، غزوہ خندق سے پہلے پیش آیا ہے اس اعتبار سے حضرت سعد بن معاذؓ کی موجودگی پر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ یہاں روایت میں حضرت سعد بن معاذؓ کا نام راوی کا وہم ہے کہ راوی سے غلطی واقع ہوگئی۔

جواب ثالث: غزوہ مریسیع، غزوہ خندق کے بعد اور سعد بن معاذؓ کی وفات سے پہلے پیش آیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہی تھے کہ غزوہ مریسیع اور اس میں واقعہ افک پیش آیا اور اس واقعہ کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا لہٰذا حدیث افک میں حضرت سعد بن معاذ کا نام آنے پر کوئی اشکال نہیں ہوگا۔

وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ: اشکال: یہاں پر حضرت صفوان بن معطل کہہ رہے ہیں کہ میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا جبکہ ابوداود، طحاوی وغیرہ میں روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت صفوانؓ کی بیوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں نماز پڑھتی ہوں تو مارتے ہیں، روزے رکھتی ہوں تو تڑوا دیتے ہیں اور خود فجر کی نماز طلوع آفتاب کے بعد پڑھتے ہیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ان کی بیوی بھی تھی تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ''ما كشفت من كنف انثى'' کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب اول: حضرت صفوان کی مراد یہ ہے کہ ''ما كشفت من كنف انثى قط على وجه الحرام'' کہ میں نے حرام طریقے سے کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے کہا ہے کہ بخاری کی روایت ماکشفت من کنف انثی قط والا واقعہ شادی سے پہلے کا ہے اس وقت تک حضرت صفوان کی شادی نہیں ہوئی تھی اور ابوداود میں روایت والا واقعہ اس وقت کا ہے جب شادی ہوچکی تھی لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔

فَقُلْتُ لَا وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھا کر کہا کہ نہ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور نہ اپنے والدین کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ ہی ان کی طرف کھڑی ہوں گی میری نظر اللہ کے ماسوا سے ہٹ گئی اور صرف اللہ ہی پر نظر باقی رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری برأت نازل کر کے میرے سر سے غم کی قیامت کو دور کردیا۔

لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب کچھ ناز میں کہا۔ ناز میں ہوتا یہ ہے کہ دل میں جو کیفیت راسخ اور جاگزیں ہوتی ہے ظاہر میں اس کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عظمت بے انتہا موجود تھی لیکن ان پر اس وقت ناز کی کیفیت طاری ہوئی انہوں نے اسی کے پیش نظر اظہار کیا جو بظاہر ناز ہے لیکن دل میں نیاز ہے ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم تھی کہ سب کچھ اعزاز تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہی ملا ہے۔

وَكَانَ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَخْرُجْ: **سوال:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قضاء حاجت نہیں کی الزام کی بات سن کر واپس گھر لوٹ آئیں پریشانی کی وجہ سے تقاضا ہی ختم ہوگیا تھا جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب ہم حاجت سے فارغ ہوگئے تو ام مسطح ہونے ہمیں وہ بات بتائی یہ بظاہر احادیث میں تعارض ہے۔

جواب: اصل تو یہی ہے کہ یہ بات قضاء حاجت کے لئے جاتے ہوئے راستے میں پتہ چلی اور پھر وہیں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس ہوگئیں اور صحیح مسلم کی روایت میں کسی راوی کا واقعہ کے بیان میں وہم ہوگیا ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ

بندار، ابن ابی عدی، محمد بن اسحاق سے وہ عبداللہ بن ابی بکر سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ جب میری برأت نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اس کا تذکرہ کرنے کے بعد آیات تلاوت کیں پھر نیچے تشریف لائے اور دو مردوں اور ایک عورت پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن اسحاق کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: دو بندوں پر حد جاری کی گئی حضرت حسان اور حضرت مسطح پر جبکہ عبداللہ بن ابی بن سلول چونکہ چالاک تھا اس نے خود تو کوئی قدم نہیں اٹھایا البتہ دوسروں کے ذریعے کام کروائے اور حضرت حمنہ بھی حد سے بچ گئیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْفُرْقَانِ

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ أَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

کونسا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے ہی تمہیں پیدا کیا۔ میں نے عرض کیا پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اس حدیث کو بیان کیا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ سفیان سے وہ منصور سے اور اعمش سے وہ ابووائل سے وہ عمرو بن شرحبیل سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَبُو زَيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ أَوْ مِنْ طَعَامِكَ وَأَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ لِأَنَّهُ زَادَ فِي إِسْنَادِهِ رَجُلًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا نہ کھانے لگے یا تمہارے کھانے میں سے نہ کھانے لگے اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور کو معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا، قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔ الفرقان، آیت) سفیان کی منصور اور اعمش سے منقول حدیث شعبہ کی واصل سے مروی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ واصل کی سند میں ایک شخص زیادہ مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

محمد بن مثنی محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے وہ واصل سے وہ

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهٰكَذَا رَوَى شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَمْرَو بْنَ شُرَحْبِيلَ

ابو وائل سے اور وہ عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور اسی طرح شعبہ واصل سے اور وہ ابی وائل سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس سند میں عمرو بن شرحبیل کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ فرقان آیت ۶۸ میں تین گناہوں کا ذکر ترتیب وار کیا گیا ہے کہ اہل ایمان یہ تین گناہ نہیں کرتے۔ اول: وہ لوگ کسی معبود کو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے اور دوم بغیر حق کے کسی کو قتل نہیں کرتے۔ دوم زنا کرتے اور جو شخص یہ کام کرے وہ گناہوں کی سزا پائے گا یہ گناہ کبیرہ ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

سند پر کلام: امام ترمذیؒ نے یہ حدیث ثوریؒ اور شعبہؒ کی سندوں سے ذکر کی ہے۔ ثوریؒ کی سند میں ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل کا واسطہ بڑھا ہوا ہے شعبہ کی سند میں یہ واسطہ نہیں اور واسطہ بڑھنے سے سند سافل ہو جاتی ہے اس لئے امام ترمذیؒ نے اس کو اصح کہا ہے۔ سفیان ثوریؒ کی پہلی سند جو واصل احدب سے ہے اس میں بخاریؒ کی روایت میں عمرو کا واسطہ نہیں ہے اس لئے صرف اس کو حسن کہا ہے بلکہ مصری نسخہ میں غریب ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةُ الشُّعَرَاءُ

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهٰكَذَا رَوَى وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيِّ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آیت (اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرا۔) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ بنت عبدالمطلب اے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے بنو عبدالمطلب! میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں میرے مال میں سے جو تم چاہو طلب کر سکتے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وکیع اور کئی راوی بھی یہ حدیث ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں، اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر نہیں اور اس باب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن

فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ
حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ''وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ''۔ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا۔ نیز خصوصی اور عمومی طور پر سب کو نصیحت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، میں تم لوگوں کے لئے اللہ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، میں تم لوگوں کے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قصی بنو عبدالمطلب اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکارا اور فرمایا کہ اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، میں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ (اے فاطمہ!) بے شک تمہاری قرابت کا مجھ پر حق ہے اور میں اس حق کو دنیا ہی میں پورا کروں گا۔ باقی رہی آخرت تو اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ یہ حدیث شعیب سے وہ عبدالملک سے وہ موسیٰ بن طلحہ سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَشْعَرِيُّ قَالَ لَمَّا نَزَلَ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فَرَفَعَ مِنْ صَوْتِهِ فَقَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا صَبَاحَاهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى

عبداللہ بن ابی زیاد، ابوزید، عوف، قسامۃ بن زہیر، حضرت اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور آواز کو بلند کر کے فرمایا اے عبد مناف کی اولاد ڈرو (اللہ کے عذاب سے)۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهُوَ أَصَحُّ بْنَ إِسْمَعِيلَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى

بعض راوی اس حدیث کو عوف سے وہ قسامہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اس میں ابوموسیٰ کا ذکر نہیں۔

تشریح: سورۃ شعراء آیت ۲۱۴ میں ہے ''وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ'' اس آیت کے شان نزول میں درج بالا احادیث بیان فرمائی ہیں۔ حدیث اول ماقبل میں ابواب الزہد ''باب ما جاء فی انذار النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قومه'' کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

روایات میں تعارض: اس باب کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں سے یہ فرمایا ''فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا'' گویا اس حدیث میں اہل ایمان کے لئے شفاعت کی نفی کا ذکر ہے۔ حالانکہ دوسری صحیح احادیث میں اہل ایمان کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ذکر موجود ہے تو بظاہر ان دونوں احادیث میں تعارض ہے۔

جواب اول: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد صرف ڈرانے کے لئے تھا شفاعت کی نفی مقصود نہیں تھی۔

جواب ثانی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا دراصل اپنے قریبی رشتہ داروں کو اعمال پر ابھارنا ہے کہ تم لوگ میری رشتہ داری پر بھروسہ کر کے اعمال چھوڑ نہ دو کل قیامت کے دن سب کو اپنے اعمال ہی کام آئیں گے کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں۔

جواب ثالث: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کروں گا۔

جواب رابع: علامہ طیبیؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ احادیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی ہوں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم نہ ہو کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری امت کی اور مخصوص لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

سَلُونِي مِنْ مَالِي مَاشِئْتُمْ: سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ کے دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی مال نہیں تھا تو پھر اس جملہ کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب اول: یہاں معروف مال و دولت مراد نہیں بلکہ وہ امور مراد ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصرف کا حق تھا۔

جواب ثانی: مطلب یہ ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کا تم مجھ سے سوال کر سکتے ہو۔

وَمِنْ سُورَةِ النَّمْلِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوسَى فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ الْخُوَانِ لَيَجْتَمِعُونَ

عبد بن حمید، روح بن عبادۃ، حماد بن سلمۃ، علی بن زید، اوس بن خالد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دابۃ الارض نکلے گا تو اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ جس سے مومن کے چہرے پر لکیر کھینچے گا جس سے اس کا چہرہ چمکنے لگے گا اور کافر کی ناک پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی

فَيَقُولُ هٰذَا يَا مُؤْمِنُ وَيَقُولُ هٰذَا يَا كَافِرُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فِي دَابَّةِ الْأَرْضِ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ

مہر لگا دے گا، یہاں تک کہ لوگ ایک دستر خوان پر جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کو کافر اور مومن کہہ کر پکاریں گے۔ (یعنی دونوں کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے علاوہ اور سند سے بھی دابۃ الارض کے بیان میں نقل کرتے ہیں اور اس باب میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

تشریح: سورۃ نمل آیت ۸۲ میں ہے ”واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابةً من الارض تكلمهم أن الناس كانوا بایاتینا لا یوقنون“ اس آیت میں دابۃ کا ذکر ہے۔ ابن جریج کی روایت میں ہے کہ ابوالزبیر نے دابۃ الارض کے حالات اس طرح بیان کیے ہیں کہ اس کا سر بیل کے سر جیسا ہوگا اس کی آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی اس کے کان ہاتھی کے کان جیسے ہوں گے اس کے سینگ بارہ سنگھے کی طرح ہوں گے اس کا سینہ شیر کے سینہ کی طرح ہوگا اس کا رنگ چیتے کے رنگ کا ہوگا اس کی کوکھیں بلی کی طرح کوکھیں ہوں گی۔ اس کی دم مینڈھے کی دم کی طرح ہوگی اس کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح ہوں گی ہر دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی ہر مؤمن کے سجدہ مقام پر لاٹھی کی نوک سے نشان بنا دے گا جس سے اس کا چہرہ جگمگائے گا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے ہر کافر کے چہرے کو نشان زدہ کر دے گا جس سے اس کا چہرہ کالا ہو جائے گا۔ بازاروں میں لوگ خرید و فروخت کرتے وقت کافر اور مؤمن کی شناخت کر لیں گے اور کہیں گے اے کافر! یہ چیز کتنے کی ہے؟ اے مؤمن یہ چیز کتنے کی ہے؟ اور پھر دابۃ لوگوں سے کہے گا اے فلاں! تو جنتی ہے، اے فلاں! تو دوزخی ہے یہی معنی ہے آیت ”واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض“ کے۔ اس طرح حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دابۃ کا تذکرہ آیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کہاں سے برآمد ہوگا؟ فرمایا سب سے بڑھ کر حرمت والی مسجد سے اس وقت عیسیٰ علیہ السلام طواف کر رہے ہوں گے۔ کہ اسی اثناء میں مشرقی جانب کوہ صفا پھٹے گا اس سے دابۃ برآمد ہوگا۔ سب سے پہلے اس کا سر نکلے گا اس پر اون اور پر ہوں گے کوئی پکڑنے والا اس تک نہیں پہنچ سکے گا اور نہ بھاگنے والا اس سے چھوٹ سکے گا وہ لوگوں پر مؤمن اور کافر کا نشان بنا دے گا۔ مؤمن کا چہرہ چمکدار ستارہ کی طرح روشن ہو جائے گا اور کافروں کا جو نشان ہوگا وہ سیاہ ہوگا۔

حدیث پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے وجہ ضعف یہ ہیں۔ اوس بن خالد حجازی مجہول راوی ہے اور علی بن زید بن جدعان مشہور ضعیف راوی ہے اور رہے حماد بن سلمہ ان کا آخیر عمر میں حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقَصَصِ

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ أَنَّ مَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ

فرمایا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہہ دیجئے تا کہ میں قیامت کے دن آپ کے متعلق ایمان کی گواہی دے سکوں۔ وہ کہنے لگے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ قریش کہیں گے کہ (ابوطالب) نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے کلمہ پڑھ لیا تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یزید بن کیسان کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سعید بن مسیب کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابوطالب کے انتقال کا وقت آ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ وہاں موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے چچا لا الہ الا اللہ ایک بار کہہ دیجئے تا کہ میں اللہ کے سامنے اس کلمہ کو آپ کے لئے حجت میں پیش کر سکوں۔ ابوجہل اور عبداللہ نے کہا کہ کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے روگرداں ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کلمہ پیش کرتے رہے اور بار بار دہراتے رہے۔ بالآخر ابوطالب نے جو آخری لفظ زبان سے نکالا تھا وہ یہ تھا انا علی ملۃ عبدالمطلب اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک مجھے ممانعت نہیں ہوگی میں آپ کے لئے دعاء مغفرت کرتا رہوں گا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی "ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین"۔

بعض حضرات نے کہا کہ "انك لاتھدی من احببت" والی آیت ابوجہل اور ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ قول ابوسعید کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ فَذَكَرَ قِصَّةً وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللهُ بِالْبِرِّ وَاللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَمُوتَ أَوْ تَكْفُرَ قَالَ فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیتیں نازل ہوئیں پھر قصہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم نہیں کیا۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک مر نہ جاؤں یا پھر تم دوبارہ کفر نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ جب انہیں کچھ کھلانا ہوتا تو منہ کھول کر کھلایا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا

يُطْعِمُوهَا بِشَجَرُوا فَاهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات ہر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ العنکبوت آیت ۸ میں ہے ”وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا“ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت کی۔ وصیت کا معنی ہے کسی سے نصیحت آمیز بات کرنا۔ وَصَّيْنَا ہم نے حکم دیا حُسْنًا سے مراد ایسا کام جس میں بھلائی ہو۔ اس آیت کے شان نزول میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا واقعہ حدیث میں نقل کیا ہے۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت سعد کی ماں نے ایک دن رات یا تین دن رات بغیر کھائے پیئے گزار دیئے کہ سعد اپنا مذہب چھوڑ دے۔ تو سعد ماں کے پاس گئے اور کہا اماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک جان نکل جائے تب بھی میں اپنا مذہب نہیں چھوڑوں گا۔ تیرا دل چاہے کھانہ چاہے نہ کھا جب ماں ناامید ہوگئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ قَالَ كَانُوا يَخْذِفُونَ أَهْلَ الْأَرْضِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكٍ

محمود بن غیلان، ابو اسامۃ و عبداللہ بن بکر سہمی، حاتم بن ابی صغیرۃ، سماک، ابو صالح، حضرت ام ہانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ العنکبوت:29) (اور تم کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام۔) کی تفسیر میں نقل کرتی ہیں کہ وہ لوگ زمین والوں پر کنکریاں پھینکتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن ہے ہم اس حدیث کو صرف حاتم بن ابی صغیرہ کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ سماک سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ عنکبوت آیت ۲۹ ”وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ“ اور اپنی مجلسوں میں بری حرکتیں کرتے ہو، نادی المجلس کہتے ہیں۔ جس میں اہل مجلس موجود ہوں۔ امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ قوم لوط والے اپنی مجلسوں میں بیٹھتے تو ہر شخص کے پاس ایک پیالے میں کچھ کنکریاں ہوتی تھیں کوئی مسافر ادھر سے گزرتا تو وہ آپس میں کہتے تھے اپنے شکار کو لے لو چنانچہ ہر شخص مسافر کو نشانہ بنا کر کنکریاں مارتا تھا جس کی کنکری مسافر کو لگ جاتی وہی اس مسافر کا مستحق قرار پاتا۔ پہلے تو اس کا سارا سامان چھین لیتا پھر اس کے بعد اس کے ساتھ بدفعلی کرتا اور تین درہم دے کر اسے چلتا کر دیتا۔

قاسم بن محمد نے کہا کہ وہ مجلسوں میں بیٹھ کر آواز کے ساتھ ساتھ ریح خارج کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دوسرے پر تھوکتے تھے علک چباتے، مہندی سے انگلیاں رنگتے، سیٹیاں بجاتے، کنکریاں مارتے اور بدفعلیاں کرتے۔

وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَنَزَلَتْ الم غُلِبَتِ الرُّومُ إِلَى قَوْلِهِ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ هٰكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتِ الرُّومُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر رومی اہل فارس پر غلب ہو گئے تو مومنوں کو یہ چیز اچھی لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (الم مغلوب ہو گئے رومی، ملتے ہوئے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہونگے چند برسوں میں اللہ کے ہاتھ میں ہیں سب کام پہلے اور پچھلے اور اس دن خوش ہونگے مسلمان اللہ کی مدد سے، مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے۔) چنانچہ کو مومن اہل روم کے فارس پر غالب ہوجانے پر خوش ہو گئے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ نصر بن علی غلبت الروم ہی پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ قَالَ غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّومِ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ الْأَوْثَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ فَذَكَرُوهُ لِأَبِي بَكْرٍ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ سَيَغْلِبُونَ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ أَجَلًا فَإِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَجَعَلَ أَجَلَ خَمْسِ سِنِينَ فَلَمْ يَظْهَرُوا فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا جَعَلْتَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''الم غُلِبَتْ الرُّومُ۔ الْآيَة'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دونوں طرح پڑھا گیا غُلِبَتْ اور غَلَبَتْ مشرکین اہل فارس کی رومیوں پر برتری سے خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ دونوں بت پرست تھے جبکہ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی غالب ہو جائیں کیونکہ اہل کتاب تھے۔ لوگوں نے اس کا تذکرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب رومی غالب ہو جائیں گے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرلو اور اگر اس مدت میں ہم غالب ہو گئے تو تم ہمیں اتنا اتنا دو گے اور اگر تم لوگ (اہل روم) پر غالب ہو گئے تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے۔ چنانچہ پانچ برس کی مدت متعین کر دی گئی۔ لیکن اس مدت میں روم غالب نہ ہوئے۔ جب اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

إِلَى دُونَ قَالَ أُرَاهُ الْعَشْرَ قَالَ قَالَ سَعِيدٌ وَالْبِضْعُ مَا دُونَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدُ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى الم غُلِبَتِ الرُّومُ إِلَى قَوْلِهِ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ

وآلہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم نے زیادہ مدت کیوں مقرر نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس کے قریب کہا۔ سعید کہتے ہیں کہ بضع دس سے کم کو کہتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد روم، اہل فارس پر غالب آگئے "الم غُلِبَتِ الرُّومُ۔ الْآيَةَ" سے یہی مراد ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ اہل روم غزوہ بدر کے دن غالب ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

أَخْبَرَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي مُنَاحَبَةِ الم غُلِبَتِ الرُّومُ أَلَا احْتَطْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ الْبِضْعَ مَا بَيْنَ ثَلَاثٍ إِلَى تِسْعٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ابوموسی محمد بن مثنی، محمد بن خالد بن عثمہ، عبداللہ بن عبدالرحمن جمحی، ابن شہاب زہری، عبیداللہ بن عبداللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے شرط لگانے میں "الم غُلِبَتِ الرُّومُ۔ الْآيَةَ" کی احتیاط کیوں نہیں کی۔ حالانکہ بضع تین سے نو تک کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زہری اس حدیث کو عبیداللہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ روم کی ابتدائی آیات میں ہے "الم غُلِبَتِ الرُّومُ فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون" ادنی الارض سے مراد سرزمین عرب کا وہ حصہ جو رومیوں کے علاقے کے قریب ہے یا رومیوں کی سرزمین جوارض عرب کے قریب ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ ادنی الارض سے اذرعات اور بصری جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی مراد ہے۔ مجاہدؒ کا قول ہے کہ ارض جزیرہ مراد ہے دوسرا قول کہ اردن اور فلسطین مراد ہے۔

فی بضع سنین: بضع کا اطلاق تین سے نو تک یا سات تک یا دس سے کم پر ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ دس تک تو بضعۃ کا اطلاق ہوتا ہے دس سے اوپر تک دہائیوں میں نہیں ہوتا۔

یہ رومیوں کا فارس والوں پر غالب آنے والا واقعہ امام بغویؒ نے کچھ اس انداز سے لکھا ہے۔ کہ حسب بیان عکرمہ رومیوں کی فارس والوں پر غالب آنے کی صورت یہ ہوئی کہ شہرزاد اور رومیوں پر غالب آیا اور ان کے شہروں کو روندتا اجاڑتا ہوا خلیج تک پہنچ گیا۔ ایک روز شہرزاد کا بھائی فرحان شہرزاد کے تخت پر بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ (مستی کی حالت میں) اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے تو ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ میں کسریٰ کے تخت پر بیٹھنے والا ہوں۔ یہ بات کسریٰ تک پہنچ گئی۔ کسریٰ نے شہرزاد کو لکھا کہ جس وقت میری یہ تحریر تم کو پہنچے فوراً فرحان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو۔ شہرزاد نے جواب میں لکھا: بادشاہ سلامت! فرحان کے بڑے کارنامے ہیں اور دشمنوں پر اس کی دھاک ہے، آپ کو ایسا شخص نہیں ملے گا۔ کسریٰ نے دوبارہ لکھا: فارس میں بہت سے لوگ ہیں جو اس سے بہتر ہیں، فوراً میرے پاس اس کا سر بھیج دو۔ شہرزاد نے اس کا بھی ایسا ہی جواب لکھ دیا جس سے کسریٰ غضب ناک ہوگیا اور اس کو پھر کچھ نہیں لکھا بلکہ فوج کے پاس ڈاک سے یہ حکم بھیج دیا کہ میں نے شہرزاد کو ہٹا کر اس کی جگہ تمہارا آفیسر فرحان کو بنا دیا، پھر ایک چھوٹا سا پرچہ ڈاک لے جانے والے کو الگ سے دے دیا۔ جس میں شہرزاد کو قتل کر دینے کا حکم لکھا ہوا تھا اور ڈاک والے سے کہا کہ جب فرحان حکومت کا چارج لے اور اس کا بھائی اس کی اطاعت کرلے تو اس وقت یہ پرچہ فرحان کو دے دینا۔ غرض شاہی حکم ملنے کے بعد شہرزاد نے بسر وچشم اس کو قبول کیا اور تخت سے اتر آیا اس کی جگہ فرحان بیٹھ گیا۔ اس وقت ڈاک والے نے یہ پرچہ فرحان کو دیا، فرحان نے فوراً شہرزاد کو بلوانے کا حکم دیا اور گردن مار دینے کے لئے پیشی میں طلب کیا۔ شہرزاد نے کہا: جلدی سے کام نہ لیجئے، مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں وصیت نامہ لکھ دوں۔ فرحان نے کہا: اچھا شہرزاد نے بستہ منگوایا اور اس میں سے تین تحریریں نکال کر دکھائیں اور فرحان سے کہا: میں نے آپ کے سلسلے میں کسریٰ سے یہ ساری مراسلت کی تھی اور آپ صرف ایک تحریر ملنے پر مجھے قتل کرانا چاہتے ہیں۔ فرحان نے فوراً اقتدار حکومت شہرزاد کو واپس کر دیا۔

اس کے بعد شہرزاد نے قیصر روم کو لکھا: مجھے آپ سے کام ہے لیکن وہ نہ پیام رساں کی معرفت زبانی کہلوایا جا سکتا ہے نہ تحریراً اس کو پہنچایا جا سکتا ہے، ملاقات ہی ضروری ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ پچاس رومیوں کو ساتھ لے کر مجھ سے ملئے، میرے ساتھ بھی اس وقت صرف پچاس ایرانی ہوں گے۔ قیصر نے بات مان لی اور پچاس رومیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوگیا لیکن اس کو اندیشہ ہوا تھا کہ شاید شہرزاد نے کوئی فریب کیا ہو اس لئے اپنے آگے آگے اس نے کچھ جاسوس بھیج دیئے تا کہ صحیح اطلاع بہم پہنچائیں۔ جاسوسوں نے آ کر کہا کہ شہرزاد کے ساتھ بھی صرف پچاس آدمی ہیں۔ قیصر روم شہرزاد کی جانب چل دیا پھر دونوں کے لئے ایک ریشمی خیمہ لگوایا گیا اور دونوں کی ملاقات اس طرح ہوئی کہ ہر ایک کے پاس خنجر تھا اور دونوں کے درمیان ترجمان تھا۔ شہرزاد نے کہا: آپ کے شہر جن لوگوں نے ویران کئے، وہ میں اور میرا بھائی ہیں۔ ہم نے اپنی ہی تدبیر اور بہادری سے آپ کا ملک اجاڑا، اس سے کسریٰ کو ہم پر حسد ہوگیا اور اس نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دینا چاہا، میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو کسریٰ نے میرے بھائی کو حکم دیا کہ وہ مجھے قتل کر دے۔ ہم دونوں ساتھ پیدا ہوئے ہیں (اس لئے ایک کے قتل ہو جانے سے دوسرا مر ہی جائے گا) اب ہم آپ کے ساتھ مل کر کسریٰ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ قیصر نے کہا: تم نے ٹھیک کیا پھر ایک دوسرے سے اشارۃً کہا کہ راز دو آدمیوں کے درمیان رہتا ہے، جب دو سے آگے بڑھتا ہے تو پھیل جاتا ہے۔ چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے خنجروں سے ترجمانوں کو قتل کر دیا، اس وقت سے رومیوں کا فارسیوں پر غلبہ ہوگیا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر رومیوں نے ایرانیوں کو قتل کر دیا۔ کسریٰ بھی مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی اطلاع صلح حدیبیہ کے روز پہنچی جس کو سن کر خود حضور اکرم ﷺ خوش ہوئے۔ اس قصہ کی طرف ''غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون'' میں اشارہ کیا گیا ہے۔

بعض قراءتوں میں ''غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون'' آیا ہے اس صورت میں آیت

کا مطلب یہ ہوگا کہ رومی ارض فارس پر غالب آگئے لیکن اس غلبہ کے بعد عنقریب مغلوب ہوں گے یعنی مسلمان ان پر غالب آجائیں گے چنانچہ غلبہ روم سے نویں سال مسلمانوں نے جنگ کر کے رومیوں کے کچھ شہر فتح کر لئے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ نِيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَفِي ذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسَ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيْسُوا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمَانٍ بِبَعْثٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هٰذِهِ الْآيَةَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَذٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكَ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِي بِضْعِ سِنِينَ أَفَلَا نُرَاهِنُكَ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ بَلَى وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ وَقَالُوا لِأَبِي بَكْرٍ كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلَاثُ سِنِينَ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ قَالَ فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ قَالَ فَمَضَتْ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا

حضرت نیاز بن مکرم اسلمی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) تو اہل فارس اہل روم پر غالب تھے، اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی اہل فارس پر غالب آجائیں، اس لیے کہ مسلمان اور اہل روم دونوں اہل کتاب تھے، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے، اور اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اور وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے) جبکہ قریش اہل فارس کا غلبہ چاہتے تھے، کیونکہ وہ اور قریش دونوں نہ اہل کتاب تھے اور نہ ہی قیامت پر ایمان رکھتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو حضرت ابوبکر ان آیات کو بلند آواز سے پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ کے اطراف میں گھومنے لگے (الم، رومی مغلوب ہو گئے ہیں، نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند سال میں ہی) کچھ مشرکین قریش، صدیق اکبرؓ سے کہنے لگے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے، تمہارے دوست (یعنی نبی کریم ﷺ) کا کہنا ہے کہ چند سال میں رومی، اہل فارس پر غالب آجائیں گے، کیا ہم آپ لوگوں سے اس بات پر شرط نہ لگائیں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں، اور یہ شرط کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، اس طرح ابوبکر اور مشرکین نے شرط لگالی اور سب کا اس شرط پر اتفاق ہو گیا، پھر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ کتنی مدت مقرر کرتے ہیں؟ لفظ ''بضع'' تو تین سے نو تک کے عدد کیلئے ہوتا ہے، لہٰذا آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک ایسی درمیانی مدت مقرر کر دیجئے جس پر آپ پہنچ جائیں، راوی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں چھ سال کی مدت مقرر کی، راوی کہتے ہیں کہ چھ سال گذر گئے قبل اس کے کہ اہل روم غالب آئیں، اس پر

فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ رَهْنَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ فَعَابَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِينَ قَالَ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ فِي بِضْعِ سِنِينَ قَالَ وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ

مشرکین نے ابوبکر کی شرط میں مقرر کردہ مال لے لیا، جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی، اہل فارس پر غالب آ گئے تو اس وقت مسلمانوں نے ابوبکر صدیق کی چھ سالہ مدت مقرر کرنے پر اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ''بضع سنین'' فرمایا، راوی کہتے ہیں کہ اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن ابی زناد کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سند پر کلام: اس روایت کے راوی نیار بن مکرم اسلمی صحابی ہیں یا تابعی ایک رائے یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ اس لئے یہ روایت مرسل ہے اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ شرط کی رقم مشرکوں نے وصول کی تھی یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یعنی بازی کون جیتا تھا اس روایت میں تو یہ ہے کہ بازی مشرکین نے جیتی تھی لیکن جنگ بدر کے بعد شرط کے سو اونٹ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصول کیے تھے اور ان کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ باقی وضاحت ترجمہ سے واضح ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَفِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَالْقَاسِمُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ قَالَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گانے والی باندیوں کی خرید وفروخت نہ کیا کرو۔ اور نہ انہیں گانا سکھایا کرو اور یہ بھی جان لو کہ ان کی تجارت میں بہتری نہیں پھر ان کی قیمت بھی حرام ہے اور یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی (اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تا کہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔) یہ حدیث غریب ہے اور اس حدیث کو قاسم، ابوامامہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ قاسم ثقہ اور علی بن یزید ضعیف ہیں۔

تشریح: اس آیت کا شان نزول نضر بن حارث بن کلدہ کے بارے میں ہوا کہ یہ تجارت کیا کرتے تھے۔ حیرہ کو جاتا اور وہاں سے عجمیوں کے افسانے خرید کر لاتا اور قریش سے بیان کرتا اور کہتا کہ محمد تم سے عاد وثمود کے قصے بیان کرتے ہیں اور میں رستم اسفند

یار کے قصے اور شاہان ایران کی حکایتیں بیان کرتا ہوں۔ لوگ اس کی باتیں مزے لے لے کر سنتے تھے اور قرآن سننا چھوڑ دیتے تھے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

مجاہدؒ کا قول ہے کہ لھوالحدیث سے مراد گانے والی عورتیں ہیں اس صورت میں لھو سے پہلے مضاف محذوف ہوگا یعنی کچھ لوگ لھو والیاں اور لھو والے خریدتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ کچھ لوگ قرآن چھوڑ کر گانے بجانے کے آلات اور گانے کو پسند کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ، حسن عکرمہ، اور سعید بن جبیر کے نزدیک لھوالحدیث سے گانا سننا مراد ہے اور گانے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ السَّجْدَةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ نَزَلَتْ فِي انْتِظَارِ الصَّلَاةِ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبداللہ بن ابی زیاد، عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی، سلیمان بن بلال، یحیی بن سعید، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ (جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے۔) اس نماز کے انتظار میں نازل ہوئی جسے عتمہ (یعنی عشاء کی نماز) کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ سجدہ آیت ۱۶ میں ہے "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يدعون ربهم خوفًا و طمعًا" خوابگاہوں سے پہلو دور رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ بستروں سے جدا ہوجاتے ہیں۔ حضرت اسماء بن یزید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ ایک ہموار میدان میں لوگوں کو جمع کرے گا، پکارنے والے کی آواز سب کو ایک جیسی سنائی دے گی اور چونکہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور نشیب وفراز نہیں ہوگا اس لئے نظر سب کے پار جائے گی۔

منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو دکھ سکھ میں اللہ کی حمد کرتے تھے یہ آواز سن کر تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوجائیں گے اور بلا حساب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ پھر منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں یہ آواز سن کر کچھ اور تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوجائیں گے اور بلاحساب جنت میں چلے جائیں گے اس کے بعد باقی تمام مخلوق اٹھے گی اور ان سے حساب لیا جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" کو نماز تہجد پر محمول کیا ہے۔

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ: سے کون سے لوگ مراد ہیں؟

(۱) علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم مغرب کی نماز پڑھ کر گھروں کو نہیں لوٹتے تھے (بلکہ نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھ جائے)۔

(۲) ابن ابی حاتم اور محمد بن منکدر کا یہی قول ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ اوابین ہیں۔

(۳) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو راتوں کو اپنے بستر چھوڑ کر نماز تہجد پڑھتے ہیں۔

(۴) ترمذی شریف کی مذکورہ روایت میں ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغرب کے بعد گھر نہیں جاتے اور عشاء کی نماز کا انتظار کرتے ہیں۔
(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ اس آیت میں وہ لوگ بھی داخل ہیں کہ جن کی جب آنکھ کھلے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں لیٹے بیٹھے اور کروٹ پر یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَتَصْدِيقُ ذَٰلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ هَٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسا انعام (جنت) تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے ان نعمتوں کے متعلق سنا اور نہ کسی دل میں ان چیزوں کا خیال آیا۔ اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ أَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَى سَأَلَ رَبَّهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ أَيُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَدْنَى مَنْزِلَةً قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي بَعْدَمَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلْ فَيَقُولُ كَيْفَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَقَدْ نَزَلُوا مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ قَدْ رَضِيتُ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَٰذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَيَقُولُ قَدْ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَٰذَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهِ فَيَقُولُ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَعَ هَٰذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ هَٰذَا

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے رب جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ والا کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا کہ کیسے داخل ہو جاؤں سب لوگوں نے اپنے لئے گھر اور اپنی لینے کی چیزیں لے لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں وہ کچھ عطا کر دیا جائے جو دنیا میں ایک بادشاہ کے پاس ہوا کرتا تھا؟ وہ کہے گا۔ ہاں میں راضی ہوں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل ہے۔ وہ کہے گا اے رب میں راضی ہو گیا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ سب کچھ اور اس سے دس گنا زیادہ ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ چیز بھی جو تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَالْمَرْفُوعُ أَصَحُّ

راوی یہ حدیث شعبی سے اور وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ سجدہ کی آیت ۱۷ میں ہے "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" پس نہیں جانتا کوئی شخص جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ مَا عَنَى بِذٰلِكَ قَالَ قَامَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُصَلِّي فَخَطَرَ خَطْرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ أَلَا تَرَى أَنَّ لَهُ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابوظبیان کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے (اللہ نے کس شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے۔ الاحزاب۔ آیت 4) انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی چیز بھول گئے چنانچہ منافقین جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہنے لگے تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ ان کے دو دل ہیں۔ ایک تمہارے ساتھ اور ایک کسی اور کے ساتھ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ) الآیہ عبد بن حمید بھی احمد بن یونس سے اور وہ زہیر سے اسی کی مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: سورۃ احزاب کی آیت ۴ میں ہے "مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ" اللہ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ امام بغویؒ نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص ابو معمر جمیل بن معمر فہدی نامی تھا اس کی سمجھ بھی تیز تھی اور حافظہ بھی اتنا قوی کہ جو کچھ سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش کہتے تھے کہ ابو معمر کا جو حافظہ اتنا قوی ہے اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کے دو دل ہیں وہ خود بھی کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ سمجھتے ہیں اس سے زیادہ سمجھ تو میرے ہر ایک دل میں ہے میں ایک دل سے بھی ان سے زیادہ جانتا اور بہتر جانتا ہوں اس کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔

بدر کے دن جب قریش کو شکست ہو گئی تو ابو معمر بھی بھاگ کھڑا ہوا ایک جوتی پاؤں میں تھی اور دوسری جوتی ہاتھ میں تھی اسی حالت میں ابوسفیان کا سامنا ہو گیا تو ابوسفیان نے پوچھا ابو معمر لوگوں کا کیا حال ہے؟ ابو معمر نے کہا کہ شکست کھا گئے ابوسفیان نے کہا کہ تیرا کیا

حال ہے کہ ایک جوتی پاؤں میں ہے اور دوسری جوتی ہاتھ میں ہے۔ ابو معمر نے کہا ارے میں تو دونوں جوتیاں پاؤں میں سمجھتا تھا اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس کے دو دل نہیں ہیں اگر دو دل ہوتے تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی جوتی کو نہ بھولتا۔

اس آیت کا شان نزول حدیث الباب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

زہری اور مقاتل نے بیان کیا کہ آیت میں کوئی دو دل والا آدمی مراد نہیں ہے نہ ظاہری ترجمہ مراد ہے بلکہ بطور مثال اللہ نے اس شخص کی حالت بیان کی ہے جو اپنی بیوی سے ظہار کرتا ہے اور اس شخص کی کیفیت بیان کی ہے جو دوسروں کی اولاد کو اپنا بیٹا بنالیتا ہے ایک دل سے وہ بیوی اور دوسرے دل سے اسی کو ماں کہہ دیتا ہے اس طرح کبھی کسی لڑکے کو اپنا بیٹا کہتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں کسی اور کا بیٹا ہے گویا یہ کہنا مقصود ہے کہ جس طرح ایک آدمی کے دو دل نہیں ہو سکتے اسی طرح ظہار کرنے والے کی بیوی اس کی ماں نہیں ہو جاتی اور منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ سُمِّيتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبُرَ عَلَيَّ فَقَالَ أَوَّلُ مَشْهَدٍ قَدْ شَهِدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْهُ أَمَا وَاللهِ لَئِنْ أَرَانِي اللهُ مَشْهَدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ قَالَ فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ مِنَ الْعَامِ الْقَابِلِ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو أَيْنَ قَالَ وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهَا دُونَ أُحُدٍ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ فَقَالَتْ عَمَّتِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا هَذَا حَدِيثٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا وہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور یہ بات ان پر بہت گراں گزری۔ وہ کہنے لگے کہ پہلی جنگ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے میں نہ جا سکا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ آئندہ مجھے کسی جنگ میں شریک کریں تو دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ کہنے سے ڈر گئے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے جو ایک سال بعد ہوا۔ وہاں راستے میں انہیں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو انہوں نے فرمایا اے عمرو (انس) کہاں جا رہے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا واہ واہ میں احد میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں پھر انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر چوٹ، نیزے اور تیروں کے اسی (۸۰) سے زیادہ نشان تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپی ربیع بنت نضر کہتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کی لاش صرف انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی اور پھر یہ آیت نازل ہوئی (ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان سے پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں

حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالًا لِلْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللهُ كَيْفَ أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ وَأَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِيَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا أَخِي مَا فَعَلْتَ أَنَا مَعَكَ فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَصْنَعَ مَا صَنَعَ فَوُجِدَ فِيهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُولُ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ نَزَلَتْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ قَالَ يَزِيدُ يَعْنِي هَذِهِ الْآيَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَاسْمُ عَمِّهِ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ أَلَا أُبَشِّرُكَ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَإِنَّمَا رُوِيَ هَذَا عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ

راہ دیکھ رہا ہے اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میرے چچا جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو کہنے لگے کہ پہلی جنگ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی میں اس میں شامل نہیں ہوا اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی جنگ میں شریک ہونے کا موقع دیں تو دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ جنگ احد ہوئی تو مسلمان شکست کھا گئے اور اس موقع پر انہوں نے کہا اے اللہ تجھ سے اس بلا سے پناہ مانگتا ہوں جسے یہ مشرک لائے ہیں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل پر معذرت چاہتا ہوں۔ پھر بڑھے (یعنی انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا بھائی آپ نے کیا کیا؟ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں لیکن (سعد کہتے ہیں کہ) میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم تھے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ) الاحزاب: 23) یزید کہتے ہیں کہ اس سے مراد پوری آیت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا کا نام انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گیا تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اس حدیث کو موسیٰ بن طلحہ بھی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۲۳ میں ہے ''من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ '' اللہ کے رسول سے انہوں نے معاہدہ کیا تھا کہ ہم معرکہ جنگ میں آپ کے ساتھ ثابت قدم ہوں گے اور آپ کی معیت میں کافروں سے لڑیں گے۔ ''فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد وطاعت پر صبر کیا یہاں تک شہید ہو گیا یا مر گیا۔ نحب کا معنی نذر بھی ہے اور موت بھی۔ قَضٰی نَحْبَهٗ یعنی اس نے اپنی میعاد زندگی پوری کر لی یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فوت ہو گیا۔ نحب اگر بمعنی موت لیا جائے تو یہ مطلب ہوگا اس نے اپنا عہد پورا کر دیا اور اس حالت میں اس کو موت آگئی جیسے حضرت حمزہؓ وغیرہ تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى وَعِيسَى ابْنَيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ

حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک اعرابی سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو کہ جو لوگ اپنا کام کر چکے ہیں وہ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے اور آپ سے ڈرتے تھے۔ جب اعرابی نے آپ سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، میرے بدن پر سبز کپڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوال کرنے والا کون ہے؟ اعرابی نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ (یعنی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان لوگوں میں سے ہے جو اپنا کام کر چکے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یونس بن بکیر کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں بھی ''مِمَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ'' کے متعلق ایک اور شان نزول نقل کیا گیا ہے جو حدیث کے ترجمہ سے واضح ہوتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا عائشہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔

فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ حَتَّى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا فَقُلْتُ فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَفَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی کا حکم نہیں دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں کس چیز کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر دوسری ازواج نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری بھی اس حدیث کو عروہ سے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: آیت ۲۸، ۲۹ میں ہے "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ امتعكن و اسرحكن سراحًا جميلًا" اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی سجاوٹ کی خواستگار ہو تو آؤ میں تم کو سامان دے دوں اور خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ ان آیات کے شان نزول میں امام بغویؒ نے بیان کیا ہے کہ امہات المومنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دنیاوی ساز و سامان مانگا اور مصارف میں کچھ وسعت کی طلب گار ہوئیں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اذیت ہوئی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب بیویوں سے کنارہ کش ہو گئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ تک کسی کے پاس نہیں جائیں گے اور کاشانہ نبوت سے برآمد بھی نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فکر ہوئی کہ نہ جانے کیا بات ہے کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو بتاؤں گا کہ اصل بات کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مسجد میں مسلمان کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی کیا میں اب جا کر ان سے کہہ دوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی فرمایا ہاں۔ اگر تم چاہو تو میں جا کر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور انتہائی اونچی آواز سے پکار کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی اور یہ آیت نازل ہوئی "واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه" اور اگر ان کے پاس خوف یا امن کی کوئی خبر آتی ہے تو اس کو پھیلاتے ہیں اور اگر اس خبر کو رسول کی جانب اور اپنے سمجھدار لوگوں کی جانب لوٹا دیتے تو اصل واقعہ کا استنباط

کرنے والوں کو علم ہو جاتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تھی امہات المومنین کے اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

حضرت عمر بن ابوسلمہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب ہیں فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور تمہیں پاک کرے۔) الاحزاب: 33) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ کو بلوایا اور ان سب پر ایک چادر ڈال دی۔ حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے پھر ان پر بھی چادر ڈال دی اور عرض کیا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گناہ کی نجاست دور کر دے اور ان کو بخوبی پاک کر دے۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں (یعنی چادر میں آنے کا ارادہ کیا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جگہ رہو تم خیر پر ہو۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ علماء اس حدیث کو عمر بن ابوسلمہ سے نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ ماہ تک یہ عادت رہی کہ جب فجر کی نماز کیلئے نکلتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے سے گزرتے ہوئے فرماتے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے گناہ کی گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت سے جانتے ہیں۔ اس باب میں ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۳۳ میں ہے "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" اے اہل بیت (نبی) اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا اور کامل طور پر تم کو پاک کرنا چاہتا ہے۔ رجس سے مراد ہے عملی شیطانی یعنی گناہ اور ہر وہ حرکت جس میں کوئی شرعی یا ایسی طبعی برائی ہو جو اللہ کو ناپسند ہو۔

اہل بیت کا مصداق کون ہیں؟ **اول:** حضرت ابن عباس، عکرمہ، عطاء اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اہل بیت سے صرف ازواج مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ ان تمام آیات میں ازواج سے ہی خطاب ہے اور قرآن پاک کے دوسرے مقامات پر بھی بیوی کو اہل بیت کہا گیا ہے اس لئے ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

ثانی: حضرت ابو سعید خدری، مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت سے صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ یکھیں یہاں عنکم، لیطھرکم کے صیغے ہیں اگر ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو پھر یوں کہا جاتا عنکن، لیطھرکن۔

ثالث: جمہور مفسرین کے نزدیک اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ازواج مطہرات قرآنی آیت کی وجہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت علیؓ اولاد حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد حدیث کی وجہ سے اہل بیت میں شامل ہیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی مذکورہ روایت ہے اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔

استدلال حدیث: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں ان چار کو لیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں بھی آجاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ" مطلب یہ ہے کہ تم تو پہلے ہی اہل بیت میں شامل ہو آیت قرآنی کی وجہ سے۔ یہ حضرات چونکہ آیت کا مصداق نہیں تھے اس لئے ان کو چادر میں لیا گیا ورنہ وہ اگر پہلے سے اہل بیت ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر میں ان کو کبھی شامل نہ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو "اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ" فرمایا اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تم اپنی جگہ پر خیر پر ہو اگرچہ تم اہل بیت میں سے نہیں ہو لیکن پہلا مطلب زیادہ ٹھیک ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ اہل بیت کے لفظ کا اطلاق صرف بیویوں پر ہوتا ہے اولاد اور دوسرے گھر والے ذیلی طور پر اس میں آجاتے ہیں اور بیویوں کے رہنے کے مکان، کمرے عام طور پر علیحدہ ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو خطاب کر کے ملائکہ نے کہا تھا "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت" یہاں پر اہل بیت کا اطلاق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ علیہا السلام پر ہوا اور دوسرے رشتہ دار اس میں شامل نہیں۔

حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا رسول اللہ کے اہل بیت وہ لوگ تھے جن پر صدقے کا مال لینا حرام کر دیا گیا تھا یعنی اولاد علی، اولاد جعفر، اولاد عقیل، اولاد عباس اور اولاد حارث بن عبد المطلب۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

اہل روافض کا قول اور ان کی تردید: اہل روافض کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ علی اور فاطمہ، حسن و حسین معصوم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی خلفاء تھے دوسرا کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا اور یہ کہتے ہیں کہ ارادہ سے مراد منفک نہیں ہوتا اور یہ

آیت اہل بیت کو طاہر بنانا چاہتی ہے اس لئے اہل بیت کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ گناہ گار پاک نہیں ہوتا اور عصمت امامت (خلافت) کی شرط ہے اور چونکہ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالا جماع معصوم نہیں تھے اس لئے خلافت کا استحقاق صرف اہل بیت کو تھا ان کا یہ استدلال چند وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) آیت کا نزول امہات المؤمنین کے لئے ہے اور چاروں بزرگ ہستیاں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اس حکم آیت میں داخل ہیں۔

(۲) مذکورہ آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ ارادہ تطہیر کا معنی عطاء عصمت نہیں دیکھو آیت وضو میں تمام امت کو خطاب کر کے فرمایا ہے "ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھرکم" اللہ تم پر کوئی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے تو کیا اس آیت کی رو سے پوری امت اسلامیہ کو معصوم قرار دیا جا سکتا ہے؟

سوال: اس جواب پر شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیت "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت" الآیۃ کا تقاضا گناہوں سے پاک کرنے کا ارادہ الٰہیہ ہے اور آیت وضو "ما یرید اللہ۔۔۔۔ و لکن یرید لیطھرکم" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تم کو نجاست اور غلاظت بدنیہ سے پاک و صاف کرنا چاہتا ہے یعنی اگر تم وضو کرو گے تو بدنی نجاست دور ہو جائے گی لہٰذا دونوں آیات میں تطہیر الگ الگ ہے لہٰذا اس آیت وضو سے تم تطہیر ثابت نہیں کر سکتے۔

جواب: آپ کا شبہ بے اصل ہے دونوں آیتوں میں اللہ کا ارادہ تطہیر مشروط ہے۔ آیت وضو میں تطہیر مشروط ہے وضو کے ساتھ اور آیت تطہیر میں تطہیر مشروط ہے تقویٰ کے ساتھ یعنی اگر وضو کرو گے تو نجاست بدنی سے پاک ہو جاؤ گے اسی طرح اہل بیت تم تقویٰ اختیار کرو گے تو گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے یہی وجہ ہے کہ جس طرح طہارت بدنی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پانی کے استعمال کا طریقہ بتا دیا اسی طرح گناہوں سے پاکی حاصل کرنے اور باطن کو پاک رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا طریقہ بتا دیا اور فرمایا فلا تخضعن پس جس طرح طہارت بدن پانی کے استعمال سے وابستہ ہے اسی طرح طہارت باطن تقویٰ پر موقوف ہے۔

(۳) امامت (خلافت) کے لئے عصمت شرط نہیں ہے معصوم کی موجودگی میں غیر معصوم خلیفہ ہو سکتا ہے دیکھئے حضرت شمویل اور حضرت داؤد کے موجود ہونے کے باوجود طالوت کو خلیفہ بنا دیا گیا آیت میں آیا ہے "اذ قال لھم نبیھم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا"۔

(۴) اہل بیت سے صرف مذکورہ بالا حضرات مراد لینا محاورہ اور تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ لفظ اہل بیت کا اطلاق فارسی میں اہل خانہ اور اردو میں "گھر والوں" پر کیا جاتا ہے اور گھر والے یقیناً ازواج مطہرات ہی ہو سکتے ہیں اس پر مندرجہ ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں۔

اول: اہل بیت سے مراد آپ ﷺ کی بیویاں ہیں "ھم نساء النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی بیتہ وھو روایۃ سعید بن جبیر عن ابن عباس وھو قول عکرمۃ و مقاتل" (تفسیر خازن ص ۲۱۳ جلد ۵)

ثانی: "اراد اھل البیت نساء النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اہل بیت سے مراد ازواج رسول مقبول ہیں (معالم التنزیل ۵ ص ۲۱۳)

ثالث: "فالمراد باھلہ نساء صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المطھرات للقرائن الدالۃ علی ذلک من الآیات

السابقۃ والا حقۃ ’’اہل بیت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستورات ہیں۔

رابع: ’’عن ابن عباس نزلت فی نساء النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال عکرمۃ انما نزلت فی ازواج النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ایضا) جیسا کہ شروع بحث میں گزر چکا ہے۔

خامس: صحیح بخاری ’’باب لاتدخلوابیت النبی‘‘ سورۃ نور میں واقعہ مذکور ہے کہ حضرت سیدہ زینبؓ کا ولیمہ کیا گیا تو لوگ کھانا کھا کر چلے گئے مگر تین آدمی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ’’فخرج النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فانطلق الی حجرۃ عائشۃ فقال السلام علیکم اهل البیت ورحمۃ اللہ فقالت علیك ورحمۃ اللہ‘‘ اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اہل البیت کہا گیا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر بیوی کے گھر جاتے اور کہتے السلام علیکم یا اہل البیت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل البیت سے ازواج مطہرات ہی ہیں۔

سادس: مسلم شریف کی روایت ہے ’’فجعل یمر علی نسائہ فیسلم علی کل واحدۃٍ منهن سلام علیکم کیف انتم یا اهل البیت فیقولون بخیریا رسول اللہ کیف وجدت اهلك، فیقول بخیر (ج ۱ ص ۴۶۰) اس حدیث میں بھی ازواج مطہرات پر اہل بیت کا اطلاق ہوا ہے ان تمام دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی اہل البیت کا ذکر آیا ہے اس سے مراد سب سے پہلے ازواج رسول ہیں پھر دوسرے رشتہ دار بھی شامل ہوں گے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَعْنِي بِالْإِسْلَامِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ يَعْنِي بِالْعِتْقِ فَأَعْتَقْتَهُ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ إِلَى قَوْلِهِ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوا تَزَوَّجَ حَلِيلَةَ ابْنِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّاهُ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں سے کچھ چھپاتے ہوتے تو یہ آیت ضرور چھپاتے (اور جب تو نے اس شخص سے کہا؟ س پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر۔ اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ پھر جب زید اسے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔ (الاحزاب) اللہ کے انعام سے مراد اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام سے مراد انہیں آزاد کرنا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی بیوی سے (ان کی طلاق کے بعد) نکاح کیا تو لوگوں کہنے لگے کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم

وَهُوَ صَغِيرٌ فَلَبِثَ حَتَّى صَارَ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانٍ وَفُلَانٌ أَخُو فُلَانٍ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ يَعْنِي أَعْدَلُ هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ هٰذَا الْحَرْفُ لَمْ يُرْوَ بِطُولِهِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَضَّاحٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ فِي قَوْلِ اللهِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ

النبیین ہیں اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔) جب زید چھوٹے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں متبنی (منہ بولا بیٹا) بنایا تھا پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہو گئے اور لوگ انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی انہیں اسطرح پکارا کرو فلاں شخص فلاں شخص کا دوست ہے اور فلاں، فلاں کا بھائی ہے) الاحزاب:5) اور اقسط عند اللہ سے مراد یہی ہے کہ اللہ کے نزدیک یہی عدل کی بات ہے۔ یہ حدیث داؤد بن ابی ہندہ سے منقول ہے وہ شعبی سے وہ مسروق سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے کچھ چھپاتے ہوتے تو یقیناً یہ آیت چھپاتے (وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ) الاحزاب:37) اس حرف کو طول کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ روایت کی ہم سے عبداللہ بن وضاح کوفی نے ان سے عبداللہ بن ادریس نے وہ داؤد بن ابی ہندہ سے وہ محمد بن ابان سے وہ ابن ابی عدی سے وہ داؤد بن ابی ھندہ سے وہ شعبی سے وہ مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے کچھ چھپاتے تو یہ آیت ہی چھپاتے (وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ) الاحزاب: 37) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قتیبہ، یعقوب بن عبدالرحمن، موسیٰ بن عقبہ، سالم، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئی ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ۔ الْآيَةَ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حسن بن قزعہ بصری، مسلمہ بن علقمہ، داؤد بن ابی ہند، حضرت عامر شعبی اللہ تعالیٰ کے قول مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ۔ الْآيَةَ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے

قَالَ مَا كَانَ لِيَعِيشَ لَهُ فِيكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۳۷ میں ہے "وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ" اور جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام بھی کیا اور آپ نے بھی اس پر انعام کیا تھا کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو اور اللہ سے ڈرو۔ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے حاکم نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زینب بنت جحش کی شکایت کرنے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو تو یہ آیت نازل ہوئی "أَنْعَمَ اللهُ" اللہ نے اس پر فضل کیا کہ اسلام کی اور آپ کے ساتھ رہنے کی اس کو توفیق دی اور آپ کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دی۔

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بات چھپائی اس بارے میں مختلف تفاسیر بیان کی ہیں۔

اول: حسن نے کہا کہ زید کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے پسند آئی مگر شرم ذاتی کی وجہ سے اس بات کو دل میں چھپائے رکھا۔

ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ آپ نے دل میں یہ بات چھپائے رکھی کہ زید جب اس کو چھوڑ دے گا تو اس سے نکاح کر لوں گا۔

ثالث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زینبؓ کی بات دل میں چھپائے رکھی۔

رابع: قتادہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل سے چاہا کہ زید زینب کو طلاق دیدے مگر دل میں چھپائے رکھا۔

امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اس بات کا آنا شان انبیاء علیہم السلام کے خلاف نہیں کیونکہ دل میں جو بات بغیر اختیار کے پیدا ہو جائے اس کو قابل ملامت اور برا نہیں قرار دیا جا سکتا دل کا جھکاؤ اور وجدان تو طبعی اور فطری چیز ہے باقی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان "أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ" یہ تو ایک اچھے کام کا مشورہ ہے امر بالمعروف ہے اس میں کوئی گناہ نہیں۔

وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے طعن سے ڈرتے تھے جبکہ ڈرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اللہ ہی سے سزاوار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کے رسول نے زید سے اس کی بیوی کو طلاق دلوا دی حالانکہ اللہ ہی سے ڈرنا مناسب ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس آیت سے زیادہ کوئی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار نہیں ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے تمام انبیاء کی شان میں فرمایا ہے "یخشونه ولا یخشون احدًا الا الله" وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ باقی رہا وتخشی الناس کا مطلب سو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے طعن سے ڈرتے تھے اور جتنا لوگوں سے ڈرتے تھے اس سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے پس لوگوں کے ڈر اور خوف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل میں ایک بات چھپالی اور اللہ کے خوف سے نیکی اور بھلائی کا حکم بھی دیا اور حکم خدا کی تعمیل میں کوئی کمی نہیں کی۔ یہی مطلب ہے آیت "لا یخشون احدًا الا الله" کا۔ کہ انبیاء لوگوں کے خوف ولحاظ سے ایسا نہیں کرتے کہ اس کی وجہ سے اللہ کے حکم کی تعمیل چھوڑ دیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ: سوال: قاسم، طیب طاہر اور ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے تھے اور حسن وحسین بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے پھر نفی ابوت کیسے صحیح ہوگی؟

جواب: ان تینوں صاحبزادوں کی وفات بچپن میں ہوگئی تھی کوئی بھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچا کہ اس کو رجل کہا جاتا باقی رہی یہ بات کہ حضرت حسنؓ کو فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اسی طرح حضرت حسینؓ کا بیٹا ہونا یہ مجازاً کہا گیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ رجالکم میں مخاطبین کی طرف اضافت ہے جو بتا رہی ہے کہ اس زمانہ میں جو لوگ آیت کے مخاطب تھے ان میں سے کسی کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے یہ مطلب نہیں کہ کبھی کسی مرد کے باپ نہیں تھے نہ آئندہ کسی مرد کے باپ ہوں گے یہ مفہوم آیت کا ہرگز نہیں۔

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ: یہ آیت سورۃ احزاب کی پانچ نمبر ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی داود بن زبرقان ہے جو متروک راوی ہے۔ یہ حدیث دوسری سند میں آئی ہے جس میں امام شعبی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان مسروق کا واسطہ بڑھا ہوا ہے اور وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی آیت کو چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ: حدیث شریف میں یہ الفاظ تطویل کے ساتھ روایت نہیں کیا گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَرَى كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا أَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت ام عمارہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ سب چیزیں مردوں کیلئے ہیں اور قرآن میں عورتوں کا کہیں ذکر نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں۔) (الاحزاب: 35) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۳۵ میں ہے کہ ازواج مطہرات نے کہا کہ قرآن پاک میں اکثر جگہ مردوں کا ہی ذکر ہے عورتوں کا کہیں تذکرہ نہیں۔ اسی طرح دوسری عام عورتوں کا خیال گزرا کہ سورہ احزاب میں ازواج مطہرات کا ذکر تو آ گیا لیکن تمام عورتوں کا ذکر نہیں آیا جیسا کہ سورۃ احزاب میں چوتھے رکوع میں ازواج مطہرات کا ذکر تو آیا ہے اس پر سورۃ احزاب کی ۳۵ ویں آیت نازل ہوئی اور اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تذکرہ کیا گیا تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے ہاں ضائع نہیں ہوتی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ

عبد بن حمید، محمد بن فضل، حماد بن زید، ثابت، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (پھر جب زید تمام کر چکا

الْآيَةُ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا قَالَ فَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ زَوَّجَكُنَّ أَهْلُوكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اس عورت سے اپنی غرض۔ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا۔) الاحزاب : 37) تو حضرت زینبؓ دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ تم لوگوں کا نکاح تو تمہارے عزیزوں جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان سے کیا ہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۳۷ ''فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لكى لا يكون على المؤمنين حرج فى ازواج ادعيائهم '' پھر جب زید کا اس سے دل بھر گیا تو ہم نے اس کو آپ کی بیوی بنا دیا۔منھا کی ضمیر زینب بنت جحش کی طرف راجع ہے۔وطرًا کا معنی ہے حاجت۔حاجت پوری کرنے سے مراد ہے دل بھر جانا یعنی جب زینب سے زید کا دل بھر گیا اور زید کو زینب کی حاجت نہیں ہو رہی اور انہوں نے طلاق دے دی اور زینب کی عدت گزر گئی۔بہر حال جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے شادی ہو گئی انہی کے ولیمے میں چند لوگ کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔حدیث الباب میں حضرت زینب بنت جحش باقی ازواج مطہرات پر فخر کر رہی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے اولیاء نے کئے اور میرا نکاح ساتویں آسمان کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کیا۔

یہ نکاح دنیا میں ہوا یا ساتویں آسمان میں اس میں روایات مختلف ہیں۔مذکورہ روایت تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نکاح دنیا میں نہیں ہوا کیونکہ اگر دنیا میں نکاح ہوا ہوتا تو حضرت زینبؓ کا کیا امتیاز رہتا۔

اور دوسری روایت میں حضرت زید بن حارثہؓ کے بدست رشتہ کا پیغام بھیجنا مروی ہے اگر دنیا میں نکاح نہ ہوا ہوتا تو رشتہ کا پیغام بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ خَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَرَنِي ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ الْآيَةَ قَالَتْ فَلَمْ أَكُنْ أَحِلُّ لَهُ لِأَنِّي لَمْ أُهَاجِرْ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ

حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے معذوری ظاہر کر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا عذر قبول کر لیا اور پھر یہ آیت نازل ہوئی (اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ پر تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا، جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ (یعنی لونڈیاں) اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ۔) الاحزاب :50) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتی ہیں کہ اسطرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حلال نہیں رہی کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی اور ان لوگوں میں سے تھی جو فتح

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ

مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو سدی کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۵۰ میں ہے ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چچا اور پھوپھی کی لڑکیاں اور ماموں اور خالہ کی لڑکیاں اس شرط پر حلال کی گئی ہیں کہ انہوں نے ہجرت کی ہو یہ خاص شرط آپ ہی کے لئے تھی امت کے لئے یہ شرط نہیں اور غیر خاندان کی عورتوں سے نکاح کے لئے آپ کے لئے یہ شرط نہیں تھی اور اس شرط کی حکمت کی طرف لکیلا یکون علیک سے اشارہ کیا کہ یہ شرط رفع حرج کے لئے ہے۔

اس حدیث میں ام ہانی کے نکاح کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے ام ہانی کو چاہا اور انہی دنوں ہبیرہ نے بھی امام ہانی سے نکاح کا پیغام بھیجا تھا ابو طالب نے ان کا نکاح ہبیرہ سے کر دیا اور کہا کہ ہم ہبیرہ کے خاندان کی لڑکی لے چکے ہیں ”و الکریم یکافی الکریم“ شریف آدمی شریف آدمی کے احسان کا بدلہ چکا تا ہے۔ پھر جب ام ہانی مسلمان ہوئیں اور ہبیرہ مسلمان نہیں ہوا تو ان دونوں میں جدائی واقع ہوگئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح بھیجا اس پر انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کا حق ادا نہ کرسکوں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ معذرت قبول کر لی تھی اس حدیث میں اسی کا تذکرہ ہے۔ پھر جب حضرت ام ہانی کے بچے بڑے ہو گئے تو ام ہانی نکاح کے لئے تیار ہو گئیں مگر اس وقت آیات نازل ہو چکی تھیں کہ جو ہجرت کر کے آئیں ان کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو اور ام ہانی مہاجرات میں سے نہیں تھیں بلکہ طلقاء میں سے تھیں یعنی ان لوگوں میں سے تھیں جن کو فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزادی عطاء کر دی تھی اور گرفتار نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ جَاءَ زَيْدٌ يَشْكُو فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَأْمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن عبدۃ ضبی، حماد بن زید، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ) الاحزاب: 37) زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکایت کی اور طلاق کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مکمل وضاحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدٌ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نُهِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ إِلَّا مَا

عبد، روح، عبدالحمید بن بھرام، شھر بن حوشب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے والی اور مومن عورتوں کے علاوہ

كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَأَحَلَّ اللهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِينٍ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَحَرَّمَ مَا سِوَى ذٰلِكَ مِنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَذْكُرُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

دوسری عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور عورتوں۔ اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان۔ اور مومن جوان عورتیں حلال کیں اور وہ ایمان والی عورت جس نے خود کو آپ صلی اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ پھر اسلام کے علاوہ کسی بھی دین سے تعلق رکھنے والی عورت کو حرام کیا اور پھر فرمایا کہ جو شخص (ایمان لانے سے) انکار کرے گا اس کا عمل برباد ہو گیا۔ اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔ نیز فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ) یہ حسن ہے ہم اس حدیث کو صرف عبدالحمید بن بہرام کی روایت ہیں کہ عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے منقول احادیث میں کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان بن عیینہ، عمرو، عطاء، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام عورتیں حلال ہو گئیں تھیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۵۰ تا ۵۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نازل ہوئی ہیں ان میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کن عورتوں سے نکاح جائز ہے اور کن عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔ ”لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ“ یعنی آج کے بعد یہاں تک کہ اگر موجودہ عورتوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ بھی دوسری بیوی کرنا درست نہیں۔

”وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ“ یعنی یہ بھی آپ کے لئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے کر کسی اور عورت سے اس کے بجائے نکاح کر لیں۔ امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیویوں کو اختیار دیا تو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا تو اللہ نے ان کی قدردانی فرمائی اور پیغمبر کے لئے موجودہ بیبیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو حرام کر دیا اور اس کی بھی ممانعت کر دی کہ ان بیبیوں میں سے کسی کو طلاق دے کر کسی اور عورت سے نکاح کر سکیں۔

اس مسئلہ میں اختلاف کیا گیا کہ اس ممانعت کے بعد کیا دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کی اباحت کا کوئی حکم نازل کیا گیا یا نہیں؟

عطاء نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دیا تھا کہ جن عورتوں سے سوائے محرم کے آپ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں آیت ''ترجی من تشاء منهن وتوى اليك من تشاء'' میں اس کی اجازت دے دی گئی تھی۔

بعض مفسرین اس کو یوں تعبیر کرتے ہیں کہ ''لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ'' یہ آیت منسوخ ہے اور یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ ناسخ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں ''من بعد الاصناف المذكورة'' یعنی شروع آیت میں آپ کے لئے جتنی عورتوں کی اقسام حلال کی گئی ہیں اس کے بعد ان کے سوا کسی اور قسم کی عورتوں سے آپ کا نکاح حلال نہیں۔ تو من بعد کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی جتنی قسمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال کر دی گئی ہیں صرف انہی میں سے آپ کا نکاح ہو سکتا ہے۔ نیز عام عورتوں میں تو مسلمان ہونا شرط ہے اور خاندان کی عورتوں میں مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ مہاجرہ ہونا بھی شرط ہے۔ خاندان کی جن عورتوں میں دونوں شرطیں موجود نہ ہوں ان سے آپ کا نکاح حلال نہیں۔ اس صورت میں یہ پہلے حکم کی تاکید ہوگا جو شروع آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس آیت کی وجہ سے نو عورتوں کے بعد کسی اور عورت سے نکاح حرام نہیں کیا گیا بلکہ باقی عورتوں سے مزید نکاح مذکورہ شرائط کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں رہا۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مندرجہ ذیل عورتیں حلال تھیں۔

(۱) وہ عورتیں جن کے مہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کر دیئے اور وہ عورتیں جو چار سے زائد تھیں۔

(۲) وہ عورتیں جو مملوکہ ہیں جن کو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوٹایا ہے یعنی باندیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال کی گئی ہیں۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار خواتین میں سے وہ حلال کی گئی ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے۔

(۴) اور وہ عورت جس نے اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہبہ کر دیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ بھی حلال ہے۔ بغیر مہر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ چاروں احکام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ مؤمنین کیلئے یہ احکام نہیں ہیں۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بَيَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوا وَخَرَجُوا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْطَلِقًا قِبَلَ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ فَانْصَرَفَ رَاجِعًا قَامَ الرَّجُلَانِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی زوجہ کا ولیمہ کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو طعام کے لئے دعوت دینے کو بھیجا جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کی طرف لوٹے تو دیکھا کہ دو شخص آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور

فَخَرَجَا فَأَنْزَلَ اللهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ وَرَوَى ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثْنَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بَابَ امْرَأَةٍ عَرَّسَ بِهَا فَإِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَاحْتُبِسَ ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوا قَالَ فَدَخَلَ وَأَرْخَى بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَقَالَ لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَيَنْزِلَنَّ فِي هٰذَا شَيْءٌ قَالَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ يُقَالُ لَهُ الْأَصْلَعُ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ لَهُ بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وہ دونوں شخص چلے گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی (اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تم کو کھانے کی اجازت دی جائے نہ انتظار کرنے والے ہو تم اس کے پکنے کا) اس حدیث میں قصہ ہے یہ حدیث حسن غریب ہے بیان والی حدیث سے اور روایت کیا ثابت رضی اللہ عنہ نے انس سے یہ حدیث طویل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیوی کے دروازے پر تشریف لے گئے جن کے ساتھ شادی کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک گروہ کو پایا تو واپس تشریف لے گئے، اپنا کوئی کام کیا پھر واپس تشریف لائے اور اپنا کوئی کام کر کے دوبارہ تشریف لائے اس مرتبہ لوگ جا چکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈال دیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو وہ فرمانے لگے کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس کے بارے میں کچھ نازل ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر پردے کے متعلق آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور عمرو بن سعید کو اصلع کہتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیوی سے نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے تو میری والدہ نے حیس (کھجور اور ستو کا کھانا) تیار کیا اور اسے کسی پتھر کے پیالہ میں ڈال کر مجھے دیا اور کہا کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتی ہے اور عرض کرتی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ آپ کے لئے بہت تھوڑا ہے یا رسول اللہ! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدہ کا سلام پہنچایا اور وہ بات بھی عرض کر دی جو انہوں نے کہی

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هٰذَا مِنَّا لَكَ قَلِيلٌ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ فَسَمَّى رِجَالًا قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدُ كَمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ قَالَ وَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوا حَتَّى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ مِنْهُمْ طَوَائِفُ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَاتُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رکھ دو۔ پھر مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں فلاں کو بلا کر لاؤ۔ میں گیا اور جن جن کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انہیں بھی اور جو مجھے مل گئے انہیں بھی بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کتنے آدمی ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا تین سو کے قریب ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ وہ برتن لاؤ۔ اتنے میں وہ سب لوگ داخل ہو گئے۔ یہاں تک کہ چبوترہ اور حجرہ مبارک بھر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ دس دس آدمیوں کا حلقہ بنالیں اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر ایک جماعت نکل گئی اور دوسری آ گئی یہاں تک کہ سب نے کھالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ انس (برتن) اٹھاؤ۔ میں نے اٹھایا تو میں نہیں جانتا کہ جس وقت لایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اٹھاتے وقت زیادہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر کئی لوگ وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بھی دیوار کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا اس طرح بیٹھے رہنا گراں گذرا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور تمام ازواج مطہرات کے حجروں پر گئے اور سلام کر کے واپس تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس آتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا بیٹھنا گراں گذرا ہے۔ لہٰذا جلدی سے سب (لوگ) دروازے سے باہر چلے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پردہ ڈال کر اندر داخل ہو گئے۔ (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں بھی حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ آپ صلی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ الْجَعْدُ قَالَ أَنَسٌ أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهَذِهِ الْآيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْجَعْدُ هُوَ ابْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ دِينَارٍ وَيُكْنَى أَبَا عُثْمَانَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

علیہ وسلم واپس میرے پاس آئے اور یہ آیات نازل ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر جا کر لوگوں کو یہ آیات سنائیں (اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں اس وقت تک مت جایا کرو جب تک تمہیں کھانے کی دعوت نہ دی جائے (وہ بھی) اس طرح کہ تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب جاؤ اور کھا لینے کے بعد اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو کیوں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نا گوار گزرتا ہے آخر آیت تک۔ جعد کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آیات سب سے پہلے مجھے پہنچیں اور ازواج مطہرات اسی دن سے پردہ کرنے لگیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور جعد عثمان کے بیٹے ہیں۔ انہیں ابن دینار بھی کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان بصری ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یونس بن عبید شعبہ اور حماد بن زید ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۂ احزاب آیت ۵۳ میں اسلامی معاشرت کے تین آداب بیان ہوئے ہیں۔ (۱) بغیر اجازت کسی کے گھر میں نہ جانا (۲) دعوت ہو تب بھی وقت سے پہلے نہ پہنچ جانا (۳) کھانے سے فارغ ہو کر منتشر ہو جانا تا کہ اہل خانہ آرام کر سکیں اور گھر والے کھانا کھا سکیں۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلے میں امام ترمذیؒ نے تین احادیث پیش کی ہیں جو کہ ترجمہ سے واضح ہوتی ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ جن کو خواب میں نماز والی آذان دکھلائی گئی ان کے صاحبزادے محمد کہتے ہیں کہ ان کو حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشیر بن سعد نے عرض کیا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، ہم کس طرح درود بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ کاش یہ سوال نہ پوچھا جاتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَبُرَيْدَةَ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نے فرمایا اس طرح پڑھا کرو (ترجمہ اے اللہ! محمد اور ان کی آل پر اس طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف والا اور بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ! تو محمد اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف والا اور بزرگ و برتر ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اسی طرح ہے جس طرح تم (التحیات میں) جان ہی چکے ہو۔ اس باب میں علی بن حمید کعب بن عجرہ طلحہ بن عبید اللہ ابوسعید زید بن خارجہ اور بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی احادیث بھی منقول ہے۔ زید بن خارجہ ابن جاریہ بھی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۵۶ میں ہے "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ درود شریف کے متعلق تفصیلی بحث کتاب الصلوٰۃ "باب ما جاء فی صفة الصلوٰة علی النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سَتِيرًا مَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا وَإِنَّ مُوسَى خَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام بہت حیاء والے اور پردہ پوش (یعنی پردہ کرنے والے) تھے ان کی شرم کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ انہیں بنواسرائیل کے کچھ لوگوں نے تکلیف پہنچائی۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اپنے بدن کو اس لئے ڈھانپے رکھتے ہیں کہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے۔ یا تو برص کے ہیں یا ان کے خصیے بڑے ہیں، یا پھر کوئی اور عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس عیب سے بری کریں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ غسل کرنے لگے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ کر غسل کرنے لگے۔ جب غسل کر کے فارغ ہوئے تو کپڑے لینے کے لئے پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور اس کے پیچھے

حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا وَأَبْرَأَهُ مِمَّا كَانُوا يَقُولُونَ قَالَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دوڑتے ہوئے کہنے لگے اے پتھر میرے کپڑے! یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا کہ وہ صورت وشکل میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا اور پتھر بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے لئے اور پہن کر عصا سے اسے مارنے لگے، اللہ قسم! ان کی مار سے پتھر پر تین یا چار نشان پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے (اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔ الاحزاب) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہؓ ہی کے واسطے سے منقول ہے۔

تشریح: سورۃ احزاب آیت ۶۹ میں ہے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا'' اس آیت کا شان نزول حدیث الباب سے واضح ہے۔

ابوالعالیہ نے کہا کہ اس آیت میں قارون کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے قارون نے ایک عورت کو اجرت دے کر اس بات کے لئے مقرر کیا کہ وہ برسرِ عام مجمع کے سامنے موسیٰ پر اپنے ساتھ زنا کرنے کی تہمت لگائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس تہمت سے حضرت موسیٰ کو محفوظ رکھا اور ان کی تہمت تراشی سے آپ کو بچالیا اور قارون کو ہلاک کر دیا۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت موسیٰ کو اذیت دینے سے مراد یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے جب وادی تیہ میں وفات پائی تو لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ آپ نے ہارون کو قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا فرشتے جب حضرت ہارون علیہ السلام کا جنازہ لوگوں کے سامنے لائے اس وقت لوگوں کو یقین آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارونؑ کو قتل نہیں کیا۔

وَمِنْ سُورَةِ سَبَا

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أُقَاتِلُ مَنْ أَدْبَرَ مِنْ قَوْمِي

حضرت فروہ بن مُسَیک مرادیؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا میں اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں سے جنگ نہ کروں جو اسلام سے منہ موڑیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور مجھے اپنی قوم کا امیر بنا دیا۔

بِمَنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ فَأَذِنَ لِي فِي قِتَالِهِمْ وَأَمَّرَنِي فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ سَأَلَ عَنِّي مَا فَعَلَ الْغُطَيْفِيُّ فَأُخْبِرَ أَنِّي قَدْ سِرْتُ قَالَ فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرَدَّنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتَّى أُحْدِثَ إِلَيْكَ قَالَ وَأُنْزِلَ فِي سَبَإٍ مَا أُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا سَبَأٌ أَرْضٌ أَوْ امْرَأَةٌ قَالَ لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فَأَمَّا الَّذِينَ تَشَاءَمُوا فَلَخْمٌ وَجُذَامُ وَغَسَّانُ وَعَامِلَةُ وَأَمَّا الَّذِينَ تَيَامَنُوا فَالْأُزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّونَ وَحِمْيَرُ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا أَنْمَارٌ قَالَ الَّذِينَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيلَةُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

پھر جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ غطیفی نے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ وہ چلا گیا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس بلوایا۔ جب آپ صلی اللہ کے پاس پہنچا تو کچھ صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ جو لوگ اسلام لے آئیں انہیں قبول کرلو اور جو نہ لائیں ان کے متعلق جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ میں دوسرا حکم دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ سباء کی کیفیت اس وقت نازل ہو چکی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ سبا کیا چیز ہے؟ کوئی زمین یا کوئی عورت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ زمین اور نہ عورت بلکہ یہ عرب کا ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ کو (اس نے) مبارک جانا اور چار کو منحوس، جنہیں منحوس جانا وہ یہ ہیں ازد، اشعری، حمیم، کندہ، مذحج اور انمار۔ ایک شخص نے پوچھا انمار کون سا قبیلہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔

تشریح: سورۃ سبا آیت ۱۵ میں ہے حدیث شریف میں ہے کہ فروہ بن مُسَیک مرادی، غطیفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے سبا کے متعلق بتایئے کہ کیا وہ کوئی مرد تھا یا عورت؟ یا کسی مقام کا نام تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک عربی مرد تھا جس کے دس بیٹے ہوئے چھ دائیں طرف کو چلے گئے یعنی یمن کی طرف اور چار بائیں طرف یعنی شام کو چلے گئے۔ چھ جو یمن کو گئے تھے ان کے نام یہ ہیں: (۱) کندہ (۲) اشعر (۳) ازد (۴) مدحج (۵) انمار (۶) حمیر۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ انمار کون ہے؟ فرمایا جن میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں (وہی انمار ہے) اور جو شام کو گئے تھے وہ یہ تھے (۱) عاملہ (۲) جذام (۳) لخم (۴) غسان۔

سبا کا اصل نام عبدالشمس ہے اور یہ یشجب کا بیٹا ہے سلسلہ نسب یہ ہے عبدالشمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن ہود ہے اور سبا ملک یمن کے بادشاہوں اور اس ملک کے باشندوں کا نام ہے۔ ملکہ بلقیس بھی قوم سبا میں سے تھی۔ سبا نے اپنے زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی تھی ممکن ہے ان کو تورات اور انجیل سے اس کا علم ہوا ہو اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چند عربی اشعار بھی کہے ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کر کے یہ تمنا کی ہے کہ کاش میں ان کے زمانے میں موجود ہوتا تو ان کی مدد کر پاتا اس وقت ہی انہوں نے اپنی قوم کو ان پر ایمان لانے اور مدد کرنے کی اپیل کی ہے۔

ابن وہب کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کی ہدایت کے لئے تیرہ پیغمبر بھیجے اور ہر پیغمبر نے ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں اور ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت کی اور اللہ کے فرمانبردار ہونے کی دعوت دی لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر عرم کا سیلاب چھوڑ دیا یعنی انہوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ ہم تو اس خدا کی عطا کردہ نعمت کو نہیں جانتے یہ تو ہماری زمین کی پیداوار ہمارے لگائے ہوئے باغوں کے پھل ہیں تم اپنے رب سے کہہ دو کہ اگر وہ اس نعمت کو روک سکتا ہے تو روک لے۔ اس ناشکری نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے بند توڑ کر ایک عظیم الشان سیلاب جس کو سیل عرم کہا جاتا ہے ان پر چھوڑ دیا۔

عرم: سے مراد سخت بارش کا سیلاب۔ بعض اقوال میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرخ پانی کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا۔ بعض نے کہا کہ عرم کا معنی ہے پانی کو روکنے کا بند۔ بعض نے کہا کہ عرم جنگلی چوہے کو کہتے ہیں۔ بلقیس نے پانی کو روک کر جمع رکھنے کیلئے ایک بند باندھا تھا جنگلی چوہے نے اس میں سوراخ کر دیا تھا۔ صاحب قاموس کا بیان ہے کہ عَرِمة بروزن فرحة وہ بند جو وادی کا پانی روکنے کیلئے باندھا جائے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ وَالشَّيَاطِينُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم سناتا ہے تو فرشتے گھبراہٹ کی وجہ سے اپنے پر مارتے ہیں جس سے ایک زنجیر پتھر پر کھڑکانے کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور سب سے بڑا اور عالیشان ہے فرمایا شیاطین بات چرانے میں بعض، بعض پر ہوتے ہیں (تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سن سکیں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَالُوا كُنَّا نَقُولُ يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُولَدُ عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَا يُرْمَى بِهِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ رَبَّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹا جس سے روشنی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ زمانہ جاہلیت میں اگر ایسا ہوتا تھا تو کیا کہتے تھے؟ عرض کیا گیا ہم کہتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارا رب اگر کوئی حکم دیتا ہے تو حاملین عرش (فرشتے) تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے فرشتے جو اس کے قریب ہے۔ پھر جو اس کے قریب ہیں۔ یہاں تک کہ تسبیح کا شور

الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ إِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ فَيُخْبِرُونَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ أَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَيُرْمَوْنَ فَيَقْذِفُونَهُ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ وَيَزِيدُونَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس آسمان تک پہنچتا ہے۔ پھر چھٹے آسمان والے فرشتے ساتوں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں بتاتے ہیں اور پھر ہر نیچے والے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا والوں تک پہنچ جاتی ہے اور شیاطین کان لگا کر سنتے ہیں تو اس ستارے سے انہیں مارا جاتا ہے، پھر یہ اپنے دوستوں (یعنی غیب کی خبروں کے دعویداروں) کو آکر بتاتے ہیں۔ پھر وہ جو بات اسی طرح بتاتے ہیں تو وہ صحیح ہوتی ہے لیکن وہ تحریف بھی کرتے ہیں اور اس میں اضافہ بھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور زہری سے بھی منقول ہے وہ علی بن حسین سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ کئی انصاری حضرات سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ سبا آیت ۲۳ میں ہے "وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ" اور اللہ کے سامنے سفارش کسی کے لئے کام نہیں آئے گی ہاں اس کے لئے جس کے لئے اللہ اجازت دے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں حق بات فرمائی اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔

حدیث کے چند الفاظ کی وضاحت: **خُضْعَانًا:** عجز و انکساری۔ **كَأَنَّهَا** کی ھا ضمیر ان کلمات کی طرف لوٹ رہی ہے جو اللہ کی طرف سے سنے جاتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ضمیر اجنحۃ کی طرف لوٹ رہی ہے ان کے پروں کی آواز ایسے محسوس ہوتی ہے جیسے چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

فُزِّعَ: گھبراہٹ کا ہونا۔ **رُمِيَ بِنَجْمٍ:** ستارے ٹوٹ پڑے۔ **اسْتَنَارَ:** فضا کا روشن ہو جانا۔ **تَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ:** شیاطین کا اچک لینا۔ **فَيَقْذِفُونَ:** کچھ نہ کچھ ٹوٹی پھوٹی بات لے جاتے ہیں۔ **يُحَرِّفُونَ:** وہ تحریف کرتے ہیں۔

سوال: یہ آیت "فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ" کا ربط گزشتہ کلام سے کس طرح ہوگا کیونکہ گزشتہ کلام میں شفاعت کا بیان تھا اور اس آیت میں نزول وحی کے وقت بے ہوشی طاری ہو جانے اور پھر گھبراہٹ دور ہونے کے بعد سوال و جواب کرنے کا بیان ہے شفاعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ **جواب:** اس کے ربط کی توجیہ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آیت "وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ" ان دونوں آیتوں کے درمیان کی عبارت بطور جملہ معترضہ ہے پورا مطلب اس طرح ہوگا کہ ملائکہ جانتے ہیں کہ جو قرآن آپ کے پاس ہے آپ کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ حق ہے اس لئے نزول قرآن کے وقت قیامت برپا ہو جانے کے خوف سے وہ گھبرا جاتے ہیں کیونکہ

نزول قرآن قیامت کی علامت ہے یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا دوسرا جواب اللہ نے حق فرمایا اور وہ بڑی شان والا عظمت والا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمَلَائِكَةِ

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ ثَقِيفٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ كِنَانَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ قَالَ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ) فاطر: ۳۲) (پھر ہمیں اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں اور سب جنتی ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔

تشریح: سورۃ فاطر کا دوسرا نام سورۃ الملائکۃ بھی ہے۔ آیت ۳۲ میں ہے "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ" مِنْ عِبَادِنَا سے مراد صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد قیامت تک آنے والے علماء امت ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک پوری امت اسلامیہ مراد ہے۔

پھر اس امت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا وارث بنایا ان کی تین قسمیں ہیں جن کی تفسیر امام ابن کثیرؒ نے اس طرح کی۔

ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ: یعنی عمل میں کوتاہی کرنے والے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے پوری طرح عمل نہیں کیا اور گناہوں کا ارتکاب کر لیا ان کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کیونکہ ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ انہیں جنت میں فوری داخلہ نصیب ہوتا لیکن انہوں نے گناہ کر کے اپنے آپ کو سزا کا مستحق بنا لیا اب اگر دنیا میں توبہ نہ کی تو انہیں اپنے گناہوں کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ: درمیانے راستے میں چلنے والے، اس سے وہ مسلمان مراد ہیں جو فرائض و واجبات پر تو عمل کرتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں مگر نفلی عبادت اور مستحب کاموں پر اہتمام سے عمل نہیں کرتے تھے بلکہ مکروہ کام بھی کر لیتے تھے۔

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ: وہ لوگ جو فرائض و واجبات اور مستحبات پر عمل بھی کرتے ہیں تمام ناپسندیدہ چیزوں اور حرام اور مکروہ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ تینوں قسمیں مسلمانوں کی ہیں یہ سب آخر کار جنت میں جائیں گے۔ مگر کیفیت دخول، اور درجات جنت کے اعتبار سے تفاوت ہوگا۔ حضرت ابو درداءؓ کی روایت میں ہے کہ جو سابق بالخیرات ہیں وہ تو بلا حساب جنت میں

جائیں گے اور جو میانہ رو ہیں ان سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور اپنی حق تلفی کرنے والے یعنی اعمال میں کوتاہی کرنے والے اور گناہوں میں مبتلا ہونے والوں پر آخرت میں رنج وغم طاری ہوگا پھر ان کو بھی جنت میں داخلہ مل جائے گا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ یٰس

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ وَأَبُو سُفْيَانَ هُوَ طَرِيفٌ السَّعْدِيُّ

محمد بن وزیر واسطی، اسحاق بن یوسف ازرق، سفیان ثوری، ابوسفیان، ابونضرۃ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ بنوسلمہ مدینہ کے کنارے آباد تھے ان کی چاہت تھی کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے اس کو لکھتے ہیں) یس : 12) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تمہارے اعمال لکھے جاتے ہیں اس لئے منتقل نہ ہو۔ یہ حدیث ثوری کی روایت سے حسن غریب ہے اور ابوسفیان سے مراد طریف سعدی ہیں۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرِي يَا أَبَا ذَرٍّ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا اطْلُعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذٰلِكَ فِي قِرَائَةِ عَبْدِ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہناد، ابومعاویہ، اعمش، ابراہیم، ان کے والد، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ غروب آفتاب کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جا کر سجدہ کی اجازت مانگتا جو اسے دے دی جاتی ہے اور گویا کہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں سے طلوع ہو۔ اس طرح وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی (اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے راستہ پر) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ یٰسین آیت ۱۲ میں ''إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ'' بے شک ہم مردوں کو

زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور وہ اعمال جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ ما قدموا سے مراد وہ اعمال ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں۔ آثَارَهُمْ کی چند تفاسیر کی گئی ہیں۔

اول: بعض حضرات نے کہا کہ وَآثَارَهُمْ سے مراد مسجد تک جانے کے نشانہائے قدم ہیں یعنی مسجدوں تک پہنچنے میں جتنے ان کے قدموں کے نشان پڑتے ہیں ہم سب کو لکھتے ہیں۔

ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ آثار سے اعمال کے وہ ثمرات اور نتائج مراد ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے ہیں اور باقی رہتے ہیں جیسا کہ سکھایا ہوا علم، وقف کیا ہوا مال اور اچھا طریقہ جاری کرنا اور برے اعمال سے بچنا۔

حدیث: اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب الفتن ''باب ما جاء فی طلوع الشمس من مغربها ''میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الصَّافَّاتِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا إِلَى شَيْءٍ إِلَّا كَانَ مَوْقُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا لَهُ لَا يُفَارِقُهُ وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا ثُمَّ قَرَأَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شرکت یا فجور کی دعوت دینے والا ایسا نہیں کہ قیامت کے دن اسے روکا نہ جائے اور اس پر اس کا وبال نہ پڑے۔ وہ (جسے دعوت دی گئی) کسی قیمت پر اس سے الگ نہیں ہوگا۔ اگر چہ کسی ایک شخص نے دوسرے ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اور انہیں کھڑا کرو ان سے دریافت کرنا ہے، تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے) الصفت: 24) یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: سورۃ الصافات آیت ۲۲ تا ۲۶ میں ہے کہ جمع کرلو ظالموں کو یعنی کفر و شرک کے بانیوں کو اور ان کے ہم مشربوں کو یعنی ان کے تابعین کو دوزخ کا راستہ بتلاؤ یعنی ادھر ہانک کر لے جاؤ (پھر حکم ہوگا) ان کو ذرا ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائے گا، کیوں جی؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے؟

اُحْشُرُوْا: یعنی جزا اور سزا اور حساب کے مقام تک لے جا کر ان کو جمع کرو ازواج ان جیسے لوگوں کو ان کے چیلوں اور پیروی کرنے والوں کو یعنی ان کے ہم مشرب لوگوں کو جو انہی کی طرح ہیں سود خور، سود خوروں کے ساتھ، زنا کار زنا کاروں کے ساتھ اور شرابی شرابیوں کے ساتھ، ہم مشرب جیسے جنت میں ساتھ ہوں گے اور اسی طرح ہم مشرب دوزخ میں بھی ساتھ ہوں گے۔

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ: اور ان کو ٹھہراؤ ان سے باز پرس کی جائے گی۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کے قدم پل صراط کو نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ اس سے چار باتوں کے متعلق سوال نہ کیا جائے۔

اول: عمر کس کام میں گزاری۔ **ثانی:** جسم کو کس کام میں لگا کر کمزور کیا۔ **ثالث:** علم کے بعد کیا عمل کیا۔ **رابع:** مال کہاں سے کمایا اور کس راستے میں صرف کیا۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابقع بن عبداللہ کلاعی کا بیان نقل کیا ہے کہ جہنم کے سات پل ہیں راستہ سب پلوں پر سے گزرتا ہے پہلے پل کے پاس لوگوں کو روک لیا جائے گا اور ان سے نماز کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ ہلاک ہونے والے ہلاک ہو جائیں گے اور نجات پانے والے نجات پا جائیں گے۔ دوسرے پل پر پہنچ کر امانت کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ امانت میں خیانت کی تھی یا پوری پوری ادا کی تھی۔ اس کے نتیجہ میں جو لوگ ہلاک ہونے والے ہیں وہ ہلاک ہو جائیں گے اور جو نجات پانے والے ہیں وہ نجات پا جائیں گے۔ پھر تیسرے پل پر پہنچیں گے تو قرابتداری کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ رشتہ قرابت توڑ دیا تھا یا جوڑے رکھا تھا اس کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والا ہلاک ہو جائے گا اور نجات پانے والا نجات پا جائے گا۔ اس طرح باقی پلوں سے گزرتے ہوئے بھی سوالات ہوں گے اگر ان میں کامیاب ہو گئے تو فبھا ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ پاک حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں پل صراط سے عافیت سے گزار کر جنت میں دخول اولیٰ نصیب فرمائے۔ آمین

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ قَالَ عِشْرُونَ أَلْفًا هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

علی بن حجر، ولید بن مسلم، زہیر بن محمد، ایک آدمی سے ابوعالیہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (اور ہم نے اس کو (یعنی یونس علیہ السلام کو) ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کے پاس بھیجا) الصفت: ۱۴۷) کی تفسیر پوچھی کہ زیادہ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس ہزار یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: سورۃ صافات آیت ۱۴۷ میں ہے "وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ" امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو نینوا کے علاقہ موصل کے باشندوں کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ سے زائد تھی۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپ کو مچھلی کے پیٹ سے برآمد ہونے کے بعد ایک لاکھ آدمیوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ بعض نے کہا کہ ایک لاکھ سے کچھ اوپر تعداد تھی اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مقاتل کے نزدیک ایک لاکھ کے اوپر بیس ہزار تک ان کی تعداد تھی۔ حسن نے تیس ہزار تعداد بیان کی، سعید بن جبیر نے سترہ ہزار تعداد بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ) (اور ہم نے اس کی اولاد کو باقی رہنے والی کر دیا) الصفت: 77) کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوح علیہ السلام

قَالَ حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثُ بِالثَّاءِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَيُقَالُ يَافِتُ وَيَافِتُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ يَفِثُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ

کے تین بیٹے حام، سام اور یافث تھے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یافت بھی کہا جاتا ہے۔ یافث بھی اور یفث بھی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سعید بن بشیر کی روایت سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ

بشر بن معاذ عقدی، یزید بن زریع، سعید بن ابی عروبۃ، قتادہ، حسن، حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ سام عرب کا باپ، حام حبشیوں کا باپ اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔

تشریح: سورۃ صافات آیت ۷۷ میں ہے "وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ" اور ہم نے ان کی ذریت کو باقی رکھا۔ ذریت سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حام، سام اور یافث ہیں۔ سام عرب کے جد اعلیٰ، حام حبشہ کے جد اعلیٰ اور یافث روم کے جد اعلیٰ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ کشتی سے اترنے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی بیویوں اور بیٹیوں کے علاوہ سب مر گئے تھے۔

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) طوفان نوح سے سارے روئے زمین کے باشندے ڈوب گئے صرف وہی لوگ محفوظ رہے جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور کشتی پر سوار ہو گئے (۲) سوائے اولاد نوح کے اور کسی مؤمن کی نسل باقی نہیں رہی اس لئے قیامت تک جتنے آدمی ہوں گے وہ سب نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ہوں گے۔ سعید بن مسیبؒ کا قول ہے کہ نوح کے تین بیٹے محفوظ رہے سام، حام، یافث۔ ان کی وضاحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ صٓ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى قَالَ عَبْدٌ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَ أَبِي طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ قَالَ وَشَكَوْهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔ ابوطالب کے پاس ایک ہی آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بیٹھنے سے منع کرنے کے لئے اٹھا اور لوگوں نے ابوطالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کی، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھتیجے! اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ایک کلمہ کہنے لگیں اگر یہ لوگ میری اس دعوت کو

أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ يَا عَمِّ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَالُوا إِلٰهًا وَاحِدًا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ قَالَ فَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ إِلَى قَوْلِهِ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَ قَالَ يَحْيَى بْنُ عِمَارَةَ

قبول کرلیں گے تو عرب پر حاکم ہو جائیں گے اور عجمیوں سے جزیہ وصول کریں گے۔ ابوطالب نے پوچھا ایک ہی کلمہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایک ہی کلمہ۔ چچا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہہ لیجئے۔ وہ سب کہنے لگے کیا ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کرنے لگیں ہم نے تو کسی پچھلے دین میں یہ بات نہیں سنی (بس یہ من گھڑت ہے) راوی کہتے ہیں کہ پھران کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (قرآن کی قسم! جو سراسر نصیحت ہے بلکہ جو لوگ منکر ہیں وہ محض تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے)۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بیان کیا بندار نے، یحییٰ بن سعید نے سفیان سے وہ اعمش سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اور کہا یحییٰ بن عمارہ نے۔

تشریح: سورۂ ص آیت ۷ میں ہے "مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ" یہ بات تو ہم نے اپنے پچھلے مذہب میں نہیں سنی اور یہ (اس شخص کی من گھڑت بات ہے) بھذا یعنی یہ حقیر دعوت توحید جس کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قائل ہیں۔ فی الملۃ الاخرۃ سے مراد عیسائیت ہے آخری مذہب یہی تھا عیسائی بھی توحید کے قائل نہیں رہے تھے بلکہ خدا کو تین میں سے تیسرا کہتے تھے۔ مجاہدؒ نے الملۃ الاخرۃ سے مراد قریش کا مذہب جس پر وہ چلتے تھے مراد لیا ہے۔ جس مذہب پر ہم نے باپ دادا کو پایا اس میں بھی یہ بات نہیں سنی یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جس مذہب کا انتظار کیا جا رہا تھا اس میں توحید کی تعلیم کا ہونا تو ہم نے اہل کتاب سے سنا نہ کاہنوں سے۔ حدیث الباب میں اس آیت کے شان نزول کا بیان ہے۔ اس حدیث میں ابوطالب اور قریش کے سرداروں کا ذکر ہے جو سردار اس وقت موجود تھے ان میں ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث اور کچھ دوسرے سردار شریک تھے ان کا مشورہ ہوا کہ ابوطالب بیمار ہیں اگر وہ اس دنیا سے چلے گئے اور اس کے بعد ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کو نئے دین سے باز رکھنے کے لئے کوئی سخت اقدام کیا تو عرب کے لوگ ہمیں طعنہ دیں گے کہ جب تک ابوطالب زندہ تھے تو یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ بگاڑ نہ سکے اور جب ان کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدف بنالیا لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ابوطالب کی زندگی میں ان سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ کا تصفیہ کرلیں تاکہ محمد ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ بہر حال ابوطالب کے پاس جو کلام ہوا وہ حدیث کے ترجمہ سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات (خواب میں) میرا رب میرے پاس اپنی بہترین صورت میں آیا (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فی المنام) خواب کا لفظ بھی فرمایا) اور پوچھا

فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ أَبِي قِلَابَةَ وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَجُلًا وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی یا فرمایا ہنسلی میں محسوس کی چنانچہ میں جان گیا کہ آسمان وزمین میں کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں مسجد میں نماز کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیدل چلنا اور تکلیف میں بھی اچھی طرح وضو کرنا، جس نے یہ عمل کئے وہ خیر ہی کے ساتھ زندہ رہا اور خیر کے ساتھ مرا، نیز وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گا جیسے پیدائش کے وقت تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ چکو تو یہ دعا پڑھا کرو (اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کی توفیق مانگتا ہوں اور یہ کہ مجھے برے کام سے دور رکھ، مسکینوں کی محبت (میرے دل میں) پیدا فرما اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی فتنے میں مبتلا کرے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور درجات یہ ہیں سلام کو رواج دینا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نمازیں پڑھنا۔ کچھ راوی ابوقلابہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ایک شخص کا اضافہ کرتے ہیں۔ قتادہ ابوقلابہ سے وہ خالد سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ صاد آیت ۶۹ میں ہے "مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ" مجھے عالم بالا کی بحث وگفتگو کی کچھ بھی خبر نہیں تھی جبکہ وہ جھگڑ رہے تھے۔ ملاء اعلیٰ سے فرشتے مراد ہیں۔ إِذْ يَخْتَصِمُونَ سے تخلیق آدم کے متعلق جو جھگڑا تھا وہ مراد ہے۔

رؤیت سے کیا مراد ہے؟ حدیث الباب میں رؤیت سے کیا مراد ہے۔

اکثر حضرات کے نزدیک رؤیت سے مراد خواب میں دیکھنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو ایک خوبصورت شکل میں خواب میں دیکھا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے بیداری کی رؤیت باری تعالیٰ مراد ہے اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔

بعض حضرات نے یہ تاویل کی کہ بہترین صورت میں آنے سے مراد صفت ہے۔ بعض نے کہا کہ صورت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اپنے رب کو اس وقت دیکھا جب میں خود اچھی صورت میں تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطُولِهِ وَقَالَ إِنِّي نَعَسْتُ فَاسْتَثْقَلْتُ نَوْمًا فَرَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب میرے پاس نہایت اچھی صورت میں آیا اور فرمایا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا یارب حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لئے مستعد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقربین فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اے رب! مجھے علم نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب کچھ جان لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے محمد! میں نے عرض کیا یا رب حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرب فرشتے کس چیز کے متعلق جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا درجات اور کفارات میں، مساجد کی طرف (باجماعت نماز کے لئے) پیدل چلنے میں، تکلیف کے باوجود اچھی طرح وضو کرنے میں۔ جو ان چیزوں کی حفاظت کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر پر ہی اس کو موت آئے گی اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک رہے گا گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ معاذ بن جبلؓ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا اور گہری نیند میں ڈوب گیا تو میں اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟

تشریح: ماقبل والی حدیث اور اس حدیث میں تھوڑا سا فرق ہے کہ قتادہ کی سند میں خالد بن لجلاج کا ذکر ہے۔ پھر اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ میں بارگاہ عالی میں بار بار حاضر ہوں اور بار بار آپ کی عبادت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں ''فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ حدیث میں جو تعبیر تھی وہ راوی کا تصرف تھا اور وہ تعبیر مجازی تھی بلکہ اس حدیث میں جو تعبیر ہے وہ بھی مجازی ہے صحیح تعبیر آگے حضرت معاذؓ کی حدیث میں آرہی

ہے۔اس حدیث کی تعبیر میں راوی نے خلط کر دیا گزشتہ حدیث میں جو درجات اور کفارات کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ تھا وہی ٹھیک تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ أَبُو هَانِئٍ الْيَشْكُرِيُّ حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَايِشٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ احْتُبِسَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي فَاسْتَثْقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ رَبِّ لَبَّيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ لَا أَدْرِي رَبِّ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيمَ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِينُ الْكَلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک صبح نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے دیر سے تشریف لائے، یہاں تک کہ ہم قریب تھے کہ سورج کی ٹکیہ کو دیکھ لیں، پس آپ ﷺ تیزی سے نکلے، اور اقامت کہی گئی، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی، اور مختصر نماز پڑھی، پھر جب سلام پھیرا تو زور سے آواز دی، اور ہم سے فرمایا: ''اپنی صفوں میں رہو جیسے ہو'' پھر آپ ﷺ ہماری طرف مڑے، اور فرمایا: ''سنو! میں آپ لوگوں سے وہ بات بیان کرتا ہوں جس نے مجھے فجر کی نماز سے روک لیا، میں رات میں اٹھا، وضو کیا، اور جتنی میرے مقدر میں تھی نماز پڑھی، پھر میں نماز میں اونگھنے لگا، یہاں تک کہ میں بوجھل ہو گیا یعنی نیند گہری ہوگئی، پس اچانک میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا، اللہ نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں! اے میرے رب! اللہ نے دریافت کیا: ملاءعلی کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا! مجھے معلوم نہیں! اللہ تعالیٰ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں نے اللہ پاک کو دیکھا، اللہ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھی، یہاں تک کہ میں نے اللہ کے پوروں کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، پس میرے لئے ہر چیز واضح ہوگئی یعنی ملاءعلی کی پوری گفتگو واضح ہوگئی (یہ اصل تعبیر ہے اور گذشتہ دونوں حدیثوں میں جو تعبیریں آئیں ہیں وہ مجازی تعبیریں ہیں) اور میں نے جان لیا (کہ ملاءعلی کس مسئلہ میں گفتگو کر رہے ہیں) پھر اللہ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں اے میرے رب! اللہ نے دریافت کیا: کس بارے میں ملاءعلی گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: گناہ

سَلْ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هٰذَا صَحِيحٌ و قَالَ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اللَّجْلَاجِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَايِشٍ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ هٰكَذَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَايِشٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَايِشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا أَصَحُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَايِشٍ لَمْ يَسْمَعْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مٹانے والے کاموں کے بارے میں (گفتگو کر رہے ہیں) اللہ نے دریافت کیا: وہ کام کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: (۱) پیروں سے چل کر جماعت میں شریک ہونا، (۲) نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھنا، (۳) ناگواریوں کے باوجود وضو مکمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: پھر کن باتوں میں (گفتگو ہو رہی ہے؟) میں نے عرض کیا: درجات بلند کرنے والے کاموں میں (گفتگو ہو رہی ہے) اللہ تعالیٰ نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: (۱) (محتاجوں کو) کھانا کھلانا، (۲) (لوگوں سے) نرم بات کرنا، (۳) اور رات میں (تہجد کی) نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اللہ نے فرمایا: آپ دعا مانگیں، پس میں نے دعا مانگی: اے اللہ! بیشک میں آپ سے سوال کرتا ہوں نیکی کے کام کرنے کا، اور منکرات کو چھوڑنے کا، اور غریبوں سے محبت کرنے کا، اور اس بات کا کہ آپ میری مغفرت فرمائیں، اور مجھ پر مہربانی فرمائیں، اور جب آپ کسی قوم کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہیں تو مجھے اٹھالیں درانحالیکہ میں آزمائش میں مبتلا نہ کیا گیا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت مانگتا ہوں جو آپ سے محبت کرتے ہیں اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت سے قریب کردے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس یہ دعا برحق ہے یعنی بہت قیمتی ہے، پس اس کو پڑھو، پھر اس کو سکھلاؤ“۔

تشریح: امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاریؒ سے پوچھا انہوں نے کہا یہ صحیح ہے اور فرمایا کہ یہ ولید بن مسلم عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے زیادہ اصح ہے اور یہی حدیث خالد بن اللجلاج، عبدالرحمن بن عائش حضرمی نے جو آپ ﷺ سے حدیث بیان کی اس حدیث کے متعلق کہا کہ یہ غیر محفوظ ہے۔ اسی طرح ولید نے اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے عن عبدالرحمن بن عائش قال سمعت رسول اللہ ﷺ اور بشر بن بکر نے یہ حدیث عبدالرحمن بن یزید بن جابر کی سند سے روایت کی اور اس سند سے بھی عن عبدالرحمن بن عائش عن النبی ﷺ جبکہ عبدالرحمن

بن عایش کا سماع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور یہی اصح ہے۔

سند پر کلام: اس حدیث کی تین اسناد ہیں۔

(۱) زید بن سلام روایت کرتے ہیں ابو سلام سے وہ عبدالرحمن بن عایش حضرمی سے وہ مالک بن یخامر سکسکی سے وہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام بخاریؒ نے اس کی سند کی تصحیح کی ہے اور امام ترمذیؒ نے اسی سند سے حدیث لکھی ہے۔

(۲) ولید بن مسلم روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے وہ خالد بن لجلاج سے وہ عبدالرحمن بن عائش حضرمی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امام بخاریؒ نے اس سند کو غیر محفوظ کہا ہے۔

(۳) بشر بن بکر روایت کرتے ہیں عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے وہ عبدالرحمن بن عائش سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی سند میں خالد کا واسطہ نہیں ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ سند دوسری سند سے اصح ہے مگر یہ روایت مرسل ہے کیونکہ عبدالرحمن بن عائش صحابی رسول نہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الزُّمَرِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُومَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ الْأَمْرَ إِذًا لَشَدِيدٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، محمد بن عمرو، علقمۃ، یحیی بن عبدالرحمن بن حاطب، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب (پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں آپس میں جھگڑو گے۔) نازل ہوئی تو میں نے پوچھا کہ کیا دنیا میں جھگڑنے کے بعد دوبارہ آخرت میں بھی ہم لوگ جھگڑیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! زبیر کہنے لگے پھر تو یہ کام بہت مشکل ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ زمر آیت ۳۰، ۳۱ ''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ'' بلاشبہ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم سب اپنے رب کے سامنے پیش پیش کیے جاؤ گے۔

فراء اور کسائی کی تحقیق یہ ہے کہ میت تشدید کے ساتھ اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ مرنے والا ہو ابھی مرا نہ ہو اور میت بغیر تشدید کے اس کو کہتے ہیں جس کی جان نکل چکی ہو اس لئے میت اور میتون تشدید کے ساتھ فرمایا ''ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ''

آیت کے شان نزول میں امام بغویؒ نے بہت ساری روایتیں جمع کی ہیں ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ آخرت کے دن مظلوم کے مقدمات کو سنا جائے گا اور اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ ہر حق دار کو اسکا حق دلایا جائے گا اس وقت کفار سے جنھوں نے مسلمانوں کو ستایا ہوگا ان سے بھی بدلہ دیا جائے گا اس لئے وہ دن ان ظالموں کے حق میں بہت ہی سخت دن ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَلَا يُبَالِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

عبد بن حمید، حبان بن ہلال وسلیمان بن حرب وحجاج بن منہال، حماد بن سلمہ، ثابت، شہر بن حوشب، حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ الآية) کہہ دو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ سب کو بخش دے گا) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ثابت کی روایت سے جانتے ہیں، وہ شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ زمر آیت ۵۳ میں ہے "قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا" یعنی کفر ومعاصی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو حد سے بڑھ کر مجرم بنا دیا۔ امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ اسراف سے مراد کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔

لَا تَقْنَطُوا: اگر تم ایمان لے آئے اور توبہ کر لی تو اللہ کی مہربانی اور مغفرت سے ناامید نہ ہو۔ "مغفرت کے لئے ایمان کی شرط باتفاق علماء ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خود اس کی صراحت کر دی اور فرمایا دیا ہے "إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ" آیت مندرجہ بالا کے شان نزول کے بیان میں جو روایات آئی ہیں ان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

جَمِيعًا: یعنی شرک سے توبہ کر لو گے اور اللہ کی وحدانیت کو مان لو گے تو اللہ چھوٹے بڑے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ حضرت عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پچھلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔

اس آیت کے شان نزول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کچھ کافر ومشرک ایسے بھی تھے جنہوں نے کثرت سے قتل اور زنا کا ارتکاب کیا تھا یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ ہے تو بہت اچھا مگر فکر یہ ہے کہ جب ہم اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر چکے اب اگر مسلمان بھی ہو گئے تو کیا ہماری توبہ قبول ہو سکے گی اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ

محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید، سفیان، منصور وسلیمان اعمش، ابراہیم، عبیدۃ، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور دیگر مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھانے کے

عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بعد کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ زمر آیت ۶۷ میں ہے "وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اس آیت کا ایک شان نزول امام ترمذیؒ نے اس حدیث میں بیان کیا ہے اس آیت کے بہت سارے شان نزول بیان فرمائے گئے ہیں۔

امام مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا کہاں ہیں زبردست طاقتوں والے، کہاں ہیں غرور کرنے والے؟

حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اپنی مٹھی میں سمیٹ کر فرمائے گا میں ہوں اللہ، میں ہوں رحمان، میں ہوں بادشاہ، میں تمام عیوب سے پاک ہوں، میں امن دینے والا ہوں، میں نگران ہوں، میں غالب ہوں، میں بہت بڑی طاقت والا ہوں، میں بڑائی والا ہوں، میں نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھی اور میں ہی اس کا اعادہ کر رہا ہوں (آج) بادشاہ کہاں ہیں (اور) بڑی طاقتوں والے کہاں ہیں؟

قاضی عیاض نے کہا کہ قبض، طی اور اخذ تینوں کا معنی ہے اکٹھا کرنا، زمین بچھی ہوئی ہے پھر ان الفاظ کا معنی ہوگا اٹھانا، ہٹانا، بدل ڈالنا قرطبی نے کہا کہ طی سے مراد ہے فنا کر دینا۔

ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے (پہلے مخلوق کی) گنتی کی اور آسمان و زمین و ملائکہ کی تخلیق پر غور کیا جب اس سے فراغت ہوگئی تو اللہ کا اندازہ کرنے لگے اس پر آیت "وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ" نازل ہوئی۔

ابن المنذرؒ نے بروایت ربیع بن انس بیان کیا ہے کہ جب آیت "وسع كرسيه السموات والارض" نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب یہ کرسی ایسی ہے تو عرش کی کیا کیفیت ہوگی؟ اس پر آیت "وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ" نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بندار، یحییٰ بن سعید سے وہ فضیل بن عیاض سے وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ عبیدہ سے اور وہ عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تعجب اور تصدیق کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ

عبداللہ بن عبدالرحمن، محمد بن صلت، ابوکدینۃ، عطاء بن سائب، ابوالضحی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی

يَهُودِيٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُودِيُّ حَدِّثْنَا فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِذَا وَضَعَ اللهُ السَّمٰوَاتِ عَلَى ذِهْ وَالْأَرَضِينَ عَلَى ذِهْ وَالْمَاءَ عَلَى ذِهْ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى ذِهْ وَأَشَارَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ بِخِنْصَرِهِ أَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتَّى بَلَغَ الْإِبْهَامَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو كُدَيْنَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيلَ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُجَاعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ

کے پاس سے گذرے تو اس سے کہا اے یہودی! کوئی بات کرو، اس نے کہا اے ابوقاسم! آپ کیسے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس (انگلی) پر زمین کو اس پر پانی کو اس پر پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس (انگلی) پر رکھتا ہے اور محمد بن صلت ابوجعفر نے پہلے اپنی چھنگلیا سے بالترتیب اشارہ کیا یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ) الزمر: 67)۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوکدینہ کا نام یحیی بن مہلب ہے۔ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ حدیث حسن بن شجاع سے محمد بن صلت کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے سنا۔

تشریح: فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا: ایک یہودی نے اللہ پاک کی قدرت کے بارے میں مذکورہ کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعجب اور تصدیق کی وجہ سے ہنسے اس کی شارحین نے چند وجوہات لکھی ہیں۔

(۱) علامہ خطابیؒ، قرطبیؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہنسنا اس یہودی کے برے عقیدے پر بطور انکار کے تھا اس کی تصدیق کے لئے نہیں تھا کیونکہ یہود اللہ کے لئے جسم اور اعضاء ثابت کرتے ہیں اور یہاں اس کلام میں بھی اس یہودی نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے انگلی کو ثابت کیا جبکہ اللہ تعالیٰ جسم سے منزہ اور پاک ہیں۔

لیکن یہ توجیہ درست نہیں کیونکہ صحیح مسلم شریف میں ایک روایت ہے ''ان قلوب بنی آدم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمن کقلب واحد یصرفه کیف یشاء'' اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے انگلیوں کو ثابت کیا گیا ہے بہر حال اس یہودی کی تردید کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کا اظہار فرمایا تھا تصدیق کے لئے نہیں فرمایا تھا درست کرلیں۔

(۲) صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس یہودی کا کلام سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے کہ یہ بھی اللہ جل شانہ کی قدرت کی تصدیق بھی کررہا ہے لیکن اس طرح کا علم اور عقیدہ رکھنے کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وماقدروا اللّٰہ حق قدرہ'' کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ومنزلت اور عظمت کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کس طرح آرام کروں جب کہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ لگایا ہے۔ وہ اپنی پیشانی جھکائے اور کان لگائے انتظار کررہا ہے کہ کب اسے پھونکنے کا حکم

الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُونَ فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ قُولُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

دیا جائے اور وہ پھونکے گا۔ مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں (اس وقت)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو (یعنی ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہترین وکیل ہے، ہم اپنے رب اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں)۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ

احمد بن منیع، اسماعیل بن ابراہیم، سلیمان تیمی، اسلم عجلی، بشر بن شغاف، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ! صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلیمان تیمی کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۂ زمر آیت ۶۸ میں ہے" ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللّٰہ" اور قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو فوراً تمام آسمان والے اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے گا۔ اس آیت کی مزید تفسیر آگے حدیث کے ذیل میں آئے گی۔

ونفخ: جب پہلی بار صور میں پھونک ماری جائے گی۔ فصعق: آسمان و زمین والے سب بے ہوش ہو جائیں گے یعنی مر جائیں گے۔ الا من شاء اللّٰہ: بے ہوشی کی حالت سے کون مستثنیٰ ہوگا اس کی وضاحت بھی آگے حدیث کے ذیل میں آئے گی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ما الصور کہ صور کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک سینگ ہے جس کے اندر پھونکا جائے گا۔ اس حدیث کی وضاحت "ابواب صفة القیامة، باب ما جاء فی الصور" کی پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهُ قَالَ تَقُولُ هٰذَا وَفِينَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُفِخَ فِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے بازار میں ایک یہودی نے کہا اس اللہ کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں میں پسند کر لیا۔ اس پر ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا اور کہا کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ بات کہتے ہو (پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو

الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کچھ آسمانوں اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ چاہے گا۔ پھر وہ دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو یکا یک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔) اس موقع پر سب سے پہلے سر اٹھانے والا میں ہوں گا اور اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ مجھے علم نہیں کہ انہوں نے مجھ سے پہلے سر اٹھایا یا وہ ان میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں اس نے جھوٹ بولا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ''الا من شاء اللّٰہ'' کا مصداق بیان کیا ہے کہ اس کا مصداق کون ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں پھر سوال ہوگا۔

سوال: اس حدیث مبارکہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہوش میں آ جائیں یا ان پر بے ہوشی طاری ہی نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت حاصل ہے۔

جواب اول: اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فضیلت کا علم نہیں دیا گیا تھا۔ **جواب ثانی:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اوپر موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت بخشنا کسر نفسی اور عاجزی پر محمول ہے

جواب ثالث: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ جزوی فضیلت ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی فضیلت کے منافی نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر حق تعالیٰ کی ذات کے دیدار کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں اپنی تجلی اس پہاڑ پر ڈالوں گا اگر وہ برداشت کر لے تو پھر رؤیت کی خواہش کرنا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے تجلی ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اس موقع پر بے ہوشی سے مستثنیٰ ہو جائینگے یعنی ہو سکتا ہے کہ انکی اس بے ہوشی کو قیامت کی اس بے ہوشی کے حساب میں شمار کر لیا جائے۔

سوال: اس آیت مبارکہ میں صعقہ سے کیا مراد ہے اگر اس سے یہ مراد ہو کہ سب لوگ بے ہوش کر مر جائیں گے تو اس وقت جو زندہ ہوئے وہ مر جائیں گے لیکن جو اس صور سے پہلے مر چکے ہیں ان کا دوبارہ مرنا تو ناممکن ہے پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی پہلے مر چکے ہیں تو پھر دوبارہ کیسے مریں گے لہٰذا یہ کہنا کہ وہ قیامت کے دن بے ہوشی سے مستثنیٰ ہوں گے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟

شارحین نے اس کے متعلق مختلف جوابات دیئے ہیں۔

جواب اول: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام چونکہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس لئے جب بے ہوشی کا صور پھونکا جائے گا تو عام لوگ اس سے مر جائیں گے اور انبیاء علیہم السلام پر صرف بے ہوشی طاری ہوگی پھر جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو جو مر چکے ہوں گے وہ زندہ ہو جائیں گے اور جن پر بے ہوشی طاری ہوئی ہوگی تو وہ ہوش میں آ جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے

پہلے ہوش میں آئیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے کہ انہوں نے عرش کا پایا پکڑا ہوا ہوگا۔

جواب ثانی: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ پہلے جب صور پھونکا جائے گا تو اس سے تمام لوگ بے ہوش ہو کر مر جائیں گے اور جو پہلے مر چکے ہوں گے تو ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب ہوش میں آ جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیکھیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہوئے ہیں تو سوچ میں پڑ جائیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھ سے پہلے ہوش آ گیا یا یہ کہ انہیں بے ہوش ہی نہیں کیا گیا۔

جواب ثالث: قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ اس سے وہ بے ہوشی مراد نہیں جو پہلے نفخہ کے بعد سب کو پہنچے گی بلکہ اس سے وہ بے ہوشی مراد ہے جو دوبارہ زندہ ہونے کے بعد میدان حشر میں پیش آئے گی جس سے سب لوگ بے ہوش کر گر پڑیں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوش میں آئیں گے اور دیکھیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد ہوگا کہ معلوم نہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہو گیا یا انہیں بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

وَمَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ: یہ عبارت دو احتمال رکھتی ہے: (۱) کوئی شخص مجھ کو یونس بن متی سے افضل و بہتر نہ کہے یہ بھی آپ نے کسر نفسی کے طور پر ارشاد فرمایا (۲) کوئی شخص خود اپنے بارے میں یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں کیونکہ بڑے سے بڑا ولی بھی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ **متی:** "متی" حضرت یونس علیہ السلام کے والد صاحب کا نام تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ متی ان کی والدہ صاحبہ کا نام تھا۔ **فقد کذب:** اگر اس کا دوسرا احتمال مراد لیا جائے تو یہاں کذب بمعنی کفر ہوگا یعنی اس طرح کی بات کہنے والا شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا لہٰذا جو شخص اپنے آپ کو کسی بھی نبی سے افضل قرار دے وہ کفر میں داخل ہو جائے گا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ أَنَّ الْأَغَرَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

محمود بن غیلان، عبدالرزاق، ثوری، ابواسحاق، اغر، حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ (جنت میں) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے زندگی ہے تم کبھی نہیں مرو گے تمہارے لئے تندرستی ہے تم کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تمہارے لئے جوانی ہے تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لئے نعمتیں ہیں تم کبھی تکلیف نہ پاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے (اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے بدلے وارث ہوئے)۔ ابن مبارک وغیرہ یہ حدیث ثوری سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ زمر آیت ۷۴ میں ہے "وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ

حیث نشاء " اور وہ کہیں گے اللہ کیلئے تعریف ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پھر جب تمام مؤمنین جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کو نعمتیں ملیں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی کے دل و دماغ میں اس کا تصور آیا ہوگا تو بے ساختہ کہیں گے الحمد للہ۔ اس آیت کی بقیہ تفسیر اس حدیث سے واضح ہو جاتی ہے۔

نوٹ: امام ترمذیؒ کو یہ حدیث سورۃ الزخرف میں لانی چاہیے تھی یہاں پر ذکر کرنا امام ترمذیؒ کا تسامح ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرِي مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا قَالَ أَجَلْ وَاللهِ مَا تَدْرِي حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ قَالَتْ قُلْتُ فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

سوید بن نصر، عبداللہ بن مبارک، عنبسہ بن سعید، حبیب بن عمرۃ، مجاہد، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جانتے ہو جہنم کتنی وسیع ہے؟ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اللہ کی قسم! تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ الآية " کے بارے میں پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے پل پر ہوں گے۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ زمر آیت ۶۷ میں ہے "وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحٰنَهُ وَ تَعٰالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ " قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ **قبضته:** سے مراد ایک بار قبض کرنا ہے نیز اس سے مراد ہے وہ چیز جو مٹھی میں بند ہو یا مضاف محذوف ہے یعنی اس کے قبضہ والی چیزیں۔

یہ آیت متشابہات میں سے ہے جس کی حقیقی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس سے مقصود اللہ کی عظمت عالیہ اور قدرت کاملہ پر تنبیہ کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ وہ عظیم الشان کام جہاں انسانی فہم حیرت میں پڑ جاتی ہے اللہ کے لئے آسان ہے اس کی قدرت سے باہر نہیں اور اس سارے جہاں کی توڑ پھوڑ اللہ کے لئے دشوار نہیں۔

علماء بُلغاء کہتے ہیں کہ یہ کلام بطور تمثیل و تخییل ہے نہ حقیقی معنی مراد ہے نہ ہی مجازی۔

اس عبارت میں کچھ بے ربطی سی معلوم ہو رہی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس سوال "فاین الناس یومئذٍ " یہ " والارض جمیعًا قبضته " کے بارے میں ہے۔ یہ عبارت کچھ بے ربط سی معلوم ہو رہی ہے اس لئے ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ اس سوال سے پہلے کچھ مزید کلام بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا ہے جسے راوی نے یہاں ذکر نہیں کیا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوم تبدل الارض غیر الارض سے متعلق سوال کیا ہو جسے راوی نے یہاں ذکر نہیں کیا لیکن سورۃ ابراہیم کی اس آیت ''یوم تبدل الارض'' کی تفسیر میں اس سوال کا ذکر ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِ

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دعا ہی تو عبادت ہے، پھر یہ آیت پڑھی (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ) غافر:67) (اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مؤمن آیت ۶۰ میں ہے ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ'' اس آیت میں ادعونی میں دعا سے مراد عبادت ہے یعنی میری ہی عبادت کرو کسی اور کی پوجا نہ کرو عبادت کی جگہ چونکہ دعا کا صیغہ استعمال کیا اس لئے ثواب کے صیغہ کی جگہ استجب فرمایا۔ دعا سے عبادت اور استجابت سے عطاء ثواب مراد ہونے کا قرینہ آئندہ آیت میں عن عبادتی کا لفظ ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ دعا اور عبادت دونوں سے مراد سوال ہے ہر ضرورت کی چیز اللہ ہی سے مانگنا کسی دوسرے کی طرف رخ نہ کرنا کمال عبودیت ہے اور اللہ کی بے نیازی اور اپنے محتاج ہونے کا اظہار ہے۔

اس حدیث کے ضمن میں چند دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) بعض دعائیں فرض ہیں جیسے نماز کے اندر سورۃ فاتحہ میں دعا ''اهدنا الصراط المستقيم'' پڑھا جاتا ہے۔

(۲) بعض دعائیں سنت مؤکدہ ہوتی ہیں جیسے آخری قعدہ کے اخیر میں یا حج کے مقامات میں دعائیں مسنون ہیں۔

(۳) بعض دعائیں حرام یا مکروہ ہوتی ہیں جیسے صرف لذت دنیا کا سوال یا ایسے کام کے لئے دعا کرنا جو گناہ کا ہو۔

(۴) بعض دعائیں استحباب کے درجہ میں ہیں مثلاً بندہ جس چیز کا محتاج ہے اس کی درخواست اللہ سے کرنی اور ہر شر سے اس کی پناہ مانگنا اس کا استحبابی حکم ہے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین دعائیں مقبول ہوتی ہیں جن کے قبول

ہونے میں کوئی شک نہیں۔ باپ کی دعا، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی (۱) روزہ دار کی دعا افطار کے وقت (۲) امام عادل کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔ مظلوم کی بددعا بادلوں سے اوپر اٹھالی جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو۔

وَمِنْ سُوْرَةِ السَّجْدَةِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ اخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ فَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، منصور، مجاہد، ابو معمر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمیوں میں جھگڑا ہوگیا۔ دو قریشی اور ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی تھا۔ قریشی موٹے اور کم سمجھ تھے۔ (ان تینوں) میں سے ایک نے کہا تم لوگوں کا خیال ہے کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے؟ دوسرا کہنے لگا اگر زور سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بھی سنتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ) فصلت: 22) (اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ کرتے تھے، لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو، اس میں بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ قُرَشِيٌّ وَخَتَنَاهُ ثَقَفِيَّانِ أَوْ ثَقَفِيٌّ وَخَتَنَاهُ قُرَشِيَّانِ فَتَكَلَّمُوا بِكَلَامٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هٰذَا فَقَالَ الْآخَرُ إِنَّا إِذَا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا

حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا کہ تین آدمی آئے جن کے پیٹ زیادہ چربی والے اور دل کم سمجھ والے تھے۔ ایک قریشی اور دو اس کے داماد ثقفی تھے یا ایک ثقفی اور دو اس کے داماد تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں کچھ بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا۔ پھر ایک کہنے لگا اگر ہم اپنی آواز بلند کریں تو سنتا ہے اور اگر پست کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرا کہنے لگا کہ اگر وہ تھوڑا سن سکتا ہے تو پورا سن سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں

سَمِعَهُ وَإِذَا لَمْ نَرْفَعْ أَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ فَقَالَ الْآخَرُ إِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ إِلَى قَوْلِهِ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ نَحْوَهُ

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی؟ (اور تم خود کو اس بات سے نہیں چھپا سکتے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں بلکہ تم اس خیال میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب کے بارے میں باندھا تھا تم کو غارت کیا پس تم ابدی خسارے میں پڑ گئے) یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو محمود بن غیلان نے وکیع سے انہوں نے سفیان انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے وہب بن ربیعہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

تشریح: سورۃ سجدہ آیت ۲۲ میں ہے "وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدٰكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ" سدی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جلود سے مراد شرمگاہیں ہیں۔ حضرت مقاتل کے نزدیک جلود سے مراد ہاتھ پاؤں ہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں امام ترمذیؒ نے دو احادیث نقل کی ہیں۔

قليل فقه قلوبهم ، كثير شحم بطونهم: اس جملہ کی ترکیب میں دو احتمال ہیں۔

(۱) قلیل خبر مقدم اور فقہ قلوبھم مبتدا موخر ہے۔ ایسے ہی کثیر خبر مقدم اور شحم بطونھم مبتدا موخر ہے۔

(۲) قلیل فقہ مبتدا، قلوبھم خبر ایسے ہی کثیر شحم مبتدا اور بطونھم خبر ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا قَالَ قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ أَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنْ اسْتَقَامَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ رَوَى عَفَّانُ عَنْ

ابوحفص عمرو بن علی جلاس، ابوقتیبہ سلم بن قتیبہ، سہیل بن ابی حزم قطعی، ثابت بنانی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا) الاحقاف: 13) (بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے) اور فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر منکر ہو گئے۔ چنانچہ جو شخص اس پر مراد وہ قائم رہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ عفان بن عمرو بن علی سے صرف ایک

عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا

حدیث کی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ حم سجدہ آیت ۳۰ میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" الایۃ ۔اس آیت میں استقامت سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) استقامت سے مراد اعتدال ہے کہ کسی طور پر حق سے منحرف نہ ہونا، نہ ہی کج روی اختیار کرنا، اعتقاد میں، نہ اخلاق میں، نہ اعمال میں۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے استقامت کا پوچھا تو فرمایا کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ قرار دو۔

(۳) حضرت عثمانؓ بن عفان نے استقامت کا ترجمہ کیا کہ خالص اللہ کے لئے عمل کرنا۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت کا معنی ہے پھر انہوں نے فرائض ادا کئے۔

(۵) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا پھر وہ ادا فرائض پر قائم رہے۔

(۶) حسن نے کہا پھر وہ امر الٰہی پر قائم رہے، اللہ کی اطاعت کرتے رہے۔

(۷) مجاہدؒ اور عکرمہ نے کہا کہ اللہ سے ملنے کے وقت یعنی مرتے دم تک لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پر قائم رہے۔

(۸) مقاتل نے کہا معرفت پر قائم رہے پھر نہیں پھرے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الشُّوْرٰى

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَعَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

طاؤس کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ (قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) الشوری:23) (کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے)۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اہل قرابت سے مراد آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانے لگے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ عرب کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ ہو۔ چنانچہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں تم لوگوں سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ ہاں البتہ تم لوگ اس قرابت کی وجہ سے جو میرے تمہارے درمیان ہے (آپس میں) حسن سلوک کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

تشریح: سورۃ شوریٰ آیت ۲۳ میں ہے "قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" حضرت ابن عباسؓ سے المودۃ فی القربیٰ کا مطلب پوچھا گیا تو سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ القربیٰ سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم

نے جواب دینے میں جلدی کی بات دراصل یہ تھی کہ ہر بطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ قرابت تھا اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کوئی معاوضہ تبلیغ نہیں چاہتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابتداری ہے اس کو جوڑے رکھو۔

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ: اس کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

اول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مودت فی القربی سے مراد یہ ہے کہ تم میری قرابت کا لحاظ کرو مجھ سے مودت کرو اور میرے رشتہ قرابت کو جوڑے رکھو۔

ثانی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ تم اللہ سے محبت کرو اور اطاعت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو۔

ثالث: حسن کا قول ہے کہ قربیٰ سے مراد قرب خدا مراد ہے۔

رابع: بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے قرابتداروں سے اور میری اولاد سے تم محبت کرو اور ان کے معاملہ میں میرا لحاظ کرو۔

خامس: بعض علماء کے نزدیک القربیٰ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن کے لئے زکوۃ لینی ناجائز تھی یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب۔

سادس: بعض نے کہا کہ حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل مراد ہے انہی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر رہا ہوں۔ اول: کتاب جس کے اندر ہدایت اور نور ہے اس کو لو اور مضبوطی سے پکڑے رہو۔ دوم: میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تم کو اللہ کی یاد دہانی کراتا ہوں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَازِعِ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ بَنِي مُرَّةَ قَالَ قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهِ لَمُعْتَبَرًا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى قَالَ وَإِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَإِذَا هُوَ فِي قُشَاشٍ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَأَيْتُكَ وَأَنْتَ تَمُرُّ بِنَا تُمْسِكُ بِأَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَأَنْتَ فِي حَالِكَ هَذَا الْيَوْمَ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَبَّادٍ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ قُلْتُ هَاتِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ

قبیلہ بنو مرہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو مجھے بلال بن ابو بردہ کے حال کے متعلق بتایا گیا کہ میں نے کہا کہ اس میں عبرت ہے میں ان کے پاس گیا وہ اپنے اسی گھر میں قید تھے جو انہوں نے بنوایا تھا۔ اذیتیں پہنچانے اور مار پیٹ کی وجہ سے ان کی شکل وصورت بدل گئی تھی اور ان کے بدن پر ایک پرانا چیتھڑا (کپڑا) تھا۔ میں نے کہا الحمد للہ اے بلال! میں نے تمہیں دیکھا کہ تم ہمارے پاس سے گذرا کرتے تھے اور آج اس حال میں ہو؟ کہنے لگے تم کون ہو؟ میں نے کہا ابن عباد ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ بلال نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں شاید اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نفع پہنچائیں؟ میں نے کہا سنائیے، انہوں نے فرمایا ابو بردہ اپنے والد موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو کوئی تکلیف یا چوٹ اس کے گناہوں کی وجہ سے

عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللهُ عَنْهُ أَكْثَرُ قَالَ وَقَرَأَ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

پہنچتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور جو (گناہ) اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (اور جو تم پر مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کردیتا ہے۔)۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ شوریٰ آیت ۳۰ میں ہے "وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ" اس آیت کا ایک شان نزول اسی حدیث سے ثابت ہے۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی لکڑی کی چبھن اور کسی قدم کی لغزش اور کسی رگ کی پھڑک بغیر گناہ کے نہیں ہوتی اور بہت سے گناہ تو وہ ہوتے ہیں جن سے اللہ درگزر فرماتا ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ زُخْرُف

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ حَزَوَّرُ

عبد بن حمید، محمد بن بشر عبدی ویعلی بن عبید، حجاج بن دینار، ابوغالب، حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہوجاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ) (اور کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ ذکر آپ سے جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ تو جھگڑالو ہی ہیں۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حجاج بن دینار کی روایت سے جانتے ہیں اور حجاج ثقہ اور مقارب الحدیث ہیں۔ نیز ابوغالب کا نام حزرو ہے۔

تشریح: سورۃ زخرف آیت ۵۸ میں ہے "مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ" ان لوگوں نے جو مضمون بیان کیا ہے وہ محض جھگڑے کی وجہ سے ہے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

اول: امام احمدؒ نے صحیح سند سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے فرمایا تھا اللہ کے سوا جس کسی کی پوجا کی جاتی ہے اس میں کوئی خیر نہیں۔ قریش نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اور عبد صالح تھے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ثانی: قرآن پاک کی جب یہ آیت نازل ہوئی ''انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم'' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عبد بن زبعری نے کہا جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے کہ اس آیت کا جواب میرے پاس موجود ہے وہ یہ کہ نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کی تو کیا یہ دونوں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے؟ یہ بات سن کر قریش کے مشرکین بہت خوش ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

کفار کے اعتراض کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ اللہ کے سوا جس جس چیز کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے وہ جہنم کا ایندھن بنیں گی یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ ان معبودان باطلہ میں خیر نہیں اس سے وہ معبود مراد تھے جو بے جان ہوں جیسے پتھر کے بت یا جاندار ہوں مگر جو معبودان باطلہ خود اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوں یا اپنی عبادت کو پسند کرتے ہوں جیسے شیاطین، فرعون، نمرود وغیرہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان معبودان باطلہ میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں جبکہ انہوں نے کبھی کسی موقع پر اپنی عبادت کو پسند نہیں کیا لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو عبادت ہوئی وہ اللہ کی مرضی کے خلاف تھی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بھی خلاف تھی۔ اس لئے اس آیت سے شرک کے صحیح ہونے پر استدلال کرنا کسی بھی طرح درست نہیں۔ بہر حال آیت میں ما تعبدون کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الدُّخَانِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ سَمِعَا أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ إِنَّ قَاصًّا يَقُصُّ يَقُولُ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ الدُّخَانُ فَيَأْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ قَالَ فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ إِذَا سُئِلَ أَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهِ قَالَ مَنْصُورٌ فَلْيُخْبِرْ بِهِ وَإِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ

مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک واعظ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے قریب زمین میں سے ایسا دھواں نکلے گا کہ اس سے کافروں کے کان بند ہو جائیں گے اور مومنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ مسروق کہتے ہیں کہ اس پر عبداللہؓ غصے ہو گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے (پہلے تکیہ لگائے بیٹھے تھے) اور فرمایا اگر کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کا اس کے پاس علم ہو تو بیان کرے یا فرمایا بتا دے اور اگر نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ اللہ جانتا ہے۔ یہ بھی انسان کا علم ہے کہ جو چیز نہیں جانتا اس کے بارے میں کہے کہ واللہ اعلم، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ کہہ دیجئے میں تم لوگوں سے اجرت نہیں مانگتا اور میں اپنے پاس سے بات بنانے

عِلْمِ الرَّجُلِ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَأَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ أَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ قَالَ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ قَالَ فَهٰذَا لِقَوْلِهِ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ مَنْصُورٌ هٰذَا لِقَوْلِهِ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ قَدْ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ و قَالَ أَحَدُهُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ الرُّومُ قَالَ أَبُو عِيسَى اللِّزَامُ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

والا نہیں ہوں۔ اس دھوئیں کی حقیقت یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ قریش نافرمانی پر تل چکے ہیں تو دعا کی یا اللہ ان پر یوسف کے زمانے کی طرح سات سال کا قحط نازل فرما۔ چنانچہ قحط آیا اور سب چیزیں ختم ہوگئی، یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مردار کھانے لگے۔ اعمش یا منصور کہتے ہیں کہ ہڈیاں بھی کھانے لگے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ پھر زمین میں سے ایک دھواں نکلنے لگا، راوی کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی کہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے (سواس دن کا انتظار کیجئے کہ آسمان دھواں ظاہر لائے، جو لوگوں کو ڈھانپ لے۔ یہی دردناک عذاب ہے۔) منصور کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ دعا کریں گے (اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب دور کردے بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔) کیوں کہ قیامت کا عذاب تو دور نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی یہ آیت بھی عبداللہ کے قول کی تائید کرتی ہے) عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بطشہ لزام اور دخان کے عذاب گزر چکے ہیں۔ اعمش یا منصور کہتے ہیں چاند کا پھٹنا بھی گزر گیا۔ اور پھر ان دونوں میں سے ایک یہ بھی کہتے ہیں کہ روم کا مغلوب ہونا بھی گزر گیا، امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ لزام سے مراد جنگ بدر کے موقع پر جو لوگ قتل ہوئے ہیں وہ ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ دخان آیت ۱۰ تا ۱۵ کی تفسیر ان احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں دخان سے کیا مراد ہے؟

قول اول: حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حسن کا قول ہے کہ یہ دھواں قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہوگا یہ پوری فضا میں پھیل جائے گا۔

بعض مفسرین نے کہا کہ اس دخان سے وہ گرد وغبار مراد ہے جو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دھواں کیسا ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے "يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ" تلاوت فرمائی پھر فرمایا مشرق سے مغرب تک فضا کو دھواں بھر دے گا اور چالیس شب و روز قائم رہے گا مؤمن پر اس کا اثر صرف اتنا ہوگا جیسے زکام ہوتا ہے اور کافر اس کے اثر سے ایسا ہو جائے گا جیسے نشہ سے مدہوش آدمی ہوتا ہے دھواں اس کی ناک کے دونوں نتھنوں، کانوں کے سوراخوں سے داخل ہوگا اور منہ سے نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دخان کی پیشین گوئی واقع ہو چکی ہے اس سے مکہ مکرمہ کا قحط مراد ہے کہ جب اس قحط میں لوگ آسمان کو دیکھتے تھے تو دھواں سا نظر آتا تھا یہ آپ ﷺ کی بد دعا سے ان پر مسلط ہوا تھا وہ اس قدر شدید تھا کہ وہ لوگ بھوک سے مرنے لگے، مردار جانور تک کھانے لگے، آسمان پر بارش اور بادل کی بجائے ان کو دھواں نظر آتا تھا۔

امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں لزام (بدر کے دن) روم والوں کی پکڑ، چاند کا شق ہونا، بھوک کی وجہ سے دھواں دکھائی دینا۔

اس سے مراد بدر کا دن ہے کہ اس میں بہت سارے کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے بعض نے کہا کہ لزام سے مراد قحط ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر لزام سے یوم بدر لیا جائے تو پھر لزام اور بطشہ کے ایک ہی معنی ہو جائیں گے۔ حسن کہتے ہیں کہ لزام سے قیامت کے دن کا وبال اور عذاب ہے اور بعض نے اس سے موت مراد لی ہے۔

آیت ۱۵ میں ایک اشکال ہے ''انا کاشفوا العذاب قلیلاً انکم عائدون'' ہم چند دن اس عذاب کو ہٹالیں گے تم پھر اپنی حالت پر لوٹ آؤ گے۔

جبکہ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے دن کفار سے کوئی عذاب نہیں ہٹایا جائے گا جبکہ یہاں چند روز کے لئے عذاب ہٹائے جانے کا ذکر کیسے درست ہوگا؟

جواب: تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم تمہارے کہنے کے مطابق چند دن کیلئے عذاب ہٹا دیں اور پھر تمہیں دنیا میں لوٹا دیں تو تم پھر وہی کفر و انکار کرنے لگو گے۔

یوم نبطش البطشة الکبریٰ: اس میں بطشہ سے مراد آخرت کی پکڑ ہے اور ابن مسعودؓ کے نزدیک بڑی پکڑ سے معرکہ بدر مراد ہے اس میں ان کفار کو بہت نقصان ہوا ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔

قَالَ أَحَدُهُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ: تین چیزوں کے بارے میں اعمش اور منصور کا تو اتفاق ہے بطشہ، دخان، لزام لیکن چوتھی چیز کے بارے میں ان میں اختلاف ہے ایک کے نزدیک چوتھی چیز قمر ہے اور دوسرے حضرات کے نزدیک الروم ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَكَيَا عَلَيْهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مومن کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کے نیک عمل اوپر چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو دونوں اس کی موت پر روتے ہیں۔ چنانچہ کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ) الدخان: 29) (نہ آسمان رویا، نہ زمین اور نہ ان کو مہلت دی گئی) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو

الْوَجْهِ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ

صرف اسی سند سے مرفوعاً جانتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی حدیث میں ضعیف ہیں۔

تشریح: سورۃ دخان آیت ۲۹ میں "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ" پس ان پر نہ تو آسمان وزمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت دی گی۔ یعنی ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین روئی۔ زمین وآسمان کے نہ رونے سے مجازاً یہ مراد ہے کہ نہ ان کی زندگی کوئی اہمیت رکھتی تھی نہ ان کے مرنے کی کسی کو پرواہ تھی۔

بعض مفسرینؒ نے کہا کہ نہ رونے سے مراد حقیقی معنی ہے کیونکہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جب مؤمن مرتا ہے تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ ایک شان نزول حدیث الباب میں مذکور ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث الباب ضعیف ہے کیونکہ اس میں دو راوی موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں ضعیف ہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَحْقَافِ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا أُرِيدَ عُثْمَانُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي نُصْرَتِكَ قَالَ اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلٌ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ نَزَلَتْ فِيَّ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وَنَزَلَتْ فِيَّ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّ لِلَّهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے بھتیجے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل کا ارداہ کیا تو عبداللہ بن سلامؓ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ عبداللہ کہنے لگے آپ کی مدد کے لیے۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ آپ جائیں اور لوگوں کو مجھ سے دور رکھیں کیونکہ آپ کا باہر رہنا میرے لئے اندر رہنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ عبداللہ بن سلام باہر نکلے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ لوگو زمانہ جاہلیت میں میرا یہ نام تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا اور میرے بارے میں کئی آیات نازل ہوئیں چنانچہ (اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان بھی لے آیا اور تم اکڑے ہی رہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔) اور یہ دونوں آیتیں میرے بارے میں ہی نازل ہوئیں۔ (اور جان لو) کہ تم سے اللہ کی ایک تلوار چھپی ہوئی ہے اور فرشتے تمہارے اس شہر میں جس میں تمہارے نبی رہے پڑوسی ہیں۔ لہٰذا تم لوگ اس شخص (عثمانؓ) کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگوں

نَبِيُّكُمْ فَاللهَ اللهَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَوَاللهِ إِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدِنَّ جِيرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَقَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ

نے اسے قتل کر دیا تو فرشتے تمہارا پڑوس چھوڑ دیں گے، اور تم لوگوں پر اللہ کی وہ تلوار نکل آئے گی جو چھپی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر لوگ کہنے لگے کہ اس یہودی (عبداللہ بن سلامؓ) اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو شعیب بن صفوان، عبدالملک بن عمیر سے وہ ابن محمد بن عبداللہ بن سلام سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن سلام سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ الاحقاف آیت ۱۰ میں ہے ''وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ'' اور بنی اسرائیل میں کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر اس پر ایمان لے آئے اور تم تکبر ہی میں رہو بے شک اللہ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَاۗءِيْلَ: شاہد سے مراد حضرت ابو یوسف، عبداللہ بن سلام بن حارث، آپ حضرت یوسف بن حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جن کا علم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتا۔

(۱) قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی (۲) اہل جنت کو سب سے پہلے کونسا کھانا دیا جائے گا (۳) اولاد ماں باپ کی طرف کیوں کھنچتی ہے (۴) چوتھی بات چاند میں یہ سیاہی کیسی ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ابھی جبرائیل نے بتایا ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا جبرائیل نے بتایا ہے؟ فرمایا ہاں عبداللہ نے کہا: وہ تو یہودیوں کا دشمن فرشتہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (۱) قیامت کی اول ترین نشانی ایک آگ ہوگی جو مشرق سے برآمد ہوگی اور لوگوں کو مغرب کی طرف لائے گی (۲) اور اہل جنت جو سب سے پہلے کھانا کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کی نوک ہوگی (۳) مرد کا پانی غالب آتا ہے تو بچے کو اپنی شکل کی طرف کھینچ لیتا ہے اور عورت کا پانی غالب آتا ہے تو بچے کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے (۴) چاند میں سیاہی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں سورج تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' وجعلنا اللیل و النھار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل'' پس یہ سیاہی وہی محو ہے۔ حضرت عبداللہ یہ سن کر فوراً ابول اٹھے'' اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و انک محمدًا رسول اللّٰہ'' پھر گھر جا کر سب کو مسلمان ہو جانے کا مشورہ دیا سب گھر والے بھی مسلمان ہو گئے لیکن اس وقت آپ نے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔

پھر کچھ وقت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان کا سب سے بڑا عالم ہوں اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں مگر یہ لوگ ہیں بڑے

جھوٹے ان سے میرے متعلق دریافت کریں اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے ان کو میرے مسلمان ہو جانے کا علم ہو جائے گا تو یہ مجھ پر دروغ گوئی کریں گے اور میرے اندر وہ عیوب نکالیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے گھر کے اندر کسی کوٹھڑی میں چلے جانے کی اجازت دے دیجئے۔ پھر ان یہود سے سوالات کیجئے۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام کو اپنے گھر کے اندر ایک کوٹھڑی میں چھپ جانے کی اجازت دے دی پھر یہودیوں کو طلب فرمایا۔ یہودی آگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم لوگ بلاشبہ جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں حق دین اور شریعت لے کر آیا ہوں تم مسلمان ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا ہم آپ کے دین کو حق نہیں جانتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عبداللہ تمہارے اندر کیسا آدمی ہے؟ یہودیوں نے کہا وہ ہم سے بہتر آدمی ہے اور سب سے افضل آدمی کا بیٹا ہے ہمارا سردار ہے اور سردار کا بیٹا ہے ہم میں سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ اسلام لے آئے (تو تم سب مسلمان ہو جاؤ گے) کہنے لگے اللہ اس کو بچائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دے کر حضرت عبداللہ بن سلام سے کہا باہر آجاؤ فوراً عبداللہ باہر آگئے اور بولے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور جو دین تمہارے پاس آگیا ہے اس کو قبول کر لو بخدا! تم بلاشبہ جانتے ہو کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں جو توریت ہے اس میں تم ان کا نام اور ان کے اوصاف لکھے ہوئے پاتے ہو اس لئے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان پر ایمان رکھتا ہوں، ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہودی بولے: تو جھوٹا ہے اور تو ہم میں سب سے زیادہ برا اور سب سے زیادہ برے کا بیٹا ہے۔ غرض یہودیوں نے حضرت عبداللہ کے نقائص بیان کیے (یعنی تہمت تراشی کی) حضرت عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں نے آپ کو پہلے ہی بتا نہیں دیا تھا کہ یہ لوگ بڑے جھوٹے، عہد شکن، دروغ گو اور بدکار ہیں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ نے اپنے گھر والوں کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا آپ کی پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہوگئیں اور اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ وَمَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل دیکھتے تو اندر آتے اور باہر جاتے پھر جب بارش ہونے لگتی تو خوش ہو جاتے۔ فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم نہیں شاید یہ اس طرح جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ابر ہے جو ہم پر برسے گا۔ (نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جسے تم جلدی چاہتے تھے یعنی آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۔) (الاحقاف: 24) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ احقاف آیت ۲۴ میں ہے "فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ" سو ان لوگوں نے جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا بلکہ یہ وہی ہے جس کے جلد آنے کے تم خواستگار تھے ایک آندھی ہے جو دکھ پہنچانے والا عذاب ہے۔

رَأَوْهُ عَارِضًا میں ہ ضمیر ما تعدنا کی طرف راجع ہے یا ضمیر مبہم ہے عارض اس کی تفسیر ہے۔ عارض وہ بادل جو فضا کے عرض میں پھیلتا اور نمایاں ہوتا ہے۔ قوم عاد پر دو سال سے بارش نہیں ہوئی تھی جب بادل کو سامنے آتا دیکھا تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ جو ہم کو نظر آرہا ہے بادل ہے جو برسے گا، پانی برسائے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام سے فرمایا یہ ابر باران رحمت نہیں بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تمہاری قوم والے جلدی مچاتے تھے یہ ایک آندھی ہے جس کے اندر عذاب الیم ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُودٍ هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلَكِنْ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ فَقُلْنَا اغْتِيلَ اسْتُطِيرَ مَا فُعِلَ بِهِ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتَّى إِذَا أَصْبَحْنَا أَوْ كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ فَذَكَرُوا لَهُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ قَالَ فَقَالَ أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ فَقَالَ كُلُّ عَظْمٍ يُذْكَرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت علقمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ جس رات جن آئے تھے کیا آپ لوگوں میں سے کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن ایک مرتبہ مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوگئے۔ ہم لوگ سمجھے کہ شاید کسی نے آپ کو پکڑ لیا ہے یا کوئی اغوا کر کے لے گیا ہے۔ وہ رات بہت بری گزری جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہی صبح غار حراء کی طرف سے آرہے تھے چنانچہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی گھبراہٹ بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک جن مجھے بلانے کیلئے آیا تھا۔ میں وہاں چلا گیا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ہمیں لے گئے اور ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے پھر جنوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زادراہ (توشہ) مانگا وہ کسی جزیرے کے رہنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جائے گا تمہارے لئے ہوگی اور خوب گوشت لگا ہوا ہوگا اور ہر اونٹ کی مینگنیاں اور گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مکمل شرح کتاب الطہارۃ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اس میں لیلۃ الجن کے متعلق تمام ابحاث گزر چکی ہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ مُحَمَّدٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، معمر، زہری، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ (اور اپنے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ کی معافی مانگئے) کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو مرتبہ مغفرت مانگتا ہوں۔ محمد بن عمرو سے بھی یہ حدیث ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ محمد آیت ۱۹ میں ہے "فاعلم انه لا اله الا الله و استغفر لذنبك و للمؤمنين و المؤمنات و الله يعلم مُتَقَلَّبَكُمْ و مثوكم" "تو آپ یقین رکھیئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی کی درخواست کیجئے اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے بھی یعنی ان کے لئے دعائے مغفرت کیجئے اور ان کو ایسے عمل پر آمادہ کیجئے جو باعث مغفرت ہے۔

سوال: استغفار (معافی مانگنا) گناہ کی خبر دیتا ہے جبکہ سب انبیاء معصوم ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استغفار کا حکم کیوں دیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر بسا اوقات بوجھ سا ہو جاتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا ذکر کسی دینی مشغولیت کی وجہ سے نہ کر سکتے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استغفار کرتے۔

جواب ثانی: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درجات کی بلندی کے لئے کثرت سے استغفار کرتے تھے۔

جواب ثالث: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کی تعلیم کے لئے کثرت سے استغفار کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَوْمًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ قَالُوا وَمَنْ يُسْتَبْدَلُ بِنَا

عبد بن حمید، عبدالرزاق، شیخ من اہل مدینہ، علاء بن عبدالرحمن، عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ) محمد: 38) (اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهُ هٰذَا وَقَوْمُهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَيْضًا هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جگہ کون لوگ آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اور اس کی قوم یہ اور اس کی قوم۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند میں کلام ہے۔ عبداللہ بن جعفر بھی یہ حدیث علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرَ اللهُ إِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوا بِنَا ثُمَّ لَمْ يَكُونُوا أَمْثَالَنَا قَالَ وَكَانَ سَلْمَانُ بِجَنْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ هٰذَا وَأَصْحَابُهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مَنُوطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكَثِيرَ و حَدَّثَنَا عَلِيٌّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ

روایت کی ہم سے علی بن حجر نے انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن نجیح سے وہ علاء بن عبدالرحمن سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ روگردانی کریں تو وہ ہماری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ وہ کون لوگ ہیں جو ہماری طرح نہیں ہوں گے؟ راوی کہتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا یہ اور اس کے ساتھی اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (بلند ستارہ) میں بھی لٹکتا ہوتا تو اہلِ فارس میں سے چند لوگ اسے لے آتے۔ عبداللہ بن جعفر بن نجیض علی بن مدینی کے والد ہیں۔ علی بن حجر عبداللہ بن جعفر سے بہت کچھ روایت کرتے ہی۔ پھر علی یہی حدیث اسماعیل بن جعفر سے اور وہ عبداللہ بن جعفر بن نجیح سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ محمد کی آخری آیت ”وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ“ اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔ کلبی نے کہا کہ ان سے مراد بنی کندہ اور بنی نخع ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ عجمی مراد ہیں۔ عکرمہ کے ہاں اہل فارس اور رومی ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے مگر اس کی یہ سند ضعیف ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے نیز یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے لیکن حدیث کی دوسری سند بھی ضعیف ہے اس میں عبداللہ بن جعفر ہیں جو علی بن مدینی کے والد ہیں اور ضعیف ہیں مگر اس کی تیسری سند سورۃ الجمعۃ میں بھی آرہی ہے مگر اس حدیث کا سورۃ محمد کی آخری آیت سے تعلق نہیں بلکہ سورۃ الجمعۃ کی آیت وآخرین منھم سے تعلق ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَكَلَّمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِي فَتَنَحَّيْتُ فَقُلْتُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا أَخْلَقَكَ بِأَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ قَالَ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ مُرْسَلًا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے، میں نے دوبارہ عرض کیا تو اس مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے اپنے اونٹ کو چلایا اور ایک کنارے ہو گیا پھر (حضرت عمر رضی اللہ اپنے آپ سے) کہنے لگے اے ابن خطاب تیری ماں تجھ پر روئے تو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ سوال کر کے تنگ کیا اور کسی مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ تو اسی کے لائق ہے کہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ (حضرت عمر) فرماتے ہیں کہ میں ابھی ٹھہرا ابھی نہیں تھا کہ کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی جو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے پیاری ہے جن پر سورج نکلتا ہے اور وہ یہ ہے (بے شک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کا شان نزول اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ فتح سن ٦ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے اور حرم مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا مگر قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے کی ادائیگی سے روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا پھر صلح کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال واپس تشریف لے گئے اور اگلے سال عمرے کی قضاء کی

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تا کہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔) تو آپ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا هَنِيئًا مَرِيئًا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ بَيَّنَ اللهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ حَتَّى بَلَغَ فَوْزًا عَظِيمًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ

علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یہ خوشگوار بات مبارک ہو یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں تو بتا دیا لیکن معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر سے ان کے گناہ دور کر دیئے جائیں گے اور اللہ کے ہاں یہ بڑی کامیابی ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں مجمع بن جاریہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ فتح آیت ۲ "لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ" تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی فروگزاشتیں معاف فرما دے۔ لیغفر یہ فتح کی علت غائی ہے کافروں سے جہاد، شرک کو مٹانے اور دین کو سربلند کرنے کی کوشش، ناقص نفوس کو شروع میں زور اور قوت کے ساتھ کامل بنانا تا کہ آئندہ آہستہ آہستہ اختیار ساتھ کر کے درجہ کمال تک پہنچ سکیں اور کمزور مسلمانوں کو ظالموں کے ہاتھوں سے رہا کرانا۔ ان تمام امور دینیہ کی غایت مغفرت ہی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک لیغفر میں لام کی ہے جس کا ترجمہ تا کہ ہے مطلب یہ ہوگا کہ آپ کے لئے مغفرت کے ساتھ تکمیل نعمت اور فتح ہو جائے۔

حسین بن فضل نے کہا کہ لیغفر میں لام کا تعلق و استغفر لذنبك سے ہے جیسے لا یلف قریش میں لام کا تعلق "فجعلهم كعصف ماكول" سے ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک فاشکر فعل محذوف ہے اور لیغفر کا تعلق اسی سے ہے یا فاستغفر محذوف ہے اور لام کا اسی سے تعلق ہے۔

ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس جگہ لیغفر کا رجوع "اذا جاء نصر الله و الفتح" کی جانب ہے نصر اور فتح حاصل ہو جانے کے بعد اللہ نے واستغفرہ کا حکم دیا اسی طرح یہاں بھی استغفر محذوف ہے۔

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ: ماتقدم سے مراد حضرت آدم اور حضرت حوا کی غلطیاں اور ما تاخر سے مراد امت کے گناہ یعنی آپ کی برکت سے اللہ آدم وحوا کی غلطیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے آپ کی امت کے گناہ معاف کر دے۔

اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کا گناہوں سے معصوم اور پاک ہونے کو بیان کر رہے ہیں گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اس سورۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصی طور پر ارشاد فرمایا کہ آپ کے اگلے اور پچھلے دونوں ہی قسم کے گناہ معاف ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا باقی انبیاء کے متعلق جہاں بھی ذنب یا عصیان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ان سے مراد گناہ نہیں بلکہ نامناسب فعل جو نبی کی شان عالی میں بہتر نہ ہو چونکہ انبیاء کی شان عالی ہوتی ہے اس لئے نامناسب کام کو لغزش قرار دیا جاتا ہے۔

"لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا" لِيُدْخِلَ اور يُكَفِّرَ کا تعلق لیز دادوا سے ہے یا لیز دادوا سے بدل اشتمال ہے یا حرف عطف محذوف ہے اور انزل سے متعلق ہے یا لیغفر سے بدل اشتمال ہے اور فتحنا سے متعلق ہے اور "هو الذی انزل السکینة" جملہ معترضہ ہے۔

وَكَانَ ذٰلِكَ: یہ جنت کا داخلہ اور گناہوں کا کفارہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے کیونکہ حصول منافع اور دفع ضرر کی یہی انتہاء ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ فَأُخِذُوا أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبد بن حمید، سلیمان بن حرب، حماد بن سلمہ، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تنعیم کے پہاڑ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی طرف اسی کافر نکلے۔ صبح کی نماز کا وقت تھا وہ لوگ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں لیکن سب کے سب پکڑے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ) (یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے تم سے اور تمہارے ان سے ہاتھ روک دیئے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ فتح آیت ۲۴ میں ہے "وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ ببطن مكة من بعد ان اظفركم عليهم وكان الله بما تعملون بصيرا" اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ستر یا اسی کفار مقام تنعیم سے اتر کر نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ان کی سازش کا علم ہو گیا چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب قریش نے دیکھا کہ ہر قدم پر اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے تو ان پر رعب چھا گیا تو وہ خود صلح پر آمادہ ہو گئے۔ صلح کے لئے تین اشخاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزی اور مکرز بن حفص ان میں پہلے دو حضرات تو اسلام لے آئے سہیل بن عمرو نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس جو خبر پہنچی ہے کہ عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا ہے یہ خبر غلط ہے ہم ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی آدمیوں کو آزاد کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا اور اس پر یہ آیات نازل ہوئیں "وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ"۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى

حسن بن قزعہ بصری، سفیان بن حبیب، شعبہ، ثویر، ان کے والد، طفیل بن ابی بن کعب، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ (اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور اس کے لائق اور قابل بھی تھے۔) کلمة التقوی

قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

سے مراد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حسن بن قزعہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اس حدیث کو اسی سند سے مرفوع جانا۔

تشریح: سورۂ فتح کی آیت ''وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى'' اور مسلمانوں کو تقویٰ کی ملت پر جمائے رکھا ہے اس آیت کی تفسیر میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہ کے نزدیک کلمۃ التقویٰ سے مراد ''لا الٰه الا الله و الله اکبر'' ہے۔

(۲) عطاء بن ابی الرباح کا قول ہے کہ کلمۃ التقویٰ سے مراد ''لا الٰه الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير'' ہے۔

(۳) عطاء خراسانی کے نزدیک کلمۃ التقویٰ سے مراد ''لا الٰه الا الله محمد رسول الله'' ہے۔

(۴) زہری نے کہا کہ کلمۃ التقویٰ سے مراد ''بسم الله الرحمن الرحيم'' ہے بہرحال مآل سب کا ایک ہی ہے۔

کلمہ توحید تقویٰ کی بنیاد اور سبب ہے کلمۃ التقویٰ سے مراد اہل تقویٰ کا کلمہ ہے۔

الزمہم سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کرام کو تقویٰ پر جمائے رکھا اور حمیت جاہلیت کو ان سے دور کر دیا۔

احق بہا یعنی صحابہ کرام کفار مکہ سے کلمہ توحید کے زیادہ مستحق تھے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْحُجُرَاتِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِيلٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَعْمِلْهُ عَلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہیں ان کی قوم پر عامل مقرر کر دیجئے اور حضرت عمرؓ نے کہا انہیں عامل نہ بنایئے۔ چنانچہ دونوں میں تکرار ہوگئی یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ قَالَ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامَهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهُ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

کیا کرتے ہو۔) راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو ان کی آواز اس وقت تک سنائی نہ دیتی جب تک سمجھا کر بات نہ کرتے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے اپنے دادا ابوبکرؓ کا اس حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔ بعض راوی اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ سے مرسلاً نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: سورۃ حجرات کی آیت ۲ میں ہے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ '' اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبروں کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ہی ان سے ایسے کھل کر بولو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو تمہارے اعمال غارت ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت کا شان نزول ایک تو امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے ذیل میں بیان کیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ آیت ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ '' کے نزول کے بعد حضرت ثابت بن قیس اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری سے رک گئے اور کہنے لگے میں دوزخی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ سے دریافت کیا ابوعمر! ثابت کا کیا حال ہے کیا وہ بیمار ہو گئے ہیں؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ میرے ہمسائے ہیں مجھے تو ان کے بیمار ہونے کا علم نہیں، کوئی اور وجہ ہوگی۔ حضرت سعدؓ حضرت ثابتؓ کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ان سے بیان کیا حضرت ثابت نے کہا یہ آیت نازل ہو گئی ہے اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اونچی آواز سے کلام کرتا ہوں اس لئے میں دوزخی ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے حضرت ثابتؓ کی یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کر دی فرمایا (وہ دوزخی نہیں) بلکہ اہل جنت میں سے ہیں۔

اس طرح ابن جریر نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابتؓ راستے میں بیٹھ کر رونے لگے حضرت عاصم بن عدی ادھر سے گزرے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت ثابتؓ نے کہا یہ آیت نازل ہو گئی ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں میرے متعلق ہی نازل ہو کیونکہ میری آواز اونچی ہے مجھے اپنے اعمال برباد ہو جانے اور دوزخی ہو جانے کا ڈر ہے۔ حضرت عاصمؓ نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر یہ بات عرض کر دی اور ادھر ثابتؓ پر گریہ کا ایسا غلبہ رہا کہ انہوں نے گھر جا کر اپنی بی بی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول سے کہا جب میں اپنے گھوڑے کے بندھنے کی جگہ جاؤں تو گھوڑے کا رسا مضبوط طور پر میرے پاؤں میں کس کر کھونٹے سے باندھ دینا۔ بیوی نے ایسا ہی کیا حضرت ثابتؓ نے کہا کہ اب میں باہر نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصمؓ کو حکم دیا کہ ثابت کو بلا لاؤ۔ حسب

الحکم حضرت عاصم پہلے اسی جگہ گئے جہاں ثابت کو دیکھا تھا جب وہاں نہ ملے تو ان کے گھر گئے جا کر دیکھا کہ ثابت گھوڑے کی کوٹھڑی میں بند ہیں۔ عاصم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو طلب فرما رہے ہیں۔ ثابت نے کہا رسا توڑ دو اس کے بعد دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثابت تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے؟ حضرت ثابت نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میری آواز اونچی ہے مجھے خوف ہے کہ یہ آیت میرے ہی متعلق نازل ہوئی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ قابل ستائش زندگی گزارو گے اور شہادت کی موت مارے جاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ثابت نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی خوشخبری پر راضی ہوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی اونچی آواز نہیں کروں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئك الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم''۔

سند پر کلام: بعض حضرات کے نزدیک ترمذی کی یہ روایت ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس میں ایک راوی مؤمل ہے اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ بخاری شریف میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ بنی تمیم کا ایک قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد کو امیر بنائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اقرع بن حابس کو امیر بنائیں روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال نزول آیت کے بعد یہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت چپکے سے بات کرتے تھے اور بعض حضرات نے ابن ابی ملیکہ سے مرسلاً نقل کیا ہے لیکن اس میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ حَمْدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي شَيْنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (بے شک جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے) کا سبب نزول بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میری تعریف عزت اور میری ذلت ذلت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شان تو اللہ رب العزت کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ حجرات کی آیت ۴ میں ہے ''إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ'' جو لوگ حجروں سے باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں بلا شبہ ان میں اکثر کو عقل نہیں۔ بنو تمیم کا وفد جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا دوپہر کے وقت مدینہ منورہ پہنچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آرام فرما رہے تھے اقرع بن حابس اور ان کے ساتھیوں نے زور سے پکارا اور کہنے لگے اخرج الینا یا محمد، اے محمد! آپ ہمارے پاس باہر آ جائیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ'' اس میں انہیں یہ حکم دیا گیا کہ اس طرح بے وقت غیر مہذب طریقے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بلایا کریں بلکہ انتظار میں بیٹھ جایا کریں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ لوگوں کے پاس نہ آ جائیں اس وقت تک ان

سے بات چیت نہ کریں۔

حجرات حجرۃ کی جمع ہے۔ حجرۃ زمین کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کا دیواروں سے گھیرا کر دیا گیا ہو چھت ہو یا نہ ہو حجرات سے مراد امہات المؤمنین کے حجرے ہیں۔ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ میں من ابتدائیہ ہے یعنی حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے کے اندر تھے۔

علامہ بغوی نے قتادہؒ اور جابرؓ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ دروازے پر پہنچ کر انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل آؤ ہماری طرف سے (کسی کی) تعریف (اس کے لئے) باعث زینت ہے اور ہماری طرف سے (کسی کی) مذمت موجب عیب ہے۔ یہ آواز سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ ایسا تو بس اللہ ہے جس کی طرف سے کسی کی ستائش موجب زینت اور مذمت موجب عیب ہے۔ دیہاتی بولے ہم اپنے شاعر اور خطیب کو ساتھ لے کر آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت بن قیس کو یہ حکم دیا کہ اٹھو ان کو جواب دو۔ حضرت ثابت بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاد حضرت ثابت نے بنی تمیم کے خطیب کو جواب دیا پھر ان کا شاعر کھڑا ہوا اور اس نے کچھ اشعار پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ اٹھ کر ان کو جواب دو۔ حضرت حسان نے اٹھ کر جواب دیا یہ بات دیکھ کر اقرع بن حابس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر خیر جمع ہے ہمارا خطیب بولا تو ان کا خطیب بھی بولا پھر ہمارے شاعر نے کچھ اشعار پڑھے تو ان کے شاعر نے جواب دیا پس ہمارے شاعر سے تمہارا شاعر بہتر اور احسن ثابت ہوا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور بول پڑا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسولہ'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے پہلے جو جرائم ہو گئے ہیں وہ سب معاف ہو گئے ان کا کوئی ضرر تجھے نہیں پہنچے گا یعنی کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نقد اور لباس عطا فرمایا قافلہ میں ایک بچہ کمسنی کی وجہ سے رہ گیا تھا جس کا نام عمرو بن اصم تھا جسے قافلے والوں کے جانوروں کی نگرانی کے لئے قافلے والے چھوڑ آئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اتنا ہی حصہ دیا جتنا ان لوگوں میں سے ایک ایک کو دیا تھا۔ بعض لوگوں نے اس لڑکے کو اپنے مقابلے میں حقیر جانا اور پورا حصہ دینے سے اعتراض کیا اس پر ان کے آپس میں شور و غل ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آوازیں بلند ہوئیں اس وقت آیات ''یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم غفور رحیم'' تک نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحٰقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُونُ لَهُ الِاسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعَى بِبَعْضِهَا فَعَسَى أَنْ يَكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَنَابَزُوا

روایت کی ہم سے عبداللہ بن اسحاق جوہری بصری نے انہوں نے ابوزید صاحب ہروی سے وہ شعبہ سے وہ داؤد بن ابی ہند سے وہ شعبی سے کہ حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کے دو دو تین تین نام ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض ناموں سے پکارا جانا وہ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (وَلَا تَنَابَزُوا

بِالْأَلْقَابِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ نَحْوَهُ أَبُو جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ هُوَ أَخُو ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ

بِالْأَلْقَابِ) الحجرات: 11) (اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو ابوسلمہ، یحییٰ بن خلف، بشر بن مفضل سے وہ داؤد بن ابی ہند سے وہ ابوشعبی سے وہ ابوجبیرہ بن ضحاک سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ ابوجبیرہ ثابت بن ضحاک انصاری کے بھائی ہیں۔

تشریح: سورۃ حجرات کی آیت ۱۱ میں ہے "وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ" اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ تنابز باب تفاعل سے ہے بمعنی لقب بیضاوی نے لکھا ہے کہ نبز صرف برے لقب کو کہتے ہیں صاحب قاموس نے لکھا ہے تنابز باہم ایک دوسرے کو عار دلانا اور برے لقب سے ایک دوسرے کو پکارنا یعنی کوئی کسی کو برے لقب سے نہ پکارے۔

بغویؒ نے لکھا ہے کہ عکرمہ کہتے ہیں کہ "وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ" یہ ہے کہ کوئی کسی سے یہ کہے اے فاسق! اے منافق! اے کافر! حسن نے کہا اُس وقت جو یہودی اور عیسائی مسلمان ہوجاتے تھے تب بھی لوگ ان سے کہتے تھے اے یہودی! اے عیسائی! اس کی ممانعت کردی گئی۔ عطاء نے کہا کہ کسی کو اے گدھے! اے سور! کہنا تنابز لقب ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول آیا ہے کہ تنابز کا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص نے کوئی برا عمل کیا ہو پھر توبہ کرلی ہو لیکن لوگ گزشتہ برے عمل کی اس کو عار دلائیں اس کی ممانعت اس جملہ میں کردی گئی۔

امام محمد کی روایت میں ابوجبیرہ کا قول اس طرح آیا ہے "آیت وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ" خصوصیت کے ساتھ بنی سلمۃ کے متعلق نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والوں میں سے ہر شخص کے دو دو یا تین تین نام ہوتے تھے جب کوئی شخص دوسرے کو ان ناموں میں سے کوئی نام لے کر پکارتا تھا تو لوگ کہتے تھے یا رسول اللہ یہ اس نام سے چڑتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بھی انسان کو ایسے نام یا اس کے ایسے لقب سے بلانا جائز نہیں جسے وہ ناپسند کرتا ہو جیسے کسی کو لنگڑا، اندھا، بہرہ کہہ کر پکارنا درست نہیں اگرچہ اس کے اندر صفات موجود ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال جو نام کسی شخص کی توہین اور تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس نام سے اس کو پکارنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی شخص ایسے لقب سے مشہور ہوجائے جو لقب برا ہو لیکن وہ اسی نام سے مشہور ہو اور اس سے اس کی تحقیر بھی پیش نہ ہو تو اسے ذکر کرنا بالاتفاق جائز ہے جیسے محدثین کے نام کے ساتھ اعرج، احدث مشہور ہے یا حدیث میں ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کے نام سے بلایا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ قَرَأَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ

حضرت ابونضرہؒ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدریؓ نے یہ آیت پڑھی (اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ بہت سے باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے۔) اور فرمایا کہ یہ آیت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل کی گئی

الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوحٰى إِلَيْهِ وَخِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ لَوْ أَطَاعَهُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُوا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ فَقَالَ ثِقَةٌ

جب کہ تمہارے آئمہ اور اس کے بہترین لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی چیزوں میں تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے تو آج تم لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔علی بن مدینی کہتے ہیں میں نے یحیی بن سعید سے مستمر بن دیان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں۔

تشریح: سورۃ حجرات آیت ۷ میں ہے" وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ "اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہنچے۔ لَعَنِتُّمْ: یعنی تم گناہ اور ہلاکت میں پڑ جاتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو المصطلق میں زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا قبیلے والے لوگوں کو معلوم تھا کہ فلاں دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل آئے گا اس لئے بستی سے باہر واستقبال کے لئے نکلے۔حضرت ولید بن عقبہ نے سمجھا کہ پرانی دشمنی کی وجہ سے یہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے ہیں وہ واپس لوٹ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ان لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ہدایت دی کہ خوب تحقیق کے بعد اقدام کرنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تحقیق کی تو ساری بات ویسے ہی نکلی۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بتایا پھر سورۃ حجرات کی آیت یا ایها الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنباء الخ نازل ہوئی کہ اگر کوئی غیر معتمد شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو بے تحقیق اقدام مت کرو ورنہ سخت ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللهِ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ قَالَ اللهُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباء واجداد کی وجہ سے تکبر کرنا دور کر دیا ہے۔اب لوگ دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو اللہ کے نزدیک متقی اور کریم ہے۔دوسرا وہ جو اللہ کے نزدیک بدکار بدبخت اور ذلیل ہے۔تمام لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں خاندان اور قومیں بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک

أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ وَهُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ عَبْدُ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ

وہ ہے جوتم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اخبردار ہے) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو عبداللہ بن دینار کی ابن عمرؓ سے روایت کے متعلق صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو یحیی بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ علی بن مدینی کے والد ہیں اور اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ حجرات کی آیت ۱۳ میں ہے "يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ" اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرو تم سب میں اللہ کے نزدیک بڑا نیک وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

یہ آیت حضرت ثابت بن قیسؓ اور ان کی قوم والوں کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے آگے بڑھنے کا موقع نہیں دیا تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تو فلاں عورت کا بیٹا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں عورت کا نام کس نے لیا؟ (یعنی کس شخص نے عورت کا نام لے کر اس کو عار دلائی) ثابت بن قیس نے کہا یا رسول اللہ میں نے عورت کا ذکر کیا تھا فرمایا قوم کے چہروں کے غور سے دیکھو۔ ثابت نے حکم کی تعمیل کی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم نے کیا دیکھا؟ ثابت نے عرض کیا کسی کو گورا دیکھا، کسی کو کالا فرمایا تم صرف دین اور تقویٰ کی وجہ سے ان پر فضیلت رکھتے ہو (نسبی برتری سب کچھ ہیچ ہے یہ معیار فضیلت نہیں) اس پر حضرت ثابت کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور جس شخص نے حضرت ثابت کو آگے جگہ نہیں دی تھی اس کے حق میں سورہ مجادلہ کی آیت "يا ايها الذين امنوا اذا قيل لكم تفسحوا فى المجالس فافسحوا" الخ نازل ہوئی۔

عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ: جاہلیت کی نخوت، فخر وغرور۔ **وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا**: اور اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے برتر جاننا۔ **رَجُلَانِ بَرٌّ**: نیکوکار مرد۔ **وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ**: فاجر بدبخت۔ **هَيِّنٌ**: ذلیل۔ **شُعُوبًا**: شعب کی جمع ہے لوگوں کا بڑا گروہ جو ایک باپ کی طرف منسوب ہو یہ لفظ قبیلہ سے زیادہ وسیع ہے قبائل قبیلہ کی جمع ہے ایک باپ یا ایک دادا کی اولاد، خاندان۔

سند پر کلام: اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس میں حضرت علی بن مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر ہیں جو ضعیف راوی ہیں۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فضل بن سہل بغدادی اعرج، یونس بن محمد، سلام بن ابی مطیع، قتادہ، حسن، حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسب مال ہے اور عزت تقوی ہے۔ یعنی حسب مال سے

الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ

اور عزت تقوی سے ہے۔ یہ حدیث سمرہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلام بن ابی مطیع کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت کا معیار یہ نہیں کہ انسان کے پاس مال ہو جاہ و منصب ہو یہ چیزیں دنیا والوں کے ہاں اہمیت رکھتی ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاں مذکورہ چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ اللہ کے ہاں فضیلت والا وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیز گار اور متقی ہو اور گناہوں سے بچنے والا ہو۔

وَمِنْ سُوْرَةِ قٓ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبد بن حمید، یونس بن محمد، شیبان، قتادہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے اور اس وقت تک اس طرح ”هَلْ مِنْ مَزِيدٍ“ کہتی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم نہیں رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس میں قدم رکھیں گے وہ کہے گی تیری عزت کی قسم ہرگز نہیں اور پھر ایک دوسرے میں گھس جائے گی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: سورۃ ق کی آیت ۳۰ میں ہے ”یوم نقول لجھنم ھل امتلئت و تقول ھل من مزید“ جس روز ہم دوزخ سے کہیں گے تو بھر گئی اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔

عطاء اور مجاہدؒ کا قول ہے کہ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ میں سوال انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ میں بھر گئی میرے اندر کوئی ایسی جگہ نہیں رہی جو بھری ہوئی نہ ہو اب زیادتی ممکن نہیں۔ علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ استفہام انکاری کی صورت میں اللہ اور دوزخ کے درمیان سوال و جواب بطور تخیل و تصویر بیان کیا ہے۔ دوزخ باوجود اپنے وسعت کے جنات اور انسانوں کے گروہ در گروہ پڑنے کی وجہ سے بھر جائے گی اور اگر استفہام کو طلب زیادت کے لئے قرار دیا جائے تو مطلب اس طرح ہوگا کہ دوزخ اتنی وسیع ہوگی کہ سب کے داخل ہونے کے بعد بھی اس میں جگہ خالی رہے گی دوزخ پُر نہیں ہوگی یا یہ مطلب ہوگا کہ دوزخ مزید در مزید کی خواستگار ہے اور جہنم میں موجود کفار سے زیادہ کافروں کو پکڑنے کی طالب ہے۔

لیکن اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ حقیقی سوال و جواب اگر ہم کلام میں مذکور ہو تو پھر بھی کوئی اشکال نہیں نیز انسانی اعضاء کو جس طرح اللہ ناطق بنادے گا اسی طرح دوزخ کو ناطق بنادینا بھی بعید از امکان نہیں۔ یہ حدیث ماقبل ابواب صفۃ الجنۃ ”باب ما جاء فی خلود اھل الجنۃ و اھل النار“ میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الذَّارِيَاتِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَّامٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رَبِيعَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللهِ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيرِ بِهَا سَقَطْتَ إِنَّ عَادًا لَمَّا أُقْحِطَتْ بُعِثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلَى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ آتِكَ لِمَرِيضٍ فَأُدَاوِيَهُ وَلَا لِأَسِيرٍ فَأُفَادِيَهُ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّتِي سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهُ سَحَابَاتٌ فَقِيلَ لَهُ اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيلَ لَهُ خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ أَحَدًا وَذُكِرَ أَنَّهُ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيحِ إِلَّا قَدْرُ هَذِهِ الْحَلْقَةِ يَعْنِي حَلْقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَأَ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ الْآيَةَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَلَّامٍ أَبِي الْمُنْذِرِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا

حضرت ابووائل قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں مدینہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں قوم عاد کے قاصد کا ذکر آیا تو میں نے کہا کہ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں بھی اس کی طرح ہوجاؤں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قوم عاد کا قاصد کیسا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھے واقف کار سے آپ کا واسطہ پڑا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب قوم عاد پر قحط پڑا تو قیل (ایک آدمی کا نام) کو بھیجا گیا وہ بکر بن معاویہ کے پاس ٹھہرا۔ اس نے اسے شراب پلائی اور دو خوش آواز گانے والیوں نے اسے گانا سنایا پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کا ارادہ کر کے نکلا اور چل دیا۔ پھر دعا کی کہ یا اللہ میں کسی بیماری کے علاج یا کسی قیدی کو چھڑانے کیلئے نہیں آیا کہ میں فدیہ دوں۔ لہٰذا تو اپنے بندے کو جو پلانا ہو پلا۔ ساتھ ہی ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی پلا۔ اسطرح وہ بکر بن معاویہ کے شراب پلانے کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ پھر اس کے لئے کئی بدلیاں آئیں جن میں سے اس نے کالی بدلی پسند کی پھر کہا گیا کہ جلی ہوئی راکھ لے لو جو قوم عاد کے کسی فرد کو نہ چھوڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم عاد پر صرف اس انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا چھوڑی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اور قوم عاد میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی۔ یہ حدیث کو راوی سلام ابومنذر سے وہ عاصم بن ابوالنجود سے وہ ابووائل سے اور وہ حارث بن حسان سے نقل کرتے ہیں۔ انہیں حارث بن یزید بھی کہا جاتا ہے عبد بن حمید، زید بن حباب، سلام بن سلیمان نحوی ابومنذر، عاصم

سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّحْوِيُّ أَبُو الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنَ يَزِيدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ وَإِذَا رَايَاتٌ سُودٌ تَخْفُقُ وَإِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالُوا يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ نَحْوًا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ أَيْضًا

بن ابی نجود، ابووائل، حضرت حارث بن یزید بکری کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور مسجد میں گیا وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور کالے جھنڈے لہرا رہے تھے اور بلال تلوار لٹکائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا لوگ کیوں اکٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن عاص کو کسی علاقے میں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر سفیان بن عیینہ کی حدیث کے ہم معنی طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ حارث بن یزید کو حارث بن حسان بھی کہتے ہیں۔

تشریح: سورۃ ذاریات کی آیات ۴۰، ۴۱ میں ہے " اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ " (اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے) جبکہ ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی وہ جس چیز کے اوپر سے گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ اور خاک کی طرح کر کے چھوڑتی تھی۔

جب قوم عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کی تبلیغ کردہ باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا ان پر اللہ تعالیٰ نے تین سال بارش کو روکے رکھا جب اس پر کوئی مصیبت آتی تو ایک وفد حرم مکہ کی طرف روانہ کرتے تا کہ وہاں جا کر پانی کے لئے دعا کریں اس وقت کعبہ شریف کی عمارت تو تھی نہیں وہ نوح علیہ السلام کے طوفان میں گر چکی تھی لیکن اس کی جگہ معلوم تھی اور یہ قوم عاد قوم نوح کی طرح ہلاک ہونے والی تھی چنانچہ قوم ھود نے ایک وفد مکہ بھیجا یہ وفد ایک ماہ تک معاویہ بن بکر کا مہمان بنا رہا اور مزے سے وہاں مے نوشی کرتا رہا اس کی دولونڈیاں تھیں جو ان کو گانا سنایا کرتی تھیں جب میزبان تنگ آ گیا تو اس نے کچھ اشعار نظم کر کے لونڈیوں کو دیئے ان اشعار میں قوم عاد کی بدحالی پر توجہ دلائی گئی تھی اور وفد کو اپنے فرض کی بجا آوری کی طرف متوجہ کیا گیا جب لونڈیوں نے وہ اشعار گائے تو وفد حرم محترم کی طرف چلا یا اور بارش کی دعا کی، رئیس وفد قیل عنز تھا جب اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تین بدلیاں بھیجیں سفید، سرخ اور سیاہ اور آسمان سے آواز آئی کہ وہ تینوں ابروں میں سے کسی ایک کو پسند کرے اس نے سیاہ ابر کو پسند کیا یہ عذاب کا بادل تھا فوراً تیز و تند ہوا چلنے لگی اور آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل چلتی رہی جس نے ان کو اور ان کی آبادیوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔

اس حدیث میں وفد عاد سے قیل بن عنز مراد ہے پھر یہ جملہ " اعوذ باللہ ان اکون مثل وافد عاد " عرب کے محاورے میں مثال کے طور پر استعمال ہونے لگا کہ ہر اس شخص کے لئے جو اپنے لئے ہلاکت اور تباہی کے راستے کو اختیار کرے حالانکہ اگر وہ چاہتا تو وہاں سے خیر اور امن وسلامتی بھی حاصل کر سکتا تھا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن العاص کو ایک غزوے کے لئے بھیج رہے تھے اس غزوے سے غزوہ ذات السلاسل مراد ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةُ الطُّوْرِ

حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِدْبَارُ النُّجُومِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَإِدْبَارُ السُّجُودِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ أَيُّهُمَا أَوْثَقُ قَالَ مَا أَقْرَبَهُمَا وَمُحَمَّدٌ عِنْدِي أَرْجَحُ وَسَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هٰذَا فَقَالَ مَا أَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي

ابوہشام رفاعی، ابن فضیل، رشدین بن کریب، ان کے والد، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستاروں کے بعد (یعنی فجر سے پہلے) دو سنتیں اور سجود (مغرب) کے بعد بھی دو رکعت سنتیں ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن فضیل کی روایت اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ محمد بن فضیل، رشدین بن کریب سے نقل کرتے ہیں۔ (امام ترمذی کہتے ہیں) میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ محمد اور رشدین بن کریب میں سے کون زیادہ ثقہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں قریب قریب ہیں یعنی ایک جیسے ہیں لیکن محمد میرے نزدیک زیادہ راجح ہیں پھر میں نے (یعنی امام ترمذی نے) عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ دونوں ایک جیسے ہیں لیکن رشدین میرے نزدیک زیادہ ارجح ہیں۔

تشریح: سورۃ طور کی آیت ۴۹ میں ہے "ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم" مقاتل کا بیان ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہی مراد لینا زیادہ بہتر ہے آیت میں نماز شب کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ رات کی عبادت نفس پر بڑی شاق ہوتی ہے اور دکھاوے کا شبہ نہیں ہوتا۔

وادبار النجوم: یعنی ستارے جب غائب ہو جائیں اور صبح نکل آئے۔ ضحاکؒ نے کہا اس سے مراد فجر کی نماز ہے اکثر اہل تفسیر کے نزدیک صلوٰۃ فجر سے پہلے کی دو رکعتیں مراد ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ ادبار النجوم سے فجر کی سنتیں اور ادبار السجود سے مغرب کے فرضوں کے بعد کی دو سنتیں ہیں اس سے فرائض کی نماز کے بعد سنتوں کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

سند پر بحث: امام ترمذیؒ اس سند کے بارے میں کلام کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف محمد بن فضیل کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں اور وہ رشدین سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں کے بارے میں امام بخاریؒ سے پوچھا کہ ان میں ثقہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دونوں قریب قریب ہیں۔ محمد بن فضیل میرے نزدیک زیادہ

راجح ہے پھر میں نے ان دونوں کے بارے میں عبداللہ دارمیؒ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں ایک جیسے ہیں لیکن رشدین بن کریب میرے نزدیک زیادہ راجح ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی راجح یہی ہے جو امام دارمیؒ نے کہا ہے کیونکہ رشدین نے حضرت ابن عباسؓ کا زمانہ پایا ہے اور انہیں دیکھا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ النَّجْمِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى قَالَ انْتَهَى إِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقٍ قَالَ فَأَعْطَاهُ اللهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ فُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِأُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتُ مَا لَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ السِّدْرَةُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْيَانُ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَأَرْعَدَهَا و قَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ إِلَيْهَا يَنْتَهِي عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، مالک بن مغول، طلحہ بن مصرف، مرۃ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى تک پہنچے (یعنی شب معراج میں) اور منتہی سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف زمین سے چڑھا جائے اور اس سے زمین کی طرف اترا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور نبی کو نہیں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں، سورت بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سارے کبیرہ گنا معاف کردیئے گئے بشرطیکہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی (جب کہ اس سدرۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔) اور فرمایا کہ سدرہ چھٹے آسمان پر ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ وہ چھانے والی چیز سونے کے پروانے تھے اور پھر ہاتھ ہلا کر بتایا کہ اس طرح اڑ رہے تھے۔ مالک بن مغول کے علاوہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ مخلوق کے علم کی انتہا ہے اس کے بعد کوئی کسی چیز کے متعلق نہیں جانتا۔

تشریح: سورۃ نجم کی آیت ۱۶ میں ہے "عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى"، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ: سدرۃ کے معنی بیری کا درخت اور المنتہیٰ کے معنی ہے بارڈر، سرحد۔ اس باب کی حدیث میں اس کی وجہ تسمیہ دو بتائی ہیں۔

اول: جو اعمال زمین سے اوپر جاتے ہیں اس سرحد پر جا کر رک جاتے ہیں یہاں پہنچ کر آگے ملائکہ سے لے جاتے ہیں اور اوپر سے اتر کر یہاں تک پہنچتے ہیں اور یہاں سے ملائکہ لے کر نیچے اترتے ہیں گویا یہ مقام احکام الٰہی کے نزول اور اعمال مخلوق کے عروج کی آخری حد ہے۔

ثانی: مخلوقات کا علم اس بیری کے درخت تک پہنچ کر رک جاتا ہے یعنی مخلوقات ان چیزوں کو نہیں جانتیں جو اس سے اوپر ہیں اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

سدرۃ کہاں ہے؟ روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے اور مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ قاضی عیاضؒ نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے اور جمہور کا قول بھی یہی ہے۔

اذیغشی السدرۃ: سدرۃ پر کیا چیزیں چھارہی ہیں سفیان بن عیینہ کہتے ہیں سدرۃ پر سونے کے پتنگے چھار ہے ہیں یعنی سفیان نے اشارے سے پروانوں کی حرکت اوران کا اضطراب سمجھایا۔

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آپ کو تین چیزیں دی گئیں: (۱) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

(۲) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ بقرۃ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں یعنی یہ آیتیں وہاں نازل ہوئیں۔

(۳) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت شرک سے بچی رہی تو اس کے تمام کبائر دیر وسویر معاف کردیئے جائیں گے۔

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَقَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

احمد بن منیع، عباد بن عوام، شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (پھر فاصلہ کمان کے برابر تھا اس سے بھی کم۔) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے چھ سو پر تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ نجم کی آیت ۹ میں ہے "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى" پھر اور قریب آیا پس دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔

قاب کے معنی ہیں مقدار اس جگہ انتہائی قرب سے کنایہ ہے۔ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى سے مراد باری تعالیٰ کے قرب کا مرتبہ ہے جس کا ادراک ایک عارف ہی کرسکتا ہے جس نے مرتبہ قرب کا مزہ نہ چکھا تو اسے کیا معلوم۔

دَنَا فَتَدَلّٰى: ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے قریب ہوئے پھر جھکے اس قول پر تمام ضمائر میں انتشار لازم آئے گا اس لئے یہ قول درست نہیں۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى: جمہور اس کا یہ معنیٰ کرتے ہیں کہ جبرائیل آپ کے قریب ہوئے آپ میں اور جبرائیل میں دو کمانوں کا یا اس سے قریب کا فرق رہ گیا۔ بعض تفسیروں میں یہ بھی ہے کہ صاحبکم دنا۔ تمہارے ساتھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے۔ رب تعالیٰ کا اتنا تقرب ہوا کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم کا فرق رہ گیا۔ دو کمانوں سے کیا مراد ہے اس بارے تفسیر کبیر، خازن، السراج المنیر وغیرہ تفاسیر میں لکھا ہے اس سے پہلے تمہیدی بات ذہن نشین رہے کہ عرب کے لوگ

جب ایک دوسرے کو حلیف بناتے، دوست بناتے چونکہ ان کی لڑائی کمان ہی سے ہوتی تھی تو جب دو آدمی آپس میں دوست بنتے تو اپنی کمانیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتے یہ علامت ہوتی کہ سختی میں مَیں تجھے کام آؤں گا اور مجھے تو کام آئے گا تو مطلب یہ نکلا کہ جتنی دو کمانیں قریب ہوتی ہیں جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہوئے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ مَسْرُوقٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى فَقَالَتْ أَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ وَقَدْ رَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَقْصَرُ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ

شعبی سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ کی عرفات میں کعبؓ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے (یعنی عباسؓ نے) کعبؓ سے کوئی بات پوچھی تو وہ تکبیر کہنے لگے یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہم بنو ہاشم ہیں۔ کعبؓ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیدار کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ پر تقسیم کیا۔ چنانچہ موسیٰ (اللہ تعالیٰ سے) نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دو مرتبہ دیدار کیا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے وہ تو حضرت جبرائیلؑ ہیں۔ تمہیں کس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی چیز (امت سے) چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (یعنی بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا اور وہی جانتا ہے کہ رحم (ماں کے پیٹ) میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔) جس نے یہ کہا تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔ ہاں البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کو دیکھا ہے اور انہیں بھی ان کی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے۔ ایک بار سدرۃ المنتہی کے پاس اور ایک بار جیاد کے مقام پر کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ جنہوں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔ داؤد بن ابی ھند شعبی سے وہ مسروق سے وہ عائشہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی

حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں یہ حدیث ابومجلد کی روایت سے مختصر ہے

تشریح: سورۃ نجم کی آیت ''لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى'' اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذیؒ نے جواحادیث نقل کی ہیں ان میں شب معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جو کچھ دیکھا تھا اس میں اس کا ذکر ہے۔ رؤیت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

قول اول: جمہور علماء کے نزدیک شب معراج میں نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو براہِ راست نہیں دیکھا بلکہ جبرائیل علیہ السلام کو دوسری باران کو اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ یہی قول حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور زر بن حبیش کا ہے۔

قول ثانی: حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، کعب احبارؒ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھا اس صورت میں تمام صفات یعنی شدید القوی، ذومرة، فاستوی، ثم دنی فتدلی سب اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال ہوں گے۔

کعب احبار کے ہاں معراج کی شب میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دوبار دیدار کیا وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں ''ولقد راہ نزلة اخری''۔

وغفر لامته المقحمات: شرک کے علاوہ ہر قسم کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ عند البعض امت سے بعض امتی مراد ہیں کہ ان کے کبیرہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے جبکہ عام امت کے افراد اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخل ہوں گے۔

فکبر حتی جاوبته الجبال: کعب احبار نے یہ سوال سن کر تکبیر بلند کی اس کی کیا وجہ ہے؟

ایک وجہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اس سوال کو بعید سمجھا اس لئے انہوں نے تکبیر کہی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ سوال سن کر تکبیر کہہ کر اپنے کام میں مشغول ہو گئے اس پر ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم بنو ہاشم ہیں ہمیں اپنا سوال یاد ہے ہم ضرور اس کا جواب دیں گے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک انہوں نے یہ تکبیر خوش ہو کر کہی کیونکہ ان کا موقف بھی رؤیت باری کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی طرح تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الْبَصْرِيُّ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ

محمد بن عمرو بن نبہان بن صفوان ثقفی، یحیی بن کثیر عنبری، سلام بن جعفر، حکم بن ابان، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے حضرت ابن عباس رضی اللہ

الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ وَقَالَ أُرِيَهُ مَرَّتَيْنِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَآهُ بِقَلْبِهِ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ أَدْرَكْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ قُلْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ

تعالیٰ عنہما فرمانے لگے تیرا ستیاناس ہو یہ تو جب ہے کہ وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی فرمائے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ اسی طریق سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سعید بن یحییٰ بن سعید اموی، ان کے والد، محمد بن عمرو، ابوسلمۃ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى) النجم 53) (اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن ابی رزمہ، ابونعیم، اسرائیل، سماک بن حرب، عکرمہ، حضرت ابن عباسؓ اس آیت (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) النجم 16) (دل نے جھوٹ نہیں کہا جو دیکھا تھا۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے عرض کیا کہ اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سوال پوچھتا۔ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا کہ کیا پوچھتے؟ فرمانے لگے میں پوچھتا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے نبی کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آپ نے جواب دیا وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

عبد بن حمید، عبیداللہ بن موسیٰ و ابن ابی رزمہ، اسرائیل، ابواسحاق، عبدالرحمن بن یزید، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ریشمی جوڑا پہنے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا احاطہ کرلیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ نجم کی آیت "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى" قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی۔ الفواد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہی قول ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رؤیت باری تعالیٰ کی انکاری تھیں۔

مسروق کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اماں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا فرمایا تمہارے اس قول سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے تم کو یہ معلوم نہیں کہ جس کو تین باتوں کا علم نہیں وہ جھوٹا ہے۔

(۱) جو شخص کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے یہ کہہ کر ام المؤمنینؓ نے آیت "لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير" تلاوت فرمائی۔

(۲) اور جو شخص تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے کل کی بات جانتے تھے تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر "وما تدری نفس ما ذا تكسب غدًا" آیت تلاوت فرمائی۔

(۳) اور جو شخص تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کا کوئی حصہ پوشیدہ کرلیا تھا وہ بھی جھوٹا ہے پھر آپ نے آیت "یا ایها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك" تلاوت فرمائی۔

حضرت انسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یعنی اپنی آنکھ سے۔

بغویؒ نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے لئے چنا اور خلیل اللہ فرمادیا اور موسیٰ کو کلام کے لئے چنا اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رؤیت کے لئے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا میں نے اپنے دل سے اس کو دیکھا۔ رؤیت باری والی یہ روایت مثبت ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت منفی ہے اور اصول ہے کہ شہادت علی النفی مرجوح ہے شہادت علی الثبات سے۔ شہادت ثبوت راجح ہے نفی رؤیت پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا استدلال کمزور ہے۔ باقی لا تدركه الابصار میں ادراک کی نفی ہے نفی ادراک سے نفی رؤیت لازم نہیں آتی جیسا کہ قرآن پاک کی دوسری آیت "قال اصحاب موسیٰ انا لمدركون قال كلا ان معي ربي سيهدين" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادراک کی نفی کی حالانکہ فرعون کے لشکر کو آتا دیکھ رہے تھے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھتا۔ انی بمعنی کیف استفہام انکاری ہے۔ بعض روایات میں نورٌ انی کی بجائے نورانیٌّ اَرَاہُ آیا ہے۔ اس روایت کے بموجب رؤیت کا ثبوت ہوتا ہے لیکن مشہور روایت کے بموجب بھی صراحۃً مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَأَيُّ عَبْدٍ لَكَ لَا أَلَمَّا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ

احمد بن عثمان ابوعثمان بصری، ابوعاصم، زکریا بن اسحاق، عمرو بن دینار، عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر صغیرہ گناہوں سے۔ بے شک آپ کا رب بڑا وسیع بخشش والا ہے۔ النجم۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ اگر تو بخشتا ہے تو سارے گناہ بخش دے تیرا کونسا ایسا بندہ ہے جو گناہوں سے آلودہ نہ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زکریا بن اسحاق کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ نجم کی آیت ۳۲ میں ہے" الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم "فواحش سے مراد یا تو کبیرہ گناہ ہیں اور عطف سے عطف تفسیری مراد ہے یا حد سے بڑھے ہوئے کبیرہ گناہ ہیں بعض کے نزدیک وہ کبیرہ گناہ ہیں جن کی حد شرعی مقرر ہے۔

الا اللمم: لمم سے مراد وہ گناہ جو آدمی سے صادر ہو جائے پھر وہ ان پر جما نہ رہے بلکہ توبہ کر لے۔ گناہ اس کا معمول نہ بن جائے عادت نہ ہو جائے کبھی کبھی صدور ہو جائے۔ ابو صالح سے الا اللمم کی تفسیر پوچھی گئی تو کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی گناہ کے قریب تو ہو جائے بار بار نہ کرے پھر میں نے اپنے اس قول کا حضرت ابن عباسؓ سے تذکرہ کیا فرمایا معزز فرشتے نے آیت کا مطلب بیان کرنے میں تمہاری مدد کی۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا تھا:

ان تغفر اللهم تغفر جما   وای عبدلك لا الما

اے اللہ! اگر تو معاف کر دے گا تو بہت گناہ معاف کر دے گا تیرا کونسا بندہ گناہ پر نہیں اترا (یعنی گناہ کا مرتکب نہیں ہوا)۔

الا اللمم: اس میں استثناء متصل ہوگا اور یہی اصل ہے۔ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ لمم چھوٹے گناہ کی مثال بیان کی گئی ہے جیسے نامحرم پر ایک نظر آنکھ کا اشارہ، بوسہ یعنی زنا سے کم درجہ کا گناہ۔

لمم کونسا گناہ ہے: (۱) وہ گناہ جس کی سزا اللہ نے دنیا میں بیان کی ہے اور آخرت میں بیان کی ہے۔

(۲) یا وہ بڑا گناہ جس میں ایک بار مسلمان مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے یہ بھی لمم میں داخل ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْقَمَرِ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ

علی بن حجر، علی بن مسہر، اعمش، ابراہیم، ابومعمر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ

مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فَلْقَتَيْنِ فَلْقَةٌ مِنْ وَرَاءِ الْجَبَلِ وَفَلْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا يَعْنِي اقْتَرَبَتْ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے سے) چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس پار اور دوسرا اس پار۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہ رہنا یعنی (اقْتَرَبَتْ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) القمر ۱) (قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَنَزَلَتْ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ إِلَى قَوْلِهِ سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ يَقُولُ ذَاهِبٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو چاند مکہ میں دو مرتبہ پھٹا (دو ٹکڑے ہوا) پھر یہ آیات نازل ہوئیں (قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا جادو ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، ابو نجیح، مجاہد، ابو معمر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبہ، اعمش، مجاہد، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ گواہ رہنا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ فِرْقَتَيْنِ

عبد بن حمید، محمد بن کثیر، سلیمان بن کثیر، حسین، محمد بن جبیر بن مطعم، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر۔ اس پر کفار نے کہا کہ محمد

عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَعَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَمَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهُ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے بعض کہنے لگے کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو ہم سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ یہ حدیث بعض حضرات نے حصین سے وہ جبیر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا جبیر بن مطعم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو بَكْرٍ بُنْدَارٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابو کریب وابو بکر بندار، وکیع، سفیان، زیاد بن اسماعیل، محمد بن عباد بن جعفر مخزومی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین تقدیر کے متعلق جھگڑتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی (يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ) القمر ۴۸) (جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ، چکھو مزا آگ کا۔ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا گیا کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی معجزہ دکھایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے دونوں ٹکڑوں کے درمیان کوہ حرا دکھائی دینے لگا۔ شیبان نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ دکھایا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ مکہ میں چاند دو مرتبہ پھٹا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے مکہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے پہلے چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا یہ دیکھ کر کافروں نے کہا کہ چاند پر جادو کر دیا گیا ہے اس پر آیت ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ'' نازل ہوئی۔ شق قمر کے متعلق واقعہ اور تفصیلی ابحاث ابواب الفتن ''باب ما جاء فی انشقاق القمر ''میں گزر چکے ہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الرَّحْمٰنِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ

عبدالرحمن بن واقد ابو مسلم، ولید بن مسلم، زہیر بن محمد، محمد بن منکدر، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا أَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ قَالُوْا لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ احمد بْنُ حَنْبَلٍ كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِي يُرْوٰى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوْا اسْمَهُ يَعْنِي لِمَا يَرْوُوْنَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاكِيْرِ وَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ أَهْلُ الشَّامِ يَرْوُوْنَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاكِيْرَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَرْوُوْنَ عَنْهُ أَحَادِيْثَ مُقَارِبَةً

طرف آئے اور سورت رحمن شروع سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ سورت جنوں کے لئے پڑھی تھی تو ان لوگوں نے تم سے بہتر جواب دیا۔ چنانچہ جب میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ الایۃ پڑھتا تو وہ کہتے اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ولید بن مسلم کی روایت سے جانتے ہیں۔ ولید بن مسلم زبیر بن محمد سے نقل کرتے ہیں۔ احمد بن زبیر کا خیال ہے کہ زبیر بن محمد وہ نہیں ہیں جو شام کی طرف گئے ہیں۔ اور اہل عراق ان سے روایت کرتے ہیں بلکہ شاید کوئی اور ہیں۔ لوگوں نے ان کا نام بدل دیا کیونکہ لوگ ان سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ شام کے لوگ زہیر بن محمد سے منکر سے حدیثیں روایت کرتے ہیں اور اہل عراق ان میں سے ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جو صحت کے قریب ہوتی ہیں۔

تشریح: سورۃ رحمن میں اکتیس مرتبہ "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" ہے تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے تو اس کا جواب جنات یوں دیتے "لا بشی من نعمك ربنا! نكذب فلك الحمد" اے ہمارے رب! ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہم آپ کا شکر بجالاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں کچھ آیات بھی جواب طلب ہیں وہاں جواب دینا چاہیے بلکہ جنت کا تذکرہ آئے تو اس کا سوال کیا جائے اور جب جہنم کا تذکرہ آئے تو اس سے پناہ مانگی جائے۔ جیسا کہ اس آیت کا جواب جنات نے دیا۔ فرائض نماز میں مذکورہ قرآنی آیات کا جواب دل میں دیا جائے اور نفل نماز میں زبان سے دیا جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْوَاقِعَةِ

حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز (جنت) تیار کی ہے جو نہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ وَلَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کسی آنکھ نے دیکھی ہے۔ نہ کسی کان نے (اس کے متعلق) سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو (یعنی کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیا چیز تیار کی گئی ہے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔) اور جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی سوار اس کے سائے میں چلنے لگے تو سو سال تک چلنے کے باوجود بھی اسے طے نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (اور لمبا سایہ) اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے لہٰذا چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (یعنی جو شخص دوزخ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سودا ہے۔) یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَاقْرَءُوا وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، معمر، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو طے نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (اور لمبا سایہ اور پانی بہتا ہوا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔

تشریح: حدیث کے جزو اول کی وضاحت ماقبل سورۃ السجدۃ کی دوسری روایات کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

سورۃ واقعہ کی آیت ۳۰ میں اصحاب الیمین کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر ہے۔ ”وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ“ اور لمبا سایہ اور چلتا ہوا پانی ممدود پھیلا ہوا سایہ یا ممدود سے مراد دوامی سایہ جو سورج کی وجہ سے مفقود نہ ہو عرب ہر غیر منقطع چیز کو ممدود کہتے ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں گھڑسوار سو برس چلنے کے بعد بھی اس کو طے نہیں کر سکے گا اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو پڑھو وظل ممدود۔ اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب صفۃ الجنۃ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ: اور آب جاری جو ہموار زمین پر برسے گا اس کی روانی کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ والسابقون کے تحت میں مقربین جس راحت میں ہوں گے ان کی تصویر کشی ان نعمتوں کا ذکر کر کے کردی جو شہری متمدن لوگوں کے خیال میں آسکتی تھی اس کے بعد

اصحاب یمین کے انعامات کا تذکرہ ان الفاظ میں کر دیا جن کی تمنا صحرائی بدوی کر سکتے تھے۔

وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ: اس حدیث کے حصہ کی شرح آل عمران کی تفسیر میں بھی گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ قَالَ ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ وَ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ وَارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ ارْتِفَاعُ الْفُرُشِ الْمَرْفُوعَةِ فِي الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

ابوکریب، رشدین بن سعد، عمرو بن حارث، دراج، ابوالہیثم، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (اور بچھونے اونچے) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ان کی بلندی ایسی ہوگی جیسے زمین سے آسمان اور دونوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم اس حدیث کہ زمین و آسمان کے درمیان بلندی کے متعلق کہتے ہیں کہ اس سے مراد درجات ہیں۔ یعنی ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔

تشریح: سورۃ واقعہ کی آیت ۳۴ میں ہے "فُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ" اصحاب یمین کے لئے اونچے اونچے بستر ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور مسہریوں پر بچھے ہوئے بستر ہوں گے۔ اس کی تفسیر میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بستروں کی اونچائی جیسے آسمان وزمین کے درمیان کا فاصلہ اور یہ فاصلہ پانچ سوسال کی مسافت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور مسہریوں پر بچھے ہوئے بستر بعض مفسرین نے کہا کہ مرفوعہ سے مراد ہیں اونچے اونچے بعض اہل تفسیر کے نزدیک فرش سے مراد بستر والیاں عورتیں ہیں۔ عرب والے بستر کو عورت اور لباس کہتے یں اس صورت میں اس کا مطلب یہی ہوگا کہ حسن اور فضیلت میں دنیاوی عورتوں سے اونچی یا مسہریوں پر ان کا اونچا ہونا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

احمد بن منیع، حسین بن محمد، اسرائیل، عبدالاعلی، ابوعبدالرحمن، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ) الواقعہ 82) (اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اس کو جھٹلاتے ہو۔) پھر فرمایا کہ تم اپنے رزق کا شکریوں ادا کرتے ہو کہ تم کہتے ہو کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے، سفیان یہ حدیث عبدالاعلی سے اسی سند سے غیر مرفوع روایت کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ واقعہ کی آیت ۸۲ میں ہے" وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ "بعض مفسرینؒ نے یہاں رزق کا معنی شکر سے کیا ہے یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ تم نعمت قرآن کا شکر بجالاتے ان پر ایمان لاتے اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے مگر تم اُلٹا ان کی تکذیب کے درپے ہو۔ رزقکم مفعول اول ہے اور رزق کے لغوی معنی ہیں روزی غذا، انکم تکذبون مفعول ثانی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً قَالَ إِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ

ابوعمار حسین بن حریث خزاعی مروزی، وکیع، موسیٰ بن عبیدۃ، یزید بن ابان، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (اور ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھی اٹھان پر۔) کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خاص طور پر بنائی جانے والی عورتیں وہ ہیں جو دنیا میں بوڑھی تھیں ان کی آنکھیں کمزور تھیں اور ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا وَرُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا مُرْسَلًا

ابوکریب، معاویہ بن ہشام، شیبان، ابواسحاق، عکرمہ، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سورت ہود، واقعہ، مرسلات، عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ اور إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ علی بن صالح بھی یہ حدیث ابواسحاق سے اور وہ ابوجحیفہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر کوئی راوی ابواسحاق سے ابومیسرہ کے حوالے سے بھی کچھ مرسلاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ واقعہ کی آیت ۳۵ میں ہے"اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً "ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ان کو اسی طور پر بنایا کہ وہ کنواری ہیں۔ اگر فرش سے مراد عورتیں ہوں تو ھن کی ضمیر فرش کی طرف راجع ہوگی اور اگر فرش سے عورتیں مراد نہ ہوں تو مرجع مذکر نہ ہوگا کیونکہ سیاق کلام سے سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ عورتیں ہی مراد ہو سکتی ہیں۔

انشاءً: یعنی تخلیق کے بغیر۔ امام بغویؒ نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بوڑھی عورتیں ہیں جن کے کچھ بال سفید اور کچھ

سیاہ ہوں۔ اللہ ان کے بڑھاپے کے بعد از سر نو جوان کر دے گا۔ **عمشا:** چوندھیاں ہوئی آنکھیں۔ رمصا: چشم پر سفید میل جمی ہوئی۔

آخری حدیث میں اس صورت اور دیگر سورتوں کی تاثیر بیان کی ہے کہ انسان اگر صحیح اثر قبول کرے تو اسکی حالت دگر گوں ہو جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَدِيْدِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ. وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ يَسُوْقُهُ اللهُ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُوْنَهُ وَلَا يَدْعُوْنَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِي

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ بادل آ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بادل زمین کو سیراب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان لوگوں کی طرف ہانکتے ہیں جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اسے پکارتے نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رقیع یعنی اونچی چھت ہے جس سے حفاظت کی گئی۔ اور یہ موج کی طرح ہے جو بغیر ستون کے ہے۔ پھر پوچھا کیا جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اوپر دو آسمان ہیں جنکے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سات آسمان گنوائے اور بتایا ہر دو آسمانوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے اوپر عرش ہے اور وہ آسمان سے اتنا دور ہے جتنا زمین سے آسمان۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نیچے کیا

تَحْتَكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرَى بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ أَرَضِينَ بَيْنَ كُلِّ أَرَضِينَ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللهِ ثُمَّ قَرَأَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيُرْوَى عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالُوا إِنَّمَا هَبَطَ عَلَى عِلْمِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ وَعِلْمُ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ

ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ زمین ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے نیچے دوسری زمین ہے پہلی زمین اور دوسری زمین کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر پوچھا آپ ﷺ نے سات زمینیں گنوائیں اور بتایا کہ ہر دو کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم لوگ نیچے زمین کی طرف رسی پھینکو گے تو وہ اللہ تک پہنچے گی اور پھر یہ آیت پڑھی ہو (وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے منقول ہے کہ حسن نے ابوہریرہؓ سے سنی۔ بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس رسی کا اللہ کے علم، اس کی قدرت اور حکومت تک پہنچنا ہے کیونکہ اللہ کا علم، اس کی قدرت اور اس کی حکومت ہر جگہ ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔ چندان الفاظ کی وضاحت۔ **رقیع:** مضبوط بنایا ہوا۔ جس میں کسی قسم کا شگاف نہ ہو۔ **سقف محفوظ:** محفوظ چھت کہ اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے۔ **وموج مکفوف:** اور موجوں کو روکنے والی۔ کوئی سخت ترین موج بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ اس کا مادہ سیال چیز جیسا ہے۔ پھر آگے حدیث میں بیان فرمایا کہ ہر دو آسمان کے درمیان پانچ سو سال مسافت ہے۔ **لَهَبَطَ عَلَى اللهِ:** اللہ پر رسی گرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ رسی ان کے علم پر، قدرت پر اور اقتدار پر گرے گی ذات پر گرنا مراد نہیں۔ نیز اللہ کا علم قدرت اقتدار ہر جگہ ہے۔ اسی طرح عرش پر متمکن ہونے کی تاویل کہ اس سے استعلاء مراد ہے۔ یعنی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کر کے خود ان کا کنٹرول سنبھالا۔

سند پر کلام: ابن جریر نے اس حدیث کو قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں ذکر لنا ہم سے بیان کیا گیا اور شاید یہی محفوظ ہے یعنی یہ روایت موصول نہیں ہے بلکہ مرسل ہے اور ترمذی میں جو روایت موصول ہے وہ بھی منقطع ہے۔

وهو معكم أين ما كنتم: وہ تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو اور خود عرش پر ہیں جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُجَادِلَةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ لَمْ يُؤْتَ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنْ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِنْ أَنْ أُصِيبَ مِنْهَا فِي لَيْلِي فَأَتَتَابَعَ فِي ذٰلِكَ إِلَى أَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَأَنَا لَا أَقْدِرُ أَنْ أَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي فَقُلْتُ انْطَلِقُوا مَعِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبِرُوهُ بِأَمْرِي فَقَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ نَتَخَوَّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ أَوْ يَقُولَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةً يَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلٰكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ قَالَ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ قَالَ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ وَهَا أَنَا ذَا فَأَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللّٰهِ فَإِنِّي صَابِرٌ لِذٰلِكَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِي بِيَدِ فَقُلْتُ

حضرت سلمہ بن صخر انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا مرد ہوں جسے عورتوں سے جماع کی (وہ قوت) عطا کی گئی ہے جو کسی اور کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ جب رمضان آیا تو میں نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا تاکہ رمضان ٹھیک سے گزر جائے اور ایسا نہ ہو کہ میں اس سے رات کو جماع شروع کردوں اور دن ہوجائے اور میں اسے چھوڑ بھی نہ سکوں۔ ایک رات وہ میری خدمت کررہی تھی کہ اچانک میرے سامنے اس کی کوئی چیز ظاہر ہوگئی، تو میں اس پر کود پڑا (یعنی جماعت کرنے لگ گیا) جب میں نے صبح کی تو اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو اپنی بات بتائی اور ان سے کہا کہ تم میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تاکہ میں آپ ﷺ کو اپنا معاملہ بتاؤں وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہ ہوجائے یا یہ کہ ہمارے متعلق نبی کریم ﷺ ایسی کوئی بات کہہ دیں کہ جس کی وجہ سے ہم پر اس کی عار اور عیب باقی رہ جائے، لہٰذا تم خود ہی جاؤ اور اس طرح کرلو جو تمہیں مناسب لگے۔ کہتے ہیں میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا پورا واقعہ آپ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے ہی ایسا کیا ہے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح پوچھا، میں یہی کہتا رہا کہ جی ہاں میں نے ایسا کیا ہے، لیجئے میں حاضر ہوں لہٰذا مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کردیجئے، بس میں اس پر صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک غلام آزاد کردو، کہتے ہیں میں نے اپنی گردن کی ایک جانب پر ہاتھ مارا اور عرض کیا اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنی اس گردن کے سوا کسی اور چیز کا مالک نہیں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر دو مہینے مسلسل روزے رکھو، میں نے عرض کیا

لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ صُمْ شَهْرَيْنِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَهَلْ أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي إِلَّا فِي الصِّيَامِ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ وَحْشَىٰ مَا لَنَا عَشَاءٌ قَالَ اذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فَأَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّينَ مِسْكِينًا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوهَا إِلَيَّ فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ مُحَمَّدٌ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ وَيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَيُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ

یارسول اللہ یہ مصیبت بھی تو مجھ پر روزوں کی وجہ سے ہی آئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم نے یہ رات بھوکی گزاری ہے، ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا بنو زریق سے زکوۃ وصول کرنیوالے عامل کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ وہ تمہیں دے دے پھر تم اس میں سے اپنی طرف سے کھجوروں کا ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو، پھر تم اس کے باقی ماندہ سے اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر مدد حاصل کرو یعنی خرچ کرلو، کہتے ہیں پھر میں اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کے پاس تنگی اور بری رائے پائی جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت دیکھی، آپ ﷺ نے مجھے تمہارا صدقہ وزکوۃ لینے کا حکم دیا ہے، لہٰذا تم لوگ مجھے زکوۃ و صدقہ دو، چنانچہ ان لوگوں نے پھر مجھے اپنی زکوۃ اور صدقہ دے دیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام محمد (امام بخاریؒ) نے فرمایا: میرے نزدیک سلیمان بن یسار کا سماع سلمہ بن صخر سے ثابت نہیں۔ اور کہا جاتا ہے اور بعض نے اس کو سلمہ بن صخر کہا ہے اور بعض نے سلمان بن صخر کہا ہے اور اس باب میں خولہ بنت ثعلبہ کی روایت بھی ہے۔ اور یہ اوس بن صامت کی بیوی ہیں۔

تشریح: سورۃ مجادلہ کے شروع میں ظہار کے متعلق بیان ہوا ہے اس کے متعلق تفصیلی بحث ابواب الطلاق واللعان میں ''باب ما جاء فی المظاهر يواقع قبل ان يكفر'' کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ مَا قَالَ هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے پاس آیا اور کہا (یعنی تم پر موت آئے) صحابہ کرامؓ نے اسے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، یارسول اللہ اس نے سلام کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے ایسی بات کہی ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ جب اسے

أَعْلِمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا رُدُّوهُ عَلَيَّ فَرَدُّوهُ فَقَالَ قُلْتَ السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُولُوا عَلَيْكَ مَا قُلْتَ قَالَ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

لائے تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے السَّامُ عَلَيْكُمْ کہا۔ اس نے کہا کہ ہاں السَّامُ عَلَيْكُمْ کہا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اہل کتاب میں سے جو بھی سلام کرے اسے یہ جواب دیا کرو کہ (یعنی جو تم نے کہا تم ہی پر ہو) پھر یہ آیت پڑھی (اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں دیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اس پر کیوں عذاب نہیں دیتا جو ہم کر رہے ہیں۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مجادلۃ آیت ۸ میں ہے ''وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللهُ'' اور جب وہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے الفاظ سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا اللہ کا سلام یہ ہے ''سلام علی مرسلین ، سلام علی عباده الذين اصطفى'' اور ان کے سلام کا تذکرہ درج ذیل حدیث میں ہے۔ اس حدیث کی بقیہ شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الْأَنْمَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَى دِينَارًا قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَنِصْفُ دِينَارٍ قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَكَمْ قُلْتُ شَعِيرَةٌ قَالَ إِنَّكَ لَزَهِيدٌ قَالَ فَنَزَلَتْ أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ الْآيَةَ قَالَ فَبِي خَفَّفَ اللهُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ شَعِيرَةٌ يَعْنِي وَزْنَ شَعِيرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ

حضرت علی بن ابی طالب ؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (اے ایمان والو جب تم رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے دیا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزہ بات ہے۔) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مشورہ لیا کہ صدقہ کی مقدار ایک دینار مقرر کی جائے، میں نے عرض کیا کہ لوگ ایک دینار نہیں دے سکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا نصف دینار بھی نہیں دے سکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کتنی مقدار مقرر کی جائے۔ میں نے عرض کیا ایک جو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو بہت کمی کرنے والے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے۔ پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو (بس) نماز ادا کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور ایک جو سے مراد جو کے برابر سونا ہے۔

تشریح: سورۃ مجادلۃ کی آیت ۱۲ میں ہے ''أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا الخ'' خیرات دینے سے ڈر گئے سو جب تم اس کو نہ کر سکے اور اللہ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی تم نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے رہو اور اللہ تمہارے اعمال سے پورے طور پر باخبر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما تھے یا کسی حجرے کے سایہ میں فروکش تھے اور سایہ سکڑ رہا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک جبار آدمی تمہارے پاس آئے گا دوسری روایت میں آیا ہے اس کا دل جبار کے دل کی طرح ہوگا یعنی وہ شیطان ہوگا جب وہ آئے تو تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ سامنے سے ایک شخص نمودار ہوا جو نیلی آنکھوں والا اور کانا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آتا دیکھا تو بلایا اور فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں دیتے ہو اس شخص نے جواب دیا مجھے ذرا دیر کی اجازت دیجئے میں جا کر ابھی آپ کے پاس آتا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور ساتھیوں کو بلا لایا اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائیں کہ ہم نے نہ یہ باتیں کہی ہیں اور نہ کی ہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئی ''الم تر الی الذین ۔۔۔۔ الآیۃ''

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَشْرِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ، لیث، نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنو نضیر کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر جلا دیا۔ اس مقام کا نام بویرہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مسلمانو تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا یا اس کو اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا تا کہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا قَالَ اللِّينَةُ النَّخْلَةُ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ قَالَ اسْتَنْزَلُوهُمْ مِنْ حُصُونِهِمْ قَالَ وَأُمِرُوا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِي صُدُورِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُولَ اللهِ

حسن بن محمد زعفرانی، عفان، حفص بن غیاث، حبیب بن ابی عمرۃ، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لینۃ، کھجور کا درخت ہے اور وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان (یہودیوں) کو ان کے قلعوں سے اتار دیا پھر جب ان کے درختوں کے کاٹنے کا حکم ہوا تو ان کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم نے کچھ درخت کاٹے ہیں اور کچھ چھوڑ دیئے ہیں۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لیں کہ جو درخت ہم نے کاٹے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَنَا فِيمَا قَطَعْنَا مِنْ أَجْرٍ وَهَلْ عَلَيْنَا فِيمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَأَنْزَلَ اللهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَبِي حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا قَالَ أَبُو عِيسَى سَمِعَ مِنِّي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ هٰذَا الْحَدِيثَ

ہیں کیا ان کا کاٹنا ہمارے لئے باعث ثواب ہے اور جو چھوڑ دیئے ہیں ان کے نہ کاٹنے پر عذاب ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِينَ) الحشر: 5) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض اس حدیث کو حفص بن غیاث سے اور وہ سعید بن جبیر سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں کرتے۔ ہم سے اس حدیث کو عبداللہ بن عبدالرحمن نے ہارون بن معاویہ کے حوالے سے انہوں نے حفص بن غیاث سے انہوں نے حبیب بن ابوعمرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے یہ حدیث مجھ ہی سے سنی ہے۔

تشریح: سورۃ حشر کی آیت ۵ میں ہے جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو ان کی جگہ کھڑا رہنے دیا سو یہ اللہ کی اجازت سے ہوا اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کردے۔ شانِ نزول یہ ہے کہ جب غزوہ بنی نضیر کا مقدمہ پیش آیا اسلامی افواج نے ان کا محاصرہ کیا یہ اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے اور قلعوں کے اوپر سے تیر برسانے لگے چاروں طرف کھجوروں کے باغات تھے جو ان کے لئے سپر یاور کا کام بھی دے رہے تھے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو کاٹ کر جلادو اس سلسلے میں دو آرا پیش آئیں ایک یہ تھی کہ ایسا کرنا جنگی مصلحت کے تحت تھا کہ ان کو کاٹ دیا جائے دوسرا یہ کہ ان کو کاٹنے میں مسلمانوں کا ہے کہ کل کو یہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں آئیں گے اس پر سورۃ حشر کی یہ آیت نازل ہوئی۔

تحسین حدیث: دوسری حدیث امام بخاریؒ نے امام ترمذیؒ سے سنی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث جو باب مناقب علی میں آئے گی وہ بھی امام بخاریؒ نے امام ترمذیؒ سے سنی ہے۔ یہ امام ترمذیؒ کے لئے بڑی فضیلت کی بات ہے کہ امام ترمذی کے استاد نے اپنے شاگرد سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ

ابوکریب، وکیع، فضیل بن غزوان، ابوحازم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص کے پاس ایک مہمان آیا تو اس کے پاس صرف اتنا ہی کھانا تھا کہ خود کھا سکے اور بچوں کو کھلا سکے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو سلا دو اور چراغ گل کر کے جو کچھ ہے مہمان کے آگے رکھ دو۔ اس پر یہ

فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آیت نازل ہوئی (اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنے جان سے اور اگرچہ ہوا پنے اوپر فاقہ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۂ حشر کی آیت ۱۰ میں ہے"وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"اور وہ (انصاری) مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو کیسا ہی فاقہ اور محتاجی ہو۔ اس آیت کے شان نزول میں امام ترمذیؒ نے یہ حدیث بیان کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایثار کے متعلق بہت سارے واقعات تفسیر قرطبی اور تفسیر معارف القرآن میں نقل کیے گئے ہیں وہاں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمُمْتَحِنَةِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ فِيهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَأْتُونِي بِهِ فَخَرَجْنَا تَتَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا قَالَ فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ

ابن ابی عمر، سفیان، عمرو بن دینار، حسن بن محمد بن حنفیہ، عبید اللہ بن ابی رافع، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ روضہ خاخ کے مقام پر جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے جو اونٹ پر سوار ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر میرے پاس لاؤ۔ ہم لوگ نکلے ہمارے گھوڑے دوڑ لگاتے ہوئے روضہ خاخ کے مقام پر پہنچے تو ہمیں وہ عورت مل گئی ہم نے اس سے کہا کہ خط دو۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا تم خط نکالو ورنہ کپڑے اتار دو۔ اس پر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا اور ہم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ (خط) حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کو لکھا گیا تھا۔ جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی راز کا ذکر کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حاطب یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے متعلق جلدی نہ کریں میں ایسا شخص ہوں کہ قریش میں ملا ہوا ہوں اور ان میں ہوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے رشتہ دار مکہ میں ہیں۔ جو ان کے اہل و مال

الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنْ نَسَبٍ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ السُّورَةَ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيٍّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ هَذَا وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ وَقَالُوا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّزَّاقِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيهِ فَقَالَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ

کی حفاظت کرتے ہیں۔ چونکہ میرا ان سے کوئی نسب کا تعلق نہیں لہذا میں نے سوچا کہ ان پر احسان کروں تا کہ وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ اور یہ کام میں نے کفر وارتداد کی وجہ سے نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے کفر سے راضی ہو کر کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتاروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھ کر فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے رہو حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہی منکر ہو چکے ہیں۔) راوی عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے کاتب تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عمر اور جابر بن عبداللہ سے احادیث منقول ہیں۔ کئی حضرات یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور ابوعبدالرحمن سلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے اسی کے مثل منقول ہے۔ بعض حضرات یہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس عورت سے کہا کہ خط نکال، ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔

تشریح: سورۂ ممتحنۃ کی ابتدائی آیات میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا کہ انہوں نے مکہ والوں کو خط لکھا تھا اور خط لے جانے والی عورت کا نام سارہ تھا اس کو ایک چادر اور دس درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ ان کا خط مکہ والوں تک پہنچائے۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کو یہ لکھا تھا: ''من حاطب بن ابی بلتعہ الی اہل مکہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ کر رہے ہیں تم اپنی احتیاط کر لو یہ عورت خط لے کر روانہ ہوگئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط کی خبر

دے دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت عمار، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت مقداد بن اسود اور حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے تعاقب میں بھیجا یہ حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کر چل دیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جب نخلستان خاخ پر پہنچنا تو وہاں تم کو ایک عورت ملے گی جو اونٹ پر سوار ہو گی اس کے پاس مشرکوں کے نام حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہوگا وہ خط اس سے لے لینا اس خط کو میرے پاس لے آنا۔ یہ حضرات اس مقام پر پہنچے جس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا تو وہاں ایک عورت ملی ان حضرات نے اُس عورت سے کہا وہ خط کہاں ہے؟ وہ قسم کھا کر بولی میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے انہوں نے تلاشی لی سامان میں ڈھونڈا لیکن خط نہیں ملا آخر واپسی کا ارادہ کر لیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! نہ ہم جھوٹے ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ بولا ہے یہ کہہ کر آپؓ نے تلوار نیام سے کھینچ لی اور فرمایا خط نکال ورنہ میں تجھے ننگا کر کے تیری گردن اڑا دوں گا۔ جب عورت نے دیکھا کہ واقعی یہ لوگ ایسا کریں گے تو چوٹی سے خط نکال کر دے دیا۔ ان صحابہ کرامؓ نے وہ خط لے کر اس کا راستہ چھوڑ دیا نہ اس سے کوئی تعارض کیا اور نہ ہی اس کے سامان سے اور خط لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطبؓ کو طلب فرمایا اور ان سے فرمایا کہ کیا تم اس خط کو پہچانتے ہو؟ حاطب بن ابی بلتعہ نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی حرکت کیوں کی؟ حاطب نے کہا واللہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیر خواہ ہوں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھوٹ نہیں کیا اور جب سے کافروں کو چھوڑا کبھی ان سے محبت نہیں کی لیکن بات یہ ہے کہ ہر مہاجر کا کوئی نہ کوئی اقتدار مکہ میں موجود ہے جو اس کے گھر والوں کا محافظ ہے اور میں وہاں اجنبی تھا اور میرے بیوی بچے ان کے پاس موجود تھے مجھے اپنے گھروں کی فکر ہوئی اور میں نے ارادہ کیا کہ کوئی ان پر احسان کروں اور مجھے یہ یقین بھی تھا کہ اللہ پاک مکہ والوں پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا اور اللہ کے عذاب کے مقابلے میں یہ تحریر ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطبؓ کے قول کی تصدیق کی اور ان کے عذر کو قبول فرما لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمرؓ تم کو کیا معلوم شاید اللہ نے اہل بدر کے تمام اعمال دیکھنے کے بعد ہی فرمایا "اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم"۔

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے فرمایا کہ یہ کام میں نے کفر یا مرتد ہونے کی وجہ سے نہیں کیا اور نہ کفر کو پسند کرتا ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا انہی کے معاملہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُ إِلَّا بِالْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الْآيَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا مَسَّتْ

عبد بن حمید، عبدالرحمن، معمر، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتحان نہیں لیا کرتے تھے مگر اس آیت سے (اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو، اخیر آیت تک) معمر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے مجھے اپنے والد کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے ان

يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عورتوں کے علاوہ جو آپ کی ملکیت میں تھیں کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ ممتحنۃ کی آیت ۱۰ میں ہے کہ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں دارالحرب سے ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کی جانچ کرلیا کرو ان کے ایمان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ صحابیات سے امتحان لینے کی وجہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ آئے گا تو مسلمان اس کو واپس مکہ بھیجیں گے لیکن اس حکم سے مسلمان عورتیں مستثنیٰ ہوں گی لہٰذا اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر آئے گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی روشنی میں ان سے جائزہ لے کر فیصلہ فرمائیں گے اگر وہ واقعۃً سچے دل سے اسلام لائی ہے تو پھر اسے واپس نہیں بھیجا جائے گا چونکہ اس سورت میں عورتوں کے امتحان کا تذکرہ ہے اس لئے اس سورۃ کو ممتحنۃ کہتے ہیں۔

عورتوں کی بیعت: ترمذی شریف کی روایت میں اور اسی طرح بخاری شریف میں عورتوں کی بیعت کا ذکر ہے۔ عورتوں کی بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعے سے ہی ہوتی تھی جبکہ مردوں کی بیعت ہاتھ در ہاتھ ہوتی تھی۔ عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کسی اجنبیہ عورت کے ہاتھ سے کبھی چھوا تھا۔

روایات میں تعارض: ایک روایت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "فمد یدہ من خارج البیت و مددنا ایدینا من داخل البیت ثم قال اللھم اشھد" کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک گھر کے باہر سے اور ہم نے اپنے ہاتھ کمرے کے اندر سے دراز کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا اسی طرح ام عطیہ ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیعت کرتے ہوئے نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ بیعت کرنے سے کھینچ لیا فقبضت امرأۃ یدھا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں سے بھی ہاتھ کے ذریعہ بیعت لی جاتی تھی تو بظاہر ام عطیہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں تعارض ہو رہا ہے۔

جواب: ترمذی والی بات ٹھیک ہے باقی مددنا کا مطلب بطور محاورہ کے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیعت واقع ہوگئی ہے۔ اس سے مصافحہ مراد نہیں اور ام عطیہ کی دوسری روایت میں قبض ید سے مراد ہے کہ اس عورت نے بیعت قبول کرنے کو مؤخر کیا چنانچہ اس نے پہلے نوحہ کیا پھر آ کر اس نے بیعت قبول کر لی۔

مغازی کے امام ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ صالح بن ابان سے روایت منقول ہے اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے اس طرح بیعت کی کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک برتن میں ڈبو دیا اور پھر وہ عورت بھی اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈبو دیتی یوں بیعت ہو جاتی (فتح الباری ۸۲۱ کتاب التفسیر باب اذا جائك المؤمنات مہاجرات)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ

حضرت ام سلمہ انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ معروف کیا چیز ہے جس میں ہمارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنا جائز نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ

قَالَتْ قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ مَا هٰذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيَكَ فِيهِ قَالَ لَا تَنُحْنَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْعَدُونِي عَلَى عَمِّي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ قَضَائِهِمْ فَأَبَى عَلَيَّ فَعَاتَبْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي فِي قَضَائِهِنَّ فَلَمْ أَنُحْ بَعْدَ قَضَائِهِنَّ وَلَا غَيْرِهِ حَتَّى السَّاعَةَ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ

وآلہ وسلم نے فرمایا وہ یہی ہے کہ تم نوحہ مت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں قبیلے کی عورتیں میرے چچا کی وفات پر میرے ساتھ نوحہ میں شریک تھیں لہذا ان کا بدلہ دینا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر میں نے کئی مرتبہ عرض کیا تو اجازت دے دی کہ ان کے احسان کا بدلہ دے دوں۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی پر نوحہ نہیں کیا اور عورتوں میں سے میرے علاوہ ایسی کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے بیعت کی ہو اور پھر نوحہ بھی کیا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس باب میں ام عطیہ سے بھی روایت ہے۔ عبد بن حمید کہتے ہیں کہ ام سلمہ انصاریہ کا نام اسماء بنت یزید بن سکن ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں نوحہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ حدیث الباب حضرت ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اس سورت میں **ولا یعصینك فی معروف** میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کی موت پر نوحہ نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمۃ انصاریہ کو نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت دی تھی اور بخاری کی روایت میں حضرت ام عطیہ کا بھی ذکر ہے کہ جن کو نوحہ کا بدلہ اتارنے کی رخصت دی تھی۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیات کو نوحہ کا بدلہ چکانے کی اجازت کس طرح دی حالانکہ شریعت میں نوحہ حرام ہے؟

جواب اول: بعض حضرات نے کہا کہ حضرت ام عطیہ اور حضرت ام سلمۃ انصاریہ کی خصوصیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے صرف ایک موقع پر استثنیٰ قرار دیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس جواب کی تردید کی کہ حرام چیز کبھی حلال نہیں کی جا سکتی۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نوحہ کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا علامہ ابن حجرؒ کے ہاں یہ جواب پسندیدہ ہے۔

ولم یبق من النسوة امراءة الا وقد ناحت غیری: اس بیعت میں جو شریک تھیں انہوں نے نوحہ ترک نہیں کیا سوائے ام عطیہ کے نیز ام عطیہ کے ساتھ بیعت کرنے والی چند خواتین کے نام یہ ہیں: ام سلیم، ابنۃ ابی سبرۃ، ام العلاء، امراءۃ معاذ ایک اور عورت بھی تھی اس جملہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان خواتین نے نوحہ ترک نہیں کیا بلکہ یہ بات ان عورتوں سے متعلق ہے جنہوں نے حضرت ام عطیہ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

وَمِنْ سُورَةِ الصَّفِّ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ

عبداللہ بن عبدالرحمن، محمد بن کثیر، اوزاعی، یحیی بن ابی کثیر،

بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَعَدْنَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ أَيَّ الْأَعْمَالِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ لَعَمِلْنَاهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ يَحْيَى فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيرٍ وَقَدْ خُولِفَ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ فِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ فَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ

ابو سلمہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کرتے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں (اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا، اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے۔) عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ سورت پڑھائی اور ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سورت پڑھی۔ یحیی کہتے ہیں کہ پھر ابوسلمہ نے ہمارے سامنے تلاوت کی، ابن کثیر کے سامنے اوزاعی نے اور عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ابن کثیر نے پڑھ کر سنائی۔ محمد بن کثیر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ابن مبارک، اوزاعی سے وہ یحیی بن ابی کثیر سے وہ ہلال بن ابی میمونہ سے وہ عطاء بن یسار سے اور وہ عبداللہ بن سلام سے یا ابوسلمہ کے واسطے سے عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں۔ ولید بن مسلم بھی یہ حدیث اوزاعی سے محمد بن کثیر کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

تشریح: ترمذی شریف کی مذکورہ روایت میں سورۃ صف کا شان نزول بیان کیا گیا ہے جو کہ حدیث کے ترجمہ سے واضح ہے۔
امام بغویؒ نے مفسرین کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہم کو اگر معلوم ہو جاتا کہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے تو ہم وہی کرتے اور اس کے لئے اپنی جان و مال قربان کر دیتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا" نازل فرمائی اور غزوہ احد میں جب مسلمانوں کی آزمائش کی گئی تو بعض مسلمان پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اس پر آیت "لم تقولون ما لا تفعلون" نازل ہوئی۔
لہٰذا جس کام کے نہ کرنے کا ارادہ ہو اس کو کرنے کا دعویٰ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور یہ اللہ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔
اس حدیث کو مسلسلات بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں ہر راوی نے اپنے شاگردوں کے سامنے یہ سورت پڑھ کر سنائی جس طرح نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِينَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الشَّامِيُّ وَ وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ

علی بن حجر، عبداللہ بن جعفر، ثور بن زید دیلی، ابوالغیث، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورت جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے (اور اٹھایا اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔) تو ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جو اب تک ہم میں شامل نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی مجلس میں موجود تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سلمان پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر ایمان ثریا (ستارہ) میں بھی ہوتا تو ان میں سے چند لوگ اسے حاصل کر لیتے۔ یہ حدیث غریب ہے اور عبداللہ بن جعفر، علی بن مدینی کے والد ہیں۔ یحییٰ بن معین انہیں ضعیف کہتے ہیں۔ یہ حدیث اور سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور ابوغیث کا نام سالم ہے وہ عبداللہ بن مطیع کے مولیٰ ہیں۔ ثور بن زید مدنی اور ثور بن یزید کا تعلق شام سے ہے۔

تشریح: سورۃ جمعہ کی آیت ۳ میں ہے "وَّآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی جو انہیں میں سے ہیں مگر ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔

واخرین منھم کا عطف ویعلمھم کی ضمیر پر ہے یعنی ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی وہ تعلیم دیتے ہیں اور یہ دوسرے لوگ بھی اول لوگوں میں سے ہی ہیں یعنی انہی کے ہم مذہب اور انہی کی راہ پر چلنے والے ہیں۔

عکرمہ اور مقاتل کا قول ہے کہ اخرین منھم سے مراد تابعین ہیں۔ ابن زید نے کہا کہ وہ تمام لوگ مراد ہیں جو قیامت تک حلقہ اسلام میں داخل ہونے والے ہیں۔

رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ: اگر ایمان ثریا ستارہ پر ہوتو وہاں سے بھی لے آئیں گے۔ رجال سے کون مراد ہیں۔

(۱) حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ سے عجم میں دین کی خدمت کرنے والے بڑے بڑے علماء مراد ہیں۔ (۲) بعض حضرات نے کہا کہ اس سے امام ابوحنیفہؒ مراد ہیں۔

(۳) جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ تمام محدثین وفقہاء کرام ہیں جن کی اصل فارس سے ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا إِذْ قَدِمَتْ عِيرُ الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتْ الْآيَةَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا حَدَّثَنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک مدینہ کا قافلہ آیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اور یہ آیت نازل ہوئی (اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشہ، متفرق ہوجائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا۔ تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن منیع، ہشیم، حصین، سالم بن ابی جعد، جابر ہم سے روایت کی احمد بن منیع نے انہوں نے ہشیم سے وہ حصین سے وہ سالم بن ابی جعد سے وہ جابر سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ جمعہ کی آیت ۱۱ میں ہے "وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا" اور جب انہوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیا۔

اس آیت کے شروع میں تجارت اور لھو دو چیزیں ذکر کی گئی ہیں پھر الیھا کی ضمیر صرف تجارت کی طرف راجع ہے یہ کنایہ ہے اس امر سے کہ اصل مقصد تجارت ہی تھا کیونکہ لہو سے مراد ہر کھیل نہیں بلکہ وہ طبل مقصود ہے جو قافلہ کے استقبال کے لئے بجایا جاتا ہے۔ تجارت اور لھو کے درمیان "او" کا ذکر کرنا دلالت کر رہا ہے اس امر پر کہ بعض لوگ صرف طبل کی آواز سننے اور قافلہ کو دیکھنے کے لئے خطبہ چھوڑ کر مسجد سے چلے گئے تھے (عمومی طور پر اکثر کا مقصد تجارت تھا)۔

مقاتل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کچھ تجارتی مال لے کر ملک شام سے آیا اس وقت یہ دستور تھا کہ جب دحیہ تجارتی مال لے کر آتا تو مدینہ کی ہر پردہ نشین عورت بھی وہاں پہنچ جاتی تھی کیونکہ دحیہ آٹا، گیہوں اور تمام ضروریات کی غذائی اشیاء لے کر آتا تھا دحیہ مدینہ پہنچ کر احجار الزیت مقام پر اترتا اور اس کی آمد کی اطلاع کے لئے طبل بجایا

جاتا تھا۔لوگ آواز سنتے ہی خریداری کے لئے نکل پڑتے تھے یہ دستور دحیہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا تھا چنانچہ ایک بار دحیہ جمعہ کے وقت آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے لوگ فوراً مسجد سے نکل پڑے مسجد کے اندر صرف بارہ مرد اور ایک عورت رہ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسجد میں کتنے لوگ باقی ہیں؟ عرض کیا گیا بارہ مرد اور ایک عورت فرمایا اگر یہ بھی باقی نہ رہتے تو آسمان سے نامزد پتھر برسا دیئے جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تعارض: اس روایت میں ہے کہ خطبہ کی حالت میں چھوڑ گئے جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کی حالت میں چھوڑ کر قافلہ کی طرف بھاگ گئے۔

جواب: یہاں مجازاً خطبہ کو نماز سے تعبیر کر دیا۔ بعض نے کہا کہ خطبہ والی روایت راجح ہے اور نماز والی روایت مرجوح ہے۔

حدیث سے استدلال: بعض حضرات نے اس سے یہ استدلال کیا کہ جمعہ کی نماز میں چالیس سے کم افراد موجود ہوں پھر بھی جمعہ درست ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ افراد باقی رہ گئے تھے انہی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی نماز پڑھائی لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ جمعہ کی نماز نہ پڑھائی ہو ظہر کی نماز پڑھائی ہو یا منتشر ہونے کے بعد لوگ پھر لوٹ آئے ہوں اس کے متعلق مزید تفصیلات ابواب الجمعۃ میں گزر چکی ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اس زمانہ میں خطبہ نماز جمعہ کے بعد ہوتا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس وقت معلوم نہیں تھا کہ اسے سننا بھی ضروری ہے۔ صحابہ کرام کو اس لغزش پر تنبیہ کرنے کے لئے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا طرز بدل دیا کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ دینے کا معمول بنالیا اور اب یہی سنت ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُنَافِقِيْنَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولٍ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں ان پر خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ہٹ جائیں۔ اور اگر ہم مدینہ واپس آئے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں (یعنی صحابہ مہاجرین) کو نکال دیں گے۔ میں نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بات پہنچادی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلوا کر پوچھا۔ میں نے پوری بات بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابیٔ اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ انہوں نے آکر

فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي شَيْءٌ لَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ قَطُّ مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِذَا جَائَكَ الْمُنَافِقُونَ فَبَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قسم کھائی کہ ہم نے یہ بات نہیں کی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھٹلایا اوران کو سچا تسلیم کرلیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کبھی زندگی میں اتنا دکھ نہیں ہوا۔ میں اگھر میں بیٹھ گیا تو چچا کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جھٹلا دیں اور تجھ سے خفا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی (جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں کہ تو رسول ہے اللہ کا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلوایا اور یہ سورت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ منافقین کی پہلی آیت میں ہے ''اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ'' جب یہ منافق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس سورۃ میں منافقین کی جانب سے لگائے جانے والے الزامات کا بیان ہے۔ ۵ ھجری یا ۶ ھجری میں غزوۃ بنی المصطلق پیش آیا اس کا نام غزوہ مریسیع بھی ہے۔ مریسیع اس قوم کے چشمے یا کنویں کا نام ہے اس جنگ کی کامیابی کے بعد ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مہاجر اور انصاری میں جھگڑا ہو گیا مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا اور انصاری نے انصار کو مدد کے لئے پکارا اور قریب تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ کھڑا ہو جائے اس جھگڑے میں انصاری کو چوٹ لگی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقع پر پہنچے اور فرمایا یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے اسے چھوڑ دو یہ بدبودار نعرہ ہے تو جھگڑے والی یہ بات تو ختم ہو گئی۔ لیکن اس واقعہ سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیٔ نے فائدہ اٹھایا اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم نے ان مہاجرین کو سر پر چڑھا لیا ہے تم نے ان کو اپنے اموال و جائیدادیں تقسیم کر کے دیں اب یہ تمہاری روٹیوں پر پلے ہوئے تمہیں آنکھیں دکھا رہے ہیں اب بھی اگر تم نے ان کے ساتھ بھلائی کرنے سے ہاتھ نہ کھینچا تو یہ لوگ تمہارا جینا حرام کر دیں گے تمہیں چاہیے کہ جب تم مدینہ پہنچو تو عزت والا ذلیل (نعوذ باللہ) کو وہاں باہر کر دے۔

یہ باتیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن لیں یہ اس وقت نوجوان تھے انہوں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی۔ چچا نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر تحقیق کی اور پوچھا لڑکے تم جھوٹ تو نہیں بولتے ہو؟ حضرت زید نے قسم کھا کر کہا کہ انہوں نے وہ بات اپنے کانوں سے سنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا تمہیں شبہ تو نہیں ہو گیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابیٔ کو بلا کر پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ اس نے یہ بات نہیں کہی اور زید جھوٹا ہے چنانچہ تھوڑی دیر کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اعتبار آ گیا اور حضرت زید سے بدظنی ہو گئی پھر جب سورۃ المنافقین نازل ہوئی تو سارے پول کھل گئے اور قرآن نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی۔ امام ترمذیؒ نے اس سلسلہ میں کئی روایتیں ذکر کی ہیں نیز اس واقعہ کے متعلق جو روایات نقل کی گئی ہیں وہ سب روایتیں ایک درجہ کی بھی نہیں ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَزْدِيِّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَنَا أُنَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْأَعْرَابُ يَسْبِقُونَّا إِلَيْهِ فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْبِقُ الْأَعْرَابِيُّ فَيَمْلَأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتَّى يَجِيءَ أَصْحَابُهُ قَالَ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْرَابِيًّا فَأَرْخَى زِمَامَ نَاقَتِهِ لِتَشْرَبَ فَأَبَى أَنْ يَدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ خَشَبَةً فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَأَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ رَأْسَ الْمُنَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ يَعْنِي الْأَعْرَابَ وَكَانُوا يَحْضُرُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ إِذَا انْفَضُّوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَأْتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَأَنَا رِدْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَأَخْبَرْتُ عَمِّي فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَفَ وَجَحَدَ قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي

عبد بن حمید، عبیداللہ بن موسی، اسرائیل، سدی، ابوسعید ازدی، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے گئے ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی بھی تھے۔ ہم لوگ تیزی سے پانی کی طرف دوڑے۔ دیہاتی ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور ایک دیہاتی نے پہنچ کر حوض بھرا اور اس کے گرد پتھر لگا کر اس پر چمڑا ڈال دیا۔ (تاکہ کوئی اور پانی نہ لے سکے) صرف اس کے ساتھی ہی وہاں آئیں۔ ایک انصاری اس کے پاس گیا اور اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کردی تاکہ وہ پانی پی لے۔ لیکن دیہاتی نے انکار کردیا۔ اس پر انصاری نے پانی کی روک ہٹا دی (تاکہ پانی بہہ جائے) اس دیہاتی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر ماردی جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کے پاس آیا۔ یہ قصہ سن کر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے چلے جائیں۔ یعنی دیہاتی لوگ۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانے کے وقت حاضر ہوا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کھانا اس وقت لے کر جایا کرو جب یہ لوگ جا چکیں جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں کے عزت دار لوگوں کو چاہیے کہ ذلیل لوگوں (یعنی اعراب) کو وہاں سے نکال دیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے عبداللہ کی بات سنی اور پھر اپنے چچا کو بتادی۔ چچا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتادی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا تو اس نے آکر قسم کھائی اور اس بات کا انکار کردیا کہ اس نے یہ نہیں کہا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

قَالَ فَجَاءَ عَمِّي إِلَيَّ فَقَالَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ مَقَتَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلَى أَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا قَالَ لِي شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَقَالَ أَبْشِرْ ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُورَةَ الْمُنَافِقِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وآلہ وسلم نے اسے سچا سمجھ کر مجھے جھٹلا دیا۔ پھر میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان تمہیں جھٹلا دیں۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کسی اور کو نہ ہوا ہوگا۔ پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سر جھکائے چل رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان کھینچ کر میرے سامنے ہنسنے لگے۔ مجھے اگر دنیا میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری بھی ملتی تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا جتنا اس وقت ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ مجھے ملے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے کیا کہا؟ میں نے کہا کچھ فرمایا تو نہیں بس میرا کان ملا اور ہنسنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو۔ پھر حضرت عمرؓ مجھ سے ملے۔ انہوں نے بھی اسی طرح پوچھا اور میں نے بھی وہی جواب دیا۔ چنانچہ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورت منافقون پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ: اس جملے کے چند مطلب ہو سکتے ہیں۔

اول: اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کبھی ہم ان پر سبقت لے جاتے ہیں اور کبھی وہ دیہاتی اس پانی پر پہنچنے میں ہم سے سبقت کر جاتے ہیں۔

ثانی: یا ہم اس پانی تک پہنچنے میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے لیکن وہ دیہاتی ہم سے سبقت کر جاتے تھے۔

سند پر کلام: یہ حدیث شریف صرف ترمذی میں موجود ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے مگر یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح نہیں اس کی سند میں سدی کبیر اسماعیل بن عبدالرحمن ہے جو احادیث میں غلطیاں کرتا تھا اور دوسرا راوی ابوسعید ازدی بھی معمولی ثقہ راوی ہے اور اس حدیث میں جو حتیٰ ینفضوا کا مطلب بیان کیا گیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ لَئِنْ

حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے چالیس سال پہلے زید بن ارقمؓ کے حوالے سے یہ حدیث سنی کہ عبداللہ بن ابی نے غزوہ تبوک کے موقع پر کہا کہ جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں کے عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَحَلَفَ مَا قَالَهُ فَلَامَنِي قَوْمِي وَقَالُوا مَا أَرَدْتَ إِلَّا هٰذِهِ فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيبًا حَزِينًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اور یہ بات بتائی تو عبداللہ بن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ اس پر میری قوم کے لوگ مجھے ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس جھوٹ بولنے سے تمہارا کیا مقصد تھا؟ میں گھر آیا اور غمگین وحزین ہوکر سو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تمہاری بات کی تصدیق کی ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی (وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو ان پر، جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے اس حدیث کی سند میں شعبہ کے شاگرد آدم کی سند سے بخاری شریف میں بھی مذکور ہے۔ اس میں غزوہ تبوک کا ذکر نہیں۔ بس یہ محمد بن ابی عدی کا وہم ہے یہ واقعہ ماقبل میں واقعہ بنو مصطلق کا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَالَلْمُهَاجِرِينَ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَالَلْأَنْصَارِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ فَقَالَ أَوَقَدْ فَعَلُوهَا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ سفیان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے۔ اس میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھتکار دیا۔ اس پر مہاجر کہنے لگے اے مہاجرو اور انصاری انصار کو پکارنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکار کی کیا وجہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھتکار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کی (اس عادت) کو چھوڑ دو یہ بری چیز ہے۔ یہ بات عبداللہ بن ابی نے سنی تو کہنے لگا کہ ان لوگوں نے اس طرح کیا ہے؟ جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں کے معززین، ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے دو، ورنہ لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ دوسرے راوی

يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاللهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتَّى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزِيزُ فَفَعَلَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کہتے ہیں کہ اس پر عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے اپنے باپ سے کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہ کرو کہ تم ذلیل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز ہیں۔ پھر اس نے اقرار کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں مہاجرین اور انصار کے درمیان جو واقعہ پیش آیا اس کو بیان کیا گیا جس کی وضاحت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مَزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ أَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْأَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللهَ إِنَّمَا يَسْأَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ قَالَ سَأَتْلُو عَلَيْكَ بِذٰلِكَ قُرْآنًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِلَى قَوْلِهِ وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ قَالَ فَمَا يُوجِبُ الزَّكَاةَ قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَيْنِ فَصَاعِدًا قَالَ فَمَا يُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيرُ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ حج بیت اللہ کے لئے جا سکے یا اس مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہو لیکن وہ نہ حج کرے اور نہ زکوۃ دے تو موت کے وقت اس کی تمنا ہوگی کہ کاش میں واپس دنیا میں چلا جاؤں۔ ایک شخص نے عرض کیا ابن عباس اللہ سے ڈرو (دنیا میں) لوٹنے کی تمنا تو کفار کریں گے۔ ابن عباس نے فرمایا میں اس کے متعلق تمہارے سامنے قرآن مجید پڑھتا ہوں پھر آیت پڑھی (اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارے میں اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا، اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت۔ (یہاں سے اخیر آیت تک) اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو) اس شخص نے پوچھا کہ زکوۃ کتنے مال پر واجب ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دو سو درہم یا اس سے زیادہ ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ حج کب فرض ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زادِ راہ اور سواری ہونے پر۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَيَّةَ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ هٰكَذَا رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي جَنَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، ہم سے روایت کی عبد بن حمید نے انہوں نے عبدالرزاق سے وہ ثوری سے وہ یحیی بن ابی حیہ سے وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔ ابن عیینہ اور کئی راوی بھی یہ حدیث ابوخباب سے وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح انہی کا قول نقل کرتے ہیں اور

رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَأَبُو جَنَابٍ الْقَصَّابُ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ

عبدالرزاق کی روایت سے یہ زیادہ صحیح ہے اور ابوخباب کا نام یحیی ہے۔ وہ حدیث میں قوی نہیں

تشریح: سورۃ منافقون کی آیت ۹ تا ۱۱ میں ہے "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ "

ربط: ماقبل آیات میں اس بات کا ذکر تھا کہ منافقین نے کہا تھا کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھیوں پر مت خرچ کرو اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں کہ کافروں کو تو اپنے مالوں اور اولاد پر گھمنڈ ہے تمہیں نہیں ہونا چاہیے۔

نیز سابقہ آیات میں صراحت کے ساتھ منافقوں کی مذمت کی اور اس آیت میں آخر تک در پردہ ان کی بداعمالی کو بیان کیا گیا ہے۔ مال و اولاد کے شغلہ میں پھنسے رہنا اور نماز کو ترک کر دینا اور زکوۃ ادا نہ کرنا اور تاخیر موت کی تمنا کرنا اور درازی اجل کا امیدوار ہونا یہ سب منافقوں کی خصلتیں ہیں مسلمانوں کے لئے منافقوں کی طرح ان میں سے کسی بات کو اختیار کرنا زیبا نہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّغَابُنِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ قَالَ هٰؤُلَاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدَعُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقُهُوا فِي الدِّينِ هَمُّوا أَنْ يُعَاقِبُوهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ الْآيَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن یحیی، محمد بن یوسف، اسرائیل، سماک بن حرب، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی (اے ایمان والو! تمہاری اولاد اور بیویوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں سو تم ان سے ہوشیار رہو) ابن عباس نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں اسلام لائے تھے اور چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوں، مگر ان کی بیویوں اور اولاد نے ان کو چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوں، چنانچہ جب وہ لوگ مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے (پہلے ہجرت کرنے والے) لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین میں کافی سمجھ حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ ان (بیویوں اور اولاد) کو سزا دیں (جنہوں نے ان کو ہجرت کرنے سے روکا ہے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: تغابن: یہ باب تفاعل کا مصدر ہے اس کا لفظی ترجمہ ہے باہم لوگ ایک دوسرے کو گھٹا دینا۔ اس میں الف لام

عہدی ہے یعنی حقیقی تغابن کا دن، دنیاوی تغابن کا نہیں۔ تغابن کیسے ہوگا معالم التنزیل، ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ ہر آدمی کا ایک مقام ہے جنت میں اور ایک مقام ہے جہنم میں۔ ایک ہے بالفعل اور ایک ہے بالقوۃ اگر مؤمن ہے تو اس کی نیکیاں زیادہ ہیں تو وہ بالفعل جنت میں جائے گا لیکن اگر مسلمان خدانخواستہ اعمال میں کمی کرتا ہے تو اس کا بالقوۃ مکان جہنم کا ہوتا اسی طرح کافر کا بھی ایک بالفعل مکان ہے اور وہ دوزخ ہے اور کافر کا بالقوۃ مکان جو جنت میں ہے اگر کافر ایمان لاتا اور نیکی کرتا تو وہ جنت والا مکان اسی کو مل جاتا اب مؤمن جب جنت میں جائے گا تو اپنا بالفعل مکان جو اُسی مؤمن کا تھا لے لیگا اور جو جنت میں بالقوۃ مکان جو کافر کا تھا وہ بھی مؤمن کو مل جائے گا۔ اس طرح کافر کو بالفعل مکان جہنم میں مل گیا لیکن مؤمن کا بالقوۃ جہنم والا مکان بھی کافر کو مل جائے گا۔ مؤمن کا مکان جو بالقوۃ تھا وہ بھی اس کو مل جائے گا۔

یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنا چاہتے تھے تو وہاں کے رشتے داروں، اہل عیال نے ان کو نہیں چھوڑا کہ وہ ہجرت کر کے چلے جائیں۔ مذکورہ آیت میں ایسی بیوی اور اولاد کو انسان کا دشمن قرار دیا اور ان کے شر سے بچتے رہنے کی تاکید فرمائی کیونکہ اس سے بڑا دشمن انسان کا کون ہوسکتا ہے۔ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ ہم سے پہلے جو مسلمان ہجرت کر کے آچکے ہیں انہوں نے دین کا بہت سارا علم حاصل کرلیا تو انہیں بہت افسوس ہوا اور ارادہ کرلیا کہ ہم اپنی بیویوں اور اولاد کو سزا دیں گے کہ انہوں نے ہمیں ہجرت سے منع کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّحْرِيْمِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا حَتَّى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلَاهُ فَقَالَ لِي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق پوچھوں کہ ازواج مطہرات میں سے کون ہیں جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی (اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے۔) یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں ان کے ساتھ ہی تھا۔ پھر میں نے برتن سے ان کو وضو کرانے کے لئے پانی ڈالنا شروع کیا اور اسی دوران ان سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ وہ دو بیویاں کون سی ہیں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تعجب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ تمہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ برا لگا لیکن انہوں نے چھپایا نہیں اور فرمایا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر قصہ سنانے لگے کہ ہم قریش والے عورتوں کو دبا کر رکھتے تھے۔ جب ہم لوگ مدینہ آئے تو ایسے

وَاللهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ فَقَالَ لِيَ هِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِي الْحَدِيثَ فَقَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ مِنْ ذٰلِكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَتْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي بِالْعَوَالِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِينِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَآتِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ وَكُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُونَا قَالَ فَجَائَنِي يَوْمًا عِشَاءً فَضَرَبَ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ أَجَائَتْ غَسَّانُ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا قَالَ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي هٰذِهِ الْمَشْرَبَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ غُلَامًا

اپنی بیوی کو غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی۔ مجھے یہ بہت ناگوار گزرا۔ وہ کہنے لگی تمہیں کیوں ناگوار گزرا ہے۔ اللہ کی قسم ازواج مطہرات بھی رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہیں دن سے رات تک آپ ﷺ سے (بات کرنا) ترک کر دیتی ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ جس نے ایسا کیا وہ تو نقصان میں رہ گئی۔ میں قبیلہ بنوامیہ کے ساتھ عوالی کے مقام پر مقیم تھا۔ میرا ایک انصاری پڑوسی تھا۔ میں اور وہ باری باری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اور ایک دن میں اور دونوں ایک دوسرے کو وحی وغیرہ کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ ہم لوگوں میں (ان دنوں) اس بات کا چرچا تھا کہ غسان ہم لوگوں سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک دن میرا پڑوسی آیا اور رات کے وقت میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نکلا تو کہنے لگا کہ ایک بڑی بات ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ کیا غسان آ گیا ہے۔ کہنے لگا اس سے بھی بڑی اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا م اور محروم ہوگئی۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ یہ ہونے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے وغیرہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ کہنے لگی مجھے نہیں معلوم۔ نبی اکرم ﷺ اس جھروکے میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گئے ہیں، پھر میں ایک کالے لڑکے کے پاس گیا اور اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں مسجد گیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد چند آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب بیٹھ گیا لیکن وہی سوچ غالب ہوئی تو میں غلام کے پاس آیا اسکو دوبارہ اجازت لینے کے لئے بھیجا۔ وہ اندر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ نبی پاک ؐ نے کوئی

أَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَبْكُونَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلِ حَصِيرٍ قَدْ رَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَانَا الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ أَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِ اللهِ

جواب نہیں دیا میں اسی طرح دوبارہ مسجد کی طرف آ گیا میں پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا عمر کے لئے اجازت لو۔ وہ داخل ہوا پھر آیا اور کہا کہ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا میں جانے کے لئے مڑا تو دفعتاً اس لڑکے نے مجھے پکارا اور کہا کہ اندر چلے جائیں رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ جس کے نشانات نبی اکرم ﷺ کے دونوں جانب واضح تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر، یا رسول اللہ آپ دیکھئے ہم قریش والے عورتوں پر غالب رہتے تھے پھر جب ہم مدینہ آ گئے تو ہم ایسی قوم سے ملے جن کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں۔ اور ان کی عادتیں ہماری عورتیں بھی سیکھنے لگیں۔ چنانچہ میں ایک مرتبہ اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو مجھے اس کا یہ انداز بہت برا لگا تو کہنے لگی کہ تمہیں کیوں برا لگتا ہے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بیویاں بھی آپ ﷺ کو جواب دیتی ہیں۔ اور ایسی بھی ہیں جو پورا پورا دن نبی اکرم ﷺ سے خفا رہتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر میں نے حفصہ سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اور ہم میں سے ایسی بھی ہیں۔ جو دن سے رات تک آپ ﷺ سے خفا رہتی ہیں۔ میں نے کہا بے شک تم میں سے جس نے ایسا کیا وہ برباد ہوگئی۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتی کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ اس سے ناراض نہ ہو جائیں ایسے میں وہ تو ہلاک ہی ہوگئی اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے حفصہ سے کہا تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے مت بولنا، ان سے کوئی چیز مت مانگنا۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور ہرگز تمہیں یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ تمہاری سوکن تم سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ إِنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَسْتَأْنِسُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أُهْبَةً ثَلَاثَةً قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَهُ فَاسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ فَجَعَلَ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ بِي قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ شَيْئًا فَلَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الْآيَةَ قَالَتْ عَلِمَ وَاللهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تُخْبِرْ أَزْوَاجَكَ أَنِّي

ہے۔ (یعنی اس کی برابری نہ کر) اس مرتبہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں بیٹھا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو گھر میں تین کھالوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت پر کشادگی (وسعت رزق) کرے اس نے فارس اور روم کو اس کی عبادت نہ کرنے کے باوجود خوب مال دیا ہے۔ یہ بات سن کر نبی اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابن خطاب کیا تم ابھی تک شک میں ہو، وہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور آپ ﷺ کو قسم کا کفارہ یمین ادا کرنے کا حکم دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بتایا کہ جب انتیس دن گزرے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تم (جواب دینے میں) جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو، فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی (یعنی اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (مال) دے کر بخوبی رخصت کر دوں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیں گے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس میں والدین سے مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ معمر کہتے ہیں کہ مجھے ایوب نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ دوسری بیویوں کو نہ

اخْتَرْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ مُبَلِّغًا وَلَمْ يَبْعَثْنِي مُتَعَنِّتًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

بتائیے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام پہنچانے کیلئے بھیجا ہے نہ کہ مشقت میں ڈالنے کیلئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

تشریح: آیات تحریم کے متعلق چند واقعات: ازواج مطہرات کے متعلق دو قسم کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں جن کا تعلق تحریم سے ہے۔ **اول:** غزوہ احزاب وغزوہ بنوقریظہ کے نتیجہ میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے کی بنسبت کچھ بہتر ہوگئی تو انصار مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے اپنے لئے نان ونفقہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا آپ ﷺ ان کے مطالبہ پر بہت رنجیدہ ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی کرلی جو ایک ماہ تک جاری رہی بالآخر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی اس کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں جس کا تذکرہ ترمذی شریف کی روایت میں گزر چکا ہے۔

ثانی: نبی کریم ﷺ نے جس چیز کو اپنے لئے حرام کیا تھا وہ کیا تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ایک واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے مغافیر والے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ وہ عصر کے بعد اپنی تمام بیویوں کے پاس حال احوال پوچھنے کے لئے تشریف لے جاتے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہر جاتے اور شہد پی لیتے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہمی مشاورت کی کہ آپ جب تشریف لائیں گے تو ہم پوچھیں گے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (مغافیر ایک گھاس کا نام ہے جس میں بدبو ہوتی ہے) جب آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے منہ میں یہ بو کیسی ہے؟ آپ ﷺ کو اس کا شبہ ہوا کہ شاید جو شہد میں نے پیا تھا اس کی مکھی نے مغافیر کو چوسا ہو۔ رسول اللہ ﷺ بدبو کی چیزوں سے بہت پرہیز فرماتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے اس وقت یہ قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔

آپ ﷺ نے شہد نہ پینے کی جو قسم کھائی اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ وہ قسم توڑ دیں اور اس کا کفارہ ادا کریں۔ جمہور حضرات علماء کے نزدیک یہی واقعہ سورۃ تحریم کے نزول کا سبب بنا۔

دوسرا واقعہ: بعض حضرات کے نزدیک آپ ﷺ نے اپنے اوپر ایک لونڈی کو حرام کیا تھا یہ حضرت ماریہ قبطیہ تھیں ان کا واقعہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئی تھیں جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا موجود نہیں تھیں اتفاق سے حضرت ماریہ قبطیہ کی موجودگی میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آگئیں انہیں یہ بات ناگوار گزری جسے نبی کریم ﷺ نے بھی محسوس کیا اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لئے قسم کھا کر حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تاکید کی کہ یہ بات کسی کو نہ بتائیں لیکن انہوں نے یہ بات چپکے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتادی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں واقعات آیت تحریم کے نزول کا سبب بنے ہوں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ نٓ وَالْقَلَمِ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ فَقَالَ عَطَاءٌ لَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

یحیی بن موسی، ابوداؤد طیالسی، عبدالواحد سلیم کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو عطاء بن ابی رباح سے ملاقات کی تو عرض کیا اے ابومحمد ہمارے ہاں کچھ لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میری ایک مرتبہ ولید بن عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھو۔ اس نے ہمیشہ ہمیشہ ہونے والی ہر چیز لکھ دی اور اس حدیث میں ایک قصہ بھی ہے۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورۃ قلم کے شروع میں اللہ رب العزت نے قلم کی قسم کھائی ہے "ن و القلم وما یسطرون" یہ قلم کس چیز کا تھا بعض نے کہا کہ یہ قلم نور کا تھا جس کا طول آسمان وزمین کی درمیانی مسافت کے برابر ہے۔

عند البعض یہ ہے کہ اس سے مراد عام قلم ہے چونکہ قلم کے فوائد بکثرت پائے جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔

قلم کونسا تھا: (۱) تقدیر لکھنے والا قلم ہے (۲) فرشتوں کے قلم مراد ہیں جو انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں یا ملا اعلیٰ کے قلم مراد ہیں۔ (۳) انسان کے عام قلم مراد ہیں جو تاریخ وواقعات لکھتے ہیں (۴) یا انسانوں کے خاص قلم مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھتے ہیں۔ مزید تفصیل ماقبل میں ابواب القدر کے آخری باب کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَاقَّةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرَةَ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ

عبد بن حمید، عبدالرحمن بن سعد، عمرو بن ابی قیس، سماک بن حرب، عبداللہ بن عمیرۃ، احنف بن قیس، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بطحاء کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدلی گزری لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو

فَنَظَرُوا إِلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ مَا اسْمُ هٰذِهِ قَالُوا نَعَمْ هٰذَا السَّحَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُزْنُ قَالُوا وَالْمُزْنُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَنَانُ قَالُوا وَالْعَنَانُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقَالُوا لَا وَاللهِ مَا نَدْرِي قَالَ فَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتَّى عَدَّهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَفَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَاللهُ فَوْقَ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ أَلَا يُرِيدُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ أَنْ يَحُجَّ حَتَّى يَسْتَمِعَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيثَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَى ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ وَرَفَعَهُ وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَوَقَفَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَقُولُ كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ اس کا نام کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں یہ بادل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور مزن بھی۔ عرض کیا جی ہاں مزن بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور عنان بھی۔ عرض کیا جی ہاں عنان بھی پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان دونوں میں اکہتر (71)، بہتر (72) یا تہتر (73) برس کا فرق ہے۔ پھر اس سے اوپر کا آسمان بھی اتنا ہی دور ہے اور اسی طرح ساتوں آسمان گنوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ساتوں آسمان پر ایک سمندر ہے اس کے نچلے اور اوپر کے کناروں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا۔ اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں جو پہاڑی بکروں کی طرح ہیں۔ ان کے کھروں اور ٹخنوں کا درمیانی فاصلہ بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا ہے اور ان کی پیٹھ پر عرش ہے اس کے نچلے اور اوپر کے کنارے کے درمیان بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے اور اس کے اوپر اللہ ہے۔ عبد بن حمید، یحیی بن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن سعد حج کے لئے کیوں نہیں جاتے تا کہ لوگ ان سے یہ حدیث سن سکیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ولید بن ابی ثور بھی سماک سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں، یہ مرفوع ہے۔ شریک بھی سماک سے اس کا کچھ حصہ موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمن وہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن سعد رازی ہیں۔

یحیی بن موسی، عبدالرحمن بن سعد رازی سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو خچر پر سوار تھا اور سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنایا ہے۔

تشریح: سورۃ الحاقۃ کی آیت ۱۷ میں ہے ”و یحمل عرش ربك فوقهم یومئذٍ ثمانیة“ اور تمہارے رب کے عرش کو اٹھائے ہوں گے اپنے اوپر یا ان فرشتوں کے اوپر جو آسمان کے کناروں پر ہوں گے آٹھ ملائکۃ۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذیؒ نے حدیث نقل کی یہ حدیث حدیث الاوعال کے نام سے مشہور ہے۔

اس حدیث کے مضمون میں دو باتیں ذہن نشین کرلیں۔

(۱) اس روایت میں اکہتر، بہتر یا تہتر سال کی مسافت کا ذکر ہے اور بعض روایات میں پانچ سو سال کی مسافت کا ذکر ہے۔ ان روایات میں تعارض ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تکثیر مراد نہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ سورۃ الحاقۃ میں ہے کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اس روایت میں یہ ہے کہ اس وقت عرش کو آٹھ پہاڑی بکرے اٹھائے ہوئے ہیں یہ بات بھی قرآن کے خلاف ہے۔

ان دو وجوہات کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

بغویؒ نے بیان کیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے عرش کو اٹھانے والے ملائکہ اب تو چار ہیں قیامت کے دن ان کی مدد کے لئے اللہ چار اور فرشتے مقرر کردے گا ان کی شکل بکروں جیسی ہے حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک فرشتے کی صورت مرد کی، دوسرے کی شیر کی، تیسرے کی بیل کی اور چوتھے کی گدھے کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت مذکورہ میں فرمایا قیامت کے دن عرش الٰہی کو آٹھ ملائکہ یعنی ملائکہ کی آٹھ جماعتیں اٹھائے ہوئے ہوں گی جن کی گنتی سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمَعَارِجِ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت (جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا۔) کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مہل سے مراد تیل کی تلچھٹ ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ معارج کی آیت ۸ میں ہے ”یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُهْلِ“ جس دن آسمان تلچھٹ کی طرح ہوجائے گا یہ حدیث ماقبل ابواب صفۃ جہنم میں وضاحت گزرچکی ہے یہ حدیث رشدین کی وجہ سے ضعیف ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْجِنِّ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ فَقَالُوا مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُونَ مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولَئِكَ النَّفَرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا وَاللهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ وَبِهَذَا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنوں کو دیکھا اور نہ ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ عکاظ کے بازار جانے کے لئے نکلے تو شیطانوں اور وحی کے درمیان پردہ حائل کر دیا گیا اور ان پر شعلے برسنے لگے اس پر شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگے ہم سے آسمان کی خبریں روک دی گئی ہیں اور شعلے برسائے جا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ یہ کسی نئے حکم کی وجہ سے ہے لہٰذا تم لوگ مشرق ومغرب میں گھوم پھر کر دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سے خبریں روک دی گئی ہیں وہ نکلے جو لوگ تہامہ کی طرف جا رہے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نخلہ کے مقام پر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ کہ اس جگہ فجر کی نماز پڑھنے لگے۔ جب جنوں نے قرآن سنا تو کان لگا کر سننے لگے کہ اللہ کی قسم یہی چیز ہے جو تم لوگوں تک خبریں پہنچنے سے روک رہی ہے پھر وہ واپس اپنی قوم کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے اے قوم ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی (تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے۔ پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ۔ سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو۔ (الجن)) یعنی اللہ تعالیٰ نے جنوں کا قول ہی نازل کر دیا۔ پھر اسی سند سے ابن عباسؓ ہی سے منقول ہے کہ یہ بھی جنوں کا ہی قول تھا (اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ۔) فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے

الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا قَالَ لَمَّا رَأَوْهُ يُصَلِّي وَأَصْحَابُهُ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَيَسْجُدُونَ بِسُجُودِهِ قَالَ تَعَجَّبُوا مِنْ طَوَاعِيَةِ أَصْحَابِهِ لَهُ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ بھی پڑھنے لگے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو صحابہؓ بھی سجدہ کرتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تو صحابہؓ بھی رکوع کرتے۔ تو ان لوگوں کو صحابہ کرامؓ کی اطاعت پر تعجب ہوا اور اپنی قوم سے کہنے لگے لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا الآیۃ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُونَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوا فِيهَا تِسْعًا فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُونُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادُوهُ فَيَكُونُ بَاطِلًا فَلَمَّا بُعِثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِعُوا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِإِبْلِيسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُومُ يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُمْ إِبْلِيسُ مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ فَبَعَثَ جُنُودَهُ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ جَبَلَيْنِ أُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقُوهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هٰذَا الْحَدَثُ الَّذِي فِي الْأَرْضِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن یحیی، محمد بن یوسف، اسرائیل، ابواسحاق، سعید بن جبیر، ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھا کرتے تھے کہ وحی کی باتیں سن سکیں چنانچہ ایک کلمہ سن کر نو بڑھا دیتے۔ لہٰذا جو بات سنی ہوتی وہ سچ ہو جاتی اور زیادہ کرتے تو جھوٹی ہو جاتی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ان کی بھینٹ چھن گئی انہوں نے ابلیس سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس سے پہلے انہیں تاروں سے بھی نہیں مارا جاتا تھا ابلیس کہنے لگا کہ یہ کسی نئے حادثے کی وجہ سے ہوا ہے جو زمین پر واقع ہوا ہے پھر اس نے اپنے لشکر روانہ کئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاید مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہوئے پایا۔ چنانچہ وہ لشکر واپس آئے اور ابلیس سے ملاقات کر کے اُسے بتایا۔ وہ کہنے لگے یہی نیا واقعہ ہے جو زمین پر ہوا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: بعض تفاسیر میں اس سورۃ کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر تھا کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں کو نہیں مانا حالانکہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے اور اس سورت میں اس کے مدمقابل جنات کا ذکر کیا کہ جن میں خیر کی استعداد کم ہوتی ہے لیکن حق سننے کے ساتھ ہی فوراً قبول کر لیا جیسا کہ چھبیسویں پارے میں گزر چکا ہے "واذصرفنا الیك نفرًا من الجن" کی تفسیر میں بطن نخلہ کے مقام پر آپ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اس میں پانچ، سات، نو جن آئے اور انہوں نے قرآن پاک سنا اور مسلمان ہو کر چلے گئے اسی کا ذکر ہے قل اوحی الی الخ۔

سورۃ جن کے مفسرین نے بہت سارے شان نزول بیان کیے ہیں ان میں سے ایک شان نزول کا واقعہ امام ترمذیؒ نے ذکر کیا ہے

جو ترجمہ سے واضح ہے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف میں صرف حضرت زید بن حارثہؓ تھے پھر حدیث میں ایک سے زائد صحابہ کے ساتھ ہونے کے الفاظ کیسے ذکر کیے گئے۔

جواب اول: ہوسکتا ہے کہ طائف کی طرف بہت سارے اسفار کئے ہوں ان میں ایک سفر میں حضرت زید بن حارثہؓ ساتھ ہوں اور پھر کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سے زیادہ صحابہ کرامؓ ہوں اس لئے دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

جواب ثانی: یا طائف کے سفر کی واپسی پر کچھ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو گئے تھے اس طرح ایک جماعت بن گئی تھی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُدَّثِّرْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَائَنِي بِحِرَاءَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيْضًا

عبد بن حمید، عبدالرزاق، معمر، زہری، ابوسلمہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے متعلق بتاتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں چلا جارہا تھا کہ آسمان سے ایک آواز آتی سنائی دی میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس سے ڈر گیا اور لوٹ آیا۔ پھر میں نے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ پھر مجھے کمبل اوڑھا دیا گیا اور یہ آیات نازل ہوئیں (اے لحاف میں لیٹنے والے کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ۔ المدثر۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَأَنْذِرْ" سے قبل سورۃ علق (سورۃ اقراء) کی پانچ آیات نازل ہوئیں پھر کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ موقوف رہا اس زمانے کو فترت کا زمانہ کہا جاتا ہے اسی فترت کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا جو کہ ترمذی کی روایت میں بھی ہے۔ پھر ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک آواز سنائی دی نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیبت طاری ہوگئی گھبرا کر لوٹے اور کپڑوں میں لپٹ گئے اس وقت سورۃ مدثر کی یہ پانچ آیات نازل ہوئیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ يُهْوَى بِهِ كَذَلِكَ أَبَدًا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَقَدْ رُوِيَ شَيْءٌ مِنْ هَذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْقُوفًا

عبد بن حمید، حسن بن موسی، ابن لہیعہ، دراج، ابوالہیثم، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے دوزخی کو اس پر ستر برس میں چڑھایا جائے گا۔ اور پھر دھکیل دیا جائے گا اور پھر ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ عطیہ نے بھی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً نقل کیا ہے۔

تشریح: سورۃ مدثر کی آیت ۱۷ میں ہے "سارهقه صعودًا" صعود ایک جہنم کے پہاڑ کا نام ہے اس پہاڑ پر ولید کو چڑھنے کا حکم دیا جائے گا جب وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے گا تو اس کا ہاتھ پگھل جائے گا اور جب ہاتھ اٹھالے گا تو پھر اصلی حالت پر ہو جائے گا (تاکہ بار بار عذاب دیا جائے) اور جب اس پر قدم رکھے گا تو قدم پگھل جائے گا پھر جب قدم اٹھالے گا تو قدم پھر اصلی حالت پر ہو جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صعود دوزخ کے اندر ایک پہاڑ ہے ولید ستر سال تک اس پر چڑھتا رہے گا پھر لڑھک کر نیچے گر جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح کرتا رہے گا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ لِأُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غُلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ قَالَ وَبِمَا غُلِبُوا قَالَ سَأَلَهُمْ يَهُودُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ فَمَا قَالُوا قَالَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا قَالَ أَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَقَالُوا لَا نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا لَكِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً عَلَيَّ بِأَعْدَاءِ اللَّهِ إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ چند یہودیوں نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ تمہارے نبی کو معلوم ہے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہمیں علم نہیں لیکن ہم پوچھیں گے۔ پھر ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا اے محمد! آپ کے صحابہؓ آج ہار گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس طرح؟ کہنے لگا کہ یہودیوں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارا نبی جانتا ہے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ صحابہؓ نے کیا جواب دیا؟ کہنے لگا کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر نہیں بتا سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ قوم ہار گئی جس سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو وہ نہیں جانتے؟ (یعنی اس میں تو ہارنے والی کوئی بات نہیں) بلکہ یہودیوں نے تو اپنے نبی سے کہا تھا کہ ہمیں اعلانیہ اللہ کا دیدار کرائے۔ اللہ کے ان دشمنوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جنت

تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَاءُوا قَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فِي مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِي مَرَّةٍ تِسْعٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ فَسَكَتُوا هُنَيَّةً ثُمَّ قَالُوا خُبْزَةٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ

کی مٹی کس چیز کی ہے؟ اور وہ میدہ ہے۔ پھر جب وہ لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھوں سے دو مرتبہ اشارہ کیا۔ ایک مرتبہ دس انگلیوں سے اور ایک مرتبہ نو انگلیوں سے (یعنی اُنیس ۱۹) یہودی کہنے لگے ہاں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جنت کی مٹی کس چیز کی ہے؟ وہ چند لمحے چپ رہے اور پھر کہنے لگے اے ابو قاسم روٹی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میدے کی روٹی ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف مجالد کی روایت سے اس سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح میں تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) حدیث میں تسعۃ عشر کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہنم کے نگران پر فرشتوں کی تعداد انیس ہے۔

(۲) جنت کی زمین میدے کی روٹی کی طرح سفید اور نرم ہوگی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُطَعِيُّ وَهُوَ أَخُو حَزْمِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى فَمَنْ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِي إِلٰهًا فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَسُهَيْلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَفَرَّدَ سُهَيْلٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ ثَابِتٍ

حسن بن صباح بزار، زید بن حباب، سہیل بن عبداللہ قطعی، حضرت ثابت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق) کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس لائق ہوں کہ بندے مجھ سے ڈریں۔ پس جو مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اسے معاف کر دوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سہیل محدثین کے نزدیک قوی نہیں اور سہیل نے یہ حدیث ثابت سے نقل کی ہے۔

تشریح: سورۃ مدثر کی آخری آیت "هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ" یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اہل ہے کہ ہر حال میں اس سے ڈرا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسی ذات ہے جو بڑے بڑے مجرم گناہ گار کے گناہ بخش دیتے ہیں یہ کسی اور کا حوصلہ نہیں ہو سکتا لہٰذا اللہ کے در کو مضبوطی سے تھاما جائے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُحْسِنُ الثَّنَاءَ عَلَى مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ خَيْرًا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا تو اپنی زبان ہلاتے تاکہ اسے یاد کر لیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے۔ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے) چنانچہ راوی اپنے ہونٹ ہلا کر بتاتے اور سفیان نے بھی اپنے ہونٹ ہلا کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علی بن مدینی، یحیی بن سعید قطان سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان ثوری، موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف کیا کرتے تھے۔

تشریح: سورۂ قیامہ کی آیات ۱۶ تا ۱۹ میں ہے ''لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ الخ'' کا شان نزول یہ ہے کہ جب جبرائیل وحی لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے تاکہ میں بھول نہ جاؤں چونکہ قرآن پاک جب پڑھا جارہا ہو تو ساتھ ساتھ پڑھنا قرآن پاک کی عظمت کے خلاف ہے کما فی القرآن'' اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون '' تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پابندی لگادی کہ نزول وحی کے وقت اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اب اگر مذکورہ آیات کا شان نزول یہی ہو تو اس کا ماقبل سے وہی تعلق ہوگا جو مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ہے'' ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه '' کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ تو ربط یہ ہے کہ جیسے قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا ہمارا کام ہے اسی طرح قیامت کے دن انسانی ہڈیوں کو جمع کر کے اٹھانا ہمارا کام ہے یہی ربط حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کہا ہے۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جب کہا جائے گا کہ'' اقراء کتابك كفى بنفسك اليوم حسيبا '' تو وہ بڑی تیزی سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیزی سے مت پڑھ۔ ٹھہر ٹھہر کے پڑھ اگر یہ شان نزول ہو تو پھر ماقبل سے تعلق واضح ہے کہ ماقبل میں بھی قیامت کا تذکرہ تھا اور یہ بھی قیامت ہی کے دن اپنا اعمال نامہ پڑھے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ادنیٰ درجے کا جنتی بھی اپنے باغوں، بیویوں، خادموں اور عالی شان تختوں کو ایک برس کی مسافت سے دیکھ سکے گا اور ان میں سب سے زیادہ بلند مرتبے والا وہ ہوگا جو

وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ مِثْلَ هٰذَا مَرْفُوعًا وَرَوَى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَى الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ مُجَاهِدٍ غَيْرَ الثَّوْرِيِّ

اللہ رب العزت کا صبح وشام دیدار کرے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں (کتنے چہرے اس دن بارونق ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔) یہ حدیث غریب ہے۔ اسے کئی لوگ اسرائیل سے اسی طرح مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ عبدالملک بن ابجر نے اسے ثویر کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔ پھر اشجعی نے بھی اسے سفیان سے انہوں نے ثویر سے انہوں نے مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہی کا قول نقل کیا ہے اور اس سند میں ثوری کے علاوہ کسی نے مجاہد کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح: سورۃ قیامۃ کی آیت ۲۲، ۲۳ میں ہے ''وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ'' بہت سے چہرے اس دن بارونق ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ اس کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔
اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب صفۃ الجنۃ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ عَبَسَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ هٰذَا مَا عَرَضْنَا عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلَّى فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرْشِدْنِي وَعِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُولُ أَتَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيَقُولُ لَا فَفِي هٰذَا أُنْزِلَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سورت عبس عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا صحابی) کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دین کا راستہ بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک بڑا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے باتیں کرتے رہے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعراض کیا۔ انہوں نے عرض کیا کیا میری بات میں کوئی مضائقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ یہ حدیث غریب ہے بعض لوگوں نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سورت عبس حضرت عبداللہ بن

بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلَّى فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

ام مکتوم کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر نہیں۔

تشریح: ربط: اس سورت کا ماقبل سورۃ سے ربط یہ ہے کہ سورۃ نازعات میں تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کو منوانا یا ان کے پیچھے پیچھے پڑنا یہ تیرے ذمہ نہیں یہاں بھی اسی کا بیان ہے کہ ان کفار کے پیچھے نہ پڑیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَأَةٌ أَيُبْصِرُ أَوْ يَرَى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم لوگ ننگے سر ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ کیا سب ایک دوسرے کا ستر (شرمگاہ) دیکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فلاں عورت (پھر یہ آیت پڑھی) (ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہوگا جو اس کے لئے کافی ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

تشریح: سورۃ عبس کی آیت ۳۷ میں ہے "لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ" کہ لوگوں میں سے ہر شخص کا حال اس روز ایسا ہوگا کہ دوسرے کے حال سے اس کو لاپرواہ بنا دے گا۔ ام المؤمنین حضرت سودۃ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ لوگوں کو برہنہ پا، ننگے بدن، بے ختنہ اٹھائے گا۔ اس حدیث الباب میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ کیا ہمارے بعض بعض کے ستر (شرمگاہ) کو دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن ان میں سے ہر شخص کے لئے ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہیں ہونے دے گا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

عباس بن عبدالعظیم عنبری، عبدالرزاق، عبداللہ بن بجیر، عبدالرحمن بن یزید صنعائی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے وہ سورت کورت، سورت انفطار اور سورت انشقاق پڑھ لے۔

تشریح: سورۃ کورت کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں امام ترمذیؒ یہ حدیث لائے ہیں "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔۔۔" اذا شرطیہ ہے اور الشمس فعل محذوف کا فاعل ہے اور کورت اسی فعل محذوف کی تفسیر ہے۔ کورت کا معنی ہے سورج بیکار ہو جائے گا یعنی سورج کی روشنی جاتی رہے گی سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جن معبودوں کی پوجا کی جاتی تھی ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا سوائے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کے۔ سورج کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ اس کو سمندر میں پھینک دیا جائے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ جہنم میں پھینکا جائے گا ایسی روایات کے ظاہری تعارض کو ختم کرنے کے لئے یہ کہیں گے کہ سمندر خود جہنم بن جائے گا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اگر اسے ترک کردے یا استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کرے تو سیاہی بڑھا دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی ہے اور یہی وہ ران ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (ہرگز نہیں بلکہ ان کے (برے) کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔) میں کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ مطففین کی آیت ۱۴ میں ہے "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ" ایسا ہرگز نہیں یعنی قرآن کریم میں اگلوں سے منقول بے سند باتیں نہیں ہیں بلکہ ان کے قرآن کریم کو جھٹلانے تکذیب کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے کالے کرتوتوں کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

مقاتل کا بیان ہے کہ کلا کا اس جگہ معنی ہے لا یومنون وہ ایمان نہیں لاتے۔ رَيْنٌ کا معنی ہے غلبہ ران الخمر علی قلبہ شراب کا نشہ اس کے قلب پر غالب ہو گیا یعنی مشرکین کی بداعمالی کی تاریکیاں ان پر اتنی غالب آ گئیں کہ حق و باطل کی تمیز سے ان کے دل اندھے ہو گئے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ (جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس روز لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ وہ نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ'' الآیۃ کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے کوئی نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا کھڑا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ مطففین کی آیت ۶ میں ہے یوم یقوم الناس کا تعلق مبعوثوں کے ساتھ ہے یا یہ یوم عظیم سے بدل ہے اور اسم غیر متمکن کی جانب اضافت کی وجہ سے مفتوح ہے یعنی وہ دن جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

رہی یہ بات کہ لوگ کتنی مقدار کھڑے رہیں گے؟ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ لوگ تین سو برس کھڑے رہیں گے۔ ان دونوں احادیث کی تشریح ابواب صفۃ القیامۃ کے تیسرے باب کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُولُ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ إِلَى قَوْلِهِ يَسِيرًا قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے حساب کتاب میں پوچھ گچھ کرلی گئی وہ برباد ہوگیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ (سوجس کو ملا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لینگے آسان حساب۔) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف نیکیوں کا پیش ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

محمد بن ابان اور کئی راوی بھی عبدالوہاب ثقفی سے وہ ایوب سے وہ ابن ابی ملیکہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

محمد بن عبید ہمدانی، علی بن ابی بکر، ہمام، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا حساب کیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔ یہ حدیث قتادہ کی روایت سے غریب ہے وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ — سے مرفوع جانتے ہیں۔

تشریح: سورۃ انشقاق کی آیت ۷، ۸ میں ہے "فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا" پس جس شخص کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اس کا حساب آسان ہوگا اس سے مراد مؤمن ہیں ان دونوں احادیث کی شرح ابواب صفة القيامة باب منہ ٦ نمبر باب میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْبُرُوْجِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللهُ مِنْهُ هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنْهُ مُوسَى ابْنَ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

عبد بن حمید، روح بن عبادة و عبیداللہ بن موسی، موسیٰ بن عبیدۃ، ایوب بن خالد، عبداللہ بن رافع، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوم موعود قیامت کا دن ہے اور یوم مشہود عرفات کا دن اور شاہد جمعہ کا دن ہے۔ سورج اس سے افضل (یعنی سے افضل) دن میں نہ طلوع ہوا اور نہ غروب۔ اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مومن اس وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر کسی چیز سے (بندہ مومن) پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے پناہ دیتے ہیں۔ اس حدیث کو ہم صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ کو یحیی بن سعید وغیرہ نے حافظے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جبکہ شعبہ، سفیان ثوری اور کئی آئمہ، موسیٰ بن عبیدہ سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ علی بن حجر بھی قران بن تمام اسدی سے اور وہ موسیٰ بن عبیدہ سے اسی سند سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ زیدی کی کنیت ابوعبدالرزاق ہے۔ یحیی بن سعید قطان وغیرہ نے اس کے حفظ میں کلام کیا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں ہے کہ سورۃ بروج کی آیت ۳، ۲ میں مذکور ہے "و الیوم الموعود و شاهد و مشهود" کہ یوم موعود سے مراد قیامت کا دن اور یوم المشہود سے مراد یوم عرفۃ اور شاہد سے مراد جمعہ ہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک شاہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مشہود سے مراد روز قیامت اور یوم موعود اور مشہود دونوں ایک ہی ہیں یعنی عرفہ کا دن۔ (۲) عند البعض شاہد سے مراد اعمال لکھنے والے فرشتے اور مشہود سے مراد وہ آدمی جس کے اعمال لکھے گئے۔

(۳) حسن بن فضل کے نزدیک شاہد سے مراد یہ امت اور مشہود سے مراد سابقہ امتیں "لقوله تعالىٰ لتكونوا شهداء على الناس"

(۴) سعید بن مسیب کے نزدیک شاہد اللہ اور مشہود لوگ "لقوله تعالىٰ وكفى بالله شهيدًا"۔

(۵) عند البعض اعضاء انسانی شاہد ہیں "يوم تشهد عليهم السنتهم و ايديهم وارجلهم"۔

(۶) عند البعض: شاہد انبیاء ہیں اور مشہود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ شاہد سے ہر شاہد بالحق اور مشہود سے ہر مشہود بالحق مراد ہوگا۔

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے اس کا ایک راوی موسیٰ بن عبیدہ ہے اس کی کنیت ابو العزیز ہے اور نسبتیں مدنی اور ربذی ہیں باقی اس حدیث کے تمام مضامین ٹھیک ہیں مگر شاہد اور مشہود کی تفسیر صحیح نہیں کیونکہ شاہد کے ساتھ لفظ الیوم نہیں ہے اور اس تفسیر پر قسموں کا مقسم بہ سے کوئی جوڑ بھی قائم نہیں ہوتا بلکہ ان سے مراد کفار و مؤمنین ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَأَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أُعْجِبَ بِأُمَّتِهِ فَقَالَ مَنْ يَقُومُ لِهَؤُلَاءِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ أَنْ أَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ فَسُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِي يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفًا قَالَ وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ الْآخَرِ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ وَكَانَ لِذَلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهُ فَقَالَ الْكَاهِنُ

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز سے فراغت کے بعد آہستہ آہستہ کچھ پڑھا کرتے تھے۔ (ہمس کے معنی بعض کے نزدیک اسطرح ہونٹ ہلانا ہے کہ ایسا معلوم ہو کہ کوئی بات کر رہے ہیں۔)۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ عصر کی نماز پڑھ کر ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک نبی کو امت کی کثرت کا عجب ہوا تو انہوں نے دل ہی دل میں کہا کہ ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انہیں اختیار دیدیں کہ یا تو خود پر کسی دشمن کا مسلط ہونا اختیار کرلیں یا پھر خود بخود ہلاک ہونا۔ انہوں نے ہلاکت اختیار کی اور ان میں سے ایک ہی دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ حدیث بیان کرتے تو یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا جس کا ایک کاہن تھا وہ اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔ اس کاہن نے کہا کہ میرے لئے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کرو یا کہا کہ ذہین وفطین لڑکا تلاش کرو جسے میں اپنا یہ علم سکھا سکوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر میں مر جاؤں تو تم

انْظُرُوا لِي غُلَامًا فَهِمًا أَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَأُعَلِّمَهُ عِلْمِي هٰذَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أَمُوتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُونَ فِيكُمْ مَنْ يَعْلَمُهُ قَالَ فَنَظَرُوا لَهُ عَلَى مَا وَصَفَ فَأَمَرُوهُ أَنْ يَحْضُرَ ذٰلِكَ الْكَاهِنَ وَأَنْ يَخْتَلِفَ إِلَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَكَانَ عَلَى طَرِيقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِي صَوْمَعَةٍ قَالَ مَعْمَرٌ أَحْسِبُ أَنَّ أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِينَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْأَلُ ذٰلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَعْبُدُ اللّٰهَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَنِ الْكَاهِنِ فَأَرْسَلَ الْكَاهِنُ إِلَى أَهْلِ الْغُلَامِ إِنَّهُ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِي فَأَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ إِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ أَهْلِي وَإِذَا قَالَ لَكَ أَهْلُكَ أَيْنَ كُنْتَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ قَالَ فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ كَثِيرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ أَسَدًا قَالَ فَأَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُولُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَأَسْأَلُكَ أَنْ أَقْتُلَهَا ثُمَّ رَمَى فَقَتَلَ الدَّابَّةَ فَقَالَ النَّاسُ مَنْ قَتَلَهَا قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ وَقَالُوا قَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ أَحَدٌ قَالَ فَسَمِعَ بِهِ أَعْمَى فَقَالَ لَهُ إِنْ أَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِي فَلَكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ

لوگوں میں سے یہ علم اٹھ جائے اور اس کا جاننے والا کوئی نہ رہے۔ لوگوں نے اس کے بتائے ہوئے اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کیا اور اسے کہا کہ روزانہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرو اور اس کے پاس آتے جاتے رہا کرو۔ اس نے آنا جانا شروع کر دیا۔ اس کے راستے میں ایک عبادت خانہ تھا جس میں ایک راہب ہوتا تھا۔ معمر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں ان دنوں عبادت خانوں کے لوگ مسلمان ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا جب بھی وہاں سے گزرتا تو اس راہب سے دین کے بارے میں کچھ باتیں سیکھتا یہاں تک کہ اس راہب نے اسے بتایا کہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اس پر اس لڑکے نے راہب کے پاس زیادہ ٹھہرنا شروع کر دیا اور کاہن کے پاس کم، کاہن نے اس کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ اب وہ کم حاضر ہوتا ہے۔ لڑکے نے راہب کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ایسا کرو کہ اگر تمہارے گھر والے پوچھیں کہ کہاں تھے۔ تو تم کہو کہ کاہن کے پاس اگر کاہن پوچھے تو کہو کہ گھر تھا۔ وہ اسی طرح کرتا رہا کہ ایک دن اس کا ایک ایسی جماعت پر گزر ہوا جنہیں کسی جانور نے روک رکھا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ جانور شیر تھا۔ اس لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا کہا کہ یا اللہ اگر راہب کی بات سچ ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اسے قتل کر سکوں۔ پھر اس نے پتھر مارا جس سے وہ جانور مر گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اسے کس نے قتل کیا کہنے لگے کہ اس لڑکے نے۔ لوگ حیران ہو گئے اور کہنے لگا کہ اس نے ایسا علم سیکھ لیا ہے جو کسی نے نہیں سیکھا۔ یہ بات ایک اندھے نے سنی تو اسے کہنے لگا کہ اگر تم میری بینائی لوٹا دو تو میں تمہیں اتنا، اتنا مال دوں گا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میں تم سے اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا کہ اگر تمہاری آنکھیں تمہیں مل جائیں تو تم اس پر ایمان لے آؤ جس نے تمہاری بینائی لوٹائی ہو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پس لڑکے نے دعا کی اور اس کی آنکھوں

لَهُ لَا أُرِيدُ مِنْكَ هٰذَا وَلٰكِنْ أَرَأَيْتَ إِنْ رَجَعَ إِلَيْكَ بَصَرُكَ أَتُؤْمِنُ بِالَّذِي يَرُدُّهُ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهُ فَآمَنَ الْأَعْمٰى فَبَلَغَ الْمَلِكَ أَمْرُهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَالَ لَأَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قِتْلَةً لَا أَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهُ فَأَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ أَعْمٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلٰى مَفْرِقِ أَحَدِهِمَا فَقَتَلَهُ وَقَتَلَ الْآخَرَ بِقِتْلَةٍ أُخْرٰى ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ انْطَلِقُوا بِهِ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَأَلْقُوهُ مِنْ رَأْسِهِ فَانْطَلَقُوا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادُوا أَنْ يُلْقُوهُ مِنْهُ جَعَلُوا يَتَهَافَتُونَ مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ وَيَتَرَدَّوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا الْغُلَامُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ أَنْ يَنْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُونَهُ فِيهِ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللّٰهُ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَأَنْجَاهُ فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِي حَتّٰى تَصْلُبَنِي وَتَرْمِيَنِي وَتَقُولَ إِذَا رَمَيْتَنِي بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلٰى صُدْغِهِ حِينَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ أُنَاسٌ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ فَإِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقِيلَ لِلْمَلِكِ أَجَزِعْتَ أَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهٰذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوكَ قَالَ فَخَدَّ أُخْدُودًا ثُمَّ أَلْقٰى فِيهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ تَرَكْنَاهُ

کی بینائی لوٹ آئی۔ اور وہ اس پر ایمان لے آیا۔ جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے سب کو بلوایا اور کہنے لگا کہ میں تم سب کو مختلف طریقوں سے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے راہب اور اس سابق نابینا شخص میں سے ایک کو آرے سے چروا (قتل کر) دیا اور دوسرے کو کسی اور طریقے سے قتل کروا دیا۔ پھر لڑکے کے متعلق حکم دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر گرا دو۔ وہ لوگ اسے پہاڑ پر لے گئے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں سے اسے گرانا چاہتے تھے تو خود گرنے لگے یہاں تک کہ لڑکے کے علاوہ سب مر گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس واپس گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ وہ لوگ اسے لے کر سمندر کی طرف چل پڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو غرق کر دیا اور اس لڑکے کو بچا لیا۔ پھر وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم مجھے قتل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ مجھے باندھ کر سولی پر چڑھاؤ اور تیر چلاؤ اور تیر چلاتے وقت یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ (اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔) چنانچہ بادشاہ نے اسے باندھنے (سولی پر لٹکانے) کا حکم دیا اور تیر چلاتے وقت اسی طرح کیا جس طرح لڑکے نے بتایا تھا۔ جب تیر مارا گیا تو اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا اور مر گیا لوگ کہنے لگے کہ اس لڑکے نے ایسا علم حاصل کیا جو کسی کے پاس نہیں تھا۔ لہٰذا ہم سب بھی اسی کے معبود پر ایمان لاتے ہیں۔ پس بادشاہ کو کہا گیا کہ تم تو تین آدمیوں کی مخالفت سے گھبرا رہے تھے لو یہ سارا عالم تمہارا مخالف ہو گیا ہے۔ اس پر بادشاہ نے خندق کھدوائی اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے آگ لگوا دی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہنے لگا کہ جو اپنے نئے دین کو چھوڑ دے گا۔ ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے اور جو اس پر قائم رہے گا ہم اسے آگ میں پھینک دیں گے اس طرح وہ انہیں اس خندق میں ڈالنے لگا۔ (اس کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (خندقوں والے

وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ أَلْقَيْنَاهُ فِي هٰذِهِ النَّارِ فَجَعَلَ يُلْقِيهِمْ فِي تِلْكَ الْأُخْدُودِ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهِ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ حَتَّى بَلَغَ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ قَالَ فَأَمَّا الْغُلَامُ فَإِنَّهُ دُفِنَ فَيُذْكَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأُصْبُعُهُ عَلَى صُدْغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِينَ قُتِلَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

ہلاک ہوئے جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی، جبکہ وہ ان کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ایمانداروں سے جو کچھ کہہ رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے اور ان سے اسی کا تو بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ زبردست خوبیوں والے پر ایمان لائے تھے۔) راوی کہتے ہیں کہ لڑکا تو دفن کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی نعش حضرت عمرؓ کے زمانے میں نکلی تھی اور اس کی انگلی اس وقت بھی اسی طرح اس کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جس طرح اس نے قتل ہوتے وقت رکھی تھی۔

تشریح: اس حدیث میں سورۃ البروج کا شان نزول بیان کیا گیا ہے جس میں اصحاب الاخدود کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو ترجمۃ الحدیث سے واضح ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نجران میں حمیری بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف ذونواس بن شرحبیل تھا یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت سے ستر سال پہلے کا ہے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہی دین برحق تھا اور اس لڑکے کا نام عبداللہ بن تامر ہے۔ اور اس راہب کا نام فیتمون تھا ذونواس نے بارہ ہزار آدمی جلا دیئے تھے۔

وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ: اس عبارت میں دو احتمال ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے نبی کریم ﷺ مراد ہوں کہ آپ اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری حدیث بھی بیان کرتے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صہیب رومی کا کلام ہو، کیونکہ ان کو نصاری کی خبریں معلوم تھیں۔ **فَمَاتَ:** اس لڑکے نے بادشاہ کو خود طریقہ بتایا کہ مجھے اس طرح قتل کرو گے تو میں مر جاؤں گا، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس لڑکے نے اپنے آپ کو قتل کرنے کا طریقہ بتایا یہ تو خودکشی کے مترادف ہے جو حرام ہے، پھر اس لڑکے نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس لڑکے کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ نے مجھے کسی صورت میں نہیں چھوڑنا، اور اب تک میں محض کرامت کی وجہ سے بچ رہا ہوں، لہٰذا اس نے خود ہی ایک طریقہ بتایا تاکہ تمام لوگ اس منظر کو دیکھ لیں، اس طرح ان کے سامنے حق واضح ہو جائے گا، اور وہ ایمان لے آئیں گے، اس لڑکے کی موت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گی، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مجاہد اپنے نفس کو لڑائی میں ڈال دیتا ہے تاکہ دین کی سربلندی ہو جائے۔

فَجَعَلَ يُلْقِيهِمْ فِي تِلْكَ الْأُخْدُودِ: وہ بادشاہ اہل ایمان کو آگ سے بھڑکتی خندق میں ڈالنے لگا، جن کی تعداد بعض روایات میں بارہ ہزار بعض میں اس سے زیادہ منقول ہے۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کی روحوں کو آگ میں پہنچنے سے پہلے ہی قبض کر لیا تھا، اسلئے انہیں اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی، وہ آگ اپنی آب و تاب کے ساتھ اس خندق سے باہر نکل آئی اور اسکے کناروں پر بیٹھے تمام تماشا گیروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

فَيُذْكَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ: محمد بن عبداللہ بن ابی بکر صدیق نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کوئی نہر کھودی گئی تھی تو دیکھا گیا کہ سر کے زخم پر عبداللہ بن تامر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں جب ہاتھ کو زخم سے ہٹایا جاتا تو خون ابل پڑتا تھا اور جب ہاتھ کو چھوڑ دیا جاتا تو ہاتھ لوٹ کر واپس اپنی جگہ پہنچ جاتا اور لوہے کی ایک مہر بھی عبداللہ کی انگلی پر پڑی تھی جس میں ربی اللہ

لکھا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو لکھ کر بھیجا کہ عبداللہ بن تامر اور اس کی انگوٹھی کو اپنی حالت پر رہنے دو جس حالت میں تم نے اس کو پایا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْغَاشِيَةِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ نہ کہنے لگیں۔ اگر ان لوگوں نے اس کا اقرار کرلیا تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے، تو نہیں ان پر داروغہ) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ غاشیہ کی آیت ۲۱، ۲۲ میں ہے ''فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ'' پس آپ نصیحت کریں آپ کا کام صرف نصیحت کرنا ہے آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے اس حدیث کی شرح ابواب الایمان کی پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَجْرِ

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عِصَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَقَالَ هِيَ الصَّلَاةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وِتْرٌ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ أَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ

ابوحفص عمرو بن علی، عبدالرحمن بن مہدی وابوداؤد، ہمام، قتادہ، عمران بن عصام، رجل من اہل بصرہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (یعنی جفت اور طاق۔) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد نمازیں ہیں۔ یعنی بعض جفت ہیں اور بعض طاق۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف قتادہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ خالد بن قیس بھی اسے قتادہ ہی سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ فجر کی آیت ۳ میں ہے ''وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ'' جفت اور طاق سے کیا مراد ہے؟ ایک روایت میں ہے کہ جفت سے مراد ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور طاق سے مراد ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے یہاں حدیث میں اس سے نمازیں مراد ہیں کوئی نماز جفت ہے اور کوئی طاق۔ بعض نے کہا کہ شفع سے مراد مخلوق ''و خلقنکم ازواجًا'' اور وتر سے مراد خالق ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ إِلَى مَا يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ إِلَى مَا يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اسے ذبح کرنے والے کے متعلق بیان کرتے ہوئے سنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوۃ الشمس پڑھی (جب اٹھ کھڑا ہو ان میں کا بڑا بد بخت۔) اور فرمایا ایک بد بخت، شریر اور اپنی قوم کا طاقتور ترین شخص (جو ابوزمعہ کی طرح تھا) اٹھا پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی کیوں اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے مارے اور پھر دوسرے دن اس کے ساتھ سوئے بھی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ ٹھٹھہ مار کر مت ہنسا کرو اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنے ہی کئے پر کیوں ہنسا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ الشمس کی آیت ۱۲ میں ہے "إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا" یعنی ثمود نے تکذیب اس وقت کی جب ان میں سے سب سے بڑا بد بخت اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس شخص کا نام قدار بن سالف تھا اس کا رنگ سرخ، آنکھیں نیلی اور قد چھوٹا تھا چونکہ دوسروں نے صرف مشورہ دیا تھا قتل اس نے کیا اس لئے یہ قتل کا ذمہ دار بن گیا۔ اس لئے اس کی بدبختی دوسروں سے بڑھ گئی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيعِ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک لکڑی تھی جس سے زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانہ لکھا نہ جا چکا ہو۔ لوگ اپنے بارے میں لکھے گئے پر بھروسہ کیوں نہ کر بیٹھیں؟ جو نیکی والا ہو گا وہ نیک عمل ہی کرے گا اور جو بد بخت ہو گا وہ اسی طرح کے عمل

رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ قَالَ بَلْ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ عمل کرو۔ ہر ایک کے لئے وہی آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ بنا ہے جو نیک بخت ہے اس کے لئے بھلائی کے کام آسان کر دیئے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں (پھر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور نیک بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ اللیل کی آیات ۵ تا ۱۰ میں ہے ”فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی“ یعنی جس نے راہ خدا میں مال دیا یا اپنے ذمہ ہر فرض کو ادا کیا تو اللہ کے عذاب سے بچ گیا کہ عذاب میں مبتلا کر دینے والے گناہوں سے اس نے اجتناب کر لیا۔ حدیث میں آیا ہے دوزخ سے بچو اگرچہ چھوہارہ کا نصف حصہ دے کر ہو۔ اس باب میں تقدیر کے متعلق بحث کا ذکر کیا گیا ہے۔ تقدیر کے متعلق مستقل بحث ابواب القدر میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث ”باب ما جاء فی الشقاوۃ و السعادۃ“ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الضُّحٰى

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ فَدَمِيَتْ أُصْبُعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ قَالَ وَأَبْطَأَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ

حضرت جندب بجلیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی سے خون نکل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک انگلی ہے۔ جو خون آلود ہے اللہ کے راستے میں تمہیں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیلؑ نہ آئے تو مشرکین کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ دیا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے) یہ حدیث صحیح ہے شعبہ اور ثوری اس حدیث کو اسود بن قیس سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: سورۃ ضحیٰ کی آیت ۳ میں ہے ”مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى“ یعنی تمہارے رب نے تم کو بالکل نہیں چھوڑ دیا تم

سے قطع تعلق نہیں کیا اور تم کو مبغوض نہیں بنالیا تم سے متنفر نہیں ہو گیا۔ امام ترمذیؒ نے یہاں حدیث بیان کی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی جنگ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''ھل انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت''۔

نیز اس حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ یا دو یا تین راتیں ایسی گزریں کہ جبرائیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لے کر نہ آئے تو مشرکین نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے خدا نے چھوڑ دیا (نعوذ باللہ) بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ طعنہ ابولہب کی بیوی ام جمیل نے دیا تھا اس پر اللہ جل شانہ نے سورۃ ضحیٰ نازل فرمائی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلَمْ نَشْرَحْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ مَاءُ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِي قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ قَلْبِي بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

محمد بن بشار، محمد بن جعفر و ابن ابی عدی، سعید، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک اپنی قوم کے ایک شخص مالک بن صعصعہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نہ ہی سو رہا تھا اور نہ ہی جاگ رہا تھا۔ کہ ایک شخص کی آواز سنی۔ اس کے ساتھ دو اور بھی تھے۔ وہ لوگ ایک طشت لائے جس میں زمزم تھا۔ اس نے میرے سینے کو چاک کیا۔ یہاں تک کہ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مطلب تو انہوں نے فرمایا کہ پیٹ کے نیچے تک پھر میرے دل کو نکالا اور آب زمزم سے دھونے کے بعد واپس اسی جگہ لگا دیا پھر اس میں ایمان اور حکمت بھر دیا گیا۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ الم نشرح لک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ کو بہت سارے علوم و معارف عطا کیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرح صدر بھی کئی بار کیا گیا۔

اول مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے بچپن میں شق صدر کیا گیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چار سال تھی۔

دوسرا دس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شق صدر ہوا۔

تیسرا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی اس وقت بھی شق صدر ہوا۔

أَحَدُ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ: اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت جعفر اور حضرت حمزہؓ کے درمیان موجود ایک شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسراء اور معراج کے سفر کی ابتدا کہاں سے ہوئی: اس میں مختلف روایات منقول ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر میں تھے اور یہی روایت مشہور ہے اور بعض روایات میں شعب ابی طالب کا ذکر ہے اور بعض روایات میں حطیم میں موجودگی کے دوران کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ معراج پر جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھے جو کہ شعب ابی طالب میں واقع ہے۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام چھت پھاڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے بیت اللہ کے پاس حطیم کی جگہ لے آئے جہاں حطیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں لیٹ گئے چونکہ ابھی تک نیند کا اثر باقی تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں پھر سو گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر جگایا شق صدر کیا گیا پھر شق صدر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام کے دروازے پر جبریل علیہ السلام لے آئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ سفر معراج کا آغاز حضرت ام ہانیؓ کے گھر سے ہوا تھا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالتِّيْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا بَدَوِيًّا أَعْرَابِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَقَرَأَ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ فَلْيَقُلْ بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا يُرْوٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ هٰذَا الْأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يُسَمّٰى

ابن ابی عمر، سفیان، اسماعیل بن امیہ، رجل بدوی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص سورت وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ پڑھے أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ تک پہنچے تو یہ کہے بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (یعنی میں بھی اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں) یہ حدیث اس سند سے اعرابی کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس اعرابی کا نام نہیں لیا گیا۔

تشریح: سورۃ التین کی آخری آیت "أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ" یہ نفی استفہام انکاری ہے اور نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کلام گزشتہ کلام کی تائید اور تاکید ہے مطلب یہ ہے کہ وہ خدا جس نے تخلیق کی اور پھر انسان کو اسفل ترین بنا دیا کیا وہ بناوٹ اور تدبیر کا سب سے بڑا حاکم نہیں اور جب وہ ایسا ہے تو کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے اور سزا و جزا دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں؟ (بلکہ ضروری ہے) لہٰذا وہی تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا جو تمہاری تکذیب کرتے ہیں۔ یہ بات بھی سورۃ رحمٰن کی تفسیر کے ذیل میں گزر چکی ہے کہ جن آیات کا جواب دیا جاتا ہے ان آیات کا زبان سے جبکہ نماز میں دل میں جواب دیا جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ فَعَلَ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) العلق: 18) (ہم بھی موکلین دوزخ کو بلالیں گے۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی گردن روند دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اسے دیکھتے ہی پکڑلیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرُ مِنِّي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللّٰهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آیا اور کہنے لگا کیا میں نے تمہیں اس سے منع نہیں کیا (تین مرتبہ یہی جملہ دھرایا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ابوجہل کو ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا تم جانتے ہو کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ہم نشین نہیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (پس وہ اپنی مجلس والوں کو بلالے ہم بھی موکلین دوزخ کو بلائیں گے۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر وہ اپنے دوستوں کو بلالیتا تو اللہ کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: سورۃ العلق کی آیت ۱۷، ۱۸ میں "فَلْيَدْعُ نَادِيَه سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" نادیہ وہ اونچا مقام جہاں قوم والے جمع ہوتے ہیں اس جگہ مراد ہیں نادیہ والے یعنی قوم و قبیلے والے مطلب یہ ہے کہ اپنے قبیلے اور کنبہ کو بلا دے۔ سندع الزبانیۃ ہم زبانیہ کو بلالیں گے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا زبانیہ سے مراد ہیں جہنم کے زبانیہ۔ زجاج کا قول ہے کہ وہ درشت خو، سخت مزاج ملائکہ ہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقَدْرِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ

محمود بن غیلان، ابوداؤد طیالسی، قاسم بن فضل حدانی، حضرت یوسف بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے

عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَّدْتَ وُجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوهِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَا تُؤَنِّبْنِي رَحِمَكَ اللهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ فَسَائَهُ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ يَا مُحَمَّدُ يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُو أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَا تَزِيدُ يَوْمًا وَلَا تَنْقُصُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ قِيلَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَازِنٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ هُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَيُوسُفُ بْنُ سَعْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَلَى هٰذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے بعد کہا کہ آپ نے مسلمانوں کے منہ پر کالک مل دی۔ انہوں نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے مجھے الزام مت دو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منبر پر بنوامیہ کے لوگ نظر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے محمد ہم نے آپ کو (جنت کی ایک نہر) کوثر عطا کی ہے) پھر یہ سورت نازل ہوئی (بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔) اے محمد آپ کے بعد بنوامیہ بادشاہ ہوں گے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی (یعنی بنوامیہ کی) حکومت کے دن گنے تو انہیں پورے کے پورے ایک ہزار ماہ پایا۔ نہ ایک دن کم نہ زیادہ۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے قاسم بن فضل کی روایت سے جانتے ہیں بعض اسے قاسم بن فضل سے اور وہ یوسف بن مازن سے نقل کرتے ہیں۔ قاسم بن فضل حدانی کو یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمن بن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس سند میں یوسف بن سعد مجہول ہیں۔ ہم اسے ان الفاظ سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ وَعَاصِمٍ سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ وَزِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ يُكْنَى أَبَا مَرْيَمَ يَقُولُ قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ أَخَاكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلٰكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص سال بھر جاگے گا (یعنی رات کو عبادت کرے گا) وہ شب قدر کو پالے گا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) کی مغفرت کرے وہ جانتے تھے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور یہ کہ یہ ستائیسویں رات ہے لیکن انہوں نے چاہا کہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر انہوں نے قسم کھائی

حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ قَالَ قُلْتُ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بِالْعَلَامَةِ أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کہ یہ وہی ستائیسویں شب ہے۔ میں نے عرض کیا اے ابو منذر (یعنی ابی بن کعب) تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ انہوں نے فرمایا اس نشانی یا فرمایا اس علامت کی وجہ سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتائی کہ اس دن سورج اس طرح نکلتا ہے کہ اس میں شعاع نہیں ہوتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ القدر کا شان نزول امام ترمذیؒ نے بیان کیا جو ترجمۃ الباب کی حدیث الباب کے ترجمہ سے واضح ہے۔

دوسرے شان نزول میں ابن ابی حاتم اور واحدی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل سے ایک شخص کا ذکر کیا جو اللہ کی راہ میں ہزار مہینوں تک ہتھیار بند رہا تھا یعنی ہزار مہینے اس نے جہاد کیا مسلمانوں کو یہ بات سن کر تعجب ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ'' یعنی ایک شب قدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اسرائیلی نے جہاد کیا تھا۔

شب قدر کی رات کونسی ہے: اس کی تعیین کے بارے میں چند اقوال ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ عند البعض ستائیسویں رات ہے اس کی تعیین کے متعلق مختلف اقوال ہیں ان کی تفصیل ابواب الصوم کے ذیل کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ لَمْ يَكُنْ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ قَالَ ذٰلِكَ إِبْرَاهِيمُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پکارا یا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ (اے تمام مخلوق سے بہتر) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ البینۃ کی آیت ۷ میں ہے'' اولئك هم خير البرية '' اس آیت کی وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ خاص درجات والے انسان خاص درجات والے ملائکۃ سے افضل ہیں اور عام انسان یعنی صاف دل اور پاک نفس رکھنے والے ایماندار، نیکوکار، عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ باقی رہے غیر صالح (گنہگار) مؤمنین کو جب مغفرت سے یا گناہوں کی سزا دے کر گناہوں سے پاک کر دیا جائے گا تو عمل صالح رکھنے والے مؤمنوں کے ساتھ ان کو ملا دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

خیر البریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں اس پر اشکال ہوتا ہے۔

اشکال: آپ ﷺ نے یہ کیسے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خیر البریہ ہیں حالانکہ یہ مقام تو یقینی طور پر آپ ﷺ کو

حاصل ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہتر اور خیر البریہ ہیں اس کے دو جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جواب اول: یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا نہیں گیا تھا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہتر ہیں اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا ذلک ابراھیم۔

جواب ثانی: آپ ﷺ کا یہ فرمان انتہائی عاجزی اور تواضع کی بناء پر تھا کہ آپ ﷺ کو یہ ناگوار گزار کہ خیر البریہ کا لفظ اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کریں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا زُلْزِلَتِ

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا قَالَ أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا تَقُولُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهِ أَخْبَارُهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

سوید بن نصر، عبداللہ بن مبارک، سعید بن ابی ایوب، یحیی بن ابی سلیمان، سعید مقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔) اور فرمایا کہ جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد وعورت کے متعلق بتائے گی کہ اس نے اس پر (یعنی زمین پر) کیا کیا اور کہے گی کہ اس نے اس طرح کیا، اس طرح کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: سورہ زلزال آیت ۴ میں ہے "یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا" امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ اس عبارت میں کچھ تقدیم و تاخیر ہے اصل کلام اس طرح تھا "یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا وقال الانسان ما لھا" یعنی اس روز زمین اطلاع دے گی اور جو کچھ اس پر کیا گیا ہوگا اس کو بیان کرے گی تو انسان کہے گا کہ اس زمین کو کیا ہو گیا کہ اپنے اوپر کیے ہوئے اعمال کو بتارہی ہے باقی اس حدیث کی شرح ابواب صفۃ القیامۃ میں باب ماجاء فی الصور سے پہلے گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

حضرت عبداللہ بن شخیر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورت تکاثر پڑھ رہے تھے پھر فرمایا ابن آدم کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے حالانکہ (اے ابن

قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

آدم) تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے صدقے کے طور پر دے دیا، یا کھا کر تو نے فنا کر دیا یا پہن کر تو نے پرانا کر دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِنْهَالِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

ابوکریب، حکام بن سلم رازی، عمرو بن ابی قیس، حجاج، منہال بن عمرو، زر بن حبیش، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک ہی میں تھے یہاں تک کہ یہ سورت نازل ہوئی "أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" ابوکریب اپنی سند میں عمرو بن قیس سے ابن ابی لیلی کے حوالے سے منہال سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: سورۃ التکاثر کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا "أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" تم کو غافل بنا دیا یعنی بے ہودہ لغو اور بے فائدہ کام میں تم کو ڈال دیا۔ التکاثر، کثرت مال وجاہ کی وجہ سے دوسرے کے مقابلہ میں فخر کرنا۔ ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلم کا قول بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو تکاثر نے اطاعت سے باز رکھا یہاں تک کہ تم کو موت آ گئی۔
قتادہؒ کا قول ہے کہ یہودی اپنی کثرت پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اس شیخی بازی نے ان کو مرتے وقت تک اطاعت سے باز رکھا انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيُّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابن ابی عمر، سفیان، محمد بن عمرو بن علقمہ، یحیی بن عبدالرحمن بن حاطب، حضرت عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔) تو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ہمارے پاس کھجور اور پانی کے علاوہ ہے کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نعمتیں عنقریب تمہیں ملیں گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَنْ أَيِّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ

عبد بن حمید، احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش، محمد بن عمرو، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہؓ روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس دو ہی تو چیزیں ہیں پانی اور کھجور۔ پھر ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ دشمن حاضر ہے اور تلواریں ہمارے کاندھوں

وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوفُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُونُ وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ هٰذَا وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ وَأَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

پر ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نعمتیں عنقریب تمہیں ملیں گی۔ ابن عیینہ کی محمد بن عمرو سے منقول حدیث میرے نزدیک اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ سفیان بن عیینہ، ابوبکر بن عیاش سے احفظ اور زیادہ صحیح ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَالضَّحَّاكُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ وَيُقَالُ عَرْزَمٍ

عبد بن حمید، شبابہ، عبداللہ بن علائی، ضحاک بن عبدالرحمن بن عرزم اشعری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن بندوں سے سب سے پہلے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت عطا نہیں کی۔ کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ضحاک سے مراد ضحاک بن عبدالرحمن بن عرزب ہیں۔ انہیں ابن عرزم بھی کہا جاتا ہے۔

تشریح: سورۃ تکاثر کی آیت ۸ میں ہے "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" پھر اس روز تم سے نعمت کی باز پرس کی جائے گی کہ تم نے نعمتوں کا شکر کیوں نہیں کیا اور ناشکری کیوں کی۔ علامہ بغویؒ نے کہا دنیا میں بندے جن نعمتوں میں تھے قیامت کے دن ان بندوں سے نعمتوں کے شکر کی باز پرس کی جائے گی۔ **أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ**: اس کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) عنقریب یہ نعمتیں دنیا میں تم لوگوں کو ملیں گی پھر ان کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

(۲) جو نعمتیں اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں خواہ تمہاری نظر میں معمولی ہی کیوں نہ ہوں ان کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔

وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ حَافَتَيْهِ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ

عبد بن حمید، عبدالرزاق، معمر، قتادہ، حضرت انس سورت کوثر کی تفسیر میں نبی اکرم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر ہے راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا

الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهَرٌ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی، تو وہ مشک تھی۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہی آ گئی اور میں نے اس کے قریب عظیم نور دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

ہناد، محمد بن فضیل، عطاء سائب، محارب بن دثار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں جانب سونے کے خیمے ہیں۔ اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ کوثر آیت (۱) میں ہے ''انا اعطینك الکوثر'' کوثر کی مراد میں تین اقوال ہیں۔ (۱) جو چیز تعداد میں زیادہ یا مرتبہ اور قدر میں بڑی ہو عرب اس کو کوثر کہتے ہیں۔ (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد وہ خیر کثیر جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھی۔ (۳) ابوالبشر کا بیان ہے میں نے سعید بن جبیر سے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت کے اندر ایک نہر ہے۔ **حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ:** اس نہر کے کنارے سونے کے ہوں گے مطلب یہ ہے کہ وہ کنارے سونے کے بنے ہوں گے اور پھر ان کناروں پر موتیوں کے گنبد یا خیمے بنے ہوں گے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں مجھ سے مسائل پوچھتے تھے۔ ایک مرتبہ عبدالرحمن

عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا بَنُونَ مِثْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقُلْتُ إِنَّمَا هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ان سے مسائل پوچھتے ہیں۔ جبکہ یہ ہماری اولاد کے برابر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیوں اس سے پوچھتا ہوں۔ پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی۔) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا اس میں نبی اکرم کو اللہ کی طرف سے وفات کی خبر دی گئی ہے۔ پھر پوری سورت پڑھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، ابو بشر سے وہ شعبہ سے اور وہ ابو بشر سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس کے یہ الفاظ ہیں۔ اَتَسالُهُ وَلَنَا اَبناءٌ مِثلُهُ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ جب ''اذا جاء نصر اللّٰه و الفتح'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے میری وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔

حسن بصریؒ نے کہا کہ اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دے دی کہ تمہاری وفات قریب آگئی ہے پس اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے پاکی بیان کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا تاکہ زیادہ اعمال صالحہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو۔ قتادہ اور مقاتل نے کہا اس سورت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سال تک زندہ رہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ تَبَّتْ

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادَى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

ہناد و احمد بن منیع، ابو معاویہ، اعمش، عمرو بن مرة، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صفا پر چڑھے اور پکارنے لگے یا صباحاہ اس پر قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ دیکھو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن صبح یا شام کو تم تک پہنچنے والا ہے تو کیا تم میری

أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنِّي أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّيكُمْ أَوْ مُصَبِّحُكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تصدیق کرو گے؟ ابولہب کہنے لگا۔ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ لہب کی ابتدائی آیات میں ابولہب کی ہلاکت کا بیان ہے۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ مقاتل نے کہا حُسن اور چہرہ کی چمک کی وجہ سے عبدالعزیٰ کی کنیت ابولہب ہوگئی تھی اور اس جگہ کنیت اس لئے ذکر کی کہ اس کے نام کا ذکر قبیح تھا اور دوزخی ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت کا لغوی معنی اس کے حال کے مناسب تھا اس کے علاوہ ذات لہب کے مناسب بھی لفظ ابولہب تھا۔

بخاری و مسلم شریف میں لکھا ہے کہ جب وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقارب کو جمع کیا اور ان کو ڈرایا۔ بخاری وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی قریش آپ کے پاس جمع ہوگئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دیکھو اگر میں تم کو اطلاع دوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے لوگوں نے کہا کیوں نہیں لوگوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا میں تو آنے والے عذاب شدید سے تم کو ڈراتا ہوں۔ ابولہب بولا تجھے ہلاکت ہو کیا اسی بات کے لئے تو نے ہم کو جمع کیا تھا۔ یہ کہہ کر ابولہب ایک پتھر مارنے کے لئے لے لیا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی جیسا کہ حدیث الباب سے معلوم ہو رہا ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْإِخْلَاصِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ هُوَ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَأَنْزَلَ اللهُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ وَالصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُولَدُ إِلَّا سَيَمُوتُ وَلَا شَيْءٌ يَمُوتُ إِلَّا سَيُورَثُ وَإِنَّ اللهَ لَا يَمُوتُ وَلَا يُورَثُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيهٌ وَلَا عِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

احمد بن منیع، ابوسعد، صنعانی، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس، ابوالعالیہ، حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی (کہہ دو وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔) صمد وہ ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ہر پیدا ہونے والی چیز یقیناً مرے گی۔ اور جو مرے گا اس کا وارث بھی ہوگا۔ کفو کے معنی مشابہ اور برابری کے ہیں یعنی اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ آلِهَتَهُمْ فَقَالُوا انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ السُّورَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعْدٍ وَأَبُو سَعْدٍ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ

عبد بن حمید، عبیداللہ بن موسی، ابوجعفر رازی، ربیع، حضرت ابوعالیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے معبودوں کا ذکر کیا تو مشرکین کہنے لگے کہ آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سورت اخلاص لے کر نازل ہوئے۔ پھر اسی کی مانند حدیث بیان کرتے ہوئے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث ابوسعد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابوسعد کا نام محمد بن میسر ہے۔

تشریح: سورۃ اخلاص کے شان نزول میں امام ترمذیؒ نے حدیث الباب ذکر کی ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا نسب پوچھا تھا ان کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

و الصمد: اس کا معنی نڈر ہے جس کو کوئی خوف نہ ہو۔ (۱) شعبی کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جو نہ کھائے نہ پیئے (۲) ابو العالیہ نے حضرت ابی بن کعب کا یہی قول نقل کیا ہے (۳) ابووائل شقیق بن سلمہ نے بیان کیا صمد وہ سردار ہے جس کی سیادت چوٹی پر پہنچ گئی ہو (۴) سعید بن جبیرؒ کا قول ہے صمد وہ ہے جو اپنی تمام صفات وافعال میں کامل ہو (۵) بعض نے کہا کہ صمد وہ ہے جو ہر حاجت کا مقصود ہو (یعنی ہر کام کے لئے اس کی طرف رجوع کیا جائے (۶) بعض نے کہا کہ صمد وہ ہے کہ جو کچھ مانگا جائے اسی سے مانگا جائے اور مصیبت میں فریاد کی جائے تو اسی سے کی جائے، ہر کام کے لئے اسی کا قصد کیا جائے (۷) قتادہ کا قول ہے کہ مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا صمد ہے (۸) عکرمہ نے کہا صمد وہ ہے جس سے بالا کوئی نہ ہو (۹) ربیع کا قول ہے صمد وہ ہے جس پر کوئی مصیبت نہ آسکے۔ (۱۰) عند البعض صمد وہ ذات ہے جس کے بغیر کسی کا کام نہ ہو سکے اور اس کا کام کسی پر نہ اٹک سکے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيذِي بِاللهِ مِنْ شَرِّ هَذَا فَإِنَّ هَذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن مثنی، عبدالملک بن عمرو، ابن ابی ذئب، حارث بن عبدالرحمن، ابوسلمہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگا کرو کیونکہ یہی اندھیرا کرنے والا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، یحیی بن سعید، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر چند ایسی آیات نازل فرمائی ہیں۔ جن کے مثل نہیں دیکھی گئیں۔ وہ سورت الفلق اور سورت الناس ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: سورۃ الفلق کی آیت ۳ میں ہے "ومن شر غاسق اذا وقب" رات کے بھرپور تاریک ہونے تک غسق العین آنکھ آنسوؤں سے بھر گئی۔ غسق القمر چاندنی بھرپور ہو جائے۔ غاسق چاند اور رات جبکہ اس کی شفق غائب ہو جائے۔ غسوق اور اغساق تاریک ہو جانا۔ بعض علماء نے کہا کہ غسق کا معنی ہے بہنا۔ غسق اللیل کہر اور تاریکی۔ غسق العین آنسو بہانا۔ غسق القمر چاند کی سرعت رفتار۔ بعض علماء کا قول ہے کہ غسق کا معنی ٹھنڈک، سردی، رات دن سے ٹھنڈی ہوتی ہے چاند سورج سے ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے رات اور چاند کو غسق کہتے ہیں۔ اسی بناء پر چاند کو زمہریر بھی کہا جاتا ہے۔ اس جگہ غاسق سے مراد چاند ہے۔

غاسق اذا وقب: اس سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ حسن بصریؒ اور مجاہدؒ نے فرمایا اس سے مراد رات ہے جب وہ آرہی ہو اور اس کی تاریکی دن کی روشنی میں گھسنے لگے۔ (۲) ابن زید کا قول ہے کہ اس سے مراد نیچے سے گرتا ہوا ثریا ستارہ ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں ثریا کے غروب ہونے پر بیماریاں اور بلائیں زیادہ ہوتی ہیں اور ثریا کے طلوع ہونے پر بیماریاں جاتی رہتی ہیں۔

(۳) یا اس سے مراد چاند ہے کہ جب وہ چھپ جائے خواہ گہن لگنے سے یا غروب ہونے سے۔

دوسری حدیث میں معوذتین کی فضیلت کا بیان ہے جن کی تفصیل و وضاحت ابواب فضائل القرآن "باب ما جاء فی المعوذتین" میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ (بلا ترجمه)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آئی۔ انہوں نے کہا الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے حکم سے الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا جس کے جواب میں ان کے رب نے فرمایا يَرْحَمُكَ اللهُ (اللہ تم پر رحم کرے)

عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِإِذْنِهِ فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا آدَمُ اذْهَبْ إِلَى أُولَئِكَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى مَلَإٍ مِنْهُمْ جُلُوسٍ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَبِّهِ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ لَهُ وَيَدَاهُ مَقْبُوضَتَانِ اخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ يَمِينَ رَبِّي وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّي يَمِينٌ مُبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ وَذُرِّيَّتُهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَا هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَإِذَا كُلُّ إِنْسَانٍ مَكْتُوبٌ عُمْرُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ أَضْوَؤُهُمْ أَوْ مِنْ أَضْوَئِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ دَاوُدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمْرَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِي عُمْرِهِ قَالَ ذَاكَ الَّذِي كَتَبْتُ لَهُ قَالَ أَيْ رَبِّ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمْرِي سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ أُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ آدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهِ قَالَ فَأَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ قَدْ عَجَّلْتَ قَدْ كُتِبَ لِي أَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّينَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ قَالَ فَمِنْ يَوْمِئِذٍ أُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُودِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے آدم ان فرشتوں کے پاس جاؤ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں سلام (السلام علیکم) کرو۔ فرشتوں نے سلام کا جواب دیا کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ وہ پھر اپنے رب کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی آپس میں دعا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں مٹھیاں بند کر کے فرمایا ان میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ ہی داہنے اور برکت والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کھولا تو اس میں آدم اور ان کی ذریت (اولاد) تھی۔ پوچھنے لگے کہ یا رب یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے اور ان سب کی پیشانیوں پر ان کی عمریں لکھی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک شخص سب سے زیادہ روشن چہرے والا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ آپ کے بیٹے داؤد ہیں۔ میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ عرض کیا اے رب ان کی عمر زیادہ کر دیجیے۔ فرمایا اتنی ہی ہے جتنی لکھی جا چکی ہے۔ عرض کیا! اے اللہ میں نے اپنی عمر سے اسے ساٹھ سال دیدیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اور ایسی سخاوت۔ پھر وہ اللہ کی مشیت کے مطابق جنت میں رہے۔ پھر وہاں سے اتارے گئے اور پھر اپنی عمر گننے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں پھر ان کے (آدم علیہ السلام کے) پاس موت کا فرشتہ آیا۔ تو آدم علیہ السلام ان سے کہنے لگے کہ تم جلدی آ گئے میری عمر ہزار سال ہے۔ فرشتے نے عرض کیا جی ہاں۔ لیکن آپ نے اس میں سے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو دے دیئے تھے۔ اس پر آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی منکر ہوگئی اور آدم سے بھول ہوئی چنانچہ ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ نبی اکرم نے فرمایا کہ اس دن سے لکھنے اور گواہ مقرر کرنے کا حکم ہوا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور کئی سندوں سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ نے کتاب التفسیر کے آخیر میں دو باب بلا عنوان قائم کیے ہیں۔ امام ترمذیؒ کا یہ پرانا طرز ہے کہ ابواب کے

آخیر میں باب بلا ترجمہ لاتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی طرز اختیار کر دیا۔

نیز حضرت علامہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے یہ وجہ ذکر کی ہے کہ سورۃ الناس کے اخیر میں چونکہ ناس کا ذکر کیا اس مناسبت سے بھی امام ترمذیؒ دو باب لائے ہیں ان میں پہلی حدیث انسان کی پیدائش کے متعلق ہے اور دوسری حدیث میں انسان کی صفات کا ذکر ہے کہ وہ خفیہ طور پر صدقہ کرنے میں کائنات کی تمام مخلوقات سے سخت ہے۔

یہ حدیث سورۃ اعراف کی آیت ''واذا خذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم'' کی تفسیر میں ذکر کر سکتے تھے وہاں پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی حدیث ابوصالح کی سند سے آچکی ہے اور یہی زیادہ بہتر ہے۔

اور اگر اس کو سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۱۴ میں ذکر کرتے تو بھی ٹھیک تھا لیکن شارحین کا رجحان اس طرف ہے کہ سورۃ طٰہٰ کی آیت میں جس نسیان کا ذکر ہے وہ اور ہے اور اس حدیث میں جس نسیان کا ذکر ہے وہ اور ہے۔

سورۃ طٰہٰ کی آیت یہ ہے کہ'' ولقد عهدنا الى آدم من قبل فنسى ولم نجد له عزمًا ''اس آیت میں عہد خداوندی کا نسیان ہے اور حدیث الباب میں حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی زندگی میں سے چالیس سال دے کر اس کو بھول جانے کا ذکر ہے۔ پس حدیث اور آیت میں پوری طرح مطابقت نہیں ہوگی اور سورۃ اعراف والی آیت میں پوری مطابقت ہوگی۔ اس لئے اس حدیث کو اُس آیت کی تفسیر میں ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّي يَمِينٌ مُبَارَكَةٌ: یہ کس کا قول ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل فرما رہے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا کلام ہے۔ یہ کلام متشابہات میں سے ہے کما یلیق بشانہ۔

فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ أَضْوَؤُهُمْ: حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر جزوی فضیلت ہے اور پھر عمر سے متعلق جو مکالمہ ہوا ہے اس کی تفصیل سورۃ اعراف کے ذیل میں بھی گزر چکی ہے۔

فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ: **سوال:** وعدے سے انحراف کرنا تو نبی کی شان کیخلاف ہے۔ **جواب:** یہ جحود نسیاناً تھا عمداً نہیں تھا۔ یا خطاء فی الاجتہاد کے طور پر تھا قصہ یاد تھا لیکن اسکے بعد اجتہاد کیا کہ میں نے تو دعا کی تھی اپنی عمر تو انکو نہیں دی تھی دینے اور دعا کرنے میں بڑا فرق ہے۔ نیز اس جحود سے مراد جحود عنادی ہے اور یہ عالم ارواح کا معاملہ تھا زمانہ گزرنے کی وجہ سے ذہول ہو گیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی زندگی کا کچھ حصہ دوسرے کو دینے کو جو معاملہ تھا وہ بھی عالم ارواح سے متعلق ہے لہٰذا اب کوئی اس عالم شہود میں اپنی زندگی دوسرے کو دینا چاہے تو یہ ناجائز اور ناممکن ہے کیونکہ زندگی اور موت کا تعین امور تکوینیہ میں سے ہے اور امور تکوینیہ میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہیں۔

وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ: اس قصہ میں خطاء کی صورت یہ تھی کہ اللہ نے ''اکل شجرۃ'' سے منع کیا اور آدم علیہ السلام نے اجتہاد کیا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے لیکن وہ ممانعت تحریمی تھی یا خطاء اس طور پر ہوئی کہ آدم علیہ السلام نے اجتہاد کیا کہ ممانعت اسی معین درخت سے ہے حالانکہ وہ ممانعت معین درخت سے نہیں تھی بلکہ نوع سے ممانعت تھی۔

باب (بلا ترجمہ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ قَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمِ الْحَدِيدُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَاءُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ الرِّيحُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ قَالَ نَعَمْ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اٰخِرُ كِتَابُ التَّفْسِيرِ

محمد بن بشار، یزید بن ہارون، عوام بن حوشب، سلیمان بن ابی سلیمان، حضرت انس بن مالک نبی اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی تو وہ حرکت کرنے لگی چنانچہ پہاڑ بنائے اور انہیں حکم دیا کہ زمین کو تھامے رہو۔ فرشتے کو پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب ہوا۔ تو انہوں نے عرض کیا اے رب کیا آپ کی مخلوقات میں پہاڑوں سے زیادہ بھی کوئی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں لوہا، عرض کیا لوہے سے زیادہ سخت بھی کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں آگ۔ عرض کیا اس سے سخت؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانی۔ فرشتوں نے عرض کیا اس سے سخت۔ فرمایا ہوا۔ عرض کیا اس سے بھی سخت کوئی چیز ہے فرمایا ہاں اس سے بھی سخت ہے اور وہ ابن آدم ہے جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہو اور اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوتی ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں عناصر اربعہ کے متعلق ارشاد فرمایا جو کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ حدیث کے اخیر میں سب سے زیادہ سخت چیز کو صدقہ سے تعبیر فرمایا۔ (۱) جب انسان پوشیدہ طریقے سے صدقہ کرتا ہے تو اپنے نفس کی مخالفت کرتا ہے اور شیطان کا مقابلہ کرتا ہے گویا صدقہ کے ذریعے اس نے گویا ان چاروں عناصر کو ختم کیا۔ (۲) بعض حضرات نے کہا کہ یہ زیادہ سخت اس لئے ہے کہ صدقہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہو کر اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

باقی حدیث کے اخیر میں فاستقرت کی ضمیر پہاڑ اور زمین دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے اگر زمین کی طرف راجع ہو تو معنی ہوگا کہ زمین پر سکون ہوگئی اور ٹھہر گئی جب اس کے اوپر پہاڑوں کو گاڑھ دیا گیا۔ اور اگر ضمیر راجع ہو پہاڑ کی طرف تو مطلب یہ ہوگا کہ پہاڑ زمین پر ثابت اور قائم ہو گئے۔ الحمد لله بتمام هذه ابواب التفسير و يليه ان شاء الله ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

أَبْوَابُ الدَّعْوَاتِ

عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دعوات: یہ جمع ہے دعوۃ کی یعنی اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کوئی چیز بطریق عاجزی طلب کرنا۔
امام نوویؒ نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے ظاہر مفہوم کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السلام کا فعل بھی دعا مانگنے کا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ مسلمانوں کیلئے دعا کرنا مستحسن ہے اور اگر دعا اپنے لئے خاص کرے تو مستحسن نہیں ہے۔ بعض زہاد اہل معارف کہتے ہیں کہ دعا نہ مانگنا افضل ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے لیکن یہ صورت اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو اللہ کے مقرب بندوں پر طاری ہوتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے جانے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب میری حالت کو جانتا ہے میں اللہ کی تقدیر پر راضی ہوں۔ (مرقاۃ ج۵ ص ۳۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ نَحْوَهُ

عباس بن عبدالعظیم عنبری، ابوداؤد طیالسی، عمران قطان، قتادہ، سعید بن ابی الحسن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عمران قطان کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ محمد بن بشار نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی سے اور وہ عمران قطان سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں دعا کی فضیلت کا بیان ہے کہ تمام اذکار وعبادت میں اللہ تعالیٰ کو دعا سب سے زیادہ محبوب ہے بندے اللہ سے مانگیں یہ بات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ حدیث میں اگرچہ عموم ہے مگر خصوصی طور پر اس کا تعلق نماز سے ہے۔ نماز کے قعدہ اخیرہ میں اور نفل نماز کے سجدوں وغیرہ میں اور نمازوں سے فراغت کے بعد دعا رکھی گئی ہے مگر دعا کا مانگنا فرض یا واجب نہیں چنانچہ بعض لوگ اس معاملہ میں افراط وتفریط میں مبتلا ہیں۔ بعض لوگ فرائض کے بعد دعا مانگتے ہی نہیں سلام پھیرتے ہی اٹھ کر بھاگ جاتے ہیں ان کے برعکس بعض لوگ دعا کا اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ دعا کئے بغیر سنن ونوافل پڑھتے ہی نہیں بلکہ جب

امام اجتماعی دعا ختم کروائے گا تو باقی نماز پڑھیں گے یہ دونوں طریقے ٹھیک نہیں۔ اس کے لئے یہ اصول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنن ونوافل نہیں ان فرائض کے بعد ذکر واذکار اور دعا میں مشغول ہو سکتے ہیں اور جن فرائض کے بعد نوافل سنت ہیں ان کے لئے فرائض کے بعد مختصر دعا کے بعد سنن ونوافل میں مشغول ہو جائیں پھر جب نماز مکمل ہو جائے تو پھر اکیلے میں مختصر یا طویل دعا مانگ کر جا سکتے ہیں تا کہ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ پر بھی عمل ہو جائے اور دوسری احادیث پر بھی عمل ہو جائے۔

باقی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اذکار وعبادت میں کوئی چیز دعا کے برابر نہیں ہے کیونکہ دعا میں اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قوت قدرت اللہ کی بے نیازی وکبریائی کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا یہ قرآن پاک کی اس آیت کے معارض نہیں ہوگی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

بَابٌ مِنْهُ (بلا ترجمہ)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

علی بن حجر، ولید بن مسلم، ابن لہیعہ، عبید اللہ بن ابی جعفر، ابان بن صالح، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے پہنچانتے ہیں۔

تشریح: الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ: دعا عبادت کا خلاصہ اور مقصود بالذات ہے کیونکہ عبادت کا مقصد ہے کہ اپنی انتہائی درجہ کی عاجزی وانکساری اللہ تعالیٰ کی تعظیم ومحبت کے ساتھ کرنا جس طرح انسان بغیر دماغ کے قائم وسلامت نہیں رہ سکتا اسی طرح عبادت قائم نہیں ہوتی مگر دعا کے ساتھ۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۷)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ ذَرٍّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ذَرٍّ

احمد بن منیع، مروان بن معاویہ، اعمش، ذر، یسیع، حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعا ہی تو عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (یعنی تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ منصور اور اعمش نے اس حدیث کو حضرت ابوذر سے نقل کیا ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ذر ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ: دعاوہ عبادت ہے جس میں بندہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ ہر ایک سے مستغنی ہوتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اور نہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے امید رکھتا ہے نیز دعا میں بھی ایک قسم کا اخلاص ہوتا ہے اللہ کی حمد و شکر گزاری کی جاتی ہے اللہ سے سوال کیا جاتا ہے اور اسی سے فریاد کی جاتی ہے اور اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اس لئے اس کو عبادت کہا گیا اور اس کے بعد بطور استشہاد کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آیت تلاوت فرمائی "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ"۔ الحاصل دعا کی قبولیت کی تین صورتیں ہیں (۱) مدعیٰ مل جانا (۲) دعا کی برکت سے کسی آفت کا ٹل جانا (۳) دعا کا ثواب ملنا یا درجات کا بڑھنا۔

بَابٌ (بلا ترجمہ)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

قتیبہ، حاتم بن اسماعیل، ابوملیح، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ وکیع اور کئی راوی یہ حدیث ابوملیح سے روایت کرتے ہیں۔ ہم سے اس حدیث کو اسحاق بن منصور نے ابوعاصم کے حوالے سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

تشریح: يَغْضَبْ عَلَيْهِ: اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص تکبر اور استغناء کی وجہ سے اللہ سے مانگنا چھوڑے تو ایسا آدمی غضب و لعنت کا مستحق ہے یا غضب سے مراد ایصال العقوبہ کا ارادہ ہے جیسا کہ شاعر نے کہا۔

الله يغضب ان تركت سواله　　　وبني ادم حين يسئل يغضب

اللہ ناراض ہوتا ہے جب اس سے سوال کرنا چھوڑ دو اور بنی آدم سے جب سوال کرو تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ امام طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے فضل کا سوال کیا جائے اور جو شخص اللہ سے فضل کا سوال نہیں کرتا وہ مبغوض ہوتا ہے اور مبغوض شخص مغضوب علیہ میں شامل ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے "ازهد فی الدنیا یحبك الله وازهد فیما فی ایدی الناس یحبك الناس" یعنی دنیا سے لاپرواہی کر اللہ کی محبت حاصل ہوگی اور اس چیز سے لاپرواہی کر جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ

ابوکریب، زید بن حباب، معاویہ بن صالح، عمرو بن قیس، حضرت

مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ اسلام کے احکام بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی چیز بتائیے کہ میں اسے اختیار کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ: ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ شرائع اسلام سے مراد نوافل وغیرہ ہیں۔ نوافل ہونے پر قرینہ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ ہے۔ کہ نوافل بہت ہیں لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر زبان پر جاری رہنا چاہیئے کوئی معین ذکر کرنا ضروری نہیں پس اس سے مطلق ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی اور دوامی ذکر ہونے کی اہمیت واضح ہوئی۔

لِسَانُكَ رَطْبًا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ذوق لذت کے ساتھ ذکر ہونا چاہیے۔ بے ذوق ولذت بولتے رہنے سے زبان خشک ہو جاتی ہے۔ رطبًا سے اشارہ ہے کہ جس طرح تر لکڑی کو آگ نہیں جلاتی اسی طرح ذکر اللہ سے تر زبان والے جسم کو جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ اللہ ہمیں اپنا ذکر نصیب فرمائے آمین

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَرَّاجٍ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کس کا درجہ سب سے افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والوں کا۔ ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اگر غازی اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کرے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ اس (غازی) سے افضل ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف دراج کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اور پابندی کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ کا ذکر کیا جائے تو یہ سب عبادتوں سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ اس مجاہد سے بھی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائے۔ جبکہ جہاد والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد افضل ہے ذکر سے اس طرح جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو وہ بھی افضل ہے

ان دونوں احادیث میں بظاہر تعارض ہے۔

علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ یہاں اصل فضیلت ذاکرین کو حاصل ہے اور یہ فضیلت جزوی ہے کلی نہیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث مختلف احوال واشخاص کے اعتبار سے ہیں۔ بعض احوال وافراد کے لحاظ سے ایک چیز افضل ہوتی ہے اور بعض کے اعتبار سے دوسری چیز افضل ہوتی ہے۔ اگر جہاد فرض عین ہو تو اس وقت جہاد افضل ہے اور عام حالات میں ذکر افضل ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج نہیں کیا اس کے لئے حج کرنا چالیس غزوات میں شرکت سے افضل ہے اور جو حج فرض کر چکا ہو اس کے لئے جہاد کرنا چالیس مرتبہ جہاد کرنے سے افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اور جہاد میں سے ہر عمل بعض حالات واحوال کے اعتبار سے افضل ہے اور بعض کے لحاظ سے افضل نہیں ہے (الکوکب الدری)

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ هٰذَا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ

حسین بن حریث، فضل بن موسیٰ، عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، زیاد مولیٰ بن عیاش، ابی بحریہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک (یعنی اللہ) کے نزدیک اچھا اور پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات میں سب سے بلند اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے تمہارے کفار کی گردنیں مارنے اور ان کے تمہاری گردنیں مارنے سے بھی افضل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ بعض حضرات نے یہ حدیث عبداللہ بن سعید سے اسی سند سے اسی کے مثل نقل کی ہے اور بعض نے عبداللہ بن سعید سے مرسل روایت کیا ہے۔

تشریح: الحاصل یہاں ذکر سے مراد اگر زبانی ذکر ہو تو اس کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ ذکر اللہ بلاواسطہ اللہ پاک تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جبکہ دوسری عبادات بلواسطہ۔ اور ظاہر ہے بلاواسطہ ذریعہ بلواسطہ ذریعہ سے افضل ہے اور اگر ذکر سے مراد قلبی ذکر ہو تو ذکر قلبی عبادت ہے اور جبکہ دوسری عبادات بدنی ہیں اور دل بادشاہ ہے دیگر اعضاء اس کے رعایا ہیں۔ ظاہر ہے بادشاہ کا عمل رعایا کے اعمال سے افضل ہوتا ہے اس طرح ذکر کا درجہ بہت بلند ہے' کما فی القرآن فاذکرونی اذکرکم" لہٰذا حدیث الباب میں ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو زبان اور دل دونوں سے ہو نیز اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کا ذکر صدقہ وخیرات جہاد اور

دوسرے اعمال سے افضل ہے کیونکہ جہاد میں صرف کفار کو مارا جاتا ہے جبکہ ذکر اللہ میں نفس امارہ وشیطان کو مارا جاتا ہے۔اس لئے ذکر اللہ جہاد اکبر ہے کہ اس میں دل کا تزکیہ ہے۔پھر بعض اذکار دوسرے اذکار سے افضل ہیں جیسے تلاوت قرآن کریم اور کثرتِ درود، دوسرے اذکار سے بہر صورت افضل ہیں۔

سوال: ذکر اللہ مستحب ہے جبکہ جہاد فرض ہے۔مستحب کا درجہ فرض سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟

جواب: درجہ اور مقام میں اپنی حیثیت کا الگ الگ معاملہ ہوتا ہے۔جہاد اپنی حیثیت کے اعتبار سے بڑی فضیلت والا کام اور بڑے درجہ والا ہے جبکہ ثواب کا معاملہ الگ ہے، کبھی کبھار اللہ تعالیٰ مستحب عمل پر اتنا ثواب دے دیتا ہے جو فرض عمل سے بڑھ کر ہوتا ہے لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ عمل فرض سے بڑھ کر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ

ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا نام ذکر ہے تمام اذکار میں افضل الذکر قرآن کی تلاوت کرنا ہے نیز اللہ کا ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی، افضل یہی ہے کہ دل اور زبان دونوں سے اللہ کا ذکر ہو بہر حال اگر زبانی ذکر سے دل کا ذکر افضل ہے۔ دل سے ذکر کرنے کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ذکر خفی: کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اس کی نعمتوں اور نشانات قدرت میں ہمیشہ تفکر کرنا۔

(۲) ذکر جلی: کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے ہوئے دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔

اختلاف اس بات میں ہے کہ ان دونوں قسموں میں اعلیٰ قسم کون سی ہے۔

قول اوّل: بعض حضرات کہتے ہیں کہ ذکر جلی افضل ہے ان کی دلیل حدیث میں آتا ہے ''من ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه'' نیز اس سے غفلت ونسیان دور ہو کر قلب پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ذکر کی کیفیت از قسم علم وتصور قلب کے فعل کے تو ہے لیکن اسے ذکر نہیں کہا جائے گا ذکر اسکو کہیں گے کہ دل کے ساتھ زبان سے بھی ذکر کی ادائیگی ہو

قول ثانی: بعض حضرات کے نزدیک ذکر خفی افضل ہے ان کے دلائل قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں قرآن پاک میں ہے ''ادعوا ربکم تضرعا وخفیة'' کہ اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستگی سے۔حدیث شریف میں ہے ''اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا''۔نیز ذکر بالجہر سے نائمین اور بیماروں کو تکلیف ہوگی اور دوسرے لوگ جو عبادت میں مشغول ہیں ان کو حرج لازم آئے گی اور اس میں ریاء کا اندیشہ بھی ہے اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ وہ ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے جسے لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سنتے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو حساب کے لئے جمع کرے گا اور فرشتے بندوں کے اعمال لکھے ہوئے اور محفوظ کیے ہوئے پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے ''هل بقی لهم من شیء'' فرشتے عرض کریں گے کہ جو ہمارے علم میں تھا ہم نے وہ پیش کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے پاس اس کی ایک نیکی ہے جس کی تم کو خبر نہیں ہے میں اس کو اجر دوں گا بہر حال حالات دیکھ کر ہر ایک کے لئے فی نفسہ ذکر جائز ہے۔عوارض کی بناء پر البتہ مکروہ وغیر

مکروہ ہوگا جبکہ ہمارے بزرگوں سے دونوں طریقے منقول ہیں کسی ایک کو ترجیح دے کر دوسرے پر تنقید کرنا بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، عبدالرحمن بن مہدی، سفیان، ابواسحاق، اغر ابومسلم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی جماعت اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔ اور ان پر تسکین (اطمینان قلب) نازل کر دی جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (یعنی فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ: سکینہ دل کے سکون واطمینان اور خاطر جمعی کا نام ہے اس سے اللہ کی طرف توجہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے لقولہ تعالیٰ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"۔

سکینہ اور طمانینت میں فرق: (۱) سکینۃ دل میں ہیبت وخوف کے چلے جانے کے بعد جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس میں دوام نہیں ہوتا اور خوف وغیرہ ہمیشگی کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) سکینۃ کبھی تو زائل ہو جاتی ہے اور طمانینت کبھی جدا نہیں ہوتی (۳) سکینۃ بمنزلہ اس چہرے کے ہے جو چہرہ دشمن کے سامنے دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو دشمن اُس چہرہ سے بھاگ جاتا ہے اور دشمن کے دل میں رعب و دبدبہ پڑ جاتا ہے اس کے برخلاف طمانینت میں انسان کا چہرہ ہشاش بشاش ہوتا ہے جو بھی اس چہرے کو دیکھتا ہے اس کے لئے امن ہوتا ہے اور اپنے ساتھی کے لئے اچھا گمان ہوتا ہے۔ (تعلیق الصبیح ج ۳ ص ۷۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد آئے تو لوگوں سے پوچھا کہ کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا اللہ کی قسم اللہ کے ذکر کے لئے ہی بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو میں نے کسی الزام یا تہمت کے پیش نظر تم سے قسم نہیں لی اور تم لوگ تو جانتے ہو کہ میں شدت احتیاط کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم احادیث نقل کرتا ہوں۔ آپ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حلقے کی طرف تشریف لائے اور ان سے بیٹھنے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ فَقَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا آللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ إِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسَى وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مِلٍّ

کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ اللہ کا ذکر اور اس کی تعریف کر رہے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں اس دولت سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم کیا تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کی قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں جھوٹ کے گمان کی وجہ سے قسم نہیں دی۔ جان لو کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابونعامہ سعدی کا نام عمر بن عیسیٰ اور ابوعثمان نہدی کا نام ابوعبدالرحمن ہے۔

تشریح: **يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ:** اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ذاکرین حلقہ بنا کر ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ "انظروا الی عبادی ھؤلاء" کہ میرے ان بندوں کی طرف دیکھو کہ میں نے ان کے نفسوں اور ان کی خواہشات اور شیاطین کو کس طرح ان پر مسلط کیا ہے لیکن یہ صرف میری عبادت میں مشغول ہیں اس لئے یہ لوگ اس کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے کہ مشقت کے باوجود میری عبادت کرتے ہیں جب کہ تم کو مشقت کا سامنا نہیں ہوتا۔

اس حدیث میں اجتماعی ذکر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان ہو رہا ہے کہ اجتماعی شکل میں ذکر کرنے والوں پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

سکینہ سے مراد دل کا سکون و اطمینان اور اس کی وہ مخصوص کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان کی نظر دنیا کی لذتوں اور خواہشات سے اٹھ جاتی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایک خاص طرح کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل تھا ان کی بہن حضرت ام حبیبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبین وحی سے بھی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللهَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهِ

محمد بن بشار، عبدالرحمن بن مہدی، سفیان، ابوصالح مولیٰ تو آئمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مجلس میں اللہ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے تو وہ مجلس

وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

والے نقصان میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔ یہ حدیث حسن ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم کے حوالے سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اہل مجلس اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ یقینی طور پر ان کو بخشش اور مغفرت سے نوازتا ہے۔

فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ: امام طیبیؒ نے فرمایا کہ یہ تشدید اور تغلیظ پر محمول ہے اس حدیث میں صلوۃ علی الرسول کا ذکر کیا "لقولہ تعالیٰ ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وك فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما"۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ عموماً مجالس میں جھوٹ، غیبت وغیرہ کے گناہ ہو ہی جاتے ہیں اس لئے مجالس میں حمد و درود شریف کا ذکر بھی ہونا چاہیے اس کی برکت سے مجالس میں ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر مجلس میں ذکر نہیں کریں گے تو مختلف قسم کے گناہ پائے جائیں گے عدمِ ذکر و عدمِ درود سے مجلس کا کفارہ ادا نہ ہوا اس لئے عذاب کا سخت اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ فضل سے معاف بھی کر سکتے ہیں اور عذاب بھی دے سکتے ہیں لیکن ذکر کرنے کی صورت میں یقینی طور پر عذاب نہیں دیں گے بلکہ معاف کر دیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

قتیبہ، ابن لہیعہ، ابوزبیر، حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس نے مانگی یا اس کے برابر کسی برائی کو اس سے دور فرماتا ہے بشرطیکہ اس نے کسی گناہ یا قطع رحم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ اس باب میں حضرت ابوسعید اور عبادہ بن صامت سے بھی روایت منقول ہے۔

تشریح: جب کوئی شخص اللہ رب العزت سے دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ یا تو اس کی دعا قبول فرمالیتے ہیں یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنالیتے ہیں یا اس کے اوپر آنے والی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو دور کر دیا جاتا ہے۔

دعا کی قبولیت کے لئے چند شرائط ہیں۔ (۱) پوری توجہ اور اخلاص سے دعا کی جائے (۲) اور اس یقین کے ساتھ کی جائے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے (۳) دعا میں قطع تعلقی یا کسی گناہ کی بات نہ ہو (۴) آدمی کا کھانا پینا رزق حلال سے ہو اگر رزق حرام سے ہو تو دعا کیسے قبول ہوگی (۵) جب دعا کرلی تو اس کی قبولیت کے لئے جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

محمد بن مرزوق، عُبید بن واقد، سعید بن عطیہ لیثی، شہر بن حوشب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور سختی میں اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیے کہ راحت کی حالت میں بکثرت دعا کرے۔

یہ حدیث غریب ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ هٰذَا الْحَدِيثَ

یحیی بن حبیب بن عربی، موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر انصاری، طلحہ بن خراش، حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ذکر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ علی بن مدینی اور کئی حضرات نے یہ حدیث موسیٰ بن ابراہیم سے نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَالْبَهِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ

ابوکریب ومحمد بن عبیدہ محاربی، یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ، ان کے والد، خالد بن سلمہ، بہی، عروہ، حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ بہی کا نام عبداللہ ہے۔

تشریح: اس حدیث میں دعا کی قبولیت کا ایک عمل بتایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تکلیف، شدت، مصیبت کے وقت اس کی دعا قبول ہو تو اس کو چاہیے کہ خوشحالی کے وقت دعا کرے۔ اگلی حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ

نصر بن علی کوفی، ابوقطن، حمزہ زیات، ابواسحاق، سعید بن جبیر،

عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَأَبُو قَطَنٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لئے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابوقطن کا نام عمرو بن ہیثم ہے۔

تشریح: اس باب میں امام ترمذیؒ نے دعا کی قبولیت کا ایک طریقہ بتایا ہے کہ جب انسان دعا کرے تو پہلے اپنے لئے کرے پھر دوسروں کیلئے کرے کیونکہ خود کو چھوڑ کر دوسروں کیلئے دعا کرنا اس میں ایک قسم کا اعراض اور دعا سے بے رخی کا وہم ہوتا ہے جو درست نہیں۔
حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے بعد بعض ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دوسروں کے لئے دعا کی ہے اپنا ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے احسان کیا ہو تو ایسے موقع پر اپنا ذکر کیے بغیر اس شخص کے لئے دعا کی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي عِنْدَ الدُّعَاءِ

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى الْجُهَنِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ عِيسٰى وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ وَحَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيُّ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ

ابوموسی محمد بن مثنی وابراہیم بن یعقوب، حماد بن عیسیٰ جہنی، حنظلہ بن ابی سفیان جمحی، سالم بن عبد اللہ، عبداللہ بن عمر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اپنے چہرہ اقدس پر پھیرے بغیر واپس نہ لوٹاتے۔ محمد بن مثنیٰ بھی اپنی حدیث میں اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک اپنے دونوں ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے جب تک چہرے پر نہ پھیر لیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن عیسیٰ اس حدیث کو نقل کرنے میں منفرد ہیں جبکہ وہ قلیل الحدیث ہیں ان سے کئی راوی روایت کرتے ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان جمحی ثقہ ہیں۔ یحیی بن سعید قطان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

تشریح: احادیث سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔ حدیث الباب میں بھی اسی کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور پھر نیک فالی کے طور پر ان ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیتے تھے۔
جبکہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں" لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ

فی شیئ من دعائه الا فی الاستسقاء'' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ بظاہر ان دونوں قسم کی روایات میں تعارض ہے۔

علامہ بغویؒ نے اس تعارض کا جواب دیا ہے کہ مذکورہ حضرت انس والی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح استسقاء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تھے اس طرح عام دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

دعا کی اقسام: ایک دعا رغبت ہے دوسری دعا رہبت۔ ان دونوں دعاؤں میں تھوڑا سا فرق ہے کہ جب دعا رغبت ہو یعنی دنیا و آخرت کی کوئی خیر و بھلائی مانگی جائے تو سیدھے ہاتھ پھیلانے چاہئیں اور جب دعا رہبت ہو یعنی آنے والی کسی بلا کو رکوانے کے لئے دعا کی جائے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کی جائے اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف ہوں پھر بھی اس دعائے رھبت کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیر لیا جائے۔

رہی یہ بات کہ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں: فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں دعا کے اندر ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلا کر سینے کے مقابل تک اٹھائے جائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی جائے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھا جائے۔

چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی حکمت: یہ رغبت کا ظاہری روپ ہے اس سے آدمی پورا سراپا التجا بن جاتا ہے۔ ہاتھ منہ پر پھیرنا امید براری کی تصویر ہے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے۔ رب کریم و رحیم کی برکت و رحمت کا کچھ حصہ انہیں ضرور ملا ہے جسے اس نے اپنے اشرف عضو پر ہاتھ لگا کر ختم کیا۔

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی حماد بن عیسیٰ جہنی واسطی ضعیف ہے اور یہی راوی یہ حدیث روایت کرتا ہے مگر اس راوی کے ضعیف ہونے سے حدیث کے مسئلہ کی صحت پر اثر نہیں پڑتا کیونکہ یہ مسئلہ تواتر کے قریب قریب ہے کیونکہ امام نوویؒ نے شرح مہذب میں تیس تک روایات ذکر کی ہیں جن سے دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا ثابت کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عُبَيْدَةَ اسْمُهُ سَعْدٌ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَيُقَالُ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

انصاری، معن، مالک، ابن شہاب، ابوعبید مولیٰ ابن ازہر، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہنے لگے کہ میں نے دعا مانگی اور وہ قبول نہ ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعبید کا نام سعد ہے۔ وہ عبدالرحمن بن ازہر کے مولیٰ ہیں۔ انہیں عبدالرحمن بن عوف کا مولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ مَا تَنْظُرُ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلَكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، ابوداؤد طیالسی، عبدالرحمن بن ابوزناد، ابوزناد، ابان بن عثمان، حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح وشام تین تین مرتبہ یہ کلمات (دعا) پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی (اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان و زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے) راوی حدیث حضرت ابان کو فالج تھا چنانچہ جو شخص ان سے یہ حدیث سن رہا تھا تعجب سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت ابان نے فرمایا کیا دیکھتے ہو۔ بہر حال حدیث اسی طرح ہے جو میں نے تم سے بیان کی اور اس (فالج) کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس دن یہ دعائیں نہیں پڑھی تھیں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی تقدیر پوری کر دے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ سَعِيدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

ابوسعید اشج، عقبہ بن خالد، ابوسعد سعید مرزبان، ابوسلمہ، حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شام کے وقت کہے (ترجمہ میں اللہ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں)۔ تو اللہ پر اس کا حق ہے کہ وہ اس سے راضی ہو۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

سفیان بن وکیع، جریر، حسن بن عبیداللہ، ابراہیم بن سوید، عبدالرحمن بن یزید، حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ (یعنی ہم نے اور پوری کائنات نے اللہ کے لئے شام کی۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں راوی

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أُرَاهُ قَالَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ يَرْفَعْهُ

کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ اس کیلئے بادشاہت ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے اس رات اور اس کے بعد بہتری کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس رات کے شر اور اس کے بعد آنے والے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ بزدلی اور بڑھاپے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر جہنم اور عذاب قبر سے بھی پناہ مانگتا ہوں) اور جب صبح کرتے تو بھی یہی دعا پڑھتے لیکن أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فرماتے۔ شعبہ نے یہ حدیث، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند سے غیر مرفوع روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ وَإِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

علی بن حجر، عبداللہ بن جعفر، سہیل بن ابی صالح، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو (یعنی اے اللہ ہم تیرے ہی حکم سے جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مریں گے پھر تیرے ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے) اور جب شام ہو تو یہ دعا پڑھا کرو (یعنی اے اللہ تیرے ہی بھروسے پر جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مریں گے پھر تیری ہی طرف اکٹھے ہو کر آئیں گے۔) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ نے ان احادیث میں صبح وشام کے اذکار کا تذکرہ کیا ہے۔ ان اذکار میں ایک دعا ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ '' جو تین بار پڑھے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ شخص اللہ پاک کے حفظ وامان میں آجاتا ہے۔

دوسری دعا ارشاد فرمائی ''رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ'' جو شخص یہ کلمات صبح وشام پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنی ذمہ داری میں لے لیتے ہیں کہ میں اس بندے کو ضرور خوش کروں گا۔

تیسری دعا ''أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ..... الخ'' اس کی فضیلت حدیث کے ترجمہ میں گزر چکی ہے۔ اسی طرح آگے چوتھی اور پانچویں دعا بھی حدیث میں ذکر کی گئی ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبہ، یعلی بن عطاء، عمرو بن عاصم ثقفی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے صبح وشام کوئی دعا پڑھنے کا حکم دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو (یعنی اے اللہ، اے غیب اور کھلی باتوں کے جاننے والے، آسمان وزمین کے پالنے والے، ہر چیز کے مالک اور پروردگار میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں تجھ سے اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں) آپ نے فرمایا اسے صبح وشام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَأَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ لَا يَقُولُهَا أَحَدُكُمْ حِينَ يُمْسِي فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حسین بن حریث، عبدالعزیز بن ابی حازم، کثیر بن زید، عثمان بن ربیع، حضرت شداد بن اوس کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں استغفار کے سردار کے متعلق نہ بتاؤں وہ یہ ہے (یعنی اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک میری استطاعت ہے تیرے عہد وپیمان پر قائم ہوں تجھ سے اپنے کاموں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اپنے اوپر تیرے احسانوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں اور تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔) پھر فرمایا کہ اگر کوئی آدمی شام کو یہ دعا پڑھے اور صبح کو یہ کلمات کہے اور شام سے پہلے پہلے

وَلَا يَقُولُهَا حِينَ يُصْبِحُ فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ أَبْزَى وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسے موت آجائے وہ بھی جنتی ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن ابزی، اور بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

عبدالعزیز بن حازم سے مراد ابن ابی حازم زاہد ہے۔

تشریح: سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ: ان کلمات کو سید الاستغفار کہنے کی وجہ: اس میں ''اللہ وحدہ لا شریک لہ'' کی الوہیت وعبودیت اور اس کے خالق ہونے کا اعتراف ہے اور اس میں اُس عہد کا اقرار ہے جو اللہ نے بندوں سے لیا ہے اور اس وعدہ پر امید کا اظہار بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندے سے کیا ہے نیز اس میں پناہ مانگی گئی ہے ان گناہوں کے شر سے جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں نیز اس میں گناہوں پر ندامت کا اظہار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا بھی عزم ہے۔

وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ: عہد ووعدہ کا مصداق: عہد سے مراد عام ہے اور وہ ایمان کا عہد ہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا عہد ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ عہد سے مراد عہد الست ہے اور وعدہ سے اللہ جل شانہ کا وہ وعدہ مراد ہے جس کا ذکر ایک حدیث میں ہے ''من مات لا یشرك باللّٰه شیئا وادی ما افترض اللّٰه ان یدخله الجنة''۔

عَلَيْهِ قَدَرٌ: اس حدیث میں قدر کے معنی تقدیر اور موت ہے اور **وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ** کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ، اذکار اور خاص طور پر سید الاستغفار پر پابندی اور صدق دل کے ساتھ عمل پیرا رہے تو وہ ابتدا میں ہی جنت میں داخل ہوسکتا ہے ہاں اگر کسی گنہگار مومن کو دخولِ اولی نصیب نہ ہو تو اُسے ایمان کی برکت سے دخول ثانوی ضرور حاصل ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا تَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ

ابن ابی عمر، سفیان بن عیینہ، ابو اسحاق ہمدانی، حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں اگر تم سوتے وقت پڑھ لو تو اگر تم اس رات کو مر جاؤ گے تو فطرت اسلام پر مرو گے اور اگر صبح ہوگی تو وہ بھی خیر پر ہوگی (یعنی اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی، تیری ہی طرف متوجہ ہوا اور اپنا کام بھی تجھے سونپ دیا، رغبت کی وجہ سے بھی اور تیرے ڈر سے بھی اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف پناہ دی کیونکہ تجھ سے بھاگ کر نہ کہیں پناہ ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ۔ میں تیری بھیجی ہوئی

إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ فَطَعَنَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ

کتاب پر ایمان لایا۔) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا تیرے بھیجے ہوئے رسول پر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تیرے بھیجے ہوئے نبی پر۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس باب میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے اور حدیث براء سے کئی سندوں سے منقول ہے، منصور بن معتمر اسے سعد سے وہ براء سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جب تم سونے کے لئے آؤ اور باوضو ہو تو یہ کلمات کہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اضْطَجَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أُومِنُ بِكِتَابِكَ وَبِرَسُولِكَ فَإِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

محمد بن بشار، عثمان بن عمر، علی بن مبارک، یحییٰ بن ابی کثیر، یحییٰ بن اسحاق بن اخی رافع بن خدیج، حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھے اور پھر اسی رات مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (یعنی اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرلیا۔ اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دے دیا اپنے کام تجھے سونپ دیئے کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کا تیرے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں، میں تیری کتاب اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔) یہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ هٰذَا حَدِيثٌ

اسحاق بن منصور، عفان بن مسلم، حماد، ثابت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے (یعنی تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا ہمیں مخلوق کے شر سے بچایا اور ہمیں ٹھکانہ دیا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو نہ کوئی بچانے والا ہے اور نہ ان کا ٹھکانہ ہے)

حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ نے مذکورہ باب اور بعد میں آنے والے چند ابواب کے تحت سوتے وقت کی چند دعائیں بیان فرمائی ہیں جو نبی کریم ﷺ سونے کے وقت پڑھا کرتے تھے ان میں چند دعاؤں کی فضیلتوں کا بیان ہے۔

اول: ''اللھم اسلمت نفسی الیك ۔۔۔۔۔ الخ'' اگر رات کے وقت یہ دعا پڑھی جائے اور اس رات انسان کی وفات ہوجائے تو ایمان پر اس کی وفات ہوگی اور زندہ رہے تو صبح کو خیر پائے گا۔

ثانی: ''الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وکفانا ۔۔۔۔۔ الخ''۔

ثالث: ''استغفر الله الذی لا اله الا ھو الحی القیوم، و اتوب الیه'' جو شخص ان کلمات کو تین بار پڑھے گا اس کی برکت سے اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ یا درختوں کے پتوں یا صحراء کے ریت کے ذرات، یا دنیا کے دنوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

رابع: اللھم قنی عذابك یوم تجمع، اوتبعث عبادك۔

خامس: نبی کریم ﷺ سوتے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنالیتے اور یہ دعا پڑھتے ''رب قنی عذابك یوم تبعث عبادك''۔ **سادس:** ''اللھم رب السموات و رب الارضین ۔۔۔۔۔ الخ'' الظاہر کے دو مطلب ہیں (۱) اللہ ہی غالب اور کامل قدرت والے (۲) اللہ تعالیٰ اپنے وجود اور قدرت میں قطعی دلائل کی وجہ سے ظاہر و باہر ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْوَصَّافِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيِّ

صالح بن عبداللہ، ابومعاویہ، وصافی، عطیہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوتے وقت یہ دعا (ترجمہ میں اللہ کی مغفرت کا طلبگار ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سنبھالنے والا ہے، میں اس سے توبہ کرتا ہوں) تین مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر یا (صحراء) عالج کی ریت کے برابر یا دنیا کے دنوں کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبداللہ بن ولید وصافی کی سند سے جانتے ہیں۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن ابی عمر، سفیان، عبدالملک بن عمیر، ربعی بن حراش، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیتے اور یہ کلمات کہتے "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ الخ" (یعنی اے اللہ مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: روایات میں تعارض: اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک سر کے نیچے رکھتے تھے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھا کرتے تھے تو دونوں روایات میں تعارض ہے۔

جواب اول: یہ مختلف واقعات پر محمول ہے۔ **جواب ثانی:** جس راوی نے جس طرح دیکھا اسی طرح نقل کر دیا گویا یہ مختلف رواۃ کے اختلاف پر محمول ہے۔ **جواب رابع:** یا آپ ﷺ اس طور پر ہاتھ رکھتے تھے کہ رخسار اور سر دونوں کے نیچے ہوتا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا أَحَدًا وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ عَنِ الْبَرَاءِ وَرَوَى إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

ابوکریب، اسحاق بن منصور، ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق، ان کے والد، ابواسحاق، ابوبردہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بناتے اور یہ کلمات کہتے "رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" الخ (یعنی اے اللہ مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا۔) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ثوری نے اسے اسحاق سے وہ براء سے نقل کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کسی کا واسطہ ذکر نہیں کرتے اور شعبہ نے ابی اسحاق سے وہ ابوعبیدہ سے ایک شخص سے وہ براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں اور اسرائیل نے ابی اسحاق سے وہ عبداللہ بن یزید سے وہ براء بن عازب سے وہ ابواسحاق سے ابوعبیدہ کے واسطے سے بھی مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث شریف میں سونے کی ایک اور دعا کا بیان ہے "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ

عِبَادَكَ" الٰہی مجھے اپنے عذاب سے بچا جب آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریں اس دعا کا کچھ تذکرہ اوپر والی حدیث کے ذیل میں بھی گزر چکا ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا أَخَذَ أَحَدُنَا مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عبداللہ بن عبدالرحمن، عمرو بن عون، خالد بن عبداللہ، سہیل، ان کے والد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اگر کوئی سونے لگے تو یہ کلمات کہے (یعنی اے اللہ، اے آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار، اے ہمارے رب، اے ہر چیز کے رب، اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے اور اے تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے، میں تجھ سے ہر شر پہنچانے والی چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے اس کے بالوں سے پکڑنے والا ہے تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو سب سے اوپر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں اور تو ہی باطن میں ہے تجھ سے مخفی کوئی چیز نہیں۔ (اے اللہ) میرا قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز (غنی) کر دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ: یعنی آخرت میں سوائے اللہ کے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ یا بعدک بمعنی غیرک ہو تو پھر معنی یہ ہوگا کہ آپ کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہے گا "لقوله تعالى كل شیء هالك الا وجهه، وكل من عليها فان" اس کو لبید شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے "الا كل شیء ما خلا الله باطل"۔ اسی بناء پر بعض معتزلہ نے کہا کہ مرنے کے بعد تمام اجسام فنا ہو جائیں گے اور بالکلیہ ان کا اختتام ہو جائے گا ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا معتزلہ کا یہ مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۸۷)

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بستر پر سے اٹھ کر جائے اور پھر دوبارہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ إِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ بَعْدَهُ فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَائِشَةَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

لیٹنے لگے تو اسے اپنے ازار کے پلو سے تین مرتبہ جھاڑ لے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کونسی چیز آئی۔ اور پھر جب لیٹے تو یہ دعا پڑھے (اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاتا ہوں لہٰذا اگر تو میری جان لے لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔) اور جب جاگے تو یہ کلمات کہے (یعنی تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے میرے بدن کو عافیت دی، میری روح میری طرف لوٹا دی اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی) اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

تشریح: "اوی" یہ مد اور بغیر مد دونوں کی طرح پڑھا جاتا ہے۔ "ینفض" یہ جھاڑنے کے معنی میں آتا ہے سوتے وقت اگر لنگی وغیرہ ہے تو لنگی کے اندر والے حصے کے ساتھ بستر جھاڑ دے تا کہ بستر پر کوئی نقصان دینے والی چیز باقی نہ رہے نیز لنگی کے اندر والے حصہ سے اسلئے جھاڑنے کا حکم ہے تا کہ کوئی دھبہ وغیرہ لگ جائے تو ظاہراً نظر نہ آئے اس کے بعد دائیں کروٹ پر سو جائے۔ نیز دائیں کروٹ پر سونے کی حکمت یہ ہے کہ دل چونکہ بائیں پہلو میں ہوتا ہے اس لئے دائیں کروٹ سونے کی صورت میں دل لٹکتا رہتا ہے جس کی وجہ سے نیند میں استراحت اور غفلت زیادہ نہیں ہوتی اور رات کو تہجد کی نماز کے لئے جاگنا آسان ہو جاتا ہے جبکہ بائیں کروٹ سونے کی صورت میں دل ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہے جس کی وجہ سے نیند میں غفلت اور استراحت زیادہ ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ اس طرح سونے کی نسبت ہماری طرف ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیونکہ آپ کا دل نہیں سوتا تھا اس وجہ سے آپ کا دائیں اور بائیں جانب سونا برابر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دائیں طرف کو تمام کاموں میں پسند کرتے تھے اس لئے دائیں طرف سونے کو ترجیح دیتے تھے "لتعلیم امته ولمشابهته بحال الموت و وضعه فی القبر" اور یہی طریقہ امت کے لئے مسنون ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۶۸)

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْمَنَامِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ

قتیبہ، مفضل بن فضالہ، عقیل، ابن شہاب، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہتھیلیاں جمع کرتے پھر سورت اخلاص، الفلق اور سورت الناس تینوں

اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

سورتیں پڑھ کر ان میں پھونکتے اور اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو جہاں تک ہوسکتا بدن پر مل لیتے۔ پہلے سر اور چہرے پر پھر جسم کے اگلے حصے پر اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث الباب میں سوتے وقت ایک عمل نبوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ دونوں ہتھیلیاں اکٹھا کرتے پھر ان میں سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ پہنچ سکتے تھے ان کو جسم پر پھیرتے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین بار دہراتے۔ معوذتین کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ سحر، آسیب وغیرہ سے بھی حفاظت کرتا ہے۔ آج کل مسلمان کس قدر روتے ہیں کسی کو سحر نے تنگ کیا ہوا ہے اور کسی کو آسیب وغیرہ نے۔ یہ تین سورتیں اس کے ختم کرنے میں بہت قیمتی اور مجرب ہیں ان کو عمل میں لایا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْيَانًا يَقُولُ مَرَّةً وَأَحْيَانًا لَا يَقُولُهَا

- محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحاق، ایک آدمی، حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز سکھایئے جسے میں بستر پر جاتے وقت پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورت کافرون پڑھا کرو۔ کیونکہ اس میں شرک سے براءت ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ابواسحاق کبھی ایک بار (پڑھنے) کا کہتے اور کبھی نہ کہتے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا أَصَحُّ وَرَوَى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهٰذَا أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَدِ اضْطَرَبَ أَصْحَابُ أَبِي إِسْحَقَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ

موسیٰ بن حزام، یحییٰ بن آدم سے وہ اسرائیل سے وہ ابواسحاق سے وہ فروہ سے اور وہ اپنے والد نوفل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پھر اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں یہ حدیث مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح ہے زہیر اسے اسحاق سے وہ فروہ سے وہ نوفل سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں یہ روایت شعبہ کی روایت سے اشبہ اور اصح ہے۔ ابواسحاق کے ساتھیوں نے

غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ أَخُو فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ

اس میں اضطراب کیا ہے اور یہ اس کے علاوہ اور سند سے بھی منقول ہے۔ عبدالرحمن بن نوفل (فروہ کے بھائی) بھی اسے اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں سونے سے پہلے پڑھنے کو معمول بنانے کا ذکر ہے۔ حدیث شریف میں اس کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے۔

سند پر کلام: اس سند میں ابو اسحاقؒ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ شعبہ کی سند باب کے شروع میں عن ابی اسحاق، عن رجل، عن فروۃ ہے یہ فروہ صحابی نہیں لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔ اسرائیل وزہیر کی سندیں اس طرح ہیں۔ عن ابی اسحاق، عن فروۃ، عن ابیہ نوفل یہ سند اصح ہے کیونکہ زہیر اسرائیل کے متابع ہیں اور حضرت نوفل صحابی ہیں لہٰذا سند متصل ہے اور اس حدیث کو فروہ کے بھائی عبدالرحمن بھی اپنے ابا نوفل سے روایت کرتے ہیں پس عبدالرحمن نوفل کے متابع ہوئے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ وَهٰكَذَا رَوَى سُفْيَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ أَوِ ابْنِ صَفْوَانَ وَقَدْ رَوَى شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيثِ لَيْثٍ

ہشام بن یونس کوفی، محاربی، لیث، ابوزبیر، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک سورت الم سجدہ اور سورت ملک نہ پڑھ لیتے اس وقت تک نہ سوتے۔ ثوری اور کئی راوی اس حدیث کو اسی طرح ابوزبیر سے وہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ زہیر نے ابوزبیر سے پوچھا کہ کیا آپ یہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہے تو انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ صفوان یا ابن صفوان سے سنی ہے۔ شبابہ بھی مغیرہ سے وہ ابوزبیر سے اور وہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیث ہی کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں امام ترمذیؒ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک پڑھنے سے قبل نہیں سویا کرتے تھے۔ اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب التفسیر سورۃ ملک کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ أَبُو لُبَابَةَ هٰذَا اسْمُهُ مَرْوَانُ مَوْلَى عَبْدِ

صالح بن عبداللہ، حماد بن زید، ابولبابہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورت زمر اور سورت اسراء پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ (امام ترمذیؒ فرماتے ہیں) کہ مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ابولبابہ کا نام مروان ہے اور وہ عبدالرحمن بن زیاد کے غلام ہیں۔ انہوں

الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احادیث سنی ہیں ملاوہ ان سے حماد بن زید کا سماع ثابت نہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح بھی سورۃ زمر میں گزر چکی ہے۔اس کی سند میں اتصال ہے۔ابولبابہ مروان بصری ثقہ راوی ہے کہتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آزاد کردہ تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُولُ فِيهَا آيَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

علی بن حجر، بقیہ بن ولید، بحیر بن سعد، خالد بن معدان، عبدالرحمن بن ابی بلال، حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک نہ سوتے جب تک سبح، یسبح اور سبحان سے شروع ہونے والی سورتیں نہ پڑھ لیتے اور فرماتے کہ ان سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث میں مسبحات پڑھنے کا ذکر ہے۔مسبحات وہ سورتیں جن کے شروع میں سبحان یا سبح یسبح آتا ہے وہ سورتیں مندرجہ ذیل ہیں اسرائی، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن، اعلیٰ۔اس حدیث کی شرح ماقبل میں ابواب فضائل القرآن کے تحت ''باب ما جاء کیف کانت قراءۃ النبی ﷺ'' سے دوحدیث پہلے گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنْظَلَةَ قَالَ صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا أَنْ نَقُولَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا وَكَّلَ اللهُ بِهِ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهُبَّ مَتَى هَبَّ

محمود بن غیلان، ابواحمد زبیری، سفیان، جریری، ابوالعلاء بن شخیر، قبیلہ بنوحنظلہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سکھایا کرتے تھے۔(یعنی اے اللہ میں تجھ سے کام کی مضبوطی، ہدایت کی پختگی، تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق اور اچھی طرح عبادت کرنے کی توفیق کا طلبگار ہوں اے اللہ میں تجھ سے سچی زبان اور قلب سلیم مانگتا ہوں تو ہی غیب کی چیزوں کا جاننے والا ہے) حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں۔چنانچہ تکلیف دینے والی کوئی چیز اس کے بیدار ہونے تک اس کے قریب نہیں آتی۔اس

هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ

حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوعلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ مسلمان اپنی خوابگاہ پکڑے اور کتاب اللہ کی کوئی بھی سورت پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتے ہیں تو اس کے پاس کوئی ایسی چیز نزدیک نہیں ہوتی جو اس کو ستائے یہاں تک کہ اٹھ کھڑا ہو جب اٹھ کھڑا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجَلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ فَقُلْتُ لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِهِ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُولَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مِنْ تَحْمِيدٍ وَتَسْبِيحٍ وَتَكْبِيرٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ

ابوالخطاب زیاد بن یحیی بصری، ازہر سمان، ابن عون، ابن سیرین، عبیدۃ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے اپنے ہاتھوں میں چکی پیسنے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے آبلوں کی شکایت کی تو میں نے کہا اگر تم اپنے والد سے کوئی خادم نانگ لیتیں تو اچھا ہوتا (وہ گئیں اور غلام مانگا) آپ نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تم دونوں کیلئے خادم سے افضل ہے۔ تم سوتے وقت تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ اور چونتیس مرتبہ اللهُ أَكْبَرُ پڑھا کرو۔ اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

تشریح: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج میں مصروف رہنے کی وجہ سے تھک جاتیں اور پھر چکی بھی پیسنی پڑتی ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب غلام آئیں تو آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلام مانگ لیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں حاضر ہوئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تھے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مشغول تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئیں اور ان سے عرض کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائیں تو میری آمد کی اطلاع کر دینا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا کہ غلام تو فلاں بچوں کو دوں گا جن کے والد بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں

تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں جس کو تم دونوں کرو گے تو گھر کے کام کاج سے تھکو گے نہیں جب آپ خوابگاہ کی طرف جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔ ان تسبیحات کو تسبیحات فاطمی بھی کہا جاتا ہے۔ اب یہ تسبیحات خادم کے مقابلے میں کیسے بہتر ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی دو وجہیں ہیں۔

اول: ایک فائدہ یہ ہے کہ ان کو پڑھنے سے دن کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔ دوسرا یہ ہے کہ ان کی برکت کی وجہ سے اتنی طاقت آجائے گی کہ تم خادم سے کہیں زیادہ کام کر سکو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کو خود ہی گھریلو کام کرنے چاہئیں اس سے صحت بنتی ہے۔

ثانی: ان تسبیحات کا تعلق آخرت سے ہے جبکہ غلام وغیرہ کا تعلق تو دنیا کے ساتھ ہے۔ ظاہر ہے دنیا کے مقابلے میں آخرت ہی باقی رہنے والی ہے اور وہی بہتر ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آخرت کی بہتری کے لئے تسبیحات کا حکم دیا۔

وفی الحدیث قصۃ سے اسی طویل قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو مَجَلَ يَدَيْهَا فَأَمَرَهَا بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ

محمد بن یحییٰ، ازہر سمان، ابن عون، محمد، عبیدہ، حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں، اور اپنے ہاتھوں پر چھالے پڑ جانے کی شکایت کرنے لگیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنے کا حکم دیا۔

تشریح: **تَشْكُو:** حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی، **مَجَلَ:** (میم پر زبر اور جیم پر زبر اور سکون دونوں پڑھ سکتے ہیں) سخت کام کرنے کی وجہ سے ہاتھ پر آبلہ یعنی چھالا پڑ جائے، ہاتھ کھردرا اور سخت ہو جائے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ

احمد بن منیع، اسماعیل بن علیہ، عطاء بن سائب، سائب، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان انہیں اختیار کر لے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ دونوں آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور دس مرتبہ اللهُ أَكْبَرُ پڑھے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی انگلیوں پر گنا کرتے تھے پھر فرمایا کہ وہ زبان پر ڈیڑھ سو اور میزان پر ڈیڑھ ہزار ہیں۔ دوسری خصلت یہ بیان فرمائی کہ جب تم سونے کے

وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوا فَكَيْفَ لَا نُحْصِيهَا قَالَ يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ لَا يَفْعَلُ وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى الْأَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

لئے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو۔ پس یہ زبان پر تو ایک سو ہیں لیکن میزان پر ایک ہزار ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو دن رات میں ڈھائی ہزار برائیاں کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیسے ان کا خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا جب تم نماز میں ہوتے ہو تو شیطان تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے اور اکثر وہ کام نہیں کرتا۔ (جو شیطان نے نماز میں یاد دلایا تھا) پھر جب وہ سونے کے لئے بستر کی طرف جاتا ہے تو شیطان وہاں بھی آتا ہے۔ تو وہ اسے سلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اسے عطاء بن ابی سائب سے مختصر نقل کیا ہے اور اس باب میں حضرت زید بن ثابتؓ، انسؓ اور ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

محمد بن عبدالاعلیٰ صنعانی، عثام بن علی، اعمش، عطاء بن سائب، سائب، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُبْحَانَ اللّٰہِ انگلیوں پر گنتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث اعمش کی روایت سے حسن غریب ہے۔

تشریح: فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ: یہ شرط محذوف کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ان دونوں چیزوں پر محافظت کی گئی اور اس کے بدلے میں دن رات میں ڈھائی ہزار نیکیاں حاصل ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک نیکی کے بدلے برائیاں دور کی جاتی ہیں لقولہ تعالیٰ ”ان الحسنات یذهبن السيئات“ اس کے بعد ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ”فايكم ياتي بأكثر من هذا من السيئات في يومه والليلة حتى لا يصير معفوا فما لكم لا تأتون بهما ولا تحصونهما“ یعنی تم میں سے کون ایسا ہے جو دن رات میں ان نیکیوں سے زیادہ برائیاں کرتا اور جتنی بھی برائیاں کرتا ہو وہ ان نیکیوں کی وجہ سے معاف نہ ہو جاتی ہوں پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان دونوں چیزوں کے ساتھ آؤ اور ان دونوں کی محافظت نہ کرو۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۸۵)

سوال: اس سوال کے جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ”وکیف لانحصیها“ کہہ دیا اب سوال یہ ہے کہ یہ جواب کس بات

کا ہے اس سے ماقبل والے کلام کا جواب نہیں بن سکتا۔

جواب: یہ سوال محذوف عبارت کا جواب ہے جس میں استفہام انکاری ہے وہ محذوف عبارت اس طرح ہے "فما لکم لاتاتون بھما ولاتحصونھما" کہ تم کو کیا ہو گیا کہ اتنا کم اعمال اور زیادہ ثواب والا عمل کیوں نہیں کرتے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ آسان ہے ہم اس کی حفاظت کیونکر نہ کرینگے۔ اس سے مانع کیا ہے تو اسکے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نماز میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے، نمازی جب شیطانی وساوس سے متاثر ہوئے بغیر نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو پھر شیطان وساوس کے ذریعہ نمازی کو غافل بنانے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ غفلت کا شکار ہو جاتا ہے نتیجۃً سوتے وقت یہ کلمات نہیں پڑھ سکتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الْأَحْمَسِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَكَمِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ فَرَفَعَهُ

محمد بن اسماعیل بن سمرۃ احمسی کوفی اسباط بن محمد، عمرو بن قیس ملائی، حکم بن عتیبہ، عبدالرحمن بن ابی لیلی، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اگر نماز کے بعد پڑھی جائیں تو ان کا پڑھنے والا محروم نہیں ہوتا۔ یعنی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھے۔ یہ حدیث حسن ہے اور عمرو بن قیس ملائی ثقہ اور حافظ ہیں۔ شعبہ یہ حدیث حکم سے نقل کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے جبکہ منصور بن معتمر اسے حکم سے مرفوع نقل کرتے ہیں۔

تشریح: معقبات سے مراد نماز کے بعد باری باری پڑھی جانے والی تسبیحات ہیں جن کا پڑھنے والا محروم نہیں رہتا۔ لہ معقبات: سورۃ رعد میں بھی گزرا ہے اس سے مراد محافظ فرشتے ہیں جن کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں جبکہ یہاں معقبات سے تسبیحات مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي - جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ، ولید بن مسلم، اوزاعی، عمیر بن ہانی، جنادۃ بن ابی امیہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعا پڑھے (یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تمام

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ سَجْدَةٍ وَيُسَبِّحُ مِائَةَ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ

تعریفیں اسی کیلئے ہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ پاک ہے تعریفیں اسی کیلئے ہیں۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بہت بڑا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے) پھر کہے کہ یا اللہ مجھے بخش دے یا فرمایا کہ کوئی دعا بھی کرے تو قبول ہوتی ہے۔ اور اگر ہمت کر کے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز قبول ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

عمیر بن ہانی ہم سے روایت کی علی بن حجر نے انہوں نے مسلمہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ مسلمہ کہتے ہیں کہ عمیر بن ہانی روزانہ ایک ہزار سجدے کرتے اور ایک لاکھ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ پڑھتے تھے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُعْطِيهِ وَضُوءَهُ فَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسحاق بن منصور، نضر بن شمیل و وہب بن جریر و ابو عامر عقدی و عبدالصمد بن عبدالوارث، ہشام دستوائی، یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ، حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس سویا کرتا تھا اور آپ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا۔ پھر بہت دیر تک سنتا رہتا کہ آپ اللہ علیہ وسلم سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور بہت دیر تک میں سنتا رہتا کہ آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید ہمدانی، ان کے والد، عبدالملک بن عمیر، ربعی، حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ الخ (یعنی اے اللہ میں تیرے

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نام سے مرتا ہوں اور تیرے نام سے جیتا ہوں) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدا ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (یعنی تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلٰوةِ

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انصاری، معن، مالک بن انس، ابوزبیر، طاؤس یمانی، حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے (یعنی اے اللہ تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا قائم کرنے والا ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تو ہی آسمان زمین اور ان میں موجود چیزوں کا رب ہے۔ تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات حق ہے، اے اللہ میں تیرے ہی لئے اسلام لایا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع کیا، تیرے ہی لئے لڑا اور تجھے ہی حاکم تسلیم کیا تو میری بخشش فرما دے، میرے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے، میرے ظاہری اور پوشیدہ تمام گناہ معاف فرما دے، تو ہی میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے البتہ کچھ الفاظ کے معانی دیکھ لیں۔ **القیام:** وہ ذات جو ہمیشہ رہنے والی ہو اور اپنے علاوہ ہر چیز کی نگران و محافظ ہو۔ **أناب انابة:** بار بار لوٹنا، تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ **خاصمه:** مخاصمۃ کسی سے جھگڑا کرنا۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْلَةً حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِي وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي وَتَعْصِمُنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ اللّٰهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَيَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْعَطَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِي وَضَعُفَ عَمَلِي افْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُورِ وَيَا شَافِيَ الصُّدُورِ كَمَا تُجِيرُ بَيْنَ الْبُحُورِ أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُورِ اللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ وَأَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِينَ اللّٰهُمَّ ذَا

عبداللہ بن عبدالرحمن، محمد بن عمران بن ابی لیلی، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز تہجد سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ (اے اللہ میں تجھ سے ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے، میرے کام کو جامع بنادے، اس کی برکت سے میری پریشانی کو دور کردے، میرے غیبی کاموں کو اس سے سنوار دے، میرے موجودہ درجات کو بلند کردے، مجھے اس سے سیدھی راہ سکھا، میری الفت لوٹا دے اور مجھے ہر برائی سے بچا، اے اللہ مجھے ایسا ایمان ویقین عطا فرما جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا فرما کہ اس سے میں دنیا آخرت میں تیری کرامت کے شرف کو پہنچوں۔ اے اللہ میں تجھ سے عطاء میں کامیابی، شہداء کے مرتبے، نیک لوگوں کی زندگی اور دشمنوں پر تیری مدد کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے سامنے اپنی حاجت پیش کر رہا ہوں اگرچہ میری عقل کم اور میرا عمل ضعیف ہے۔ میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے امور کو درست کرنے والے، اے سینوں کو شفاء عطا کرنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے دوزخ کے عذاب سے اسی طرح بچا جس طرح تو سمندروں کو آپس میں ملنے سے بچاتا ہے اور ہلاک کرنے والی دعا سے قبر کے فتنے سے بھی اسی طرح بچا۔ اے اللہ جو بھلائی میری عقل میں نہ آئے میری نیت اور سوال بھی اس تک نہ پہنچا ہو لیکن تو نے اس کا اپنی کسی مخلوق سے وعدہ کیا ہو یا اپنے کسی بندے کو دینے والا ہو تو میں بھی تجھ سے اس بھلائی کو طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کے وسیلے سے مانگتا ہوں اے تمام جہانوں کے پروردگار،

الْحَبْلِ الشَّدِيدِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ الرُّكَّعِ السُّجُودِ الْمُوفِينَ بِالْعُهُودِ إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ وَإِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ سِلْمًا لِأَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِأَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اللَّهُمَّ هَذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ وَهَذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي وَنُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُورًا مِنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ يَمِينِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا مِنْ فَوْقِي وَنُورًا مِنْ تَحْتِي وَنُورًا فِي سَمْعِي وَنُورًا فِي بَصَرِي وَنُورًا فِي شَعْرِي وَنُورًا فِي بَشَرِي وَنُورًا فِي لَحْمِي وَنُورًا فِي دَمِي وَنُورًا فِي عِظَامِي اللَّهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا وَأَعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطُولِهِ

اے اللہ اے سخت قوت والے اور اے اچھے کام والے میں تجھ سے قیامت کے دن کے چین اور ہمیشگی کے دن مقربین کے ساتھ جنت کا سوال کرتا ہوں۔ جو گواہی دینے والے، رکوع وسجود کرنے والے اور وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو بڑا مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت یافتہ ہدایت دینے والے بنا، گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے والے نہ بنا تو ہمیں اپنے دوستوں سے صلح کرنے والا اور دشمنوں کا دشمن بنا۔ ہم تیری محبت کے سبب ان سے محبت کریں جو تجھ سے محبت کریں اور تیری مخالفت کرنے والے سے دشمنی کریں کہ وہ تیرے دشمن ہیں۔ اے اللہ یہ دعا ہے اب قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہ کوشش ہے بھروسہ تو تجھ ہی پر ہے۔ یا اللہ میرے دل میں، میری قبر میں، میرے سامنے، میرے پیچھے، میرے دائیں بائیں۔ میرے اوپر نیچے، میرے کانوں میری آنکھوں، میرے بالوں میں، میرے بدن میں، میرے گوشت میں، میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں میرے لئے نور ڈال دے۔ اے اللہ میرا نور بڑھا دے، مجھے نور عطا فرما اور میرے لئے نور بنا دے، وہ ذات پاک ہے جس نے عزت کی چادر اوڑھی اور اسے اپنی ذات سے مخصوص کر دیا، پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور مکرم ہوا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی تسبیح کے لائق نہیں۔ پاک ہے وہ فضل اور نعمتوں والا، پاک ہے وہ بزرگی اور کرم والا اور پاک ہے وہ جلال اور بزرگی والا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن ابی لیلی کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ شعبہ اور سفیان ثوری اسے سلمہ بن کہیل سے وہ کریب سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کا بعض حصہ نقل کرتے ہیں۔ لیکن پوری روایت نقل نہیں کرتے۔

تشریح: اس حدیث میں رات کو اٹھتے وقت کا دوسرا ذکر بیان کر رہے ہیں جو ترجمہ سے واضح ہے۔ یہاں پر چند لغات دیکھ لیں۔
وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي: تا پر زبر اور لام پر پیش اس رحمت کے ذریعے میری پراگندگی دور فرمائیں۔ باب نصر سے ہو تو اچھی طرح اکٹھا کرنا، خوب جمع کرنا۔ **الشعث:** پراگندگی، بکھرے ہوئے اجزا۔ **وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي:** سنوار دے میری غائب چیز کو، اس سے باطن مراد ہے کہ اے اللہ میرے باطن کو کامل ایمان اور اخلاق حسنہ سے سنوار دے۔ **شَاهِدِي:** اور میرے حاضر کو، مطلب میرے ظاہر کو اعمال صالحہ سے بلند مرتبہ کر دے۔ **وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي:** اور میرے عمل کو پاک صاف کر دے۔ **وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي:** میرے دل میں میری ہدایت ڈال دے۔ **وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي:** تو اس رحمت سے میری مانوس چیزوں کو لوٹا دے تاکہ میں صرف انہی چیزوں سے الفت کروں جس میں تیری رضا ہو۔ **وَتَعْصِمُنِي بِهَا:** اور میری حفاظت فرما ہر برائی سے۔ **قَصُرَ رَأْيِي:** میری رائے کوتاہ رہی ہو۔ **كَمَا تُجِيرُ:** جس طرح آپ جدائی کرتے ہیں۔ **دَعْوَةِ الثُّبُورِ:** موت کی دعا

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

یحیی بن موسیٰ، عمر بن یونس، عکرمہ بن عمار، یحیی بن ابی کثیر، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز پڑھنی شروع کرتے تو کیا پڑھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے تھے (یعنی اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے تو اپنے بندوں کے درمیان ان کے اختلاف کا فیصلہ کرے گا جن کے متعلق ان میں اختلاف تھا۔ مجھے اپنے حکم سے وہ راستہ بتا دے جس میں حق سے اختلاف کیا گیا ہے۔ بیشک تو ہی صراط مستقیم پر ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں دعا کا بھی ایک ادب بیان کیا گیا ہے کہ دعا تعریف کا موقع ہوتا ہے اور تعریف کے مواقع میں چھوٹی چھوٹی اشیاء کا تذکرہ نہیں کیا جاتا بلکہ یہ کہا جائے گا اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! یہ نہیں کہا جائے گا کہ چھوٹی چھوٹی اشیاء کو پیدا کرنے والے لہٰذا دعا کے شروع میں بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا جائے گا۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ

محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب، یوسف بن ماجشون، عبدالرحمن اعرج، عبیداللہ بن ابی رافع، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے (یعنی میں نے اپنے چہرے کو اسی کی طرف متوجہ کرلیا۔ جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں ماننے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو میرا رب ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے پس تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے۔ اس لئے کہ گناہوں کا بخشنے والا صرف تو ہی ہوسکتا ہے۔ مجھ سے گناہوں کو دور کردے اور گناہوں کو صرف تو ہی دور کرسکتا ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے تو فرماتے (اے اللہ میں نے، تیرے ہی لئے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے (اے اللہ، اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریف ہے آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان میں ہے کہ بھراؤ کے برابر اور جتنی تو چاہے) پھر آپ جب سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے (یا اللہ میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کیلئے سجدہ کیا جس نے اسے

وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے۔ پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے۔ پھر آپ التحیات کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور ظاہری و باطنی گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی مقدم ہے اور تو ہی مؤخر ہے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نماز کے اندر کے پانچ مقامات پر دعا کا ذکر آیا ہے۔ دعائے استفتاح، دعائے رکوع، دعائے قومہ، دعائے سجدہ، دعائے قعدہ، ان تمام دعاؤں کا مفہوم اس حدیث میں آ گیا جو کہ ترجمہ سے واضح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَيُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ حَدَّثَنِي عَمِّي وَقَالَ يُوسُفُ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ

حسن بن علی خلال، ابو ولید طیالسی، عبدالعزیز بن ابی سلمہ، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے وجهت وجهي الخ (میں نے اپنے چہرے کو اسی کی طرف متوجہ کر لیا جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے۔ میں کسی کجی کی طرف (مائل) نہیں ہوں اور نہ ہی میں مشرکین میں سے ہوں۔ بیشک میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے مسلمان ہوں، اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے اس لئے کہ گناہوں کا معاف کرنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھے بہترین اخلاق عطا فرما تیرے علاوہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ مجھ سے میری برائیاں دور کر دے کیونکہ یہ بھی صرف تو ہی کر سکتا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لایا، تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) پھر آپ جب رکوع کرتے تو کہتے

لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَقُولُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرے تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے (اے اللہ اے ہمارے رب تیرے لئے تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کے برابر اور مزید جتنی تو چاہے)۔ پھر آپ سجدہ کرتے تو کہتے (اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے، پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے، پھر آخر میں التحیات کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور ظاہر و پوشیدہ گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی مقدم اور مؤخر ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: **لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ:** میں بار بار آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور بار بار آپ کی عبادت کو سعادت سمجھتا ہوں۔

وَمَا أَسْرَفْتُ: اور میں جو کچھ حد سے بڑھا مذکورہ دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں مانگتے تھے فرائض میں یہ دعائیں نہیں مانگتے تھے

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ: اور شر کو تیری طرف منسوب نہیں کیا جاتا حالانکہ خیر و شر کا پیدا کرنے والا وہی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ شر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا یا شر اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں پہنچتا بلکہ اعمال صالحہ اللہ تک پہنچتے ہیں۔ نیز شر کو اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت عملی کی وجہ سے پیدا کیا ہے اور یہ اللہ کے اعتبار سے شر نہیں بلکہ مخلوق کے اعتبار سے شر ہے اسی لئے معتزلہ نے کہا کہ شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا درست نہیں لیکن شرح عقائد میں ہم نے پڑھا تھا کہ کاسب شر، شر ہے خالق شر، شر نہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ

حسن بن علی خلال، سلیمان بن داؤد ہاشمی، عبدالرحمن بن ابی الزناد، موسیٰ بن عقبہ، عبداللہ بن فضل، عبدالرحمن اعرج، عبیداللہ بن ابی رافع، حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے قرأت کے اختتام پر رکوع

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى
الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ
وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا قَضٰى قِرَائَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ
يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهَا إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا
يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْئٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا
قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ
وَيَقُولُ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ
أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبِّي
وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي
فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي
لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا
يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا
إِلَيْكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَأُ فَإِذَا
رَكَعَ كَانَ كَلَامُهُ فِي رُكُوعِهِ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ
لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ
رَبِّي خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ
سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يُتْبِعُهَا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا
لَكَ الْحَمْدُ مِلْئَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْئَ مَا
شِئْتَ مِنْ شَيْئٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ فِي سُجُودِهِ

میں جاتے وقت بھی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اٹھاتے لیکن آپ تشہد اور سجدوں کے دوران ہاتھ نہ اٹھاتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے) پھر دو رکعتیں پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو بھی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کے بعد یہ کلمات کہتے (میں نے اپنے چہرے کو اسی کی طرف سے متوجہ کرلیا جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے۔ میں کسی کجی کی طرف (مائل نہیں ہوں اور نہ ہی میں مشرکین میں سے ہوں۔ بیشک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا۔ اور میں ماننے والوں میں سے پہلے ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے اس لئے کہ گناہوں کا بخشنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھ سے برائیاں دور کر دے کیونکہ برائیاں تو ہی دور کر سکتا ہے۔ اے اللہ میں حاضر ہوں اور تیری ہی اطاعت کرتا ہوں۔ تیرے عذاب سے صرف تو ہی پناہ دے سکتا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ پھر آپ قرأت کرتے اور رکوع میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میں نے تیرے لئے رکوع کیا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرا تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے (اے اللہ، اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریفیں ہیں۔ آسمانوں وزمین اور جو کچھ ان میں ہے، کے برابر اور مزید جتنا تو چاہے) پھر سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا،

اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبَعْضِ أَصْحَابِنَا و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُولُ هٰذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُولُهُ فِي الْمَكْتُوبَةِ سَمِعْت أَبَا إِسْمٰعِيلَ يَعْنِي التِّرْمِذِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے۔ پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے) پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور میرے ظاہر اور پوشیدہ گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم اور مؤخر ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے بعض اصحاب اور امام شافعی رحمہ اللہ کا اسی پر عمل ہے۔ اہل کوفہ میں سے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دعائیں نوافل میں پڑھی جائیں فرائض میں نہیں۔ میں نے ابواسمٰعیل ترمذی سے سنا وہ سلیمان بن داؤد ہاشمی کا قول نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک زہری کی سالم سے ان کے والد کے حوالے سے منقول حدیث کے مثل ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ہے کہ فرائض میں صرف متعین اذکار پڑھنے چاہئیں کیونکہ وہ باقاعدہ اللہ کے دربار میں حاضری ہے جبکہ نوافل میں طویل اذکار کی گنجائش ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ دعا توجیہ انی وجھت الخ تو سب نمازوں میں پڑھنی چاہیے ہاں البتہ دیگر طویل اذکار میں آپ جماعت اور غیر جماعت کا فرق کرتے تھے اور دعائے توجیہ کے استحباب کی دلیل یہی حدیث الباب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ

قتیبہ، محمد بن یزید بن خنیس، حسن بن محمد بن عبیداللہ بن ابی یزید، ابن جریج، عبیداللہ بن ابی یزید، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی میرے ساتھ سجدہ کیا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا (اے اللہ

الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي وَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

میرے لئے اس کا اجر لکھ دے اور اس کے سبب مجھ سے میرا بوجھ اتار دے اور اسے میرے لئے اپنے ہاں ذخیرہ بنا اور اسے مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا) ابن جریج عبیداللہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو میں نے آپ کو وہی دعا پڑھتے ہوئے سنا جو اس شخص نے درخت کے متعلق بیان کی تھی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، عبدالوہاب ثقفی، خالد حذاء، ابوالعالیہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سجدہ تلاوت کرتے تو یہ دعا پڑھتے (میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت وطاقت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس باب میں ان دعاؤں اور اذکار کا بیان ہے جو قرآن میں سجدہ کی آیات میں ہے جن کو سجدہ تلاوت کے دوران پڑھا جاتا ہے۔

ضع عندی: مجھ سے دور کر دے، ختم کر دے۔ **وزرًا:** بوجھ، وبال، عذاب۔ **ذخرًا:** ذال پر پیش اور خا ساکن ذخیرہ۔

شق سمعه و بصره: اللہ نے اس کے آنکھ و کان بنائے۔

اس حدیث میں درخت کے سجدہ اور تسبیح کا بھی ذکر ہے کہ درخت سجدہ میں یہ تسبیح پڑھ رہا تھا ''اللھم اکتب لی بھا عندك اجرًا''

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ: ابن جریج کا قول ہے کہ تمہارے دادا عبیداللہ بن ابی یزید فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے یوں فرمایا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سجدہ تلاوت میں یہ تسبیح پڑھتے تھے ''سجد وجھی للذی۔۔۔ الخ۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ

سعید بن یحییٰ بن سعید اموی، ابن جریج، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ يُقَالُ لَهُ كُفِيتَ وَوُقِيتَ وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات کہے (اللہ کے نام سے میں نے اس پر بھروسہ کیا، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے پس اس سے کہا جاتا ہے تو کفایت کیا گیا اور بچایا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: **كُفِيتَ**: ابوداود کی حدیث میں کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ اس طرح مذکور ہے **هُدِيتَ وَكُفِيتَ**: یعنی تو سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتا ہے اللہ کے بابرکت نام کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتے ہیں اور اس کی راہنمائی کرتے ہیں اور اس کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں **وَكُفِيتَ** کہ تو کفایت کیا گیا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں ''ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ'' اور اسی طرح جو شخص ''لاحول ولا قوۃ'' کہے تو اللہ اس کو شیطان کے شر سے محفوظ کرتے ہیں اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے اور اسکا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۱۴) نیز ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جو شخص نماز کے لئے اپنے گھر سے نکلے اور مذکورہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بذات خود متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ **وَوُقِيتَ** اور تو بچایا گیا مطلب یہ ہے کہ تیری گھر میں عدم موجودگی میں تیرے پیچھے اللہ تعالیٰ تیرے کام بنائیں گے اور گھر سے باہر اللہ تیری حفاظت کریں گے۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، وکیع، سفیان، منصور، عامر شعبی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے (اللہ کے نام سے نکلتا ہوں، میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں یا ہم بھٹک جائیں یا ہم کسی پر یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم نادانی کریں یا ہم پر نادانی کی جائے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: **نَزِلَّ**: نون پر زبر اور پیش دونوں پڑھ سکتے ہیں، پھسل جانا۔ **أَوْ نَضِلَّ**: گمراہ ہو جائیں۔ **أَوْ نَظْلِمَ**: یا ہم ظلم کریں۔ **أَوْ نُظْلَمَ**: یا ہم پر ظلم کیا جائے۔ **أَوْ نَجْهَلَ**: یا ہم نادانی کریں۔ **أَوْ يُجْهَلَ**: یا ہم پر نادانی کی جائے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ السُّوْقَ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِي أَخِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ هٰذَا الْحَدِيثَ نَحْوَهُ

احمد بن منیع، یزید بن ہارون، ازہر بن سنان، محمد بن واسع، سالم بن عبداللہ بن عمر بواسطہ والد اپنے دادا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اور تمام تعریفیں صرف اسی کیلئے ہیں، وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا، خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار، ہزار (یعنی دس لاکھ) نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے ہزار، ہزار (یعنی دس لاکھ) برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے ہزار ہزار درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو (آل زبیر کے خزانچی) عمرو بن دینار نے سالم بن عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِي السُّوقِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ دونوں عمرو بن دینار سے وہ سالم سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ اپنے والد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بازار میں جائے اور یہ دعا پڑھے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اور تمام تعریفیں صرف اسی کیلئے ہیں، وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا، خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اللہ اس کیلئے ہزار ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے، ہزار ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے اور اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

تشریح: چونکہ بازار لہولعب جھوٹ اور دھوکہ بازی کی جگہ ہے اور وہاں شیاطین کی کثرت بھی ہوتی ہے اس لئے ایسی جگہ میں خدا کو یاد

کرنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ بازار میں دعاء اس لئے ہے کہ بازار اللہ کی یاد سے غفلت اور تجارت میں مشغول ہونے کی جگہ ہے جو شخص بازار میں اللہ کو یاد کرتا ہے وہ شیطان کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور اس کو شکست دیتا ہے اور ثواب کو پالیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر لمحہ اپنے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے نیز بعض لوگ بازار کے اندر تجارت میں مشغولیت کی وجہ سے اللہ کی یاد سے غافل ہوجانے کی وجہ سے اللہ کی رحمت حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں جبکہ بعض لوگ بازار میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کی رحمت حاصل کر لیتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الْعَبْدُ إِذَا مَرِضَ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ قَالَ يَقُولُ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ اور جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں اکیلا ہوں۔ اور جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہی اور تعریف میرے لئے ہے۔ جب بندہ کہتا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف میری ہی طرف سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بیماری میں یہ کلمات پڑھے اور پھر مرجائے تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے ابواسحاق سے وہ ایک اعرابی مسلم سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے ہم معنی غیر مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں۔ محمد بن بشار نے یہ

بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا

حدیث محمد بن جعفر سے اور انہوں نے شعبہ سے نقل کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ہے کہ جو شخص بیماری کی حالت میں مذکورہ دعا پڑھے اور پھر وہ شخص اس بیماری میں مرجائے تو جہنم کی آگ اس کو نہیں کھائے گی۔ اشھد امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ شہادت بھی حدیث کو روایت کرنے کے الفاظ میں سے ایک لفظ ہے جس سے سماع اور اس میں مزید پختگی مراد ہوتی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ مَايَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلَى

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا إِلَّا عُوفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَفَرَّدَ بِأَحَادِيثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَتَعَوَّذَ مِنْهُ يَقُولُ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ

محمد بن عبداللہ بن بزیع، عبدالوارث بن سعید، عمرو بن دینار، مولی آل زبیر، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابن عمر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مصیبت وآزمائش میں مبتلا دیکھ کر یہ کلمات کہے (تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت دی) تو وہ شخص جب تک زندہ رہے گا اس مصیبت میں کبھی بھی مبتلا نہیں ہوگا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن دینار سے بھی روایت ہے۔ آل زبیر کے خزانچی بصری شیخ ہیں۔ وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں اور وہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکثر ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جن میں وہ منفرد ہیں۔ ابو جعفر محمد بن علی کہتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو سخت مصیبت یا بدنی تکلیف میں دیکھے تو دل میں اس مصیبت سے پناہ مانگے مصیبت والے کے سامنے نہ مانگے۔

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ

ابو جعفر سمنانی، مطرف بن عبداللہ مدینی، عبداللہ بن عمر عمری، سہیل بن ابی صالح، ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھے (تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی اکثر مخلوق پر

مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فضیلت دی، تونہیں پہنچے گی اسکو وہ مصیبت) تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: رَأَى مُبْتَلًى: ''ای فی امر بدنی'' اس سے مراد جسمانی بیماری برص کا ہونا پریشانیاں یا اندھاپن کا ہونا یا مفلوج ہونا یا مقروض ہونا وغیرہ۔ یہ مذکورہ دعا پڑھنے سے ان جیسی بیماریوں سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل ہوگی نیز یہ دعا آہستہ کہنی چاہیے تاکہ مصیبت زدہ نہ سنے ورنہ اسے رنج ہوگا البتہ فاسق و فاجر کو سنا کر یہ دعا پڑھ سکتے ہیں تاکہ فاسق کو عبرت ہو اور وہ اپنے فسق سے توبہ کرلے لیکن اس میں شرط ہے کہ مذکورہ دعا پڑھنے والے کے دل میں صاحب بلاء کی تحقیر نہ ہو۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ

حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

ابوعبیدۃ بن ابی سفر کوفی احمد بن عبداللہ ہمدانی، حجاج بن محمد، ابن جریج، موسیٰ بن عقبہ، سہیل بن ابی صالح، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں اور پھر اٹھنے سے پہلے یہ کلمات (تیری ذات پاک ہے، اے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں) پڑھ لے تو اس نے جو لغو باتیں اس مجلس میں کہی ہوتی ہیں وہ معاف کردی جاتی ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو سہیل کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ يُعَدُّ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقُومَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ

نصر بن عبدالرحمن کوفی، محاربی، مالک بن مغول، محمد بن سوقہ، نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مجلس سے اٹھتے وقت سو مرتبہ دعا پڑھتے تھے۔ (اے رب میری مغفرت فرما تو ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا

التَّوَّابُ الْغَفُورُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: قوله لغطه: لام اور غین دونوں کے فتحہ کے ساتھ یعنی ایسا کلام جو گناہ کا سبب ہو ابن الملکؒ نے کہا کہ اس سے مراد ایسے لغو الفاظ ہیں جن کا معنی سمجھ میں نہ آئے بعض نے کہا کہ اس سے مہمل کلام مراد ہے الحاصل جس مجلس میں اس دعا کو پڑھا جائے تو اس مجلس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

محمد بن بشار، معاذ بن ہشام، ہشام، قتادہ، ابوالعالیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار اور حکیم ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عزت والے عرش کا رب ہے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ابن عدی سے وہ قتادہ سے وہ ابوعالیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں، اس باب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: عِنْدَ الْكَرْبِ: اس سے مراد غم ہے جو نفس کو لاحق ہوتا ہے بعض نے کہا کہ کرب شدید غم کو کہتے ہیں۔

الْعَظِيمُ: ایسی ذات جس کیلئے ذاتی اور صفاتی طور پر سوال کو پورا کرنا معمولی نوعیت کا ہو، یا وہ ذات جو کسی کے مانگنے وجہ سے غصہ میں نہیں آتی۔

الْحَلِيمُ: وہ ذات جو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتی بلکہ کوتاہی کرنیوالے سے تکلیف کو بھی ہٹا دیتی ہے اپنی رحمت کی وجہ سے۔

الْحَكِيمُ: وہ ذات جس کا کوئی کام بھی حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ: بڑی سے بڑی مصیبت عرش عظیم کے مالک رب عظیم ہی دور کر سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيُّ الْمَدِينِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسلمہ یحیی بن مغیرہ مخزومی مدینی، ابن ابی فدیک، ابراہیم بن مجّل، مقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی وجہ سے سخت فکر میں مبتلا ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہتے سُبْحَانَ

كَانَ إِذَا أَهَمَّهُ الْأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ يَاحَيُّ يَا قَيُّومُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اللهِ الْعَظِيمِ اور جب دعا میں زیادہ کوشش فرماتے تو کہتے یَاحَيُّ یَا قَیُّومُ۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: یَا حَيُّ یَا قَیُّومُ: یہ الفاظ آپ سجدہ میں بار بار کہتے بعض حضرات نے کہا کہ یہ دونوں اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔ اور یہ قرآن میں تین مرتبہ ذکر ہوئے ہیں جبکہ بعض اسماء قرآن میں صرف ایک مرتبہ ہی مذکور ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْأَشَجِّ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ وَيَقُولُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ خَوْلَةَ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ

قتیبہ، لیث، یزید بن ابی حبیب، حارث بن یعقوب، یعقوب بن عبداللہ بن اشج، بسر بن سعید، سعد بن ابی وقاص، حضرت خولہ بنت حکیم سلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص (سفر میں) کسی جگہ اترے تو یہ کلمات (میں مخلوق کے شر سے اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں) پڑھ لے تو اسے وہاں سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یعقوب اشج سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث ابن عجلان نے بھی یعقوب بن عبداللہ بن اشج کے حوالے سے منقول ہے وہ اسے سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ خولہ سے روایت کرتے ہیں۔ لیث کی حدیث ابن عجلان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ: ''ای الکاملات'' یعنی ایسے کامل کاملات جن میں نقص وعیب داخل نہ ہو بعض نے کہا اس سے مراد ایسے کلمات ہیں جو نافع بھی ہوں اور شافع بھی۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد قرآن ہے امام نوویؒ نے فرمایا اور اظہر بھی یہی ہے کہ اس سے مراد اللہ کے اسماء وصفات ہیں۔ یا پھر اللہ کی کتب ہیں جو قدیم ہیں ان میں کوئی نقص نہیں ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد اللہ کا کلام نفسی ہے اللہ کا علم ہے یا اللہ کے فیصلے ہیں۔

حَتَّى يَرْتَحِلَ: ''ای ینتقل من منزله ذلك'' اس میں رد ہے اہل جاہلیت کے فعل پر جب وہ سفر کے دوران کسی وادی میں اترتے تو کہتے تھے کہ ہم اس وادی کے سردار سے پناہ چاہتے ہیں اس سے وہ بڑا جن مراد لیتے تھے کما فی قوله تعالی

''وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا'' جب کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی نفع، نقصان موت وحیات ونشور کا مالک نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ وَمَدَّ شُعْبَةُ إِصْبَعَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ

محمد بن عمر بن علی بن مقدمی، ابن ابی عدی، شعبہ، عبداللہ بن بشر، خثعمی، ابوزرعہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کے لئے اپنی سواری پر سوار ہوتے تو اپنی انگلی سے (آسمان کی طرف) اشارہ فرماتے (اے اللہ تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا خلیفہ ہے۔ اے اللہ تو اپنی خیر خواہی سے (سفر کے دوران) ہمارے ساتھ ہو جا۔ اور ہمیں اپنے حفظ وامان سے واپس لوٹا دینا۔ اے اللہ زمین کی (مسافت) کو ہمارے لئے چھوٹا کر دے اور سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ میں تجھ سے سفر کی مشقت اور غمگین اور نامراد لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں۔) سوید بن نضر بھی عبداللہ بن مبارک سے اور وہ شعبہ سے اسی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو شعبہ کے طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے ہیں۔

تشریح: حدیث کی چند لغات ملاحظہ ہوں: اصْحَبْنَا باب سمع سے صیغہ مراد صَحِبَ تو ہمارا ساتھی ہو جا، ساتھ ساتھ ہونا، ساتھ ساتھ رہنا۔ قلب يقلب: پلٹنا حالت بدلنا۔ ازو، زوی یزوی: زمین کو جمع کرنا۔ وَعْثَاءِ السَّفَرِ: راستہ کا دشوار گزار ہونا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي

احمد بن عبدۃ ضبی، حماد بن زید، عاصم احول، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا خلیفہ ہے۔ اے اللہ! سفر میں ہمارا رفیق اور ہمارے گھر والوں کی نگہبانی فرما۔ یا اللہ میں تجھ

أَهْلِنَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ أَيْضًا وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ أَوِ الْكَوْرِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ يُقَالُ إِنَّمَا هُوَ الرُّجُوعُ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَى الْكُفْرِ أَوْ مِنَ الطَّاعَةِ إِلَى الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا يَعْنِي الرُّجُوعَ مِنْ شَيْئٍ إِلَى شَيْئٍ مِنَ الشَّرِّ

سے سفر کی مشقت اور پریشان یا نامراد لوٹنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور ایمان سے کفر کی طرف لوٹنے یا اطاعت سے نافرمانی کی طرف لوٹنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر مظلوم کی بددعا اور اہل و مال میں کوئی برائی دیکھنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور الحور بعد الکون کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ دونوں کے معنی ٹھیک ہیں کہا جاتا ہے ایمان سے کفر کی طرف یا طاعت سے معصیت کی طرف لوٹنا یعنی ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف لوٹنا (شر کی طرف)

تشریح: وَعْثَاءِ السَّفَرِ: اس سے مراد سفر کی مشقت ہے یعنی ایسا سفر جو اللہ کے ذکر سے مشغول کر دینے والا ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ''السفر قطعة من العذاب ای نوع من عذاب النار''۔

وسُوءِ الْمُنْقَلَبِ: اس سے مراد سفر کی تھکاوٹ ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ سفر دنیا سے آخرت کے سفر کی طرف رجوع سے ''کمافی قوله تعالیٰ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون''۔

وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ: کور کہتے ہیں عمامہ کے پیچ کو اور ان پیچوں کا کھل جانا یعنی زیادتی کے بعد نقصان سے یا اجتماعیت سے انفرادیت کی طرف، یا فساد امور سے اصلاح امور کی طرف۔

وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ: مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے امام طیبیؒ فرماتے ہیں چونکہ سفر میں مصائب و مشکلات زیادہ آتی ہیں اس لئے مظلوم کی دعا کو سفر کے ساتھ خاص کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ

محمود بن غیلان، ابوداود، شعبہ، ابواسحاق، ربیع بن براء بن عازب، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے لوٹتے۔ تو یہ دعا پڑھتے (ہم سفر سے سلامتی کے ساتھ لوٹنے والے، توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ثوری یہی حدیث ابواسحاق سے اور براء سے نقل کرتے ہوئے ربیع بن براء کا ذکر نہیں کرتے۔ شعبہ کی روایت زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں

الرَّبِيعِ بْنِ الْبَرَاءِ وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَصَحُّ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح آگے احادیث کے ذیل میں بھی آئے گی۔ یہاں اس حدیث کی سند پر بحث ملاحظہ کریں۔ امام ابواسحاق سبیعیؒ، امام شعبہؒ، امام ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں شعبہ سند میں حضرت براءؓ کے صاحبزادے ربیع کا واسطہ بڑھاتے ہیں بلکہ امام ثوریؒ ربیع کا واسطہ نہیں بڑھاتے۔ چونکہ شعبہ کی سند میں ایک واسطہ بڑھ گیا اس لئے وہ سند نازل کی گئی۔

بَابُ مِنْهُ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

علی بن حجر، اسماعیل بن جعفر، حمید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے لوٹتے تو مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑنے پر اپنی اونٹنی کو دوڑاتے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی تیز کر دیتے یہ مدینہ کی محبت کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے لوٹتے اور مدینہ شریف کے مکانات نظر آتے تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے اونٹ کو تیز کر دیتے۔ یہ وطن سے محبت کا فطری امر ہے اس سے یہ اصول ملتا ہے "حب الوطن من الایمان"

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ السُّلَيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ اسْتَوْدِعِ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

احمد بن ابی عبیداللہ سلمی بصری، ابوقتیبہ سلم بن قتیبہ، ابراہیم بن عبدالرحمن بن یزید بن امیہ، نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا۔ پھر فرماتے (میں اللہ تعالیٰ کو تیرے دین وایمان اور آخری عمل کا امین بناتا ہوں) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس کے علاوہ دوسری سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا اُدْنُ مِنِّي أُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا فَيَقُولُ أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

اسماعیل بن موسیٰ فزاری، سعید بن خثیم، حنظلہ، حضرت سالم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو رخصت کرتے تو فرماتے میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو رخصت کیا کرتے تھے پھر استودع سے آخر تک کہتے (یعنی میں اللہ تعالیٰ کو تیرے دین وایمان اور آخری اعمال کا امین بناتا ہوں)۔ یہ حدیث سالم بن عبداللہ کی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: وَأَمَانَتَكَ: اس سے مراد اہل اور اولاد ہیں جس کو پیچھے چھوڑ کر انسان سفر کرتا ہے یا اس سے مراد اموال ہیں یا امانت سے مراد وہ احکام ہیں جن کا انسان مکلف ہے کما ورد فی القرآن "انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا"۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۰۹)

وَآخِرَ عَمَلِكَ: اس سے یا تو سفر کا آخری عمل ہے اور اظہر یہ ہے کہ اس سے حسن خاتمہ مراد ہے اسلئے آخرت کے امور میں اس پر مدار ہے

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي قَالَ زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوَى قَالَ زِدْنِي قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں سفر کیلئے روانہ ہو رہا ہوں مجھے زادراہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زادراہ عطا فرمائے اس نے عرض کیا اور زیادہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیرے گناہ معاف کرے۔ اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اور زیادہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے خیر کو آسان کردے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: فَزَوِّدْنِي: مجھے زاد سفر عنایت کیجئے اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے لئے دعا کیجئے کیونکہ دعا بہترین زاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زودك الله التقوی" کہ مخلوق سے اللہ پاک تم کو بے نیاز کردے اور مامورات کی پابندی نصیب فرمائے اور منہیات سے بچائے۔ یہ اس آیت سے اقتباس ہے "وتزودوا فان خیر الزاد التقوی"۔

بَابٌ مِنْهُ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا أَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

موسیٰ بن عبدالرحمن کندی کوفی، زید بن حباب، اسامہ بن زید، سعید مقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو، ہر بلندی پر تکبیر (اَللّٰهُ أَكْبَرُ) کہو۔ اور جب وہ شخص واپس جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کیلئے سفر کی دوری کو کم کر دے اور اس پر سفر آسان کر۔ یہ حدیث حسن ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ

محمد بن بشار، ابوعاصم، حجاج صواف، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوجعفر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، مظلوم، مسافر اور اولاد کے خلاف باپ کی دعا۔ علی بن حجر نے یہ حدیث اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے یحییٰ سے اسی سند کے مثل نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں یہ حدیث حسن ہے اور ابوجعفر وہی ہیں جن سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔ انہیں ابوجعفر مؤذن کہتے ہیں ہمیں ان کا نام معلوم نہیں۔

تشریح: **وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ:** والد کی بددعا اولاد کے خلاف جلدی قبول ہوجاتی ہے نیز والدہ کی بددعا کا ذکر نہیں کیا چونکہ اسکا حق والد سے بڑھ کر ہے لہٰذا اسکی بددعا کی قبولیت بطریق اولیٰ ہوگی یا والدہ کی بددعا کا ذکر ترک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ والدہ کی بددعا اولاد کیلئے قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اولاد پر والد سے زیادہ مہربان ہوتی ہے اگر والدہ بددعا کرے بھی تو وہ دل سے نہیں کرتی۔

وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ: مسافر کی دعا میں دو احتمال ہیں۔ مسافر کی دعا احسان کرنیوالے کے حق میں قبول ہوتی ہے یا برائی کرنیوالے کیخلاف بددعا قبول ہوتی ہے یا مطلقاً اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔

یہی حدیث ماقبل ابواب البر والصلۃ ’’ باب ما جاء فی دعا الوالدین ‘‘ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ راوی حدیث ابی جعفر کا نام معلوم نہیں یہ ابوجعفر محمد باقرؒ والے نہیں اور ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے سوار ہونے کیلئے سواری لائی گئی۔ جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو تین بار کہا بِسْمِ اللهِ الخ۔ پھر جب اس پر بیٹھ گئے تو پھر کہا (پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا، ہم تو اسے قابو میں کرنے کی قوت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر تین تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللهُ أَكْبَرُ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھی (تیری ذات پاک ہے۔ میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا پس تو مجھے معاف کر دے۔ کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا)۔ پھر ہنسنے لگے۔ میں نے پوچھا امیر المومنین آپ کس بات پر ہنسے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے کس بات پر تبسم فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے رب کو اپنے بندے کا یہ کہنا بہت پسند ہے کہ اے رب مجھے معاف کر دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَارِقِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُولُ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى

سوید بن نصر، عبداللہ بن مبارک، حماد بن سلمہ، ابوزبیر، علی بن عبداللہ بارقی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کیلئے جاتے اور سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اَللهُ أَكْبَرُ کہتے اور پھر کہتے (پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا، ہم تو اسے قابو میں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں اپنے رب

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا وَكَانَ يَقُولُ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

کی طرف لوٹ کر جانا ہے) پھر یہ دعا پڑھتے (اے اللہ مجھے اس سفر میں نیکی، تقوی اور ایسے عمل کی توفیق عطا فرما جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ ہمارے لئے چلنا آسان کر اور زمین کی مسافت کو چھوٹا کر دے، اے اللہ تو ہی سفر کا ساتھی اور اہل وعیال کا خلیفہ ہے اے اللہ سفر میں ہماری رفاقت اور اہل وعیال کی حفاظت فرما۔) پھر جب واپس تشریف لاتے تو فرماتے اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف بیان کرنے والے ہیں) یہ حدیث حسن ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى الرِّيحَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

عبدالرحمن بن اسود ابوعمرو بصری، محمد بن ربیعۃ، ابن جریج، عطاء، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آندھی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میں تجھ سے اس آندھی سے بھلائی اور اس میں خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اسے ساتھ بھیجی گئی خیر کا بھی طلبگار ہوں۔ پھر میں اس کے شر، اس میں موجود شر اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں) اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: تیز ہوا آئے یا آندھی آئے تو اس وقت دعا پڑھنے کا بیان ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب آسمان پر گھرا ابر آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال ہو جاتا کہ کبھی گھر کے اندر داخل ہوتے اور کبھی گھر کے باہر آتے کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدل جاتا پھر جب بارش ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت بدل جاتی تھی۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي مَطَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

قتیبہ، عبدالواحد بن زیاد، حجاج بن ارطاۃ، ابومطر، سالم بن عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل کی گرج اور کڑک کی

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

آواز سنتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہمیں اس (یعنی عذاب وغیرہ) سے پہلے معاف فرمادے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں)۔

تشریح: سَمِعَ صَوْتَ: رعد کہتے ہیں بادل ہنکانے والے فرشتے کو اور صواعق بجلی کی کڑک کو جب فرشتہ بادلوں پر گرز مارتا ہے تو آواز آتی ہے جب مارنے لگتا ہے تو اس کی چمک نکلتی ہے جو ہمیں نظر آتی ہے۔ پھر بادلوں سے آواز نکلتی ہے جتنی زور سے گرز لگتا ہے اتنی زور سے آواز نکلتی ہے۔ بعض اوقات بجلی کی چمک درختوں کو جلا دیتی ہے اس لئے سخت گرج اور چمک میں بھی آپ ﷺ اللہ سے دعا مانگتے تھے ہمیں بھی مذکورہ اوقات میں معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

محمد بن بشار، ابوعامر عقدی، سلیمان بن سفیان مدینی، بلال بن یحیی بن طلحہ بن عبیداللہ، ان کے والد، ان کے دادا، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ ہم پر اس چاند کو خیر، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: الْهِلَالَ: پہلی دوسری اور تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں پھر اس کے بعد والی راتوں کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ اس حدیث میں اس بات پر تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کی آیات کے ظہور اور حالات کے بدلنے کے وقت دعا کرنا مستحب ہے۔

أَهْلِلْهُ: یہ ادغام کے ساتھ بھی ہے اور بغیر ادغام کے بھی۔ ادغام کے ساتھ اھلہ اور بغیر ادغام أَهْلِلْهُ ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْغَضَبِ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

محمود بن غیلان، قبیصہ، سفیان، ملک بن عمیر، عبدالرحمن بن ابی لیلی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ ایک کے چہرے پر غصے کے آثار

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَفِي الْبَاب عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

ظاہر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ وہ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ہے۔ اس باب میں حضرت سلیمان بن صرد سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمَاتَ مُعَاذٌ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى غُلَامٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ هٰكَذَا رَوَى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَآهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى يُكْنَى أَبَا عِيسَى وَأَبُو لَيْلَى اسْمُهُ يَسَارٌ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ أَدْرَكْتُ عِشْرِينَ وَمِائَةً مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن بشار نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور وہ سفیان سے اس کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمن بن ابی لیلی کا سماع ثابت نہیں کیونکہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا اور اس وقت عبدالرحمن بن ابی لیلی سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ عبدالرحمن نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے اور ان کو دیکھا بھی ہے۔ عبدالرحمن کی کنیت ابو عیسی اور ان کے والد ابولیلی کا نام یسار ہے۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے انصار میں سے ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کو دور کرنے کیلئے تعوذ پڑھ لینا چاہئے اور یہ حدیث اس آیت سے مقتبس ہے "واما ینزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم"۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا

قتیبہ بن سعید، بکر بن مضر، ابن الهاد، عبداللہ بن خباب، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اسے چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور خواب لوگوں کو سنائے اور اگر کوئی برا خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے بیان نہ

يَذْكُرُهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدِينِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَالنَّاسُ

کرے تاکہ وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس باب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ابن الہاد کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد مدینی ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان سے امام مالک اور بہت سے حضرات روایت کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابواب الرؤیا میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْبَاكُورَةَ مِنَ الثَّمَرِ

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

انصاری، معن، مالک وقتیبہ، مالک، سہیل بن ابی صالح، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے (اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھلوں، ہمارے شہر، ہمارے صاع اور ہمارے مد (ناپ تول کے پیمانے) میں برکت پیدا فرما۔ اے اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے دوست، بندے اور نبی تھے انہوں نے تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی تھی۔ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ میں تجھ سے مدینہ کیلئے وہی کچھ مانگتا ہوں جو انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے مانگا تھا بلکہ اس سے دوگنا۔) راوی کہتے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چھوٹے بچے کو جو نظر آتا بلاتے اور وہ پھل اسے دے دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے یہ دعا فرمائی تھی ”اجعل أفئدة من الناس تهوي اليهم۔ وارزقهم من الثمرات (ابراہیم: ۳۷) یہی دعا نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے فرمائی تھی اور اس کی قبولیت کا ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے۔ نیز آپ ﷺ پھل ہاتھ میں لے کر دعا فرماتے پھر سب سے چھوٹے بچے کو عنایت کرتے کیونکہ وہ مہربانی کا زیادہ مستحق ہے۔ باکورۃ موسم کے پھل کو کہتے ہیں۔

باب ما يقول إذا أكل طعاما

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ فَقَالَ لِي الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أُوثِرُ عَلَى سُؤْرِكَ أَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِءُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ و قَالَ بَعْضُهُمْ عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ وَلَا يَصِحُّ.

احمد بن منیع، اسماعیل بن ابراہیم، علی بن زید، عمر بن ابی حرملہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور خالد بن ولید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں داخل ہوئے وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں اور خالد بائیں جانب تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا پینے کی باری تمہاری ہے لیکن اگر چاہو تو خالد کو ترجیح دو۔ پس میں نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھوٹے پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ کھلائے تو اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھے (اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھلا) اور اگر کسی کو اللہ دودھ پلائے تو وہ کہے (اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور یہ (دودھ) مزید عطا فرما) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دودھ کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ کھانے اور پینے دونوں کے لئے کافی ہو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث علی بن زید سے عمر بن حرملہ کے حوالہ سے نقل کی اور بعض انہیں عمر بن حرملہ کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں

تشریح: اس حدیث میں کھانے اور دودھ پینے کی دعاؤں کا ذکر ہے کہ جب کھانا کھایا جائے تو یہ دعا کی جائے کہ اے اللہ ہم کو آئندہ اس کھانے سے بھی زیادہ لذیذ اور پاکیزہ کھلا کیونکہ کھانے بعض بعض سے اعلیٰ ہوتے ہیں جبکہ دودھ سے بڑھ کر اعلیٰ نعمت کوئی نہیں اس لئے دودھ پی کر یہ دعا نہ کی جائے کہ ہم کو اس سے بھی اعلیٰ دے نیز دودھ چونکہ بھوک و پیاس دونوں کو رفع کرتا ہے اس لئے یہ غذا کا کام بھی دیتا ہے اور پانی کا بھی۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، یحیی بن سعید، ثور بن یزید، خالد بن معدان، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے (یعنی تمام تعریفیں بہت زیادہ تعریف اور پاک تعریف اسی کیلئے ہے (اے اللہ) اس میں برکت پیدا فرما ہم اس سے بے پرواہ اور بے نیاز نہیں ہیں۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس باب میں امام ترمذیؒ نے کھانے کے بعد تین دعائیں ذکر کی ہیں جن کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ: یہاں مائدۃ سے مراد کپڑے کا دسترخوان ہے یا کھجور کے پتوں کا جو زمین پر بچھایا جائے، لکڑی کا میز وغیرہ ہرگز مراد نہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ لکڑی کے میز پر کھانا نہیں کھاتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "انه لم یاکل علی خوان قط"۔

خوان اور مائدہ میں فرق: خوان وہ دسترخوان ہوتا ہے جو میز پر لگایا جائے اور مائدہ وہ دسترخوان ہے جو زمین پر بچھایا جائے اور یہ مسنون ہے اور اس میں عاجزی بھی ہے۔

حَمْدًا كَثِيرًا... الخ: یعنی ایسی حمد جو اخلاص کے ساتھ ہو اور ریاء وغیرہ سے پاک ہو۔

غَيْرَ مُوَدَّعٍ: حدیث کی تشریح سے قبل غیر اور ربنا کا اعراب ملاحظہ ہو۔

''غَيْرَ'' پر دو اعراب ہو سکتے ہیں رفع بھی نصب بھی اور ''رَبُّنَا'' پر رفع، جر اور نصب تینوں آ سکتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ربنا'' کو مرفوع پڑھیں تو بہتر یہ ہے کہ غیر کو بھی مرفوع پڑھیں اس صورت میں آسان ترکیب یہ ہے کہ ''ربنا'' مبتدا موخر اور ''غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ'' یہ خبر مقدم ہے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہمارا رب ایسا ہے کہ ہم اُس سے بے پرواہ یا بے نیاز نہیں ہیں کیونکہ ہم سب کو اللہ کی ضرورت ہوتی ہے اللہ پاک کو کسی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

''غیر'' اور ''ربنا'' کی ترکیب میں دوسرا قول زیادہ مشہور اور راجح یہ ہے کہ غیر کو منصوب پڑھیں تو اس صورت میں یہ حال ہوگا اب حال ہونے میں تین احتمال ہیں۔

اوّل: یہ حال ہے حمد سے تو معنی ہوگا کہ ایسی حمد جس پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ اب ہم نے جو حمد کر لی اس کو کافی سمجھ لیں بلکہ آئندہ بھی حمد کرتے رہیں گے

ثانی: یہ حال ہو لفظ ''اللہ'' سے اس صورت میں وہی معنی ہوگا جو ربنا کو مبتدا بنانے کی صورت میں تھا اس صورت میں بھی سارے

اوصافِ اللہ تعالیٰ کے تھے اب بھی یہ سارے اوصاف اللہ تعالیٰ ہی کے ہوں گے

ثالث: یہ حال ہو لفظ "طعام" سے اس صورت میں طعام اگر چہ پہلے مذکور نہیں لیکن قرینہ مقامیہ سے سمجھ میں آرہا ہے۔ کیونکہ یہ دعا کھانا کھانے کے بعد پڑھی جارہی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم اس کھانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ سے مزید کے طلب گار ہیں کہ جیسے اب اللہ نے ہم پر فضل والا معاملہ فرمایا آئندہ بھی اپنا فضل والا معاملہ فرمائیں گے اور اپنے آپ کو اس کھانے سے مستغنی نہیں سمجھتے بلکہ ہر وقت ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے محتاج ہیں باقی ربنا کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ ندائیہ ہے منادی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے "یا ربنا" اور اس کو لِلّٰہِ سے بدل ہونے کی وجہ سے مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيدَةَ قَالَ حَفْصٌ عَنِ ابْنِ أَخِي أَبِي سَعِيدٍ و قَالَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ

بیان کیا ابوسعید اشج نے، بیان کیا حفص بن غیاث نے اور ابو خالد احمر نے حجاج بن ارطاۃ سے انہوں نے ریاح بن عبیدہ سے فرماتے ہیں کہ حفص نے اپنے بھائی کے بیٹے ابی سعید سے روایت کیا اور کہا ابو خالد جو مولی ابی سعید ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرماتے یا پانی نوش فرماتے تو یہ کلمات کہتے (یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ

محمد بن اسماعیل، عبداللہ بن یزید مقری، سعید بن ابی ایوب، ابو مرحوم، حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا (یعنی تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے میری قدرت وطاقت نہ ہونے کے باوجود یہ عنایت فرمایا) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

تشریح: حدیث الباب کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر ادا کرنا چاہیے۔
نیز جب جسمانی نعمتوں کھانے پینے پر شکر کی تعلیم ہے تو روحانی نعمتوں اسلام وایمان پر بطریقہ اولیٰ شکر وحمد کی تعلیم ہے اور قرآن کریم میں ہے کہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے "لئن شکرتم لازیدنکم"۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الْحِمَارِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ بن سعید، لیث، جعفر بن ربیعہ، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ مرغا فرشتے کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے اس لئے اس وقت تم اللہ سے فضل کی دعا مانگو روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں ایک مرغ تھا اسکی آواز پر آپ سحری اور تہجد کیلئے اٹھتے تھے۔ (افادات از: حضرت علامہ عبدالرحمن کامل پوریؒ) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نیک ہستیوں کے آنے کے وقت اللہ کی رحمت وبرکت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وقت طلب رحمت اور برکت کی دعا مانگنی مستحب ہے اسی طرح کفار منافقین پر غضب الٰہی اور عذاب کا نزول ہوتا ہے اسلئے انکے پاس سے گزرتے وقت تعوذ پڑھنا چاہئے اس خوف سے کہ ان کو ان کا شر نہ پہنچے۔ امام طیبیؒ نے فرمایا ذکر کرنیوالے جانوروں میں سے مرغے کی آواز زیادہ اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے کیونکہ یہ نمازوں کے اوقات کو زیادہ یاد رکھتا ہے اور تمام جانوروں کی آوازوں میں سے جو آواز اللہ سے دوری کا سبب بنتی ہے وہ گدھے کی آواز ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ”ان انکر الاصوات لصوت الحمیر“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار ومنافقین غضب الٰہی اور عذاب نازل ہونے کے وقت جو آواز نکالیں گے وہ گدھے کی آواز کے مشابہ ہوگی۔ لقولہ تعالی لهم فيها زفير وشهيق۔ (مرقاۃ ج۵ ص۱۹۶)

حدیث الباب میں ہے کہ گدھا جب آواز نکالتا ہے تو اس وقت شیطان مردود سے پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھ کر آواز نکالی ہے تاکہ شیطان کے دھوکے اور اس کے شر سے بچ جاؤ۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں اسی طرح ہے۔ ابوداؤد ونسائی وغیرہ کی روایت میں کتوں کے رونے کی آواز کا تذکرہ بھی آتا ہے کہ جب وہ رات کو روئیں تو تم شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ نیز مرغ صبح کے خاص وقت میں اکٹھے آواز نکالتے ہیں پھر خاموش ہوجاتے ہیں۔ پھر جب صبح صادق قریب آتی ہے تو سب دوبارہ بولتے ہیں۔ ان کو وقت کا کیسے پتہ چلتا ہے ظاہر ہے فرشتوں کو دیکھ کر ہی بولتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي

عبداللہ بن ابی زیاد، عبداللہ بن بکر سہمی، حاتم بن ابی صغیرۃ، ابی بلج، عمرو بن میمون، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ أَيْضًا

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں جو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہے تو اس کے تمام (چھوٹے) گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعبہ یہی حدیث ابوبلج سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن یہ روایت غیر مرفوع ہے۔ ابوبلج۔ یحیی بن ابی سلیم ہیں۔ بعض انہیں ابن سلیم کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

محمد بن بشار بھی ابن عدی سے وہ حاتم سے وہ ابوبلج سے وہ عمرو بن میمون سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، ابی بلج اسی طرح نقل کرتے ہیں اور مرفوع نقل نہیں کرتے۔

تشریح: اس حدیث میں تسبیح، تکبیر، تہلیل، تحمید کی فضیلت کا بیان ہے مثل زبد البحر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں مطلب یہ ہے کہ گناہ بہت ہی زیادہ ہوں تب بھی انہیں معاف کر دیا جائے گا اور یہ فضیلت تب حاصل ہوگی جب ان کلمات پر دوام حاصل کر لیا جائے۔ نیز تینوں اذکار ایک ساتھ کرنا ضروری نہیں ان میں سے کوئی ذکر بھی ہر وقت زبان پر جاری رہنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ هٰذَا

محمد بن بشار، مرحوم بن عبدالعزیز عطار، ابونعامہ سعدی، ابوعثمان نہدی، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئے جب ہم واپس آئے تو مدینہ کے قریب پہنچے پھر لوگوں نے بہت بلند آواز سے تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب بہرہ نہیں اور نہ ہی وہ غائب ہے بلکہ وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے متعلق نہ بتاؤں وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ہے۔ یہ حدیث حسن

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ وَأَبُو نَعَامَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسَى وَمَعْنَى قَوْلِهِ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُئُوسِ رِحَالِكُمْ إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ

صحیح ہے اور ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمن بن مل اور ابونعامہ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔ یہ قول کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہے۔

تشریح: تَكْبِيرَةٌ وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے جو تکبیر مسنون ہے صحابہ کرام اس کو اونچی آواز سے کہہ رہے تھے یا اس تکبیر سے مراد ذکر بھی ہوسکتا ہے یا اس سے مطلقاً تعظیم کے کلمات مراد ہیں جو تکبیر کے علاوہ کو بھی شامل ہیں۔

أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ: اس کو خزانہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اس کا پڑھنے والا اسکی برکتوں سے ایسے مالا مال ہوتا ہے جیسے دنیاوی خزانوں سے ہوتا ہے۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" حول کا معنی ہے شر کو دفع کرنے کا "حول" اور "قوة" کا معنی ہے خیر حاصل کرنے کا ذریعہ اب معنی بنے گا نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے یا پھر "حول" کا معنی ہے ظاہری طاقت۔ اور "قوة" کا معنی ہے باطنی قوت اب معنی ہوگا بندہ میں اللہ پاک کی مدد کے بغیر ظاہری طاقت ہے نہ باطنی طاقت یعنی اللہ کے فضل وکرم کے بغیر بندہ نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے نہ نیکی حاصل کرسکتا ہے۔ یعنی بندہ اللہ سے کٹ کر کچھ نہیں نہ اس میں حول رہتی ہے نہ قوت مگر اللہ سے واصل ہوکر سب کچھ بن جاتا ہے کہ اس میں حول بھی آجاتی ہے اور قوت بھی لہٰذا "الا باللہ" میں باالصاق کے لئے ہے کہ اللہ سے مل کر بندہ سب کچھ بن جاتا ہے ورنہ بندہ کچھ نہیں ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَفِي

عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، عبدالواحد بن زیاد، عبدالرحمن بن اسحاق، قاسم بن عبدالرحمن، عبدالرحمن بن اسحاق، قاسم بن عبدالرحمن، عبدالرحمن، حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں میری ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے۔ اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ہموار میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوایوبؓ سے بھی

الْبَاب عَنْ أَبِي أَيُّوبَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ

روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے یعنی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

تشریح: وَأَنَّهَا قِيعَانٌ: حدیث اور آیات میں تعارض: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت چٹیل میدان ہے وہاں اشجار اور محلات نہیں ہیں جبکہ آیت قرآنی "جنات تجری من تحتها الانہار" اور "حور مقصورات فی الخیام" اور بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں باغات درخت اور محلات ہونگے تو ان میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب اوّل: جنت چٹیل میدان ہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں عاملین کے اعمال کے سبب درخت لگا دیئے ہیں۔

جواب ثانی: جنت میں اشجار باغات بھی موجود ہیں لیکن جنت کا بہت سارا حصہ خالی ہے اعمال کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ کوئی عمل کرتے ہیں تو ان کے عمل کے بدلے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔

وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ: جنت کے درخت سبحان اللہ ہیں۔ یعنی ان کلمات کے پڑھنے سے جنت میں درخت اگتے ہیں یا اس طرف اشارہ ہے کہ ان کلمات کو پڑھنے والا جنت کے پرسکون اور پرراحت فضا اور وہاں کے سرور آمیز اطمینان کا حقدار ہوگا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجُلَسَائِهِ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید، موسیٰ جہنی، حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہم مجلس (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار نیکیاں کمانے سے بھی عاجز ہے؟ کسی شخص نے سوال کیا کہ وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی سو مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ کہے تو اس کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک ہزار (صغیرہ) گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہتا ہے اس کیلئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوزبیر کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ

جابرؓ اس حدیث کو مومل سے انہوں نے حماد بن سلمہ سے انہوں نے ابوزبیر سے انہوں نے جابرؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ کہ جو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہے اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نصر بن عبدالرحمن کوفی، محاربی، مالک بن انس، سمی، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہا اس کے تمام گناہ معاف کردیئے گئے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ ذکر ۱۰۰ کی تعداد میں پڑھنا چاہیے خواہ دن کے ابتدائی یا آخری حصہ میں ہو یا ایک ہی دفعہ پڑھ لیا جائے دن کے ابتدائی حصہ میں تو افضل ہے بہرحال دونوں طرح درست ہے۔

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

یوسف بن عیسیٰ، محمد بن فضیل، عمارۃ بن قعقاع، ابوزرعہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر آسان، میزان پر بھاری اور رحمن کو پسند ہیں۔ (وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔ (میں اللہ کی پاکی اس کی تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہوں اور میں عظمت والے اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: یہاں مشبہ کا ذکر کر کے مشبہ بہ مراد لیا ہے۔

سوال: اعمال کو کیسے تولا جائے گا حالانکہ وزن تو جسم والی چیز کا کیا جاتا ہے جبکہ اعمال کا تو جسم نہیں ہے تو اس کے شارحین نے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ **جواب اوّل:** بعض حضرات نے کہا کہ یہ حقیقت پر محمول ہے کہ اعمال کو ناپا جائے گا جیسا کہ آج کل درجہ حرارت ہوا کو محفوظ کیا جاتا ہے حالانکہ ہوا کا جسم نہیں ہوتا۔ اور یہ اللہ سے کوئی بعید بھی نہیں ہے۔

جواب ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ اعمال کے صحائف کو تولا جائے گا۔ اور اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ایک شخص کو لایا جائے گا اس کے نامہ اعمال کو تولا جائے گا تو اس کی برائیوں والا پلڑا جھک جائے گا اور نیکیاں کم ہوں گی تو اس کے میزان میں ایک بطاقۃ (پرچی) کو رکھا جائے گا جس سے نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا

جواب ثالث: بعض حضرات نے کہا کہ صاحب اعمال کو تولا جائے گا۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۰۷)

حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: اس میں بھی دو قول ہیں۔ اوّل: اس سے مراد یہی کلمات ہیں جو حدیث میں وارد ہیں۔ ثانی: بعض حضرات نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کلمات کو کہنے والا اللہ کو محبوب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو خیر پہنچانے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ حدیث میں رحمان کا ذکر اللہ کی رحمت کی وسعت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کیا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جو بظاہر عمل قلیل پر بھی اجر جزیل عطا کرتی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسحاق بن موسیٰ انصاری، معن، مالک، سمی، ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ قدیر روزانہ سو مرتبہ پڑھے گا۔ اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اس کے سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ اس کیلئے اس روز شام تک شیطان سے پناہ کا کام دے گا اور قیامت کے دن اس سے اچھے اعمال صرف وہی شخص پیش کر سکے گا جو اس کو اس سے زیادہ پڑھتا رہا ہوگا۔ اس سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ جس نے سو مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھا اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: امام نوویؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو فضیلت اور ثواب بیان کیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص ان کلمات کو سو سو مرتبہ پڑھے چنانچہ جو شخص ان کلمات کو جتنا زیادہ پڑھے گا اسے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا پھر چاہے تو ان کلمات کو مختلف اوقات میں متفرق طور پر پڑھے اور چاہے تو ایک ہی وقت میں اور اکٹھے سو مرتبہ پڑھے البتہ بہتر یہ ہے کہ ان کلمات کو صبح کے وقت اکٹھے سو مرتبہ پڑھ لے تاکہ پورا دن شیطان سے پناہ حاصل رہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۰۹)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ

محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب، عبدالعزیز بن مختار، سہیل بن ابی صالح، سمی، ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام سُبْحَانَ اللهِ

حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

وَبِحَمْدِهِ سومرتبہ پڑھے گا۔ تو قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی شخص عمل نہیں لا سکے گا مگر وہ شخص جس نے اتنی بار ہی یہ کلمہ پڑھا ہوگا جتنی بار اس نے پڑھا ہے یا وہ جس نے اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُوسَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ قُولُوا سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةً وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللهُ وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللهَ غَفَرَ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سومرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھا کرو اس لئے کہ جو شخص اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ پھر جو دس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے سو اور جو سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جو اس سے زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے زیادہ عطاء فرمائیں گے اور جو اللہ سے مغفرت مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: مَنْ زَادَ زَادَهُ اللهُ: اور جو شخص سو سے زیادہ ان کلمات کو پڑھے گا اللہ پاک اس کو اس سے زیادہ اجر عطا فرمائیں گے اور جو اللہ سے بخشش مانگے گا اللہ اس کو بخش دے گا۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ

محمد بن وزیر واسطی، ابوسفیان حمیری، ضحاک بن حمرۃ، حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک سومرتبہ صبح اور ایک سومرتبہ شام سُبْحَانَ اللهِ پڑھا گویا کہ اس نے سو حج کیے اور جس نے صبح وشام سو سومرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو یہ اس شخص کی طرح ہے جس شخص نے اللہ کے راستے میں سو مجاہدوں کو سو گھوڑوں پر سوار کیا یا یوں فرمایا کہ اس نے سو جہاد کیے۔ اور جو شخص صبح وشام سو سومرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہے تو یہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اولاد

رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کیے ہوں اور جو شخص صبح و شام سو سو مرتبہ اللهُ أَكْبَرُ پڑھے۔ قیامت کے دن اس سے بہتر اعمال وہی شخص پیش کر سکے گا جس نے اس سے زیادہ مرتبہ اس کے برابر پڑھا ہوگا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ: سوال: حج کرنے میں اتنی محنت و مشقت اور مال خرچ کرنا پڑتا ہے تو سو مرتبہ تسبیح سے سو حج کا ثواب کیسے ملتا ہے؟ جواب: حج کا ایک ثواب اصلی ہے اور ایک اضافی ثواب۔ حج کا اصلی ثواب تو مال محنت مشقت خرچ کرنیوالے کو ملے گا البتہ اذکار کرنیوالوں کے لئے حج کا ثواب اضافی ہے۔ فلا اشکال۔

وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ: اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے مراد اہل عرب ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہونے کی وجہ سے اعلیٰ وافضل ہیں۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلٰهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْخَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

قتیبہ بن سعید، لیث، خلیل بن مرۃ، ازہر بن عبداللہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس مرتبہ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلٰهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار کروڑ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ خلیل بن مرہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔ البتہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی خلیل بن مرہ ہے جو کہ ضعیف ہے امام بخاریؒ کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہے یعنی اس کی حدیثیں نہایت ضعیف ہوتی ہیں۔ اور دوسرا ازکر ازھر بن عبداللہ کا ہے حضرت تمیم داری سے لقاء وسماع نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ

اسحاق بن منصور، علی بن معبد، عبیداللہ بن عمرو رقی، زید بن ابی

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

انیسہ، شہر بن حوشب، عبدالرحمن بن غنم، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھ کر (جیسے نماز میں تشہد میں بیٹھتا ہے) کسی سے بات کئے بغیر دس مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے اور وہ اس پورے دن ہر قسم کی ناپسندیدہ چیز سے حفظ و امان میں ہوجاتا ہے اور شیطان کے مکر سے محفوظ ہوجاتا ہے اور کسی گناہ کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اسے اس دن ہلاک کرے سوائے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ: جس شخص نے فجر کی نماز کے فوراً بعد یہ کلمات کہے۔

وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ: اس حال میں کہ اس نے اپنے دونوں پاؤں موڑ رکھے ہوں یعنی تشہد کی حالت میں ہی بیٹھا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ناپسندیدہ چیز سے حفاظت اور شیطان مردود سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور کسی گناہ کے لئے مناسب نہیں یعنی جائز نہیں کہ وہ اس دن کو پالے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي جَامِعِ الدَّعْوَاتِ

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ

حضرت بریدہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ان الفاظ سے دعا مانگتے ہوئے سنا (یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس وسیلے سے مانگتا ہوں کہ میں نے گواہی دی ہے کہ تو اللہ ہے؟ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو تنہا اور بے نیاز ہے۔ جو نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ سے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی ہے۔ اگر اس کے وسیلے سے

اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى قَالَ زَيْدٌ فَذَكَرْتُهُ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ زَيْدٌ ثُمَّ ذَكَرْتُهُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَى شَرِيكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ وَإِنَّمَا أَخَذَهُ أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ

دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے اور اگر کچھ مانگا جائے تو عطاء کیا جاتا ہے۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کے بعد یہ حدیث زہیر بن معاویہ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث ابواسحاق نے مالک بن مغول کے حوالے سے سنائی تھی۔ پھر میں نے سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے بھی مالک بن مغول سے روایت کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک اس حدیث کو ابواسحاق سے وہ ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابواسحاق نے یہ حدیث مالک بن مغول سے روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ الٓمٓ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، عبیداللہ بن ابی زیاد قداح، شہر بن حوشب، حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے (وَالٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ)۔ البقرۃ: ۱۶۳) اور سورت آل عمران کی ابتدائی آیت الٓمٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (ال عمران:۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو دعائیں منقول ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔

اول: وہ دعائیں جن کا تعلق خاص اوقات یا خاص مواقع اور حالت سے ہے۔ **ثانی:** وہ دعائیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

ثالث: وہ دعائیں جن کا تعلق نہ نماز سے ہے اور نہ ہی خاص مواقع سے بلکہ وہ عمومی دعائیں ہیں۔ اب یہاں امام ترمذیؒ تیسری قسم کی دعائیں بیان کر رہے ہیں۔

اس حدیث الباب میں اسم اعظم کا بیان ہے کہ اس نام کے ساتھ جو بھی دعا مانگے گا اس کی دعا قبول ہوگی اب اختلاف اس چیز میں ہے کہ اسم اعظم کیا ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

اول: بعض کے نزدیک لفظ اللہ اسم اعظم ہے۔ **ثانی:** بعض کے ہاں اسم اعظم الرحمٰن، الرحیم ہے۔ **ثالث:** بعض حضرات کے نزدیک الحی، القیوم ہے۔ **رابع:** بعض روایات میں آتا ہے کہ الحنان، المنان اسم اعظم ہے۔ **خامس:** عند البعض یاذوالجلال والاکرام اسم اعظم ہے۔ **سادس:** حدیث مذکورہ کے کلمات لا الٰہ الا انت، الاحد، الصمد، الذی لم یلد، ولم یولد، اسم اعظم ہیں **سابع:** عند البعض یا بدیع السموات والارض کے کلمات اسم اعظم ہیں ان تمام اقوال کو جمع کر کے اگر دعا مانگی جائے تو امید ہے کہ اللہ جل شانہ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى : دعا اور سوال میں فرق ہے کہ دعا میں بندہ یوں کہتا ہے یارب یارب تو اللہ پاک اس بندے کی دعا سن کر جواب دیتے ہیں لبیک یا عبدی جبکہ سوال میں بندہ یوں کہتا ہے یا اللہ مجھے فلاں چیز عطا فرما میں تجھ سے فلاں چیز مانگتا ہوں عند البعض یہ دونوں لفظ یعنی دعا اور سوال مترادف ہیں۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ

قتیبہ، رشدین بن سعد، ابو ہانی خولانی، ابو علی جنبی، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر اللہ سے مغفرت مانگنے اور اس کی رحمت کا سوال کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی۔ جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کی اس طرح حمد وثناء بیان کرو جیسا کہ اس کا حق ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اور پھر اس سے دعا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی تعریف بیان کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے نمازی دعا کرو قبول کی جائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو حیوہ بن شریح، ابو ہانی سے روایت کرتے ہیں۔ ابو ہانی کا نام حمید بن ہانی ہے اور ابو علی الجنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبداللہ بن معاویہ جمحی، صالح مری، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین سے ساتھ دعا مانگا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں بھی دعا کی قبولیت کی ایک شرط لگائی ہے کہ دعا توجہ الی اللہ، حضور قلب اور اخلاص کے ساتھ کرنی

چاہیے یا اس کا مطلب ہے کہ بوقت دعا تمہیں یہ کامل اعتماد ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسیع اور لامحدود فضل کی بناء پر تمہیں مایوس نہیں کرے گا۔ اور تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی جب تک اللہ سے دعا مانگتے ہوئے قبولیت کی پختہ امید نہیں ہوگی اس وقت تک دعا مانگنے میں بھی طلب صادق نہیں ہوگی۔ جب طلب صادق نہیں ہوگی تو دعا میں اخلاص نہیں ہوگا جب اخلاص نہ ہوگا تو دعا قبول کس طرح ہوگی اور نیز دعا کی قبولیت تب ہو سکتی ہے جب تم اس کے مستحق رہو اور اس کے استحقاق کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری ہے اور اسی طرح دعا کے دوسرے ارکان بھی اس میں شامل ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اچھا گمان رکھو'' لقوله عليه السلام لايموتن احدكم الا وهو يحسن الظن بالله'' (التعلیق الصبیح ج ۳ ص ۶۲)۔

سوال: آپ نے کہا کہ دعا مانگتے وقت پختہ یقین ہونا چاہیے کہ دعا قبول ہوگی تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ بہت ساری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو دعا کرنے والا کیسے یقین کرے؟ جواب: دعا کرنے والا قبولیت سے محروم نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اس کو وہی عطا کیا جاتا ہے جو وہ مانگتا ہے اگر اس کی مانگی ہوئی دعا اس کے حق میں بہتر نہ ہو تو پھر اس مانگی ہوئی دعا کے بدلے میں اس سے برائی کو دور کیا جائے گا یا اس کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا۔ نیز دعا عبادت ہے اور عبادت کے ساتھ ثواب ضرور دیا جاتا ہے محروم نہیں کیا جاتا (ایضاً)۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُقْرِيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان مقری، حیوۃ، ابوہانی، عمرو بن مالک جنبی، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ اس نے درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے جلدی کی ہے پھر اسے بلایا اور اسے یا کسی اور کو کہا کہ اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث الباب میں امام ترمذیؒ نے دعا کا ایک ادب بیان کیا ہے کہ جب دعا مانگی جائے تو سب سے پہلے اللہ کی تعریف کریں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں پھر جو مانگنا ہو تو مانگیں یہ دعا کی قبولیت کا ایک عمل ہے کیونکہ پہلی دو دعائیں اللہ کے ہاں مقبول ہیں تو تیسری دعا خود بخود قبول ہو جائے گی کیونکہ اللہ کی شان سے بعید ہے کہ آدمی کی دو دعائیں قبول فرمائیں اور ایک دعا قبول نہ فرمائیں۔

سند پر کلام: یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے پہلی سند صرف حسن ہے کیونکہ اس میں رشدین بن سعد ضعیف راوی ہیں اور دوسری سند حیوۃ بن شریح کی ہے وہ حسن صحیح ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي وَعَافِنِي فِي بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ شَيْئًا

ابوکریب، معاویہ بن ہشام، حمزہ زیات، حبیب بن ابی ثابت، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے (یعنی اے اللہ میرے جسم کو تندرستی اور میری بصارت کو عافیت عطاء فرما اور اسے میرا وارث بنا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور کریم ہے۔ اللہ کی ذات پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ ہی کے لئے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن ثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

تشریح: وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي: اس میں "ہ" ضمیر بصر کی طرف لوٹ رہی ہے مطلب یہ کہ اس نگاہ کو میرا وارث بنا دے یعنی جب تک میں زندہ رہوں تاحیات اسے میرے ساتھ باقی رکھ۔ فالق: چیرنے والا، پھاڑنے والا، جیسا کہ قرآن پاک کی آیت میں ہے فالق الحب والنوی الایۃ۔

سند پر کلام: امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حبیب کا عروہ سے مطلق سماع نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے یہ امام بخاریؒ کا اپنا قول ہے جبکہ دوسرے محدثین کے نزدیک فی الجملہ سماع ثابت ہے اور مثبت کی بات نافی سے مقدم ہوتی ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُولِي اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خادم مانگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (یعنی اے اللہ۔ اے سات آسمانوں اور عرش عظیم کے مالک اے ہمارے اور ہر چیز کے رب۔ اے تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے دانے کو اور گٹھلی کو اگانے والے، میں ہر اس چیز کے فساد سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسکی پیشانی (باگ

أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهٰكَذَا رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ڈور) تیرے دست قدرت میں ہے۔ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں، تو ہی ظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں، تو ہی باطن ہے، تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی نہیں۔ میرا قرض ادا فرما اور مجھے فقر سے مستغنی کر دے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اعمش کے بعض ساتھی اس حدیث کو اعمش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض حضرات اعمش سے ابو صالح کے حوالے سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ یعنی اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ماقبل ابواب الدعوات ہی میں تقریباً باب ۱۹ اور ''باب ماجاء فی التسبیح والتکبیر'' میں گزر چکی ہے

باب

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

ابو کریب، یحییٰ بن آدم، ابوبکر بن عیاش، اعمش، عمرو بن مرۃ، عبداللہ بن حارث، زہیر بن اقمر، حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے، (یعنی اے اللہ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خوف اللہ نہ ہو اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہو جو قبول نہ ہوتی ہو اور ایسا نفس جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جس سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ میں ان چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں) جس سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ اس باب میں حضرت جابرؓ، ابو ہریرہ اور ابن مسعودؓ بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا منقول ہے۔ ''اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ'': اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو آپ کے سامنے عاجزی نہ کرے اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو۔ میں ان چار چیزوں سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

امام طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ان چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی وجوہ یہ ہیں کہ بے فائدہ علم سے پناہ مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ جو علم قابل

انقطاع نہ ہووہ وبال جان بن جاتا ہے اور ایسے ہی نہ ڈرنے والے دل سے مراد یہ ہے کہ اگر ایسی حالت نہ ہو تو وہ دل سخت ہو جائے گا لقولہ تعالی ''فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله''۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو سے پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ اگر نفس سیر نہیں ہوتا تو اس میں دنیا کی حرص موجود ہوگی اور جس نفس میں دنیا کی حرص ہو وہ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتا ہے۔

وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ: جب ماقبل کی تین قبیح چیزیں ہوں تو دعا کہاں قبول ہوتی ہے لہٰذا دعا کی قبولیت کیلئے درج بالا تین قبائح سے نجات کا ہونا ضروری ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو دعا سجع کے ساتھ بغیر تکلف طبعی کے ہو وہ منع نہیں۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلٰهًا قَالَ أَبِي سَبْعَةً سِتَّةً فِي الْأَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي فَقَالَ قُلْ اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا کہ اے حصین تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ عرض کیا سات کی، چھ زمین پر اور ایک آسمان پر۔ پوچھا پھر امید وخوف کس سے رکھتے ہو؟ عرض کیا اس سے جو آسمان میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تجھے فائدہ پہنچائیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حصین مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دو کلمات سکھائیے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو (یعنی اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے زمانۂ کفر کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے کتنے معبود ہیں انہوں نے بتایا کہ ہم سات کی عبادت کرتے ہیں چھ زمین پر اور ایک آسمان پر ہے۔ اور امید آسمان والے سے ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی سے ہم ڈرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اور یہ فرمایا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہیں دو ایسے کلمے سکھاؤں گا جو تمہیں بہت نفع پہنچائیں گے۔ چنانچہ ایک وقت ایسا آیا کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مجھ سے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا کہ میں جب حالت کفر میں تھا تو آپ نے پھر وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہیں ایسے دو کلمات سکھاؤں گا جو تمہیں نفع دیں گے اب چونکہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے لہٰذا مجھے دو کلمات سکھلا دیجئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلمے یہ ہیں ''اللّٰهُمَّ

أَلْهِمْنِي رُشْدِي وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي "۔اس دعا میں دو چیزوں کا ذکر ہے یا اللہ مجھے سیدھے راستے کی توفیق عطا فرما اور مجھے اپنے نفس کے شر سے محفوظ فرما کیونکہ نفس ہی انسان کے فساد کی جڑ ہے۔

باب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

محمد بن بشار، ابوعامر، ابومصعب، عمرو بن ابی عمرو مولی المطلب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا (یعنی اے اللہ میں تجھ سے فکرغم، تھکن، سستی، بخل، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہو۔) یہ حدیث اس سند یعنی عمرو بن ابی عمرو کی روایت سے حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

علی بن حجر، اسماعیل بن جعفر، حمید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے (یعنی اے اللہ میں سیت، بڑھاپے، بزدلی، بخل، دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے اسلئے کہ رذائل تین ہیں۔ اوّل: نفسانیہ ثانی: بدنیہ ثالث: خارجیہ۔ نفسانیہ رذائل ان قویٰ کے اعتبار سے ہیں جو انسان کے لئے ہوتی ہیں۔

پھر قوت کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل: قوت عقلیہ ثانی: قوت غضبیہ ثالث: قوت شہوانیہ۔ پس ہم اور حزن قوت عقلیہ کے ساتھ متعلق ہیں اور جبن قوت غضبیہ کے ساتھ متعلق ہے اور بخل قوت شہوانیہ کے ساتھ متعلق ہے اور عجز اور کسل رذائل بدنیہ کے ساتھ متعلق ہے پھر ان میں سے کسل کی صورت اعضاء سالم اور قویٰ مکمل ہونے کے وقت پائی جاتی ہے اور عجز کسی عضو کے نقص کے وقت پائی جاتی ہے پھر ضلع اور غلبۃ الرجال قوت خارجیہ کے ساتھ متعلق ہیں ان میں سے اول مالی ہے اور ثانی جاہی ہے اور دعا ان تمام پر مشتمل ہے اس لئے اس کو جوامع الکلم کہا گیا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۲۳)

وَالْعَجْزِ: عجز سے طاعت پر قدرت نہ ہونا اور عبادت پر قوت کا نہ ہونا عبادت سے اکتانا مراد ہے۔

وَالْكَسَلِ: کسل سے نیکی کرنے سے طبیعت کا بوجھل ہونا مراد ہے۔

وَالْجُبْنِ: اس سے نفس اور شیطان کی مخالفت پر اقدام جرأت نہ کرنا مراد ہے۔

وَالْبُخْلِ: مولیٰ کی رضا میں مال خرچ کرنے سے رکنا مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُولِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ

محمد بن عبد الاعلی، عثام بن علی، اعمش، عطاء بن سائب، سائب، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انگلیوں پر تسبیح گنتے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے یعنی اعمش کی حدیث عطاء بن السائب کی روایت سے۔ شعبہ اور ثوری نے عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لمبی حدیث نقل کی اور اس باب میں یسیرہ بنت یاسر سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلیوں پر تسبیحات گن سکتے ہیں انگلیوں کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی تسبیحات کر سکتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے علامہ عبدالحی لکھنویؒ کا رسالہ نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر کا مطالعہ کیجئے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا قَدْ جُهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ فَرْخٍ فَقَالَ لَهُ أَمَا كُنْتَ تَدْعُو مَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ قَالَ كُنْتُ أَقُولُ اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لَهُ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّكَ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا كُنْتَ تَقُولُ اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

محمد بن بشار، سہل بن یوسف، حمید، ثابت بنانی، اور، محمد بن مثنیٰ، خالد بن حارث، حمید، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ پرندے کے بچے کی طرح لاغر ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اللہ سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور تم میں اتنی استطاعت ہی نہیں۔ پس تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے تھے۔ یعنی اے اللہ ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں بھلائی کا معاملہ فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔) یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح

صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غریب ہے اور کئی سندوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے منقول ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: رَجُلًا: سے مراد مریض ہے۔ قَدْ جُهِدَ: یعنی وہ بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گیا۔
مِثْلَ الْفَرْخِ: پرندے کا بچہ۔ کنایہ ہے ضعف و کمزوری سے کہ وہ بہت کمزور ہو گیا یعنی چوزے کی طرح بن گیا تھا۔
اس حدیث سے چند چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ۱۔ بیمار پرسی کرنا مسنون ہے۔ ۲۔ اپنے لئے فضل والے معاملہ کی دعا کرنی چاہیے آزمائش اور بیماری کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔ ۳۔ بیماری کے زمانے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
۴۔ سب سے زیادہ اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

بَابٌ

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمود بن غیلان، ابوداود، شعبہ، ابواسحاق، ابواحوص، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے (یعنی۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقوی، حرام سے احتراز اور غنیٰ کا سوال کرتا ہوں۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: "عفاف" بالفتح کے معنی اوّل: معاصی سے حفاظت۔ ثانی: قلب ونفس کی اصلاح۔ غنیٰ کے معنی اوّل: غناء قلب۔ ثانی: لوگوں کے پاس موجود اشیاء سے غناء۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ الدِّمَشْقِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَائِذُ اللهِ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنْ

ابوکریب، محمد بن فضیل، محمد بن سعد انصاری، عبداللہ بن ربیعہ دمشقی، عائذ اللہ ابوادریس خولانی، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے (یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیری اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر ہر وہ عمل جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی محبت کو میری جان ومال، اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ عزیز کر

الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

دے۔) راوی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ وہ بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ: یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انسان کو گرمی کے زمانے میں پانی بہت زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ کنایہ ہے روح سے کیونکہ پانی ہر چیز کی حیات کا ذریعہ ہے لقوله تعالىٰ "وجعلنا من الماء كل شيء حي" اس لئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ پانی ایسی نعمت ہے جس کو کسی قیمت پر نہیں خریدا جا سکتا۔

مرقاۃ میں ایک بادشاہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کسی جنگل میں نکل گیا اس کو شدید پیاس لگی اس کے سامنے غیب سے ایک آدمی ظاہر ہوا بادشاہ نے اس سے پانی طلب کیا تو اس آدمی نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اپنی آدھی بادشاہت مجھے دے دو تو پھر پانی ملے گا تو اس نے اپنی آدھی بادشاہت کے عوض پانی کا ایک گلاس لے لیا پھر پانی پینے کے کچھ دیر بعد پیشاب کی بندش کی اس کو سخت تکلیف ہوئی جس پر صبر مشکل ہو گیا تو اس بادشاہ نے اس کو کہا کہ اگر تم میرا علاج کر دو تو میں بقیہ آدھی بادشاہت بھی دینے کو تیار ہوں تو اس آدمی نے دعا کی جس کی وجہ سے اس کی تکلیف ختم ہو گئی تو اس نے بقیہ بادشاہت بھی اس کے حوالے کر دی اس پر اس بادشاہ سے کہا گیا کہ تیری آدھی بادشاہت پانی پینے کی قیمت ہے اور آدھی پانی نکالنے کی ہے۔ اسی سے آپ کا ارشاد واضح ہو گیا کہ اگر دنیا کی قیمت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کفار کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا پس کفار کو کھلانے پلانے اور انعامات سے نوازنے کی حکمت یہی ہے کہ "الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر"۔ (مرقاۃ ج۵ ص۲۵۵)

بَابٌ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ اسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُمَاشَةَ

سفیان بن وکیع، ابن ابی عدی، حماد بن سلمہ، ابو جعفر خطمی، محمد بن کعب قرظی، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ کلمات کہا کرتے تھے یعنی اے اللہ مجھے اپنی محبت عطاء فرما اور اس کی محبت بھی عطاء فرما جس کی محبت تیرے نزدیک فائدہ مند ہو۔ اے اللہ جو کچھ تو نے مجھے میری پسند کی چیز عطا کی ہے اسے اپنی پسند کی چیز کے لئے میری قوت بنا دے اے اللہ تو نے میری پسندیدہ چیزوں کے لئے میری فراغت کا سبب بنا دے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو جعفر خطمی کا نام عمیر بن یزید بن خماشہ ہے۔

تشریح: حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ قَالَ فَأَخَذَ بِكَفِّي فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي يَعْنِي فَرْجَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى

احمد بن منیع، ابواحمد زبیری، سعد بن اوس، بلال بن یحیی عبسی، شتیر بن شکل، حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے پڑھ کر اللہ کی پناہ مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ دعا پڑھی (یعنی۔ اے اللہ میں اپنے کانوں آنکھوں، زبان، دل اور منی (شرمگاہ) کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں) منی سے مراد شرم گاہ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں یعنی سعد بن اوس، بلال بن یحیی سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح: ''شَرِّ سَمْعِيْ'' سے مراد وہ باتیں سننا جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ ''شَرِّ بَصَرِيْ'' سے مراد وہ چیزیں دیکھنا جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے یعنی بدنظری کرنا۔ ''شَرِّ لِسَانِيْ'' سے مراد وہ باتیں بولنا جن سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔

شَرِّ مَنِيِّي: یعنی یہ اتنی غالب ہوجائے کہ آدمی زنا میں مبتلا ہوجائے یا اس سے زنا کے مقدمات مراد ہیں بعض علماء نے کہا کہ ''المنی'' جمع ''المنیۃ'' بمعنی ''طول الامل''۔ یعنی اس سے مراد لمبی لمبی امیدیں ہیں۔ بعض نے کہا کہ ''المنیۃ'' سے ''شرمن الموت'' مراد ہے اور ''شرالموت'' یہ ہے کہ انسان کسی قبیح عمل کی حالت میں موت میں گرفتار ہوجائے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ هٰذَا حَدِيثٌ

انصاری، معن، مالک، ابوزبیر مکی، طاوس یمانی، حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ان کو اس طرح سکھایا کرتے تھے، جس طرح ان کو قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے، (وہ دعا یہ ہے) اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ سے آخر تک (اے اللہ میں دوزخ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور میں زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری

حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

پناہ مانگتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے (یعنی۔اے اللہ میں تجھ سے دوزخ کی فتنے، دوزخ کے عذاب، قبر کے فتنے قبر کے عذاب و امیری کے فتنے، فقر کے فتنے اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اے اللہ میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی۔ اے اللہ میں سستی، بڑھاپے، گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: وَالْهَرَمِ: بڑھاپے کا آجانا وَالْمَغْرَمِ: وہ چیز جو انسان پر لازم ہوتی ہے مثلاً دین، قرض وغیرہ

وَالْمَأْثَمِ: ''ای الاثم، گناہ''

وَعَذَابِ النَّارِ: آگ والے لوگوں سے یعنی کفار کے اہل میں شمار کرنے سے پناہ چاہتا ہوں اور ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ کفار کو ہمیشہ کیلئے عذاب دیا جائے گا لیکن موحدین کی بداعمالیوں کے سبب کچھ وقت کیلئے جو سزا ہوگی وہ تادیباً ہوگی۔

مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ: یعنی ایسا فتنہ جو آگ کی طرف پہنچا دے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ فتنہ نار سے مراد جہنم کے داروغہ کا سوال ہو علی السبیل التوبیخ ''کما فی قوله تعالى كلما القى فيها فوج سألهم خزنتها الم يأتكم نذير''۔

وَعَذَابِ الْقَبْرِ: قبر سے مراد برزخ ہے فرشتوں کا لوہے کے گرز کے ساتھ مارنا اور ان لوگوں کا عذاب میں مبتلا ہونا جو منکر نکیر کے سوالات کے جوابات نہ دے سکیں۔

فِتْنَةِ الْغِنَى: اس سے مراد تکبر کرنا اور حرام ذرائع سے انسان کا مال جمع کرنا اور گناہ کی جگہ پر خرچ کرنا اور مال و جاہ پر فخر کرنا ہے

فِتْنَةِ الْفَقْرِ: اس سے مراد اغنیاء پر حسد کرنا ہے انکے اموال میں طمع لالچ پیدا کرنا اور اللہ کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرنا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ غنی کا فتنہ یہ ہے کہ مال جمع کرنے کی حرص اور مال کمانے کی محبت بغیر حلال کے ہو اور اس مال کو واجبات میں ادائیگی سے رُکنا اور اس کو حقوق میں نہ لگانا مراد ہے۔اور فقر کا فتنہ یہ ہے کہ فقر کی وجہ سے حلال حرام کی پرواہ نہ کر سکے لہٰذا فقر صبر کے ساتھ اور غنی شکر کے ساتھ ہو تو دونوں محمود ہیں اور صبر کے ساتھ ورنہ دونوں وبال کا سبب بن جائیں گے الحاصل فقر اور غنی میں

سے جو اللہ کے قرب کا ذریعہ بنے وہ مبارک ہے اور ان میں سے جو اللہ سے دوری کا ذریعہ بنے وہ محرومی ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۲۴)

ان تینوں کو خاص کرنے کی وجہ: یہاں تین دعائیں کی ہیں "اللھم اغسل"، "انق قلبی" اور "باعد بینی" ان تینوں کو خاص کی وجہ یہ بیان کی کہ ہو سکتا ہے ان تین دعاؤں سے تین زمانوں کی طرف اشارہ مقصود ہو۔ "اغسل" سے ماضی کی طرف اور "انق قلبی" سے حال کی طرف اور "باعد بینی" سے زمانہ استقبال کی طرف۔

ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ ان تین کو خاص کرنے سے مقصود صرف گناہوں کو مٹا دینا ہے "کقولہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا"

حَدَّثَنَا هَارُونُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ وَفَاتِهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا (یعنی۔ اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے اعلیٰ دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) سے ملا دے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: نبی کریمؐ نے یہ دعا اس وقت مانگی جب وفات کا وقت قریب تھا۔ اس دعا میں رفیق اعلیٰ کی مراد میں مختلف اقوال ہیں۔

اول: رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں رفیق مفرد ہے لیکن اس کا اطلاق جماعت پر ہوتا ہے۔ **ثانی:** بعض حضرات کے نزدیک یہ اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ہے رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس مراد ہے۔

ثالث: عند البعض اس سے مراد جبرئیل میکائیل اسرافیل کی رفاقت ہے۔ **رابع:** عند البعض اس سے مراد جنت ہے۔

خامس: اس سے انبیاء شہداء صدیقین صالحین کی جماعت مراد ہے "کما فی قولہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدا والصالحین الخ"۔

باب

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ هٰذَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو رہی تھی کہ میں نے آپ کو گم پایا میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک پر پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے (یعنی اے اللہ میں تیری رضا کے سبب تیری ناراضگی سے اور تیرے عفو کے سبب تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری اس طرح تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔ قتیبہ بھی اس حدیث کو یحییٰ بن سعد سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ زیادہ بیان کرتے ہیں (یعنی میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری اس طرح تعریف نہیں کرسکتا)

تشریح: عافاہ، معافاۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ خیر و عافیت سے ہونا احصا شمار کرنا، مقدار جاننا، پناہ کے معانی ہیں حمایت، نگرانی، سہارا، امداد نیز اللہ کی صفات بھی ہماری صفات کی طرح من وجہ مستقل ہیں۔ ہر صفت کا تقاضا ایک ہے جیسے جب ہم کسی سے خوش ہوتے ہیں تو مہربانی کا معاملہ کرتے ہیں اور ناراض ہوں تو پھر مہربانی کا معاملہ نہیں کرتے۔ اسی طرح اللہ کی رضا و معافات کا الگ ہی معاملہ ہے۔ اور اسی دعا کے اخیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراف کیا کہ کوئی بندہ اللہ کی تعریف کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ ہی اپنی حمد کما حقہ بیان کرسکتے ہیں کیونکہ تعریف کا مدار معرفت پر ہے اور بندوں کو اللہ کی معرفت حاصل نہیں تو پھر وہ اللہ کی تعریف کا پورا حق کیسے ادا کرسکتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کی کامل معرفت حاصل ہے اس لیے وہ اپنی تعریف کما حقہ کرسکتے ہیں۔

باب

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح دعا نہ کرے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ اسے چاہیے کہ سوال کو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ کرے کیونکہ اسے روکنے یا منع کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ایک ادب کا بیان ہے کہ دعا کرتے ہوئے پختہ عزم کے ساتھ دعا مانگی جائے اپنی دعا کو اللہ کی مشیت کے ساتھ معلق نہ کیا جائے مطلب یہ ہے کہ یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو ایسا کردے بلکہ دعا مانگنے میں پختہ عزم کرے۔ لامکرہ لہ کا مطلب ہے کہ اللہ کو دعا کی قبولیت سے روکنے یا منع کرنے پر کوئی جبر نہیں کرسکتا۔

باب

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

انصاری، معن، مالک، ابن شہاب، ابوعبداللہ اغر، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ روزانہ رات کو

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ

جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو دنیا کے آسمان پر آ جاتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تا کہ میں اسے قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے تا کہ میں اسے بخش دوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعبداللہ الاغر کا نام سلمان ہے۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو سعود، جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رفاعہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابواب الصلوۃ باب فی نزول الرب تبارک وتعالیٰ الی اسماء الدنیا کل لیلۃ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ أَرْجَى أَوْ نَحْوُ هٰذَا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی (دعا) یہ حدیث حسن ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رات کو آخری حصے میں مانگی جانے والی دعا افضل ہے اور اس کی قبولیت کی امید ہے۔ یا اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: قبولیت دعا کے بہترین اوقات بطور مثال کے دو ہیں ایک تہجد کا وقت دوسرا فرض نمازوں کے بعد گویا اس حدیث میں اجابت دعا کا وقت بتلادیا گیا ہے۔

باب

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ

عبداللہ بن عبدالرحمن، حیوۃ بن شریح حمصی، بقیۃ بن ولید، مسلم بن زیاد، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح یہ دعا پڑھے گا اس کے اس دن کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر شام کو پڑھے تو اس رات اس سرزد ہونے والے گناہ اللہ تعالیٰ معاف

وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

فرمادیں گے (یعنی اے اللہ ہم نے صبح کی، ہم تجھے تیرے عرش کے اٹھانے والوں، تیرے فرشتوں اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ تو اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ترجمہ سے واضح ہے۔

باب

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُ دُعَائَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنَّكَ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا وَأَبُو السَّلِيلِ اسْمُهُ ضُرَيْبُ بْنُ نُقَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ نُفَيْرٍ وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات آپ کی دعا سنی مجھ تک یہ پہنچا ہے کہ آپ فرما رہے تھے (یعنی اے اللہ میرے گناہ معاف فرما، میرے گھر میں کشادگی پیدا فرما اور جو کچھ مجھے یاد ہے اس میں برکت پیدا فرما۔) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس میں دیکھا کہ کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔ ابوسلیل کا نام ضریب بن نقیر ہے انہیں نفیر بھی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ایک دعا کا بیان ہے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو جامع قرار دیا کہ اس دعا میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں آ گئی ہیں۔

باب

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ لِأَصْحَابِهِ اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

علی بن حجر، ابن مبارک، یحیی بن ایوب، عبیداللہ بن زحر، خالد بن ابی عمران، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے یہ دعا کیے بغیر اٹھے ہوں (یعنی اے اللہ ہم میں اپنے خوف کو اتنا تقسیم کر دے کہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی فرمانبرداری ہم میں اتنی تقسیم کر دے کہ وہ ہمیں

مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

جنت تک پہنچا دے اور اتنا یقین تقسیم کر دے کہ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری ساعت، بصر اور قوت سے مستفید کر اور اسے ہمارا وارث کر دے۔ اے اللہ ہمارا انتقام اسی تک محدود کر دے جو ہم پر ظلم کرے۔ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطاء فرما ہمارے دین میں مصیبت نازل نہ فرما، دنیا ہی کو ہمارا اصل مقصد نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کو خالد بن ابی عمران سے وہ نافع سے اور وہ ابن عمر سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل کلمات ارشاد فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ: اے اللہ ہمیں اپنی خشیت میں سے اتنا نصیب فرما۔ جو ہمارے درمیان اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔ یعنی ہم آپ کے ڈر سے آپ کی نافرمانی نہ کریں۔

وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا: اور اپنی طاعت میں سے اتنا نصیب فرما جس کے ذریعے آپ ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دیں یعنی نیک اعمال کی توفیق عطا فرما۔ **وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا:** اور ایمان و یقین میں سے اتنا نصیب فرما جس کے ذریعہ آپ ہم پر دنیا کے مصائب آسان فرما دیں۔

وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا: اور ہمیں مستفید فرما، ہماری ساعت، بصارت اور قوت سے جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں اور اس استفادہ کو ہمارا وارث بنا یعنی آخیر عمر تک۔

وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا: اوّل: ہ ضمیر مذکور کی تاویل میں ہو کر اسماع و ابصار و قوت کی طرف لوٹ رہی ہے اس صورت میں جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب تک ہم زندہ رہیں ہمیں کانوں، آنکھوں و قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی ہمت عطا فرما۔

ثانی: یا یہ ضمیر متعنا میں ''تمتع'' مصدر کی طرف لوٹ رہی ہے معنیٰ یہ ہے کہ کانوں، آنکھوں اور قوتوں سے فائدہ اٹھانا ہمارے لئے برقرار رکھ۔ ثالث: اجعلہ میں ہ ضمیر ''جعل'' کی طرف لوٹ رہی ہے مطلب یہ ہے کہ تو ہمارا وارث پیدا فرما دے، ہمیں بغیر وارث کے نہ چھوڑ نا یعنی ہمیں کلالہ نہ بنانا۔

وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا: اور ہمارا بدلہ ان کیخلاف نکال جس نے ہم پر ظلم کیا یعنی ظالموں سے بدلہ لینے پر ہمیں قدرت عطا فرما

وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا: اور ہماری ان لوگوں کے خلاف مدد فرما جو ہم سے دشمنی رکھیں۔

وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا: اور ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ ڈال یعنی ہمیں ایسے کاموں میں مبتلا نہ فرما جو ہمارے لئے نقصان دین کا باعث بنیں۔

وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا: اور دنیا کو ہماری بڑی فکر اور ہمارے علم کا منتہی نہ بنا یعنی ہماری ساری محنت دنیا کے لئے نہ ہو اور ہمارا سارا علم دنیا کی نذر ہو کر نہ رہ جائے۔

وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا: اور ہم پر اس شخص کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہمیں کفار اور ظالم کے سامنے مغلوب نہ کرنا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایسے ظالم لوگوں کو ہمارا حکمران نہ بنانا کیونکہ ظالم اپنے ماتحتوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ يَا بُنَيَّ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُهُنَّ قَالَ الْزَمْهُنَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

محمد بن بشار، ابو عاصم، عثمان شحام، حضرت مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ دعا کرتے ہوئے سنا (ترجمہ۔ اے اللہ میں تجھ سے غم، سستی اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں) تو پوچھا کہ بیٹے یہ دعا تم نے کس سے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ سے۔ فرمانے لگے تو پھر ہمیشہ اسے پڑھتے رہا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ماقبل میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تم انہیں پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمادیں اور اگر تمہیں بخش دیا ہو تو تمہارے درجات بلند کریں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بلند اور عظیم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم وکریم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کی ذات پاک ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے) علی بن خشرم کہتے ہیں کہ علی بن حسین بن واقد بھی اپنے والد سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس میں آخر میں الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے الفاظ زیادہ ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابواسحاق کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

ابواسحاق، حارث سے اور وہ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔

بَاب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ مَرَّةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ وَرَوَى بَعْضُهُمْ وَهُوَ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ يُونُسَ فَقَالُوا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ يُوسُفَ

محمد بن یحیی، محمد بن یوسف، یونس بن ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن سعد، محمد، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذوالنون (حضرت یونس علیہ السلام) کی مچھلی کے پیٹ مین کی جانے والی دعا ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اسے پڑھ کر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ وہ یہ ہے (یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات پاک ہے۔ مین ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہو۔) محمد بن یوسف کبھی یہ حدیث ابراہیم بن محمد بن سعد کے واسطے سے سعد سے نقل کرتے ہیں اور کئی راوی یہ حدیث یونس بن اسحاق سے وہ ابراہیم بن محمد بن سعد سے اور وہ سعد سے نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں یہ نہیں کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ابواحمد زبیری اسے یونس سے وہ ابراہیم بن محمد بن سعد سے وہ اپنے والد سے اور وہ سعد سے محمد بن یوسف ہی کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تشریح: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ: اس سے صاحب حوت حضرت یونس علیہ السلام مراد ہیں۔ ان کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نینوی کے رہنے والوں کی طرف مبعوث کیا انہوں نے اپنی قوم والوں کو ہدایت کی دعوت دی جسے انہوں نے ٹھکرا دیا اور ایمان لانے سے انکار کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے پاس یہ وحی بھیجی کہ تم اپنی قوم کو آگاہ کر دو کہ تین دن کے اندر تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو آگاہ کر دیا اور خود اس شہر سے نکل آئے وقت مقرر پر ایک سیاہ ابر ظاہر ہوا اور قریب ہوتے ہوئے اس شہر پر آ کر رک گیا اور اس میں سے ایک قسم کا دھواں نکلنے لگا جب شہر والوں نے دیکھا کہ اب عذاب نازل ہونے والا ہے تو سب لوگ اپنی اولاد بیویوں جانوروں کو لے کر شہر کے باہر جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے وہاں سب نے مل کر آہ وزاری کی تو ان سے اللہ نے عذاب ٹال دیا جب کچھ دنوں بعد حضرت یونس علیہ السلام واپس آئے دیکھا کہ وہ بستی جوں کی توں ہے ان پر کوئی عذاب نہیں آیا شرمندہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو گئے اور دریا پر چلے گئے تا کہ اس پار جائیں کشتی تیار تھی وہ کشتی میں بیٹھ گئے ان کے بیٹھتے ہی ایسا محسوس ہوا جیسے کشتی ایک جگہ جم گئی ہو کشتی نہیں چلتی تھی۔ ملاح نے کہا کہ ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ اس میں بھگوڑا غلام بیٹھا ہوا ہے اس کے بعد انہوں نے کشتی میں سوار آدمیوں میں قرع ڈالا تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا لوگوں نے دوسری تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا تو انہی کا نام نکلا حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ بے شک میں ہی بھاگا ہوا ہوں اس کے بعد وہ خود ہی دریا میں کود گئے اور ایک مچھلی نے اللہ کے حکم سے ان کو نگل لیا اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں اپنے پیٹ میں محفوظ رکھے مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو لیکر کبھی دریائے نیل، دریائے فارس اور دریائے دجلہ میں پھرتی رہی اور حضرت یونس علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کرتے رہے "لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین"۔ اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں نصیبین کے ساحل پر جو شام کا ایک شہر ہے چھوڑ دے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ يُوسُفُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یوسف بن حماد بصری، عبدالاعلی، سعید، قتادہ، ابورافع، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں۔ جس نے انہیں یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ یوسف، عبدالاعلی سے وہ ہشام سے وہ محمد بن حسان سے وہ محمد بن سیرین سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔

تشریح: اللہ پاک کے بہت نام ہیں جن میں سے ایک ذاتی ہے باقی نام صفاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں یا نہیں اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ **قول اول:** بعض حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی نہیں ہیں۔

قول ثانی: جمہور حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں۔

توقیفی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سماع اور اذن شارع پر موقوف ہیں یعنی جو نام شریعت سے منقول ہیں وہی کہنے چاہئیں اپنی طرف سے کوئی نام نہیں لینا چاہئے اگرچہ وہ نام معنی کے اعتبار سے شریعت سے منقول نام کے مطابق کیوں نہ ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کو عالم کہا جا سکتا ہے عاقل نہیں کہا جا سکتا جواد کہا جا سکتا ہے اور سخی نہیں اور اللہ کو شافی کہا جا سکتا ہے طبیب نہیں۔

اسماء حسنی کی تعداد کتنی ہے؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

قول اوّل: بعض حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اس سے زائد نہیں اور یہی مشہور ہے۔

قول ثانی: جمہور حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے کے عدد میں منحصر نہیں بلکہ اس سے بھی زائد ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے احکم الحاکمین، احسن الخالقین، ارحم الراحمین، مجید، اعلیٰ، مولی، بصیر، محیط، ذوالمعارج، ذوالقوۃ، ذوالطول، العلام، الکافی جیسے نام بھی موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف ان ننانوے سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کو کسی خاص عدد میں منحصر نہیں کر سکتے۔ (واللہ اعلم)

مَنْ أَحْصَاهَا: اس کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔

اول: معنی تو وہی ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی ان ناموں کو یاد کیا اور یہی قول صحیح ہے اسی وجہ سے بعض روایات میں ''احصاہا'' کی بجائے ''فحفظہا'' کے الفاظ ہیں۔

ثانی: بعض علماء نے کہا کہ ان کے معنی ہیں ان کو پڑھنا یا ایمان لانا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ انکے معانی جاننا اور ان پر عمل کرنا۔

ثالث: ہر نام کو علیحدہ علیحدہ پڑھنا گویا پڑھنے والا ان کو شمار کر رہا ہے، یعنی اکٹھے ملا کر فر فر نہ پڑھنا۔

رابع: اسماء کو جاننا اور ان کے معانی میں تدبر کرنا **خامس:** ناموں کو یاد کرنا ان کو سمجھنا اور ان کے مقتضاء پر عمل کرنا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سب سے زیادہ مشہور اللہ ہے اور عند البعض اللہ اسم اعظم ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں جو انہیں یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ (وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رحمن، رحیم، بادشاہ، برائیوں سے پاک، بے عیب، امن دینے والا، محافظ، غالب، زبردست، بڑائی والا، پیدا کرنے والا، جان ڈالنے والا، صورت دینے والا، درگزر فرمانے والا، سب کو قابو میں رکھنے والا، بہت عطا فرمانے والا، بہت روزی دینے والا، سب سے بڑا مشکل کشا، بہت جاننے والا، روزی تنگ کرنے والا، روزی کشادہ کرنے والا، پست کرنے والا، بلند کرنے والا، عزت دینے والا، ذلت دینے والا، سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا، حکم کرنے والا، انصاف کرنے والا، باریک بین، دل کی باتوں پر خبردار، باخبر، بردبار، بڑا بزرگ، بہت بخشنے والا، قدردان، بلند مرتبہ، بہت بڑا، محافظ، قوت دینے والا، کفایت کرنے والا، بڑے مرتبے والا، بہت کرم والا، بڑا نگہبان، دعائیں قبول کرنے

الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّئُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

والا، وسعت والا، حکمتوں والا، محبت کرنے والا، بڑا بزرگ، مردوں کو زندہ کرنے والا، حاضر و ناظر، برحق، بڑا کارساز، بہت بڑی قوت والا، شدید قوت والا، مددگار، لائق تعریف، شمار میں رکھنے، پہلی بار پیدا کرنے والا، دوبارہ پیدا کرنے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا، قائم رکھنے والا، پانے والا، بزرگی والا، تنہا، بے نیاز، قادر، پوری طاقت والا، آگے کرنے والا، پیچھے رکھنے والا، سب سے پہلے، سب کے بعد، ظاہر، پوشیدہ، متصرف، بلند و برتر، اچھے سلوک والا، بہت توبہ قبول کرنیوالا، بدلہ لینے والا، بہت معاف کرنے والا بہت مشفق، ملکوں کا مالک، جلال و اکرام والا، عدل کرنے والا، جمع کرنے والا، بے نیاز، غنی بنانے والا، روکنے والا، ضرر پہنچانے والا، نفع دینے والا ہدایت دینے والا، بے مثال ایجاد کرنے والا، باقی رہنے والا، نیکی کو پسند کرنے والا، صبر و تحمل والا۔ یہ حدیث غریب ہے

حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ ذِكْرَ الْأَسْمَاءِ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءَ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ

صفوان بن صالح سے کئی رواۃ نے روایت کیا۔ ہم اسے صرف صفوان کی روایت سے جانتے ہیں صفوان محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد سندوں سے مروی ہے لیکن اسماء الٰہی کا ذکر ہمارے علم کے مطابق صرف اسی روایت میں ہے۔ آدم ابن ابی ایاس نے دوسری سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسماء کا ذکر بھی کیا لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْأَسْمَاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابن ابی عمر، سفیان، ابوزناد، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث میں ناموں کا تفصیلی ذکر نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوالیمان نے

صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَسْمَاءَ

بواسطہ شعیب بن ابی حمزہ ابوزناد سے یہ حدیث روایت کی لیکن اس میں ناموں کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح: اسماء حسنیٰ کی تفصیل، خصوصیات ان کی تشریحات کے متعلق بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعت لی جائے۔

باب

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَنَّ حُمَيْدًا الْمَكِّيَّ مَوْلَى ابْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قُلْتُ وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

ابراہیم بن یعقوب، زید بن حباب، حمید مکی مولیٰ بن علقمہ، عطاء بن ابی رباح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جنت کے باغوں پر سے گزرو تو وہاں چرا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجدیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان میں چرنا کس طرح ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ کہنا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ هُوَ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث، ان کے والد، محمد بن ثابت بنانی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جنت کے باغوں پر سے گزرو تو وہیں چرا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کے حلقے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے ثابت عن انس کی حدیث سے۔

تشریح: إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ: یہ تسمیۃ الشئ باسم مایؤول الیہ کے قبیل سے ہے۔

فَارْتَعُوا: یعنی اپنے حصے کا لے لینا مطلب یہ ہے کہ جب تم کسی ایسی مجلس کے پاس سے گذرو جہاں لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو تم بھی اس میں شریک مجلس بن کر اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں مشغول ہو جایا کرو۔

امام نوویؒ نے فرمایا کہ جس طرح ذکر کرنا مستحب ہے اس طرح ذکر کے حلقے میں بیٹھنا بھی مستحب ہے نیز ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی لیکن افضل یہ ہے کہ ذکر زبان وقلب دونوں سے ہو۔ مرقات میں ہے کہ کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا کہ میں ذکر

زبان سے کرتا ہوں جبکہ دل غافل ہوتا ہے تو شیخ نے اس پر کہا کہ ذکر کر اور شکر کر کہ اللہ نے تیرے ایک عضو کو اپنی یاد میں مشغول کر دیا ہے اور اللہ سے سوال کر کہ وہ ذات تیرے دل کو اپنی یاد میں حضوری نصیب کرے۔ (مرقاۃ ج۵ ص ۶۴، ۶۵)

بَابٌ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا فَلَمَّا احْتُضِرَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ اللّٰهُمَّ اخْلُفْ فِي أَهْلِي خَيْرًا مِنِّي فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ عِنْدَ اللهِ اَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھے (یعنی ہم سب اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔ اے اللہ میں اپنے مصیبت کا ثواب تجھ سے چاہتا ہوں۔ مجھے اس کا اجر عطا فرما اور اس کے بدلے بہتر چیز عطا فرما) پھر جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ میری بیوی کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرما۔ جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے، تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے، اور اس کے علاوہ اور سند سے بھی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے واسطے سے منقول ہے۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد ہے۔

تشریح: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ بن الاسد ہے سابقین فی الاسلام میں سے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے ان کی شادی آپ کی پھوپھی حضرت برہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی حضرت ام سلمہؓ سے ہوئی تھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد غزوہ بدر اور احد میں بھی شریک ہوئے غزوہ احد میں ان کو ایسا زخم لگا کہ پھر اسی زخم کی وجہ سے سن چار ہجری میں ان کی وفات ہو گئی۔

حدیث الباب کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ مذکورہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں۔ حدیث الباب میں بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ کے شوہر حضرت ابوسلمہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت ام سلمہؓ نے درج بالا دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر ان کو عطا فرما دیا اور ان کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گئی۔

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یوسف بن عیسیٰ، فضل بن موسیٰ، سلمہ بن وردان، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ

اللہ کونسی دعا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب سے عافیت اور دنیا وآخرت میں معافی مانگا کرو۔ وہ شخص دوسرے دن پھر حاضر ہوا اور وہی سوال کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ وہ شخص تیسرے دن پھر حاضر ہوا اور وہی سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے دنیا و آخرت میں عافیت مل گئی پھر تو کامیاب ہوگیا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلمہ بن وردان ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قُولِي اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ بن سعید، جعفر بن سلیمان ضبعی، کہمس بن حسن، عبداللہ بن بریدہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کونسی رات ہے تو کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو ہی پسند فرماتا ہے۔ پس مجھے معاف فرما دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ فَقَالَ لِي يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللهِ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

احمد بن منیع، عبیدہ بن حمید، یزید بن ابی زیاد، عبداللہ بن حارث، حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز بتائیے کہ میں رب سے مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عافیت مانگا کرو۔ میں تھوڑے دن بعد پھر گیا اور وہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔ یہ حدیث صحیح ہے اور عبداللہ وہ عبداللہ بن حارث بن نوفل ہیں۔ ان کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

تشریح: سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ: یعنی دین اور بدن میں عافیت کا اپنے رب سے سوال کر۔ عافیت کہتے ہیں کہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں سستی سے بچنا اور معافات کہتے ہیں کہ بندوں کے حقوق پورا کرنے میں سستی کرنے سے بچنا تو مطلب یہ ہوگا کہ اپنے رب سے دعا کر کہ وہ دونوں جہانوں دنیا اور آخرت میں اپنے اور بندوں کے حقوق میں سستی سے تجھ کو محفوظ فرمائے۔

سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ: عفو سے گناہوں کا مٹ جانا اور عیوب پر پردہ پڑ جانا مراد ہے۔

اَلْعَافِيَةَ: اس کا ایک معنی ہے کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے عافیت دے اور لوگوں کو تجھ سے عافیت دے اور ایک مطلب یہ ہے کہ تو لوگوں کو معاف کرے اور لوگ تجھ کو معاف کریں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ عافیت سے مراد سلامتی ہے کہ دین میں فتنہ سے سلامتی اور بدن میں بری بیماری اور سخت محنت سے سلامتی مراد ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَنْفَلٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُقَالُ لَهُ زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَرَفِيُّ وَكَانَ يَسْكُنُ عَرَفَاتٍ وَتَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے (یعنی۔ اے اللہ میرے لئے خیر پسند فرما اور میرے کام میں برکت پیدا فرما۔) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زنفل کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ انہیں زنفل بن عبداللہ العرفی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عرفات میں رہائش پذیر تھے۔ زنفل بن عبداللہ اس حدیث میں منفرد ہیں۔ اور ان کا کوئی متابع نہیں۔

تشریح: یہ حدیث ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی صلوۃ الاستخارہ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کا راوی زنفل بن عبداللہ ضعیف ہے اس راوی کی نسبت عرفی تھی کیونکہ یہ عرفہ میں رہتا تھا۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ زَيْدَ بْنَ سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ

اسحاق بن منصور، حبان بن ہلال، ابان بن یزید عطار، یحیی، زید بن سلام، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نصف ایمان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ آسمانوں اور زمین کو بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ ایمان کی دلیل ہے، صبر روشنی ہے، قرآن (تیری) نجات یا ہلاکت کی حجت ہے اور ہر شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو بیچ رہا ہوتا ہے پھر یا تو وہ اسے (اطاعت و

حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فرمانبرداری) کی وجہ سے آزاد کرا لیتا ہے یا پھر (نافرمانی کر کے) خود کو برباد کر لیتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں وضو کو شطر ایمان کہا گیا اور یہ بھی ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ میزان کو بھر دیتے ہیں یا آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں اور حدیث کے الفاظ کی وضاحت ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا دُونَ اللّٰهِ حِجَابٌ حَتّٰى تَخْلُصَ إِلَيْهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

حسن بن عرفہ، اسماعیل بن عیاش، عبدالرحمن بن زیاد، عبداللہ بن یزید، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ نصف میزان ہے اور الْحَمْدُ لِلّٰهِ اس کو بھر دیتا ہے اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ تک سیدھا پہنچتا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور یہ سند قوی نہیں۔

سند پر کلام: اس حدیث کی سند ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش حمصی کی حدیثیں شامی محدثین سے تو ٹھیک ہوتی ہیں ان کے علاوہ والی روایات قابل ٹھیک نہیں ہوتیں۔ دوسرا یہ کہ وہ یہ روایت عبدالرحمان بن زیاد بن انعم افریقی سے کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ جُرَيٍّ النَّهْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ عَدَّهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِي أَوْ فِي يَدِهِ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

ہناد، ابوالاحوص، ابواسحاق، جری نہدی، قبیلہ بنو سلیم کے ایک شخص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یا میرے ہاتھ پر یہ چیزیں گن کر بتائیں کہ تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) نصف میزان الْحَمْدُ لِلّٰهِ کامل میزان اور اللّٰهُ أَكْبَرُ آسمان و زمین کے درمیان خلاء کو بھر دیتا ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور پاکی نصف ایمان ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے ابواسحاق سے نقل کیا ہے۔

تشریح: تسبیح آدھی ترازو ہے اور تحمید ترازو کو بھر دیتی ہے۔ نیز تحمید کا ثواب تسبیح سے دوگنا ہے کیونکہ تحمید مثبت معرفت ہے۔ اور تسبیح منفی معرفت ہے اور مثبت کا مرتبہ منفی سے بڑھا ہوا ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ وَكَانَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي نَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيئُ بِهِ الرِّيحُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقوف عرفات کے موقع پر زوال کے بعد اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ (یعنی ۔اے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں جس طرح تو خود بیان کرے اور ہمارے بیان کرنے سے بہتر۔اے اللہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت اور میرا لوٹنا تیری ہی طرف ہے۔اے اللہ میری میراث بھی تیرے ہی لئے ہے۔اے اللہ میں تجھ سے عذاب قبر، سینے کے وسوسے اور (کسی) کام کی پریشانی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اے اللہ میں تجھ سے اس شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ہوا لاتی ہے یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور یہ سند قوی نہیں۔

تشریح: عَشِيَّةَ عَرَفَةَ: عرفہ کی شام یعنی زوال کے بعد وقوف عرفہ میں۔کالذی تقول جس طرح تو خود اپنی تعریف کرتا ہے۔ مَآبِي: میرا لوٹنا۔ تُرَاثِي: میری باقی ماندہ چیز یعنی میراث ترکہ۔ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ: سینے کے وسوسے اور خیال حدیث کی مزید وضاحت ترجمہ سے واضح ہے۔

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے قیس بن ربیع الاسدی ابو محمد کوفی صدوق ہیں لیکن جب یہ راوی بوڑھا ہو گیا تھا تو اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں ایسی حدیثیں داخل کر دی تھیں جو اس کی حدیثیں نہیں تھیں اور اس نے بیان کیں اس لئے اس کا اعتبار ختم ہو گیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ

محمد بن حاتم، عمار بن محمد بن اخت سفیان ثوری، لیث بن ابی سلیم، عبدالرحمن بن سابط، حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں کیں جو ہمیں یاد نہ ہو سکیں تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بہت سی دعائیں کیں جنہیں ہم یاد نہ کر سکے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ وہ تمام دعاؤں کو جمع کر دے تم یہ دعا کیا کرو۔ (یعنی اے اللہ ہم تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتے ہیں جس کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا اور ہر اس چیز

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی، تو ہی مددگار ہے، تو ہی خیر و شر کا پہنچانے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت بھی صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بہت ساری دعائیں ایسی ہیں کہ جن کو یاد کرنا ہمارے بس کی بات نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو ایسی دعا بتلاتا ہوں جو تمام دعاؤں کو جامع ہے اور وہ تمام امور کو بھی شامل ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو عربی میں دعا یاد کرنا مشکل ہو تو وہ اپنی مادری زبان میں بھی دعا مانگ سکتا ہے۔

باب

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ أَبِي كَعْبٍ صَاحِبِ الْحَرِيرِ حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ قَالَتْ كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَكْثَرَ دُعَائَكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ فَتَلَا مُعَاذٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

ابوموسیٰ انصاری، معاذ بن معاذ، ابوکعب صاحب الحریر، حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ام سلمہؓ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا آپ اکثر یہ دعا کرتے تھے (یعنی۔ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ) پھر فرمانے لگیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اکثر یہی دعا کیوں کرتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو۔ جسے چاہتا ہے (دین حق پر) قائم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ پھر حدیث کے راوی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (یعنی اے اللہ ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کر۔) اس باب میں حضرت عائشہؓ، نواس بن سمعان، انس، جابر، عبداللہ بن عمرو، نعیم بن ہمار سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے پڑھتے تھے۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ، ام سلمہ کہتی ہیں پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ بکثرت

یہ دعا کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے پس جس کا دل چاہتا ہے دین پر قائم رکھتا ہے اور جس کا دل چاہتا ہے دین سے پھیر دیتا ہے یہ حدیث بمع شرح ماقبل ابواب القدر باب ماجاء ان القلوب بین اصبع الرحمن کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

باب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْأَرَقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَالْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُرْوَى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

محمد بن حاتم مودب، حکم بن ظہیر، علقمہ بن مرثد، سلیمان بن بریدہ، حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خالد بن ولید مخزومی نے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں کسی وسوسے یا خوف کی وجہ سے سو نہیں سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھا کرو (یعنی۔ اے اللہ اے سات آسمانوں اور ان کے سائے میں چلنے والوں کے رب، اے زمین والوں کو پالنے والے، اے شیاطین اور ان کے گمراہ کئے ہوئے لوگوں کے رب اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے نجات دے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے۔ تیری پناہ میں آیا ہوا غالب ہے۔ تیری ثنا برتر ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، معبود صرف تو ہی ہے۔) اس حدیث کی سند قوی نہیں کیونکہ حکم بن ظہیر سے بعض محدثین نے احادیث نقل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ پھر اس کے علاوہ ایک اور سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے لیکن وہ مرسل ہے۔

تشریح: أَظَلَّتْ: سایہ أَقَلَّتْ: بوجھ اٹھانا أَوَيْتَ: اوی یاوی ٹھکانا لگانا يَفْرُطَ: زیادتی کرنا يَبْغِيَ: ظلم کرے عَزَّ جَارُكَ: تیری ہمسائیگی اور پڑوس غالب ہے جَلَّ ثَنَاؤُكَ: تیری حمد وثنا بلند و برتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو نیند آنے کا وظیفہ بتادیا کہ اگر رات کو نیند نہ آئے تو جب بستر پر لیٹ جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرٹ جو حدیث شریف میں مذکورہ دعا ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی نیند میں ڈر جائے تو یہ دعا پڑھے (یعنی۔ میں اللہ کے

قَالَ إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

غضب، عقاب، اس کے بندوں کے فساد، شیطانی وساوس اور ان (شیطانوں) کے ہمارے پاس آنے سے اللہ کے پورے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں) اگر وہ یہ دعا پڑھے گا تو وہ خواب اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ عبدالرحمن بن عمرو یہ دعا اپنے بالغ بچوں کو سکھایا کرتے تھے اور نابالغ بچوں کے لئے لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: الحاصل یہ ہے کہ نیند میں ڈرنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گلے میں ان تعویذات کا ڈالنا یا لٹکانا جائز ہے جو شرکیہ اور کفریہ کلمات پر مشتمل نہ ہوں۔ انکے علاوہ جو تعویذات شرکیہ کفریہ کلمات پر مشتمل ہوں ان کا ڈالنا حرام ہے۔ جھاڑ پھونک کے متعلق کتاب الطب باب ماجاء فی کراھیۃ الرقیۃ اور کچھ شرح باب ماجاء فی کراھیۃ التعلیق کے عنوان کے تحت بھی گزر چکی ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابووائل، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں (راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے پوچھا کہ کیا تم نے خود ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا؟ انہوں نے فرمایا ہاں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی لئے اس نے ظاہری اور چھپی ہوئی تمام فواحش کو حرام قرار دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف سب سے زیادہ پسند ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف بیان فرمائی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ: غیرت کے معنی ہیں اپنی محبوب یا محترم چیز پر کسی کی دست درازی کے خلاف غصہ و ناگواری اسی طرح بیوی کے دوسرے مرد کی طرف رجحان ہونے پر غصہ و ناگواری اختیار کرنا: پس اللہ تعالیٰ اپنے کنبہ سے دست درازی کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

قتیبہ، لیث، یزید بن ابی حبیب، ابوالخیر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَأَبُو الْخَيْرِ اسْمُهُ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ

نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا بتایئے جو میں نماز میں مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کو معاف کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں۔ مجھے بھی معاف کردے اور اپنی طرف سے مغفرت اور رحم فرما کیوں کہ تو بخشش اور رحم کرنے والا ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوالخیر کا نام مرثد بن عبداللہ یزنی ہے۔

تشریح: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر بتائی کہ ایسی دعا بتایئے کہ جس کو میں نماز میں تشہد کے بعد مانگا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دعا سکھلائی ''اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا''۔

باب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الرُّحَيْلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَخِي زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ قَالَ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سخت امر آن پڑتا تو یہ دعا کرتے (یعنی اے زندہ اور (زمین و آسمان) کو قائم رکھنے والے تیری رحمت کے وسیلے سے میں فریاد کرتا ہوں) اسی سند سے یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ذا الجلال والاکرام کو لازم پکڑو (یعنی اے بڑائی اور بزرگی والے) یہ حدیث غریب ہے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ وَإِنَّمَا يُرْوَى هٰذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا أَصَحُّ وَمُؤَمَّلٌ غَلِطَ فِيهِ

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمود بن غیلان اس حدیث کو مؤمل سے وہ حماد بن سلمہ سے وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پڑھتے رہا کرو۔ یہ حدیث غریب اور غیر محفوظ ہے۔ حماد بن سلمہ سے بھی حمید کے حوالے سے حسن بصری سے مرفوعاً منقول ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ مؤمل نے اس میں غلطی کی ہے وہ حمید کے واسطے سے

فَقَالَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَا يُتَابَعُ فِيهِ

انس سے روایت کرتے ہیں۔ان کا کوئی متابع نہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو کوئی سخت غم و پریشانی آجائے تو اس دعا کو زیادہ سے زیادہ مانگنا چاہیے اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ اس کی پریشانی دور ہو جائے گی۔

أَلِظُّوا: چمٹے رہنا، لگے رہنا ''أَلِظُّوا بالمكان'' کسی جگہ مستقل قیام کرنا

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی یزید بن ابان ابوعمرو بصری واعظ ضعیف راوی ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ عَنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا أَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ قَالَ فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ قَالَ سَأَلْتَ اللهَ الْبَلَاءَ فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

محمود بن غیلان، وکیع، سفیان، جریری، ابوالورد، جلاج، حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس طرح دعا مانگتے ہوئے دیکھا (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ پوری نعمت کیا ہے؟ اُس نے کہا اس سے مراد ایسی دعا ہے جس میں خیر کی امید ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام نعمت سے مراد دوزخ سے نجات اور جنت میں داخل ہونا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور شخص کو یا ذا الجلال والاکرام کہتے ہوئے سنا تو فرمایا تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے، لہٰذا سوال کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ سے صبر مانگتے ہوئے سنا تو فرمایا یہ تو بلاء ہے تم اللہ سے عافیت مانگو۔ احمد بن منیع بھی اسماعیل سے اور وہ جریری سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنْ

حسن بن عرفہ، اسماعیل بن عیاش، عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین، شہر بن حوشب، حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے بستر پر سونے کے لئے پاک ہو کر جائے اور نیند آنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہے وہ رات کے کسی بھی حصے میں اللہ سے دنیا اور آخرت کی جو بھلائی بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرمائیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور شہر بن حوشب سے منقول ہے

شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ ابوظبیہ سے وہ عمرو بن عبسہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں باوضو سونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ کہ جو شخص وضو کر کے سوئے اور نیند آنے تک اللہ جل شانہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ اور رات کو جب کسی وقت جاگ جائے تو دنیا و آخرت کی بھلائی سے متعلق اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ قَالَ أَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً فَقَالَ هَذَا مَا كَتَبَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا فِيهَا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

حسن بن عرفہ، اسماعیل بن عیاش، محمد بن زیاد، ابوراشد حبرانی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے مجھے ایک ورق دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھوایا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے صبح و شام پڑھنے کے لئے کوئی دعا بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھا کرو (یعنی اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ہی ہر چیز کا رب ہے اور مالک ہے۔ میں اپنے نفس کے شر شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ خود کوئی برائی کروں یا اسے کسی مسلمان سے کراؤں) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: ملیک سے مراد بادشاہ اور صاحب سلطنت ہے **أَقْتَرِفَ**: کمانا، **أَجُرَّهُ**: کھینچنا یہ ضمیر منصوب سوء کی طرف راجع ہے۔ اس حدیث میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک دعا پڑھنے کی بتلائی۔ جس کے شروع کے کلمات میں اللہ جل جلالہ کی عظمت و بڑائی کا ذکر ہے اور آخر میں نفس و شیطان کے شر اور برائی سے پناہ کا ذکر ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ الشَّجَرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ لِلْأَعْمَشِ سَمَاعًا مِنْ أَنَسٍ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ رَآهُ وَنَظَرَ إِلَيْهِ

وسلم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لاٹھی ماری تو اس کے پتے جھڑنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ سے اسی طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ اعمش نے انس سے کوئی حدیث سنی یا نہیں۔ البتہ اعمش نے انس کو دیکھا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کے جھڑنے کو ایک مثال سے سمجھایا ہے کہ جس طرح خشک پتوں والے درخت کی ٹہنی پکڑنے سے اس کے پتے جھڑتے ہیں اسی طرح اُس انسان کے گناہ جھڑتے ہیں جو ان اذکار کو پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ذکرواذکار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ السَّبَائِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلَى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوجِبَاتٍ وَمَحَى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوبِقَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤْمِنَاتٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قتیبہ، لیث، جلاح ابی کثیر، ابوعبدالرحمن حبلی، حضرت عمارہ بن شبیب سبائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مغرب کے بعد دس مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر دیں گے جو اس کی صبح تک شیطان سے حفاظت کریں گے۔ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گے۔ اور ہلاک کرنے والے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اسے دس مسلمان غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف لیث بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ عمارہ بن شبیب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا یا نہیں۔

تشریح: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ میں مغرب کی نماز کے بعد دس مرتبہ چوتھا کلمہ توحید پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے پڑھنے والے کی حفاظت کے لئے فرشتوں کی بھی ایک خاص جماعت مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی صبح تک حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کے پڑھنے والے کیلئے دس نیکیاں، دس گناہ معاف، دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ لِعِبَادِهِ

فَضْلِ التَّوْبَةِ: شریعت میں توبہ کی تعریف: امام طیبی نے فرمایا ''ترك الذنب لقبحه والندم على ما فرط منه والعزيمة على ترك المعاودة'' ۔گناہوں کوان کی قباحت کی وجہ سے ترک کرنا اوراس گناہ پر (جوصادر ہوگیا) ندامت اختیار کرنا اورآئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ گویا توبہ کے لئے چار شرطیں ہیں۔

اوّل: زبان سے توبہ کرے اور گناہ سے پیچھے ہٹ جائے۔ ثانی: گزشتہ گناہوں پر شرمندگی اور ندامت ہو۔

ثالث: آئندہ پختہ عزم کرے کہ گناہ نہیں کروں گا۔ رابع: امام نوویؒ نے فرمایا اگر گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہوتو اس کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ صاحب حق سے معاف کروایا جائے یا اس کا حق ادا کیا جائے۔ اور اگر گناہوں کا تعلق حقوق اللہ میں سے ہو اور ان حقوق کی ادائیگی ہوسکتی ہو جیسے عبادات کی قضاء تو ان کی قضا کی جائے اور تاخیر پر استغفار کیا جائے۔

اَلْاِسْتِغْفَارِ: ''اى طلب المغفرة من الله'' مغفرت طلب کرنا اور مغفرت کبھی توبہ کے ضمن میں آجاتی ہے اور کبھی توبہ، استغفار کے ضمن میں نہیں آتی اس لئے توبہ کا عنوان مستقل ذکر کیا۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۲)

مغفرت کی اصطلاحی تعریف: ''وهو محو الذنب وازالة اثره'' یعنی گناہوں کو مٹادینا اور اس کے اثر کو زائل کرنا ہے۔

وَالتَّوْبَةِ: چونکہ استغفار زبان سے متعلق ہے جبکہ توبہ کا تعلق جنان (قلب) کے ساتھ ہے، توبہ کا لغوی معنی ہے رجوع کرنا، یعنی لوٹنا یعنی معصیت سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف اور غیبت سے حضوری کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہ شریعت کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

توبہ اور استغفار میں فرق: اول: بعض حضرات نے کہا کہ ان دونوں میں فرق فقیر اور مسکین کی طرح ہے کہ جب ان کا ذکر جدا جدا ہو تو ان میں ترادف ہوتا ہے اور جب ان کا ذکر اکٹھے آئے تو ان میں افتراق ہوتا ہے یعنی ''اذا اجتمعا افترقا واذا افترقا اجتمعا'' یہاں بھی توبہ اور استغفار اکٹھے آئے ہیں اس لئے ان دونوں میں فرق ضروری ہے۔

ثانی: بعض حضرات نے یہ فرق بیان کیا کہ استغفار کا تعلق زمانہ ماضی سے ہے اور توبہ کا تعلق زمانہ استقبال سے ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ استغفار تو گناہ کو چھوڑ دینا ہے اور توبہ کہتے ہیں کہ آئندہ اطاعت اختیار کرنا۔

ثالث: استغفار کہتے ہیں ضرر کو دور کرنا اور توبہ کہتے ہیں کہ منفعت کو حاصل کرنا۔

رابع: استغفار اپنے لئے اور غیر کیلئے بھی ہوتی ہے جبکہ توبہ صرف اپنے لئے ہوتی ہے (التعلیق الصبیح ج ۳ ص ۱۱۷)۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ

ابن ابی عمر، سفیان، عاصم بن ابی نجود، حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں میں صفوان بن عسال کے پاس گیا تا کہ ان سے موزوں کے مسح کے بارے میں پوچھوں۔ وہ کہنے لگے زر کیوں آئے؟ میں

عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ إِنَّهُ حَكَّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتَ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ يَا مُحَمَّدُ فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا فَقَالَ وَاللهِ لَا أَغْضُضُ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ عَرْضِهِ أَوْ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا يَعْنِي لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

نے عرض کیا علم حاصل کرنے کے لئے۔ انہوں نے فرمایا فرشتے طالب علم کی طلب علم کی وجہ سے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے کہا۔ میں ایک صحابی ہوں میرے دل میں قضائے حاجت کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے متعلق تردد ہوا کہ کیا مسح کیا جاتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ میں تم سے یہی پوچھنے کے لئے آیا تھا کہ کیا اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ کہنے لگے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سفر کے دوران تین دن و رات تک موزے نہ اتارنے کا حکم دیا کرتے تھے، البتہ غسل جنابت اس حکم سے مستثنیٰ تھا۔ لیکن قضائے حاجت یا سونے کے بعد وضو کرنے پر یہی (یعنی مسح کا) حکم تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے متعلق بھی کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک اعرابی آیا اور زور سے پکارنے لگا یا محمد! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے اسی آواز سے حکم دیا کہ آؤ۔ ہم نے اس سے کہا تیری بربادی ہو اپنی آواز کو پست کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور تمہیں اس طرح آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ اعرابی کہنے لگا اللہ کی قسم! میں آواز دھیمی نہیں کروں گا۔ پھر کہنے لگا کہ ایک آدمی ایک قوم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے اب تک ملا بھی نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر صفوان مجھ سے باتیں کرتے رہے اور مجھے بتایا کہ مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر برس کی مسافت ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ وہ دروازہ شام کی جانب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی دن پیدا کیا تھا۔ جس دن آسمان و زمین بنائے تھے اور وہ توبہ کے لئے اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ قُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّهُ حَاكَ أَوْ حَكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا إِذَا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَوْ مُسَافِرِينَ أُمِرْنَا أَنْ لَا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ قَالَ فَقُلْتُ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ أَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَهْ إِنَّكَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ قَالَ زِرٌّ فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِي حَتَّى حَدَّثَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا الْآيَةَ

حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ علم کی تلاش میں۔ انہوں نے فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ فرشتے طالب علم کے عمل سے راضی ہوتے ہوئے اس کے لئے پر بچھاتے ہیں۔ حضرت زرؒ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا موزوں پر مسح کے بارے میں میرے دل میں شبہ پیدا ہوگیا ہے، کیا آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! ہم سفر میں ہوتے یا (فرمایا) ہم مسافر ہوتے تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم جنابت کے سوا پیشاب یا پاخانہ سے تین دن تک موزے نہ اتاریں۔ حضرت زر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے متعلق بھی کچھ یاد ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو مجلس کے آخر سے ایک بے سمجھ سخت اعرابی نے بلند آواز سے پکارا۔ اے محمد! صحابہ کرامؓ نے کہا چپ کر اس طرح پکارنا منع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر متوجہ ہو کر فرمایا ہاں آؤ۔ اس نے کہا ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ابھی تک ان سے مل نہیں سکا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا ہوگا۔ حضرت زر فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان نے باتیں کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب توبہ کا دروازہ بنایا۔ جس کی چوڑائی چالیس یا ستر برس کی مسافت ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ وہ دروازہ شام کی جانب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی دن پیدا کیا تھا جس دن آسمان و زمین بنائے تھے اور وہ توبہ کے لئے اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے (یعنی جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہوں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہیں پہنچائے گا)

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

ابراہیم بن یعقوب، علی بن عیاش حمصی، عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان، مکحول، جبیر بن نفیر، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک اس کی روح حلق تک نہ پہنچے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو محمد بن بشار ابو عامر عقدی سے وہ عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اپنے والد ثابت سے وہ مکحول سے وہ جبیر بن نفیر سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔

تشریح: مَا لَمْ يُغَرْغِرْ: اس کی نشانی یہ ہے کہ پانی اس کے منہ میں ڈالا جائے تو حلق سے نیچے نہ اترے یہ آخری درجہ زندگی کا ہے جب جسم وروح کا تعلق انقطاع کے بالکل قریب ہوتا ہے اور سانس پورے جسم سے نکل کر حلق میں آجاتی ہے حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب تک موت کا وقوع یقینی نہیں ہوتا اس وقت تک توبہ کی قبولیت ہوتی ہے مگر جب وقوع موت کا یقین ہو جاتا ہے پھر توبہ قبول نہیں ہوتی ''کمافی قوله تعالى وليست التوبة للذين يعملون السيات حتى اذا حضر احدهم الموت''۔ کہ مرتے وقت گناہوں سے اور کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ صاحب حق غرغرہ کی حالت میں اپنا حق معاف کردے یا کوئی وصیت کرے کسی کے لئے یا کسی کار خیر کی وصیت کرے تو اس کی وصیت معتبر نہ ہوگی۔ (مرقاۃ ص ۱۳۷ ج ۵)

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَنَسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

قتیبہ، مغیرۃ بن عبدالرحمن، ابوزناد، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو اپنا اونٹ کھونے کے بعد پانے پر خوش ہوتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابن مسعود، نعمان بن بشیر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ
حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث میں گناہگار مایوں کیلئے خوشخبری ہے کہ جب بھی تو گناہوں سے توبہ کرے گا تیری توبہ قبول کی جائیگی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربانی اور شفقت ہے کہ بندہ حالت غرغرہ سے قبل جب بھی اپنی بے راہ روی پر نادم ہوکر بارگاہ کریم کی طرف لوٹ آئے اور سچے دل سے توبہ کرے تو اس کیلئے توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف کردینگے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ وَيَغْفِرُ لَهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ عَنْ مُحَمَدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

قتیبہ، لیث، محمد بن قیس قاص عمر بن عبدالعزیز، ابوصرمہ، حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا میں نے تم لوگوں سے ایک بات چھپائی تھی وہ یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہیں کروگے تو اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا کرے گا تاکہ وہ گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن کعب بھی ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ قتیبہ نے یہ حدیث عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے غفرہ کے مولیٰ عمر سے انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے انہوں نے ابوایوب سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل نقل کی ہے۔

تشریح: امام طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرنے والوں کو تسلی دینا مقصود ہے یا گناہوں کی طرف راغب دلانا جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی سمجھا ہے۔ بلکہ گناہوں سے بچنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں اسی لئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو گناہ و معصیت کی دلدل سے نکال کر طاعت و عبادت کی طرف لگائیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر تم وہ صفات اختیار کرلو جو فرشتوں نے اختیار کی ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت تم کو وہ صفات عطا کردے گا جو صفات انسانوں کی ہوتی ہیں چونکہ انسان گناہ بھی کرتا ہے اور مغفرت بھی طلب کرتا ہے اور اللہ غفار ہے غفار کی صفت یہ ہے کہ وہ لوگوں کے گناہ بخشے جب لوگ اس سے بخشش مانگیں جیسے اللہ تعالیٰ رزاق ہے رزق اللہ ہی دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مجھ سے رزق مانگا جائے۔ الحاصل حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہئے اس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور جس سے اللہ خوش ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو بھی اس سے خوش کردیتا ہے اس حدیث میں ترغیب دی

گئی ہے توبہ کی اور نا امید ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عند اللہ ذنوب مطلوب ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس حدیث میں دنیا کا مزاج بتلا رہے ہیں کہ دنیا کے مزاج میں اللہ نے خیر بھی رکھی ہے اور شر بھی یعنی جہاں طاعات ہو رہی ہوں وہاں ذنوب بھی ہوتے رہیں گے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۲۹)

بَابٌ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحٰقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ فَائِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبداللہ بن اسحاق جوہری، ابو عاصم، کثیر بن فائد، سعید بن عبید، بکر بن عبداللہ مزنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے مغفرت کی امید رکھے گا۔ میں تجھے معاف کرتا رہوں گا۔ خواہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک ہی پہنچ جائیں۔ تب بھی اگر تو مجھ سے مغفرت مانگے گا تو میں تجھے معاف کردوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ کرنے کے بعد مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ تو نے شرک نہیں کیا تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت عطا کروں گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اللہ کی مغفرت کی وسعت کا ذکر ہے اور اس کے ذریعے سے بندے کو تسلی بھی ہے کہ اگر تمہارے گناہ اتنے بھی ہو جائیں تو پھر بھی مایوس نہیں ہونی چاہیے بلکہ اللہ رب العزت سے اس کی معافی مانگنی چاہیے اور اللہ سے امید کے ساتھ تہ دل سے معافی مانگو گے تو اللہ جل شانہ تمہاری توبہ قبول فرمالیں گے۔ اور نامہ اعمال سے گناہوں کو بالکل صاف کردیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارا عقیدہ توحید درست ہو۔

مَا دَعَوْتَنِي: ما مصدریہ ظرفیہ ہے۔ **عَلَى مَا كَانَ فِيكَ:** میں ما کا بیان محذوف ہے ای من المعاصی۔

بِقُرَابِهَا: قریب قریب، لگ بھگ۔ **خَطَايَا:** تمیز ہے لاتشرک جملہ حالیہ ہے مغفرۃ مفعول ثانی ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ

قتیبہ، عبدالعزیز بن محمد، علاء بن عبدالرحمن، عبدالرحمن، حضرت

عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُونَ بِهَا وَعِنْدَ اللهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں نازل پیدا کی اور ان میں سے صرف ایک رحمت اپنی مخلوق میں نازل فرمائی جس کی وجہ سے لوگ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ باقی ننانوے رحمتیں اللہ رب العالمین کے پاس ہیں۔اس باب میں حضرت سلمان اور جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی سے بھی روایت ہے۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ننانوے کا عدد تحدید کے لئے نہیں بلکہ زیادتی کیلئے ہے یا یہ مقصد ہے کہ ایک قسم کی رحمت کا ظہور تو دنیا میں ہورہا ہے اور ننانوے قسم کی رحمت کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۵۴)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قتیبہ، عبدالعزیز بن محمد، علاء بن عبدالرحمن، عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مومن یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عذاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر اللہ کی رحمت کے متعلق جان لے کہ کتنی ہے تو وہ بھی اس سے ناامید نہ ہو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف علاء بن عبدالرحمن کی روایت سے جانتے ہیں وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: الحاصل بندہ بین الخوف والرجاء رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھی امید رکھے اور اس کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر قیامت کے دن ندا ہو کہ جنت میں ایک آدمی داخل ہوگا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا اور اگر اعلان ہو کہ جہنم میں ایک ہی آدمی داخل ہوگا تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ اس لئے زندگی میں خوف زیادہ غالب ہونے کی وجہ سے عبادت زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے اور موت کے وقت اللہ کے فضل وکرم اور مغفرت کی امید ہونی چاہئے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ پاک کی جباریت وقہاریت کو بھی سامنے رکھنا چاہیے اسی طرح فاسق کافر کو اللہ پاک کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ پاک ''ستار'' بھی ہے اور ''غفار'' بھی۔

باب

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

قتیبہ، لیث، ابن عجلان، عجلان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے ہاتھ سے اپنی ذات کے متعلق تحریر فرمایا کہ میری رحمت میرے غضب (غصے) پر غالب ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي: رحمت خداوندی کی سبقت اور اس کے غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے وہ تمام مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہے اور بے انتہاء ہے جبکہ رحمت کے مقابلے میں اس کے غضب کی نشانیاں اور اس کے مظاہر کم ہیں جیسا کہ فرمایا "عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شئ" (الاعراف:۱۵۶) کہ میں عذاب جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں لیکن میری رحمت زیادہ وسیع ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد ایسا نہیں جو مستفید نہ ہو رہا ہو۔ نیز رحمان کی رحمت رحیم کی رحمت پر غالب ہے۔ دیکھیے دنیا میں سخت سے سخت درندہ صفت حیوان بھی اپنے بچوں پر بہت پیار کرتے ہیں مثلاً شیر کتنا خونخوار جانور ہے لیکن شیرنی کے دل میں جو رحمت اپنے بچوں کے ساتھ ہے وہ کتنی ہی زیادہ ہے۔ بلی اپنے بچوں سے کتنا پیار کرتی ہے کہ اپنے منہ میں اٹھائے پھرتی ہے یہ سب رحمت کا اثر ہے۔ انسان دنیا میں اللہ کے سامنے کتنی خطائیں بڑے گناہ اور برائیاں کرتا رہتا ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ فوراً مواخذہ نہیں کرتا یہ اسی رحمت کا اثر ہے۔

خطائیں دیکھتا بھی ہے عطائیں کم نہیں کرتا
سمجھ میں نہیں آتا وہ اتنا مہربان کیوں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الثَّلْجِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَرْبِيٍّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى وَهُوَ يَدْعُو وَيَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ بِمَ دَعَا اللَّهَ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ

محمد بن ابی ثلج، ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کے ساتھی، یونس بن محمد، سعید بن زربی، عاصم احول وثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص نماز پڑھنے کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو ہی احسان کرنے والا آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا اور عظمت وکرم والا ہے)۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ اس نے کن الفاظ سے دعا کی ہے؟ اس نے اسم اعظم (کے وسیلے) سے دعا کی ہے۔ اگر اس (کے وسیلے) سے دعا کی جائے تو دعا قبول کی جاتی ہے اور اگر سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ایک سند سے بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

تشریح: أَنْتَ الْمَنَّانُ: حنان کا معنی ہے بہت مہربان اور منان کا معنی ہے بہت احسان کرنے والا۔ اس میں اشارہ ہو گیا کہ اللہ پاک نے ہمیں جو بھی دیا بغیر استحقاق کے دیا اپنے فضل وکرم کی بناء پر دیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَظُنُّهُ قَالَ أَوْ أَحَدُهُمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ وَيُرْوٰى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آیا، پس اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس پر رمضان کا مہینہ آیا، پھر وہ گذر گیا اس سے پہلے کہ اس کی مغفرت کا فیصلہ ہو یعنی اس نے رمضان کا مہینہ غفلت اور خدا فراموشی میں گذار دیا، اور توبہ واستغفار کر کے اپنی مغفرت کا فیصلہ نہیں کرا لیا۔ ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک اس کے سامنے بڑھاپے کو پہنچا، پس ان دونوں نے یا ایک نے اس کو جنت میں داخل نہیں کرایا، یعنی ان کی خدمت کر کے اس نے جنت کا استحقاق پیدا نہیں کیا۔ اس باب میں حضرت جابر اور انس سے بھی روایت ہے یہ حدیث اس طرح سے حسن غریب ہے اور ربعی بن ابراہیم یہ اسماعیل بن ابراہیم کے بھائی ہیں اور یہ ثقہ ہیں اور یہ ابن علیہ ہیں اور بعض اہل علم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی ایک ہی مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے تو وہ اُس مجلس میں کافی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

یحییٰ بن موسیٰ، ابو عامر عقدی، سلیمان بن بلال، عمارہ بن غزیہ، عبداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابیہ، حسین بن علی بن ابی طالب، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بخیل وہ آدمی ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے، اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث میں تین اشخاص کے لئے بد نصیبی کا ذکر ہے۔ کہ تین اشخاص بد بخت ہیں۔

ا۔ جس شخص کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو ہر بار درود پڑھا جائے گا یا ایک ہی

بار کافی ہے۔ امام بخاریؒ کا قول یہ ہے کہ جب بھی مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو درود پڑھنا واجب ہے۔
جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ حکم ہے کہ مجلس میں جب نام مبارک آئے تو ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور ہر مرتبہ نام کے ساتھ اس مجلس میں پڑھنا مستحب ہے۔ اس طرح جب درود لکھنا ہو تو پورا درود صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیے صرف ؐ یا صلعم لکھنا کافی نہیں۔

۲۔ دوسرا وہ شخص جس کی زندگی میں رمضان آیا ہو اور اس نے اپنی دعاؤں اور عبادات کے ذریعے اپنی مغفرت نہ کرا سکا ہو اور نہ ہی اس نے کوشش کی ہو تو اس کی ناک خاک آلود ہے۔

۳۔ وہ شخص بھی ذلت و رسوائی سے دوچار ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا لیکن اس نے ان کی خدمت نہیں کی کہ جس سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا۔

باب

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

احمد بن ابراہیم دورقی، عمر بن حفص بن غیاث، ان کے والد، حسن بن عبیداللہ، عطاء بن سائب، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے (یعنی اے اللہ! میرے دل کو برف اور ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کر دے، اے اللہ! میرے دل کو گناہوں سے اس طرح پاک وصاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابواب الدعوات کے ذیل میں گزر چکی ہے

باب

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ

حسن بن عرفہ، یزید بن ہارون بن عبدالرحمن بن ابی بکر قرشی، موسیٰ بن عقبہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے عافیت مانگنا ہر چیز مانگنے سے زیادہ محبوب ہے اور فرمایا دعا اس

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ وَهُوَ الْمَكِّيُّ الْمُلَيْكِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوَى إِسْرَائِيلُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهٰذَا

مصیبت کے لئے بھی فائدہ مند ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس کے لئے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئی، لہٰذا اے اللہ کے بندو دعا کو لازم پکڑو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن ابی بکر قریشی کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ مکی ملیکی ہیں اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ بعض محدثین ان کے حافظے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسرائیل نے یہ حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کی ہیں۔ قاسم بن دینار کوفی یہ حدیث اسحاق بن منصور سے اور وہ اسرائیل سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جس شخص کو دعا مانگنے کی توفیق مل جائے تو اس کے لئے گویا رحمت الٰہی کے دروازے کھل گئے اس کی برکت سے ان شاء اللہ روزی کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا مشکلات ومصائب سے اللہ تعالیٰ کے دربار سے چھٹکارا صرف دعا ہی سے ہوتا ہے۔

سند پر کلام: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے عبدالرحمن ملیکی کو حدیثیں بالکل یاد نہیں تھیں وہی مدار حدیث ہے اسرائیل بھی اس سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ بِلَالٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيلَ يَقُولُ مُحَمَّدٌ الْقُرَشِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الشَّامِيُّ

احمد بن منیع، ابونضر، بکر بن خنیس، محمد قرشی، ربیعہ بن یزید، ابوادریس خولانی، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ راتوں کو نمازیں پڑھنے کی عادت بناؤ کیوں کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ کہ اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ گناہوں سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ سند صحیح ہے۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا کہ محمد القرشی محمد بن سعید شامی اور وہ ابن ابوقیس محمد بن حسان

وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ وَقَدْ تُرِكَ حَدِيثُهُ وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ بِلَالٍ

ہیں، ان سے احادیث روایت کرنا ترک کر دیا گیا۔ اور تحقیق یہ حدیث روایت کی گئی معاویہ بن صالح، ربیعہ یزید سے وہ ابوادریس الخولانی سے وہ ابوامامہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ فرمایا کہ تم رات کا قیام لازم پکڑو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیکوکاروں کا طریقہ ہے اور یہ تمہیں رب کے قریب کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور گناہ سے روکنے والا یہ حدیث اصح ہے ابی ادریس کی بلال سے۔

تشریح: دَأْبُ الصَّالِحِينَ: نیکوکاروں کا طریقہ مَنْهَاةٌ: اسم فاعل روکنے والا مَطْرَدَةٌ: دھتکارنے والا، دور کرنے والا قُرْبَةٌ: قرب اور نزدیکی کا ذریعہ

اس حدیث میں تہجد گزاروں کے لئے فضیلت کا بیان ہے کہ اس نماز سے تہجد گزاروں کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے نماز تہجد گناہوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے۔ نماز تہجد کی برکت سے جسمانی کمزوری دور کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حسن بن عرفہ، عبدالرحمن بن محمد محاربی، محمد بن عمرو، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر (سال) کے درمیان ہوں گی۔ بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔ محمد بن عمرو اس حدیث کو ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں، لیکن یہ اور سند سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

تشریح: اس حدیث کی تشریح ابواب الزہد باب ماجاء فی اعمار ھذہ الامۃ: مابین الستین الی سبعین کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے (یعنی اے میرے رب میری مدد کر میرے خلاف دوسروں کی مدد نہ کر میری نصرت فرما: میرے خلاف دوسروں کی مدد نہ فرما، میرے حق میں تدبیر فرما اور میرے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

خلاف کسی کی تدبیر کارگر نہ ہو۔ مجھے ہدایت دے اور ہدایت پر چلنا میرے لئے آسان کر دے۔ مجھ پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما۔ اے میرے رب! مجھے اپنا ایسا بندہ بنا کہ تیرا ہی شکر کرتا رہوں، تیرا ہی ذکر کروں، تجھ سے ہی ڈروں، تیری ہی اطاعت کروں، تیرے ہی سامنے آہ وزاری کروں اور تیری ہی طرف رجوع کروں اے رب توبہ قبول فرما۔ میرے گناہ دھودے، میری دعا قبول فرما اور میری حجت کو ثابت کر، میری زبان کو (برائیوں سے روک دے۔ میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینے سے حسد کو نکال دے۔ محمود بن غیلان محمد بن بشر عبدی سے اور وہ سفیان ثوری سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: رَبِّ أَعِنِّي: اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرا ذکر کروں اور شکر ادا کروں۔

وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ: اور مجھے مغلوب نہ کر اس چیز سے کہ جو مجھے ان طاعات کے کرنے سے روک دے۔

وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ: کفار کو مجھ پر غلبہ نہ دلا بلکہ میری مدد کر یا مراد اس سے ہے کہ میرے نفس کے مقابلے میں میری مدد کر نہ کہ میرے نفس کی مدد کر۔

وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ: امام طیبیؒ نے فرمایا کہ مکر، الخداع کو کہتے ہیں۔ مکر کی اللہ کی طرف نسبت ہو تو اس سے مراد ہے دشمنان اسلام پر اس طرح بلاؤں اور مصیبتوں کو اتارنا کہ ان کو پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں سے آئی ہیں ابن ملکؒ نے فرمایا کہ مکر کہتے ہیں حیلہ کو کہ دشمن کے مقابلے میں ایسا حیلہ کرنا کہ اس کو معلوم ہی نہ ہو۔ اگر اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو مکر وفریب اور دھوکہ مراد ہوتا ہے۔

لَكَ شَكَّارًا: ''ای علی النعماء والآلاء'' لَكَ ذَكَّارًا: ''لك ذاكر'' ای فی الاوقات والاناء''

لَكَ رَهَّابًا: ''ای خائفا فی السراء والضراء'' (یعنی خوشی اور غمی میں ایک اللہ سے ڈرنے کے معنی میں ہے)

لَكَ مِطْوَاعًا: ''ای کثیر الطوع وھو الانقیاد والطاعۃ لك مخبتا ای خاضعا خاشعا''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي حَمْزَةَ

ہناد، ابوالاحوص، ابوحمزۃ، ابراہیم، اسود، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظالم کے لئے بددعا کر دی اس نے بدلہ لے لیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوحمزہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم نے ان کے

مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ مَيْمُونٌ الْأَعْوَرُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حافظے پر اعتراض کیا ہے۔ یہ میمون اعور ہیں۔ قتیبہ یہ حدیث حمید سے وہ ابواحوص سے اور وہ ابوحمزہ سے اسی سند سے اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔

تشریح: یہ حدیث صحیح روایات کے خلاف ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے بہت سارے ظالموں کے لئے بد دعائیں کی ہیں قنوت نازلہ پڑھی گئی تو پھر حدیث الباب کا کیا مطلب ہے۔ اس کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

اول: اگر اس شخص نے ظالم کے خلاف اتنی ہی بد دعا کی جتنی اس نے برا کہا یا ظلم کیا تو اسی کا بدلہ برابر برابر ہو گیا۔

ثانی: اگر ظالم کا ظلم زیادہ ہے اور اس کی بد دعا کم ہے تو ایسی صورت میں مظلوم پر کوئی گناہ نہیں جتنا ظلم کیا اس کے بقدر اس کی بد دعا کو شامل کیا جائے گا باقی سے منہا کیا جائے گا۔ **ثالث:** شریعت کی طرف سے بدلہ کی اجازت ہے لیکن اگر کسی نے اس ظالم کو معاف کر دیا تو معاف کرنے والا زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ مَوْقُوفًا

موسیٰ بن عبدالرحمن کندی کوفی، زید بن حباب، سفیان ثوری، محمد بن عبدالرحمن، شعبی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دس مرتبہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" تک پڑھا اسے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ یہ حدیث ابوایوب رضی اللہ علیہ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں قال واخبرنی سفیان الثوری میں قال کا فاعل موسیٰ یا زید بن حباب ہے اس کی تعیین میں نہیں کر سکا اگر زید بن حباب فاعل ہیں تو یہ انداز کیوں بدلا اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور محمد بن عبدالرحمان کون راوی ہے ابن ابی لیلی صغیر ہیں یا کوئی اور اس کی تعیین بھی نہیں ہو سکی۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ

محمد بن بشار، عبدالصمد بن عبدالوارث، ہاشم وہ ابن سعید کوفی،

عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهٰذِهِ أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهِ فَقُلْتُ بَلَى عَلِّمْنِي فَقَالَ قُولِي سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

کنانہ مولیٰ صفیہ، حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس چار ہزار کھجور کی گٹھلیاں تھیں جن میں تسبیح پڑھ رہی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان گٹھلیوں پر تسبیح پڑھی ہے۔کیا میں تمہیں ایسی تسبیح نہ بتاؤں جو ثواب میں اس سے زیادہ ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ پڑھا کرو (یعنی اللہ کی ذات پاک ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) یہ حدیث غریب ہے۔ہم اس حدیث کو صفیہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں یعنی ہاشم بن سعید کوفی کی روایت سے۔اس کی سند معروف نہیں اور اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

تشریح: اسماعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب اس لئے ہے کہ یہ تمام عرب سے افضل ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ كُرَيْبًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، محمد بن عبدالرحمن، کریب، ابن عباس، حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے، جبکہ وہ اپنی (گھر کی) مسجد میں بیٹھی تھیں، پھر دوپہر کے قریب دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے، تو آپ نے ان سے پوچھا: تم ابھی تک اسی حال پر بیٹھی ہو (یعنی صبح سے تم اسی طرح بیٹھ کر تسبیح کر رہی ہو) عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں کچھ کلمات بتاتا ہوں، تم وہ پڑھا کرو سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ تین مرتبہ (میں اللہ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں) اور سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ تین مرتبہ (میں اللہ کی پاکی، اس کے نفس کی رضا کے مطابق بیان کرتا ہوں) اور سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ تین مرتبہ (میں اللہ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر بیان کرتا

سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ شَيْخٌ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْمَسْعُودِيُّ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ

ہوں) اور سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ تین مرتبہ (میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے بقدر بیان کرتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد عبدالرحمن آل طلحہ کے مولیٰ ہیں۔ یہ مدنی ہیں اور ثقہ ہیں۔ مسعودی اور ثوری نے ان سے یہی حدیث نقل کی ہے۔

تشریح: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ اللہ کے لئے پاکی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے بقدر (تین بار ارشاد فرمایا) سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ اللہ کے لئے پاکی ہے اس کی ذات کے بقدر (یہ بھی تین بار ارشاد فرمایا) سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ اللہ کے لئے ہی پاکی ہے اُس کے عرش کے وزن کے برابر (یہ بھی تین بار اشاد فرمایا) سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ اللہ کے لئے پاکی ہے اُس کے کلمات کی تعداد کے بقدر (یہ بھی تین بار ارشاد فرمایا) الحاصل جو بھی ذکر اللہ کے ہاں مقبول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کا بدلہ دیتے وقت اُس کے معنیٰ کے بقدر کشادگی عطا فرماتے ہیں جتنا الفاظ کے معنیٰ میں کشادگی ہوگی اُسی کے بقدر فراخی بھی ہوگی۔ نیز یہ کلمات تین تین بار پڑھے جائیں ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی جس قدر مخلوقات ہیں میں اس کے بقدر اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اللہ کی مخلوق بے شمار ہے ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں دوسرے جملہ میں اللہ کی خوشنودی او رضا کے مطابق پاکی کا بیان ہے۔ تیسرے جملہ میں اللہ کے عرش کے وزن کے برابر اور چوتھے جملہ میں کلمات کی سیاہی کے برابر اللہ کی پاکی کا بیان ہے۔ ان سب کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

باب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

محمد بن بشار، ابن ابی عدی، جعفر بن میمون صاحب الانماط، ابوعثمان نہدی، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیاء دار اور کریم ہے۔ جب کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اسے خالی اور نامراد واپس کرے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض حضرات یہ حدیث غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ

محمد بن بشار، صفوان بن عیسی، محمد بن عجلان، قعقاع، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی دو انگلیوں سے دعا مانگ رہا تھا۔ نبی

يَدْعُو بِإِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِّدْ أَحِّدْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ بِإِصْبَعَيْهِ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ وَلَا يُشِيرُ إِلَّا بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دعا کرو۔ ایک دعا کرو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دعا مانگتے ہوئے شہادت کے وقت (یعنی تشہد میں) صرف ایک انگلی سے اشارہ کرے۔

تشریح: دوسری حدیث میں تشہد کے اندر انگلی سے اشارہ کا بیان ہے۔ اس حدیث میں جس رجل کا بیان ہے وہ سعد بن ابی وقاص ہیں۔

أَحَادِيثُ شَتَّى مِنْ أَبْوَابِ الدَّعَوَاتِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

محمد بن بشار، ابو عامر عقدی، زہیر بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عقیل، معاذ بن رفاعہ، حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر رونے لگے پھر فرمایا (ہجرت کے) پہلے سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب منبر پر کھڑے ہوئے تو روئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگا کرو۔ کیوں کہ یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر بہتر کوئی چیز نہیں۔ یہ حدیث اس سند یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔

تشریح: اَلْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ: عافیت کا معنی ہے آفات سے سلامتی وحفاظت، آفات میں دنیاوی آفتیں بھی داخل ہیں جیسے اچانک آنے والی مصیبتیں بیماریاں وغیرہ اور آخرت کی آفتیں بھی جیسے گناہوں میں مشغولی، نیکیوں سے دوری، بے صبری، ناشکری وغیرہ عند البعض گناہوں سے حفاظت دنیا کی عافیت ہے اور آخرت کی عافیت عذاب سے بچالینا ہے۔ نیز ایک ہے عافیت اور ایک ہے عفو، گناہ سے بچالینا عافیت ہے اور گناہ سرزد ہونے کے بعد معاف کر دینا عفو ہے۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حسین بن یزید کوفی، ابو یحیی حمانی، عثمان بن واقد، ابی نصیرۃ، مولیٰ لابی بکر، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گناہ کے بعد استغفار کیا اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ اس نے ایک دن میں ستر مرتبہ ایسا کیا ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث

إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي نُصَيْرَةَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ کو صرف ابونصیر کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ سند قوی نہیں۔

تشریح: مَا أَصَرَّ : ما نافیہ ہے ''ای مادام علی المعصیة'' بعض علماء نے کہا کہ عدم اصرار کا مطلب یہ ہے کہ نہ گناہوں پر استغفار کرے اور نہ گناہ پر نادم ہو۔ ابن الملکؒ فرماتے ہیں کہ اصرار کہتے ہیں معصیت پر ہیشگی کرنا اور اس پر جمے رہنا جس شخص نے برا عمل کیا پھر اس پر استغفار کیا اور نادم بھی ہوا تو وہ اس (اصرار) سے خارج ہوا۔ امام طیبیؒ نے فرمایا کہ استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ''لا صغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار''۔ بعض نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کو بار بار کرے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۳۵)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْأَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللَّهِ وَفِي حِفْظِ اللَّهِ وَفِي سَتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

یحیی بن موسیٰ وسفیان بن وکیع، یزید بن ہارون، اصبغ بن زید، ابوالعلاء، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نئے کپڑے پہن کر یہ دعا پڑھی (یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس کے ذریعے سے اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جس کے ذریعے سے اپنی زندگی میں مزین ہوتا ہوں اور پھر فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص بنا لباس پہنے پھر مذکورہ ذکر کرے پھر اس کپڑے کا قصد کرے جس کو اس نے پرانا کر دیا ہے پس وہ اس کو خیرات کر دے تو وہ اللہ کے پہلو میں اور اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کے پردے میں ہوتا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ یحیی بن ایوب اس حدیث کو عبید بن زحر سے وہ علی بن یزید سے وہ قاسم سے اور وہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

تشریح: وَفِي سَتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا : اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اسے زندگی میں اور مرنے کے بعد رسوا نہ کریگا اسکے عیب چھپائے گا اور بخش بھی دیگا نیز حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ نیا لباس ملنے پر پرانا لباس صدقہ کر دینا بہت زیادہ اجر کا باعث ہے جب پرانا لباس صدقہ کرنے پر یہ فضیلت ہے تو نیا لباس اور پسندیدہ چیز اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کا بطریقہ اولیٰ ثواب ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

احمد بن حسن، عبداللہ بن نافع صائغ، حماد بن ابی حمید، زید بن اسلم اپنے والد، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف لشکر بھیجا، وہ لوگ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا غَنَائِمَ كَثِيرَةً وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ غَنِيمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيمَةً وَأَسْرَعُ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوا يَذْكُرُونَ اللهَ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ أُولَئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ غَنِيمَةً هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدِينِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ

بہت مال غنیمت لوٹنے کے بعد جلد واپس آ گئے۔ چنانچہ ایک شخص جوان کے ساتھ نہیں گیا تھا کہنے لگا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی لشکر اتنی جلدی واپس آئے اور اتنا مال غنیمت ساتھ لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ان سے بھی جلد لوٹنے والوں اور ان سے افضل مال غنیمت لانے والوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور پھر آفتاب طلوع ہونے تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لوگ ان سے بھی جلد واپس آنے والے اور افضل مال غنیمت لانے والے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ حماد بن ابی حمید کا نام محمد بن ابی حمید اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔ یہ ابراہیم انصاری مدنی ہیں اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نجد سے واپس لوٹنے والے لشکر کو اگرچہ دنیاوی مال و دولت ملی ہے جبکہ صبح کی نماز کے بعد بیٹھنے والے کو اس سے زیادہ ایسا ثواب ملے گا جو باقی رہنے والا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "ما عندكم ينفد وما عند الله باقٍ" جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو کچھ اللہ جل شانہ کے پاس ہے وہ باقی ہے لہٰذا صبح کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنے والے لوگ ان لوگوں سے افضل ہوئے جو کسی لشکر کے ساتھ جلد واپس لوٹنے والے ہیں۔

سند پر کلام: یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی محمد بن ابی حمید ہیں وہ ضعیف ہیں۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ أَيْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سفیان بن وکیع، سفیان، عاصم بن عبید اللہ، سالم، ابن عمر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے میں جانے کے لئے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کرنا بھولنا نہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: أَيْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا: اس سے مقصود آپ ﷺ کا اپنی امت کو اس بات کی ترغیب دینا ہے کہ نیک بندوں سے خیر کی دعا کا کہا جائے اگرچہ مرتبہ کے لحاظ سے کم تر ہی کیوں نہ ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اپنی امت کو خبردار کیا کہ دعا کو صرف اپنے لئے مخصوص نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے اعزہ واقارب صالح لوگوں کو بھی دعا میں شریک کرنا چاہئے نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ان کو دعا کا کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کا بھی

آپ ﷺ نے اظہار کر دیا۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۴۴)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ مُكَاتَبًا جَائَهُ فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

عبداللہ بن عبدالرحمن، یحیی بن حسان، ابو معاویہ، عبدالرحمن بن اسحاق، سیار، ابووائل، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غلام ان کے پاس حاضر ہوا جو زر کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تھا، اور عرض کیا کہ میری مدد فرمایئے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے اگر تمہارے اوپر صیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو بھی اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کر دے گا۔ یوں کہا کرو یعنی اے اللہ! مجھے حلال مال دے کر حرام سے باز رکھ اور مجھے اپنے فضل سے اپنے علاوہ دوسروں سے بے نیاز کر دے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: **مُكَاتَبًا:** اس غلام کو کہتے ہیں جسکو آقا یہ کہے کہ تم مجھے اتنے رقم دے دو تو تم آزاد ہو اس کو بدل کتابت بھی کہا جاتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۲۱۸)

قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اس میں یہ احتمال ہے کہ الا حرف تنبیہ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ سنو کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں یا ایسی دعائیں سکھاؤں جو مجھے آپ ﷺ نے سکھلائے یا الا حرف ہمزہ استفہام کا اور لا نفی کا ہے تو معنی یہ ہوگا کیا میں تمہیں نہ سکھلاؤں ایسے کلمات یا ایسی دعائیں جو آپ ﷺ نے سکھلائیں۔

مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ: صاد پر زیر، صیر پہاڑ یہ قبیلہ طیؔ کے علاقے کا ایک پہاڑ ہے اور بعض روایتوں میں صبیر (صاد پر زبر اور با کے نیچے زیر) کا لفظ ہے یعنی صبیر پہاڑ۔ اور ایک روایت میں ثبیر ثاء کے ساتھ بھی ہے۔

أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ: "قال الطیبی اکتفی بالتعلیم" یا تو اس لئے کہ اس کے پاس مال نہیں جو وہ اس کو دے اس لئے اچھے الفاظ سے ہی اس کو لوٹائے کما فی قولہ تعالی "قول معروف ومغفرۃ خیر الآیۃ" یا اس لئے کہ اولی وہی حالت ہے کہ کہے "اللهم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك"۔

بَابٌ فِي دُعَاءِ الْمَرِيضِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا

محمد بن مثنی، محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرۃ، عبداللہ بن سلمہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت

فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِي وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِي وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ شُعْبَةُ الشَّاكُّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

میں کہہ رہا تھا اے اللہ! اگر میری موت آ گئی تو مجھے راحت دے اور اگر کچھ تاخیر ہے تو تندرستی عطا فرما اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! تم نے کیا کہا؟ فرماتے ہیں میں نے دوبارہ وہی کلمات کہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاؤں سے مارا اور دعا کی کہ یا اللہ! اسے عافیت عطا فرما یا فرمایا کہ اسے شفا دے۔ (شعبہ کو شک ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی بھی مجھے اس مرض کی شکایت نہیں ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کو ایک دعا دی جو بہت مختصر اور جامع الفاظ پر مبنی ہے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک مریض کے ساتھ اتصال کر کے یہ دعا ارشاد فرمائی ''اللَّهُمَّ عَافِهِ'' اے اللہ اس کو عافیت بخش یا فرمایا ''اللهم اشفه'' اے اللہ اس کو شفا بخش۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا قَالَ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ فَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

سفیان بن وکیع، یحیی بن آدم، اسرائیل، ابواسحاق، حارث، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے تو یہ دعا کرتے تھے (اے اللہ! مرض کو دور کر، اے لوگوں کے رب شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا صرف تیری ہی طرف سے ہے۔ ایسی شفا عطا فرما کہ کوئی مرض باقی نہ رہے) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: الحاصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کی عیادت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس (مریض) پر پھیرتے اور درج بالا دعا پڑھتے۔ ''اللّٰهم اذهب البأس''۔ ''ای شدة المرض''۔ اے رب! مرض کی شدت کو دور کر دے۔ ''واشف'' کہا۔ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ''کما قيل في قوله واذا مرضت فهو يشفين''۔

إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا: شفاءً اور ''سقماً'' مفعول مطلق ہیں۔ ''شفاء لک شفاءً'' کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر کا تجربہ اور اس کی دوائی بیمار کو بیماری سے اس وقت تک نجات نہیں دے سکتی جب تک تیری منشاء شامل حال نہ ہو۔

لَا يُغَادِرُ سَقَمًا: ''ای لا يترك'' یعنی ایسی شفاء جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کامل نعمت کی دعا مانگنی چاہیے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مریض پر ہاتھ پھیرنا بھی سنت ہے تاکہ دعائیہ کلمات کی برکت کے ساتھ ساتھ ہاتھ کی برکت بھی مریض کو پہنچے۔

بَابٌ فِي دُعَاءِ الْوِتْرِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

احمد بن منیع، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ھشام بن عمرو فزاری، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے (اے اللہ! میں تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں تیرے غصے سے، اور تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے، میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے، میں تیری تعریف پوری طرح کرہی نہیں سکتا، جس طرح تو نے خود اپنی ذات کی تعریف کی ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: بِمُعَافَاتِكَ: ''ای بعفوك الكثير'' یعنی بہت زیادہ معاف کرنے والا۔

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ: ''ای لا اطيق ان اثني عليك كما تستحقه'' یعنی جس طرح تیری تعریف کرنے کا حق ہے اس طرح میں تعریف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ: ما موصولہ یا موصوفہ ہے امام طیبیؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ثناء واجب کے افراد میں سے کسی فرد کا شمار ہر لحظہ میں میری طاقت نہیں کیونکہ تیرے احسانات مجھ پر بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے ان احسانات کے شکر یہ میں، میں تیری تعریف کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا۔ (مرقاۃ ج۲ ص۳۲۲)

بَابٌ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَعَوُّذِهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَا كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكَتِّبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ

عبداللہ بن عبدالرحمن، زکریا بن عدی، عبیداللہ بن عمرو، عبدالملک بن عمیر، مصعب بن سعد وعمرو بن میمون، حضرت سعدؓ سے منقول ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو یہ دعا اس طرح یاد کرایا کرتے تھے جس طرح کوئی استاذ اپنے شاگردوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھ کر پناہ مانگا کرتے تھے۔ (اے اللہ میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں بخل سے تیری پناہ مانگتا

بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَبُو إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ يَضْطَرِبُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ وَيَقُولُ عَنْ غَيْرِهِ وَيَضْطَرِبُ فِيهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

ہوں، اے اللہ میں ناکارہ اور گھٹیا عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں) امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابواسحاق ہمدانی اس حدیث میں اضطراب کرتے تھے۔ چنانچہ کبھی کہتے کہ عمرو بن میمون عمر سے نقل کرتے ہیں۔ اور کبھی کچھ اور کہتے۔ یہ حدیث اس سند سے صحیح ہے۔

تشریح: **مِنَ الْجُبْنِ:** ''ای البخل فی النفس وعدم الجرأة علی الطاعة'' نفس کا بخل کرنا اور طاعت کی جرأت نہ کرنا

مِنَ الْبُخْلِ: ''ای عدم النفع الی الغیر بالمال'' غیر کو مال یا علم یا خیر خواہی کا نفع نہ پہنچانا جبن کا مقابل شجاعت بخل کا مقابل سخاوت، شح کا مقابل جود ہے، بخیل وہ ہوتا ہے جو خود تو کھائے اوروں کو نہ کھلائے، شح وہ جو نہ خود کھائے نہ اوروں کو کھانے دے، سخی وہ جو خود کھائے اوروں کو بھی کھلائے اور جواد جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسلئے اللہ پاک کو جواد کہتے ہیں سخی نہیں کہہ سکتے۔ الحاصل بزدلی کا متضاد شہادت وجرأت ہے اور بخل کی ضد سخاوت ہے۔ جود فی النفس اور سخاوت یہ دونوں نفس کاملہ میں ہی پائی جاتی ہیں۔

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ: اس سے مراد بڑھاپا ہے جس میں عقل اور اعضاء کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں ہر کام میں دوسرے کا محتاج بننا پڑتا ہے نہ عبادت ہوسکتی ہے نہ دنیاوی کام، مقصود یہاں عمر کے اس حصے سے پناہ ہے جس میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جا سکے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کو اچھی باتیں سکھانا والدین کا اولین فریضہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ خُزَيْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ قَالَ حُصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعْدٍ

احمد بن حسن، اصبغ بن فرج، عبداللہ بن وہب، عمرو بن حارث، سعید بن ابی ہلال، خزیمہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اس کے سامنے گھٹلیاں یا کنکر پڑے ہوئے تھے اور وہ ان پر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس سے آسان یا افضل چیز بتاتا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے آسمان اور زمین کی مخلوقات کے برابر پاکی ہے۔ پھر جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جس چیز کو وہ قیامت تک پیدا کرے گا اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کی تعریف بھی اتنی ہی تعداد میں اور اتنی ہی مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ) یہ حدیث سعد کی روایت سے حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَكِيمٍ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ إِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِي سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوسَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

سفیان بن وکیع، عبداللہ بن نمیر و زید بن حباب، موسیٰ بن عبیدۃ، محمد بن ثابت، ابوحکیم مولیٰ زبیر، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی صبح ایسی نہیں کہ اعلان کرنے والا اعلان نہ کرتا ہو کہ ملک قدوس (پاک بادشاہ) کی تسبیح بیان کرو۔ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: نَوًى أَوْ قَالَ حُصَاةٌ: نوی گٹھلی کو کہتے ہیں اور حصاۃ کنکری کو کہتے ہیں راوی کو ان دونوں کے بارے میں شک ہے کہ کون سی چیز تھی کنکریاں تھیں یا گٹھلیاں تھیں۔ یہ حدیث آج کل مروج تسبیح کے جواز پر مستدل ہے اگر چہ آپ ﷺ کے زمانے میں تسبیح نہیں تھی لیکن دانوں کو استعمال میں لایا گیا تا کہ مطلوبہ تعداد کی گنتی میں دشواری پیش نہ آئے اس پر آپ ﷺ نے نکیر نہیں فرمائی لہٰذا ان دانوں کو اگر دھاگے میں پرو دیا جائے تو وہ بھی ناجائز نہ ہوگی گویا یہ حدیث تسبیح کے جواز پر مستدل ہے۔

دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یہ عورت رسول کریم ﷺ کی محرم تھی یا پردہ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے نیز رسول کریم ﷺ کی رویت سے حصول شہوت کا امکان نہیں۔ عند البعض یہ خاتون ام المؤمنین حضرت جویریہ ؓ تھیں یا کوئی اور ام المؤمنین تھیں۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۱۱۴)

دوسری حدیث میں ہے کہ فجر کی نماز کے بعد کا وظیفہ سبحان الملک القدوس پڑھا کرو۔ اس حدیث کے دو راوی محمد بن ثابت اور ابو حکیم مجہول راوی ہیں اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ فِي دُعَاءِ الْحِفْظِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِي فَمَا أَجِدُنِي أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفَلَا

احمد بن حسن، سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی، ولید بن مسلم، ابن جریج، عطاء بن ابی رباح و عکرمہ مولیٰ عباس، حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ علی بن ابی طالب ؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے سینے سے قرآن نکلتا جا رہا ہے۔ میں اس کے حفظ پر قادر نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ تمہیں بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور جسے بتاؤ گے اس کے لئے بھی فائدہ مند ہوں گے اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں رہے گا عرض کیا جی

أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِي صَدْرِكَ قَالَ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ فَعَلِّمْنِي قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُومَ فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ أَخِي يَعْقُوبُ لِبَنِيهِ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي يَقُولُ حَتَّى تَأْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي وَسَطِهَا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي أَوَّلِهَا فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةِ يس وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحم الدُّخَانِ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلِ فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللهَ وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَأَحْسِنْ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِإِخْوَانِكَ الَّذِينَ سَبَقُوكَ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ قُلْ فِي آخِرِ ذَلِكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي

ہاں ضرور سکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کی شب کو اگر تم رات کے آخری حصے میں اٹھ سکو تو یہ گھڑی ایسی ہے کہ فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اور یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، چنانچہ میرے بھائی یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی کہا تھا کہ میں عنقریب جمعہ کی رات تم لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ لیکن اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکو تو رات کے درمیانی حصے میں اٹھ جاؤ اور اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکو تو رات کے پہلے تہائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت یاسین، دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت دخان، تیسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد حم سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت ملک پڑھو۔ پھر جب (قعدہ اخیر میں) التحیات سے فارغ ہونے کے بعد خوب اچھے طریقے سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرو۔ پھر اسی طرح مجھ پر اور انبیاء پر خوب اچھے طریقے سے درود بھیجو۔ پھر تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت مانگو، پھر ان بھائیوں کے لئے بھی جو تم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو (یعنی اے اللہ! مجھ پر جب تک میں زندہ ہوں اس طرح اپنا رحم فرما کہ میں ہمیشہ کے لئے گناہ چھوڑ دوں اور لایعنی باتوں سے پرہیز کروں مجھے اپنے پسندیدہ امور کے متعلق خوب غور وفکر کرنا عطا فرما۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے عظمت وبزرگی والے! اور اے ایسی عزت والے کہ جس کی کوئی اور خواہش نہ کر سکے، اے اللہ! اے رحمن! میں تجھ سے تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل پر اپنی کتاب (قرآن مجید) کا حفظ اس طرح لازم کر دے جس طرح تو نے مجھے یہ کتاب سکھائی ہے۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کی اسی طرح تلاوت کروں جس طرح تو

أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ يَا أَبَا الْحَسَنِ تَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تُجَبْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ فِيمَا خَلَا لَا آخُذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ وَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلَى نَفْسِي تَفَلَّتْنَ وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً أَوْ نَحْوَهَا وَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلَى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَإِذَا رَدَّدْتُهُ تَفَلَّتَ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الْأَحَادِيثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا أَبَا الْحَسَنِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ

پسند کرتا ہے۔اے آسمانوں اور زمین کے خالق،اے ذوالجلال والاکرام اور اے ایسی عزت والے جس کی کوئی خواہش بھی نہیں کرسکتا۔اے اللہ!اے رحمن! تیری عظمت اور تیرے چہرے کے نور کے وسیلے سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری نظر کو اپنی کتاب سے پرنور کردے۔اسے میری زبان پر جاری کر دے۔اس سے میرا سینہ کھول دے اور اس سے میرا بدن دھودے اسلئے کہ حق پر تیرے علاوہ میری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔صرف تو ہی ہے جو میری مدد کرسکتا ہے۔(کسی گناہ سے بچنے کی طاقت یا نیکی کرنے کی قوت بھی صرف اللہ بلند اور عظیم کی طرف سے ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسن تم اسے تین یا پانچ یا سات جمعہ تک پڑھو،اللہ کے حکم سے تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔اور اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! اسے پڑھنے والا کوئی مومن کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پانچ یا سات جمعے گذرنے کے بعد حضرت علی ویسی ہی مجلس میں دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے چار آیتیں یاد کرتا تو جب پڑھنے لگتا تو بھول جاتا اور اب چالیس آیتیں یاد کرنے کے بعد بھی پڑھنے لگتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن مجید میرے سامنے ہے۔اسی طرح جب میں کوئی حدیث سنتا تھا تو جب پڑھنے لگتا تو وہ دل سے نکل جاتی اور اب کئی احادیث سنتا ہوں تو بیان کرتے وقت اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا۔چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کعبہ کی قسم!ابوحسن مومن ہے۔یہ حدیث غریب ہے۔ہم اس حدیث کوصرف ولید بن مسلم کی روایت سے جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں قرآن کو یاد کرنے کی ایک دعا کا ذکر ہے اس کی وضاحت ترجمہ سے واضح ہے لیکن اس کے ضمن میں چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظ ہوں۔ **سوال:** اس دعا میں جو نماز کا ذکر ہے اس میں سورتوں کی ترتیب الٹی ہے پہلی رکعت

میں سورۃ دخان پڑھنے کا ذکر ہے جو ۴۴ نمبر سورت ہے۔ دوسری رکعت میں سورۃ سجدہ پڑھنے کا ذکر ہے جو ۳۲ سورت ہے نماز میں خلاف ترتیب سورتوں کا عمداً پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جواب اول: سورتوں کی ترتیب فرائض میں پڑھنا واجب ہے نوافل میں ترتیب واجب نہیں جبکہ یہاں نوافل مذکور ہیں۔

جواب ثانی: نفل نماز کی ہر دو رکعت مستقل شفع ہے لہٰذا کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

سوال: تبارک الذی سورۃ سجدۃ کو مفصلات میں کیسے شمار کیا۔

جواب: تبارک الذی دو ہیں ایک سورۃ فرقان کے شروع میں ہے اور دوسری ۲۹ پارے کے شروع میں ہے۔ حدیث میں اس ۲۹ پارے والی تبارک سورۃ کا بیان ہے کہ اس کو مفصلات میں شمار کیا۔

سوال: مذکورہ بالا حدیث میں قعدہ اخیرہ میں دعا پڑھنے کا ذکر ہے اگر یہ دعا کسی کو یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے

جواب: اگر زبانی دعا یاد نہ ہو تو سلام کے بعد دیکھ کر دعا پڑھ سکتا ہے۔

سوال: اگر مذکورہ بالا چار سورتیں کسی کو زبانی یاد نہ ہوں تو وہ کیا کرے

جواب: قرآن کریم سے جو یاد ہو اسی کو پڑھ لے۔

واذا لم تستطع شیئاً فدعه　　　وجاوزه الی ما تستطیع

بَابٌ فِي انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذَالِكَ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ هٰكَذَا رَوَى حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَحَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ أَبِي نُعَيْمٍ أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ

بشر بن معاذ عقدی بصری، حماد بن واقد، اسرائیل، ابو اسحاق، ابواحوص، حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو، کیونکہ اللہ جل شانہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان سے ان کا فضل مانگا جائے، اور سب سے فضیلت والی عبادت غم، آزمائش کے دور ہونے اور کشادگی کا انتظار ہے۔ حماد بن واقد بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ حماد بن واقد کا حافظہ قوی نہیں۔ ابونعیم یہی حدیث اسرائیل سے وہ حکیم بن جبیر سے وہ ایک شخص سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ابونعیم کی روایت اصح ہونے کے بعد زیادہ مشابہ ہے۔

تشریح: وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ: کشادگی کا مطلب یہ ہے کہ دعا کے بعد جلدی والا معاملہ نہ کرے بلکہ یہ یقین ہو کہ دعا ضرور قبول ہوگی اور صبر کا معاملہ دامن سے نہ چھوڑے کیونکہ صبر کا انعام بے حد وحساب ہے۔ "یوفی

الصابرون اجرھم بغیر حساب"

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن منیع، ابومعاویہ، عاصم احول، ابوعثمان، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے (یعنی اے اللہ! میں سستی عجز اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں) اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے اور عذاب قبر سے بھی پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ماقبل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللهُ أَكْثَرُ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَابْنُ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدُ الشَّامِيُّ

عبداللہ بن عبدالرحمن، محمد بن یوسف، ابن ثوبان اپنے والد سے، مکحول، جبیر بن نفیر، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ سے دعا کرے اور اللہ اسے وہی چیز عطا نہ کرے۔ یا اس سے اس کے برابر کوئی برائی دور نہ کرے بشرطیکہ اس نے کسی گناہ یا قطع رحمی کے لئے دعا نہ کی ہو۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اگر ہم بہت زیادہ دعائیں کرنے لگیں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ قبول کرنے والا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ ابن ثوبان کا نام عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان عابد شامی ہے۔

تشریح: اللّٰہُ أَکْثَرُ: امام طیبیؒ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہاری دعاؤں کو بہت زیادہ قبول کرنے والا ہے۔ ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے کیونکہ اللہ پاک دعا کے مقابلے میں کہیں زیادہ عطا کرتا ہے۔ (مرقاۃ)

ایاھا اور مثلھا کی ضمیروں کا مرجع دعوۃ ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

سفیان بن وکیع، جریر، منصور، سعد بن عبیدۃ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سونے کے لئے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو

أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَرَدَدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُ فَقُلْتُ آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَقَالَ قُلْ آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الْوُضُوءِ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اسی طرح وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو اور یہ دعا پڑھو (یعنی اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف کیا، اپنا کام تجھ کو سونپا اور تجھ ہی کو امید اور خوف کے وقت اپنا پشت پناہ بنایا اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں کیونکہ تجھ سے فرار ہو کر نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ نجات۔ میں تیری نازل کی ہوئی کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔ پھر اگر تم اس رات مرجاؤ گے تو دین اسلام پر مرو گے۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات یاد کرنے کیلئے دہرائے تو آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ کہہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ لیکن وضو کا ذکر صرف اسی حدیث میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْبَرَّادِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا قَالَ فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا أَقُولُ قَالَ قُلْ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَبُو سَعِيدٍ الْبَرَّادُ هُوَ أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ

عبد بن حمید، محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک، ابن ابی ذئب، ابوسعید براد، معاذ بن عبداللہ بن خبیب، حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم برسات کی اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کریں۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو، میں خاموش رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہو۔ میں اس مرتبہ بھی خاموش رہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھی فرمایا کہو، میں نے عرض کیا کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورت اخلاص سورت فلق اور سورت ناس صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھا کرو۔ یہ تمہاری ہر چیز کے لئے کافی ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے صحیح غریب ہے اور ابوسعید براده کا نام اسید بن ابی اسید ہے۔

تشریح: الحاصل سخت آندھیوں اور اندھیروں میں ان سورتوں کو پڑھنے سے جنات وشیاطین کے شر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُ وَيُلْقِي النَّوَى بِإِصْبَعَيْهِ جَمَعَ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى قَالَ شُعْبَةُ وَهُوَ ظَنِّي فِيهِ إِنْ شَاءَ اللهُ وَأَلْقَى النَّوَى بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ فَقَالَ أَبِي وَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ ادْعُ لَنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھایا پھر کھجوریں لائی گئیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے اور گٹھلی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے رکھ دیتے، شعبہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں انگلیوں سے گٹھلیاں رکھنا میرا گمان ہے اور ان شاء اللہ صحیح ہوگا۔ پھر کوئی پینے کی چیز لائی گئی وہ بھی آپ نے پی اور پھر اپنے دائیں طرف والے کو دے دی۔ پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کیا ہمارے لئے دعا کیجئے۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا کی یعنی اے اللہ! انہیں جو کچھ تو نے عطا کیا ہے اس میں برکت پیدا فرما ان کی مغفرت کر اور ان پر رحم فرما) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کی حیثیت پیش نظر رکھ کر دعا دینی چاہیے حضرت سعد کا بڑا مقام تھا اس لئے ان کو اور دعا دی حضرت عبداللہ بن بسر کا وہ مقام نہیں تھا اس لئے ان کو دوسری دعا دی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّنِّيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

محمد بن اسماعیل، موسیٰ بن اسماعیل، حفص بن عمر شنی، ابوعمر بن مرۃ، بلال بن یسار بن زید، یسار، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص (ترجمہ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور کائنات کو قائم رکھنے والا ہے اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں) پڑھ کر مغفرت مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیں گے خواہ وہ جہاد ہی سے بھاگا ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

تشریح: وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ: میدان جہاد سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے مگر استغفار کے یہ کلمات ایسے سنگین گناہ کو بھی دھو ڈالتے ہیں یہ حدیث اگرچہ غریب بمعنی تفرد واسناد ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهْ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوئَهُ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ الْخَطْمِيُّ

محمود بن غیلان، عثمان بن عمر، شعبہ، ابوجعفر، عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے لئے عافیت کی دعا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو میں دعا کرتا ہوں اور اگر چاہو تو اسی (نابینا پن) پر صبر کرو۔ اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا، آپ میرے لئے دعا ہی کر دیجئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد اس طرح دعا کرو (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اس سند سے ابوجعفر کی روایت سے جانتے ہیں۔ یہ خطمی کے علاوہ کوئی اور ہیں۔

تشریح: وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ: اس لئے کہ اس حالت میں صبر کرنے کا بدلہ جنت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیه ثم صبر عوضته منهما الجنة"۔ (مرقاۃ ج۵ ص ۲۵۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنِي مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبد اللہ بن عبد الرحمن، اسحاق بن موسیٰ، معن، معاویہ بن صالح، ضمرۃ بن حبیب، ابوامامہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصے میں بندہ اپنے رب سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے اگر تم اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہوسکو تو ایسا کرلیا کرو۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: أَقْرَبُ مبتدا اور فِي جَوْفِ خبر ہے۔ اور الْآخِرِ اللَّيْلِ کی صفت ہے اور جوف کے معنی پیٹ یعنی درمیان۔ غروب آفتاب سے صبح صادق کے درمیان تک جب تہائی رات گزر جائے تو برکت والا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا دَوْسٍ الْيَحْصُبِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَائِذٍ الْيَحْصُبِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ عَبْدِي كُلَّ عَبْدِيَ الَّذِي يَذْكُرُنِي وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ يَعْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

ابوالولید دمشقی، ولید بن مسلم، عفیر بن معدان، ابودوس یحصبی، ابن ابی عائذ یحصبی، حضرت عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ وہ ہے جو مجھے اپنے مد مقابل سے قتال (جنگ) کرتے وقت یاد کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کوصرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ سند قوی نہیں ہے۔

تشریح: مختلف روایتوں میں دعا کی قبولیت کی جو خاص اوقات واحوال آتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ فرائض کے بعد، ختم قرآن کے بعد، اذان واقامت کے درمیان، میدان جہاد میں، باران رحمت کے وقت، کعبہ پر نظر پڑنے کے وقت، بیابان میں نماز پڑھ کر دعا کرنا جہاں اللہ کے سوا دیکھنے والا کوئی نہ ہو، رات کے آخری تہائی میں، شب قدر کے دن، عرفہ کے دن، جمعہ کی ساعت، افطار کے وقت سفر حج میں، بیماری اور مسافری کی حالت میں۔

بَابُ فِي فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ زَاذَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

ابوموسی محمد بن مثنی، وہب بن جریر، ان کے والد، منصور بن زاذان، میمون بن ابی شبیب، حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور کیا تھا۔ ایک مرتبہ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو آپ میرے پاس سے گذرے اور مجھے اپنے پاؤں سے مار کر فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے متعلق نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

تشریح: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی نیک کام کے لئے سعی وحرکت اور اس کو کرنے کی قوت وطاقت اور کسی بھی گناہ سے باز آنا یہ اللہ کی مدد وتوفیق ہی سے ہوسکتا ہے۔ کوئی بندہ خود کچھ نہیں کرسکتا تھا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ

موسی بن حزام وعبد بن حمید، محمد بن بشر، ہانی بن عثمان، حمیضہ

قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ هَانِئَ بْنَ عُثْمَانَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنْ جَدَّتِهَا يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ

بن یاسر، حضرت یسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مہاجرات میں سے تھیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم لوگ تسبیح تہلیل اور تقدیس یعنی پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں کے پوروں پر گنا کرو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بولیں گی۔ پھر غافل نہ ہونا اس سے تم اسباب رحمت بھول جاؤ گی۔ اس حدیث کو ہم صرف ہانی بن عثمان کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ محمد بن ربیعہ نے بھی ہانی بن عثمان سے روایت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں انگلیوں پر تسبیحات پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن انگلیوں کے پوروں سے پوچھا جائے گا س حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تسبیحات دونوں ہاتھوں سے کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ بعض حضرات بائیں ہاتھ سے تسبیحات کرنے سے منع کرتے ہیں کہ بایاں ہاتھ نامناسب مقامات میں استعمال ہوتا ہے اس لئے اس سے تسبیح نہ پڑھیں یہاں حدیث میں ممانعت کا ذکر نہیں ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان انگلیوں سے پوچھے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کیا۔ انگلیوں کو جواب دینے کیلئے اللہ تعالی گویائی عطا فرمائیں گے تو وہ انگلیاں اپنے مالک کے ان اچھے برے اعمال کی گواہی دیں گی جو ان انگلیوں کے ذریعے سرزد ہوئیں تھیں۔ کمافی قولہ تعالی ''الیوم نختم علی افواھهم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون'' اور ''يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بماكانوا يعملون''۔ اس لئے آپ نے یہ فرمایا کہ تسبیحات کو اپنی انگلیوں پر شمار کرو تا کہ انگلیاں کل قیامت کے دن تمہارے نیک اعمال کی گواہی دیں۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

نصر بن علی جہضمی، مثنی بن سعید، قتادہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں یہ دعا کرتے تھے (یعنی اے اللہ! تو ہی میرا قوت بازو اور میرا مددگار ہے، میں صرف تیری ہی مدد سے لڑتا ہوں) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں بھی جہاد کے ایک موقع پر دعا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ''اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ'': اے اللہ آپ میرا بازو ہیں، آپ میرے مددگار ہیں اور آپ ہی کی مدد سے میں جنگ کرتا ہوں۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِينِيُّ

ابوعمرو مسلم بن عمرو حذاء مدینی، عبداللہ بن نافع، حماد بن ابی حمید،

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدِينِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دعا وہ ہے جو عرفات کے دن مانگی جائے اور میرا اور پچھلے تمام انبیاء کا بہترین قول یہ ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ حماد بن ابی حمید محمد بن ابوحمید ہیں اور محمد بن ابوحمید ابوابراہیم انصاری مدینی ہیں۔ یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں عرفہ کے دن کی ایک بہترین دعا کا بیان ہے۔ اس کو خیر الدعاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی حماد بن ابی حمید ضعیف ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْجَرَّاحِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

محمد بن حمید، علی بن ابی بکر، جراح بن ضحاک کندی، ابوشیبہ، عبداللہ بن عکیم، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا (یعنی اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنادے اور میرے ظاہر کو نیک کردے۔ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ایسے اچھے مال و اہل و اولاد کی جو آپ لوگوں کو دیتے ہیں جو نہ گمراہ ہوں، نہ گمراہ کرنے والے ہوں) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ سند قوی نہیں ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں اہل سے مراد بیوی ہے یعنی ایسی بیوی اور ایسی اولاد عنایت فرما جو نیک ہوں جو نہ خود گمراہ ہوں نہ دوسروں کو گمراہ کریں۔ اس حدیث میں صالح مابعد کی طرف مضاف ہے۔

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْدَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي

عقبہ بن مکرم، سعید بن سفیان جحدری، عبداللہ بن معدان، حضرت عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد سے اور ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ

وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُولُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر تھا۔ مٹھی بند کی ہوئی تھی اور شہادت کی انگلی پھیلا کر یہ دعا کر رہے تھے (اے دلوں کو الٹنے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط رکھ) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مکمل شرح ابواب القدر باب ماجاء ان القلوب بین اصبع الرحمن کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ إِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ بِذٰلِكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبدالوارث بن عبدالصمد، حضرت سالم ثابت بنانی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اے محمد بن سالم اگر کہیں تکلیف ہو تو اس جگہ ہاتھ کر یہ دعا پڑھا کرو (یعنی اللہ کے نام سے میں اس درد کے شر سے اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ مانگتا ہوں) پھر ہاتھ ہٹالو اور یہی عمل طاق تعداد میں کرو۔ پھر فرمایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ عمل بیان فرمایا تھا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث کی بھی مکمل شرح ابواب الطب باب ماجاء فی دواء ذات الجنب کے اگلے باب منہ میں حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهَا أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُولِي اللّٰهُمَّ هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُورُ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَفْصَةُ بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ لَا نَعْرِفُهَا وَلَا نَعْرِفُ أَبَاهَا

حسین بن علی بن اسود بغدادی، محمد بن فضیل، عبدالرحمن بن اسحاق، حفصہ بنت ابی کثیر اپنے والد ابوکثیر، حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھائی یعنی اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے کا وقت ہے اور تجھے پکارنے والوں کی آواز کا اور تیری نماز کے حاضر ہونے کا بھی وقت ہے۔ لہذا میں تجھ سے اپنی مغفرت کا سوال کرتا ہوں) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ حفصہ بنت ابی کثیر اور ان کے والد کو ہم نہیں جانتے۔

تشریح: اس حدیث میں بھی ایک دعا کا بیان ہے اس دعا کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس دعا کو مغرب کی آذان شروع ہونے کے وقت پڑھی جائے۔ جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راویہ حفصہ بنت ابی کثیر غیر معروف ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حسین بن علی بن یزید صدائی بغدادی، ولید بن قاسم ہمدانی، یزید بن کیسان، ابوحازم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اخلاص کے ساتھ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہتا ہے اس کے لئے آسمان کے لئے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (کلمہ) عرش تک پہنچ جاتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ کبائر سے بچتا رہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: علامہ امام طیبیؒ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں سے بچنا اس کلمہ کے جلدی قبول ہونے کی شرط ہے اصل ثواب کی شرط نہیں لہٰذا یہ کلمہ جلدی قبول ہوجاتا ہے اللہ کے ہاں جب اس کلمہ کا قائل کبائر سے اجتناب کرتا ہو تو جب کوئی مسلمان کبائر سے بچتے ہوئے اس کلمہ کو کہتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور یہ کلمہ جلدی قبول ہوجاتا ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَعَمُّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سفیان بن وکیع، احمد بن بشیر و ابواسامہ، مسعر، حضرت زیادہ بن علاقہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے بری عادات برے اعمال اور بری خواہشات سے پناہ مانگتا ہوں)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور زیادہ بن علاقہ کے چچا کا نام قطبہ بن مالک ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

تشریح: مُنْكَرَاتِ: ''مالا یعرف حسنه من جهة الشرع'' منکر اسے کہتے ہیں جسے شریعت نے نیکی میں شمار نہ کیا ہو یا شریعت کی طرف سے اس کی برائی بیان کی گئی ہو اور اخلاق سے مراد اعمال باطنہ ہیں اور اعمال سے افعال ظاہرہ مراد ہیں اور بری خواہشات سے مراد برے عقائد ہیں ''کما ورد فی القرآن ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله'' اور اسی طرح جب خواہش ہدایت کے موافق ہوجائے تو پھر خواہش پر عمل کرنا جائز ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احمد بن ابراہیم دورقی، اسماعیل بن ابراہیم، حجاج بن ابی عثمان، ابوزبیر، عون بن عبد اللہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے، تمام اور

إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ هُوَ حَجَّاجُ بْنُ مَيْسَرَةَ الصَّوَّافُ وَيُكْنَى أَبَا الصَّلْتِ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

بہت سی تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ صبح و شام پاکی والا ہے) پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز کے بعد) پوچھا کہ کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں نے یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ یہ کلمات کبھی نہیں چھوڑے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ حجاج بن ابی عثمان حجاج بن میسرہ صواف ہیں۔ ان کی کنیت ابوصلت ہے اور یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

تشریح: سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا اس دعا میں صبح و شام کا ذکر اس وجہ سے ہے کہ دن اور رات کے فرشتوں کا تبادلہ صبح و شام ہوتا ہے اور مراد اس سے دوام اور ہمیشگی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے خواہ دن ہو یا رات ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔

بَابُ اَيُّ الْكَلَامِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ أَوْ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ عَادَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

احمد بن ابراہیم دورقی، اسماعیل بن ابراہیم، جریری، ابوعبداللہ جسری، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کو کونسا کام زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے پسند کر رکھا ہے سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث الباب میں بہترین ذکر کے متعلق حدیث مبارکہ ارشاد فرمائی ایک ذکر تو یہی ہے سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ جبکہ مسلم شریف کے یہ الفاظ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ دونوں اذکار درست ہیں۔ معنی و مفہوم کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں۔
علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کی طرف اشارہ ہے۔ امام نوویؒ کا قول ہے

کہ حدیث میں ای الکلام سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کے کلام میں سے اللہ کے ہاں کونسا کلام زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے تقابل کرنا قرآن کے ساتھ جائز نہیں۔ بہر حال ان دونوں اذکار میں سے جو بھی پڑھیں فضیلت حاصل ہو ہی جائے گی۔

حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ زَادَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ هٰذَا الْحَرْفَ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ قَالَ سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ابو ہشام رفاعی محمد بن یزید کوفی، یحیی بن یمان، سفیان، زید عمی، ابوایاس معاویہ بن قرۃ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! پھر ہم اس وقت کیا دعا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ یحیی بن یمان نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا تو ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَهٰكَذَا رَوَى أَبُو إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْكُوفِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَهٰذَا أَصَحُّ

محمود بن غیلان بھی وکیع اور عبدالرزاق سے وہ ابواحمد اور ابونعیم سے وہ سفیان سے وہ زید سے وہ معاویہ سے وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ابواسحاق ہمدانی نے بھی یہ حدیث بریدہ بن ابی مریم سے انہوں نے انس سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کی ہے۔ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ: مطلب یہ ہے کہ آذان کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم کون سی دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سَلُوا اللهَ العافيةَ في الدُّنيا والآخِرة"۔

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دعائیں مانگی جاتیں ہیں مگر ان کی قبولیت کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔

جواب اول: قبولیت دعا کا مطلب یہ نہیں کہ دعا فوراً قبول ہو جائے اور اس کا بدل مل جائے اگر ایسا ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا چالیس سال کے بعد کیوں قبول ہوئی تھی **جواب ثانی:** قبولیت دعا سے فی الدنیا نہیں بلکہ فی الاخرۃ مراد ہے کہ دنیا میں مانگی ہوئی دعا آخرت کیلئے ذخیرہ بنادی جاتی ہے۔ مؤمن شخص کو جب آخرت میں دعاؤں کا صلہ ملے گا تو وہ حسرت کرے گا کہ اے اللہ آپ نے

جو دعائیں دنیا میں قبول کیں وہ بھی قبول نہ کرتے تو مجھے ان کا صلہ یہاں آخرۃ میں مل جاتا۔

جواب ثالث: آج کل دعائیں چونکہ مانگی نہیں جاتیں بلکہ پڑھی جاتی ہیں اس لئے دعائیں قبول نہیں ہوتیں یا دعا میں خشوع وخضوع کی کمی دعا کی عدم قبولیت کا سبب بنتی ہے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُفْرِدُونَ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

ابوکریب محمد بن علاء، ابومعاویہ، عمر بن راشد، یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکے پھلکے لوگ آگے نکل گئے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ذکر الٰہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ذکر ان پر سے گناہوں کے بوجھ اتار دیتا ہے۔ لہذا وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے ہو کر حاضر ہوں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تشریح: حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مکہ سے آتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب جمدان پہاڑ کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے گھر جلد از جلد جانے اور پہنچنے کا اشتیاق ہوا اس بناء پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر تیزی سے آگے بڑھ گئے تاکہ وہ دوسروں سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے رہ گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر آپہنچے ہیں جلد جلد چلو کیونکہ مفردون آگے پہنچ گئے ہیں اس موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مفردون کی صفت پوچھی آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تم ان مفردون کے بارے میں کیا پوچھتے ہو ان کا مطلب تو ظاہر ہی ہے کہ یہ لوگ گھر جلد پہنچنے کے لئے ہم سے سبقت لے گئے تم تو ان لوگوں کے بارے میں پوچھو جو نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور سبقت لے جانے والے وہ ہیں جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابوکریب، ابومعاویہ، اعمش، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہنا مجھے ان سب چیزوں سے عزیز ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: حدیث الباب میں مذکور ذکر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مجھے زیادہ محبوب ہے ان چیزوں پر جن پر سورج نکلتا ہے

یعنی زمین کی تمام چیزوں سے یہ ذکر مجھے زیادہ محبوب ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدَانَ الْقُمِّيِّ عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَسَعْدَانُ الْقُمِّيُّ هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَأَبُو مُجَاهِدٍ هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ وَأَبُو مُدِلَّةَ هُوَ مَوْلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَيُرْوَى عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ أَطْوَلَ مِنْ هٰذَا أَتَمَّ

ابوکریب، عبداللہ بن نمیر، سعدان قمی، ابومجاہد، ابومدلہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت، عادل حاکم کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی بددعا کو بادلوں سے بھی اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم! میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے عرصہ کے بعد کروں۔ یہ حدیث حسن ہے اور سعدان قمی سے مراد سعدان بن بشر ہیں۔ عیسیٰ بن یونس ابوعاصم اور کئی دوسرے اکابر محدثین نے ان سے روایت کی ہے۔ ابومجاہد کا نام سعد طائی ہے۔ اور کنیت ابومدلہ ہے یہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ ہیں۔ ہم انہیں اسی حدیث سے جانتے ہیں۔ یہ حدیث ان سے اس سے زیادہ طویل اور مکمل مروی ہے۔

تشریح: **لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ**: ان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ دعا میں خشوع وخضوع نہ ہونے کی وجہ سے۔

حَتَّى يُفْطِرَ: کیونکہ یہ روزہ دار عبادت کے بعد دعا کر رہا ہے اور یہ حالت عاجزی کی ہے۔

وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ: حاکم کے عدل کرنے کی وجہ سے اس کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ''عدل ساعة منه خير من عبادة ستين ساعة''۔

دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ: مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ مظلوم مضطر و بے قرار ہوتا ہے اور بے قرار کی دعا عرش پر قرار پکڑتی ہے۔ لقوله تعالى ''امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء''۔

يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ: یہ کنایہ ہے مظلوم کی دعا کے جلد قبول ہونے سے۔ یعنی جو شخص مظلوم کی مدد کرتا ہے یا مظلوم کی تسلی وتسکین کا سبب بنتا ہے جس کی وجہ سے مظلوم ایسے شخص کے حق میں دعا کرتا ہے تو مظلوم کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے اسی طرح مظلوم کی بددعا بھی جلدی قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''وبينه وبين الله ليس بحجاب'' کہ مظلوم اور اللہ کے درمیان دعا قبول ہونے میں کوئی رکاوٹ مانع نہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ

ابوکریب، عبداللہ بن نمیر، موسیٰ بن عبیدة محمد بن ثابت، حضرت

مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے سکھایا اس سے مجھے فائدہ عطا فرما اور مجھے مزید علم عطا فرما۔ ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور میں دوزخیوں کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ فَإِذَا وَجَدُوا أَقْوَامًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيئُونَ فَيَحُفُّونَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ اللهُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ فَهَلْ رَأَوْنِي فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ لَكَانُوا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَأَشَدَّ تَمْجِيدًا وَأَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا قَالَ فَيَقُولُ وَأَيُّ شَيْءٍ يَطْلُبُونَ قَالَ فَيَقُولُونَ يَطْلُبُونَ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا أَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا قَالَ فَيَقُولُ فَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ قَالُوا يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نامہ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں، جب وہ کسی جماعت کو ذکر الٰہی میں مشغول دیکھتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصود کی طرف آجاؤ۔ چنانچہ وہ آتے ہیں اور انہیں آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں تیری تعریف تیری بزرگی بیان کرتے اور تیرا ذکر کرتے چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ لوگ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ آپ کی حمد و بزرگی بیان کرنے اور اس سے بھی زیادہ ذکر کرنے لگیں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ تیری جنت کے طلبگار ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ عرض کرتے ہیں نہیں، اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ دیکھ لیں تو اور زیادہ شدت سے حرص سے مانگنے لگیں۔ پھر اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو ان کا کیا

أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُولُونَ إِنَّ فِيهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ إِنَّمَا جَائَهُمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى لَهُمْ جَلِيسٌ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ بھاگیں، زیادہ دوڑیں اور پہلے سے بھی زیادہ پناہ مانگیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اہل مجلس کی مغفرت کردی ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں اس مجلس میں ایک گناہگار بھی اپنے کسی کام کیلئے آیا ہوا ہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی مجلس ہے کہ اس میں بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے ذاکرین کے بارے میں پوچھنے کا مقصد اللہ پاک کی بے علمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ فرشتوں کو اگلے مضمون پر گواہ بنانا مقصود ہوتا ہے اور فرشتوں پر انسان کی کمال بندگی بھی ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ یہ وہی انسان ہے جس کی تخلیق پر تم نے گمان کیا تھا ''اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفك الدماء'' یہی انسان میری بندگی اور اطاعت میں لگا ہوا ہے لَا يَشْقَى لَهُمْ جَلِيسٌ سے خانقاہوں کی عظمت معلوم ہوئی۔ ''اللھم اجعلنا عبادك الصالحین وارزقنا شفاعة حبیبك محمد آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم''

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُولٌ فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَلَا مَنْجَأَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ أَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ زیادہ پڑھا کرو یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ مکحول کہتے ہیں کہ جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَلَا مَنْجَأَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ضرر (نقصان دینے والی) کے ستر دروازے ہٹا دیتے ہیں ان میں سے ادنیٰ ترین فقر ہے۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں کیوں کہ مکحول کا حضرت ابوہریرہؓ سے سماع ثابت نہیں۔

تشریح: كَنْزٌ مِنْ كنوزِ الْجَنَّةِ: کہ جنت کا خزانہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' جنت کا ایک ذخیرہ ہے اسکے پڑھنے والے کو اس دن نفع پہنچایا جائے گا جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد اور نہ رشتے دار۔ ''کما فی قولہ تعالی یوم لا ینفع مال ولا بنون''۔ اس لئے جو شخص اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو وہ اپنے دل میں اس بات کا یقین بٹھالیتا ہے کہ ''ان الامر بید اللّٰہ'' کہ ہر کام اللہ کی مرضی ہی سے ہوتا ہے کوئی نفع نقصان اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور کسی چیز کا حاصل ہونا یا نہ ہونا یہ بھی اللہ کی مرضی سے ہے اس لئے وہ آنے والی ہر مصیبت پر شکر کرتا ہے اور وہ اپنے تمام امور ''رب السماوات والارض'' کے سپرد کردیتا ہے تو وہ راضی بالقدر والقضاء ہوجاتا ہے ایسا شخص زبدۃ الاولیاء وعمدۃ الاصفیاء ہوتا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ

ابوکریب، ابومعاویہ، اعمش، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک اختیاری دعا قبول ہوتی ہے۔ میں نے اپنی دعا امت کی شفاعت کے لئے رکھ چھوڑی ہے۔ اور یہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو ملے گی جو اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو دعا مانگنے کا حق دیا تھا اور پھر اس کی قبولیت کا یقین بھی دلایا تھا۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی تھی تو ساری قوم طوفان میں غرق ہوگئی اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی کہ وہ ایک چیخ سے سارے ہلاک ہوگئے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی دعا کو یقینی طور پر مستجاب بنایا ہے بخلاف اور لوگوں کی دعاؤں کے کہ ان کو فوراً قبول نہیں کیا جاتا بلکہ دعاؤں کی قبولیت کی امید دلائی جاتی ہے۔

وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي: مطلب یہ ہے کہ اور انبیاء نے اپنا حق حلال استعمال کر لیا اور اپنی مخالف قوموں پر بددعا کر دی جس کے نتیجہ میں وہ سب ہلاک ہوگئے میں نے اپنی قوم کی ایذاؤں پر صبر کیا بددعا نہیں کی رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے اور اپنے حق کو قیامت کے لئے محفوظ کیا ہوا ہے۔ میں اس دنیا میں بددعا کی بجائے قیامت کے دن اپنی امت کے لئے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے بعض لوگ جنت میں جلدی داخل ہو جائیں گے بعض لوگوں کو جنت میں اعلیٰ درجہ حاصل ہوگا بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جہنم میں داخل نہیں ہوں گے اور جہنم میں داخل ہونیوالے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جلدی جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ اللہ پاک ہم سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى عَنِ الْأَعْمَشِ فِي تَفْسِيرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت کے سامنے اسے یاد کرتا ہوں اور اگر کوئی بندہ میری طرف ایک بالشت آتا ہے تو میں اس طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اعمش سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں

هٰذَا الْحَدِيثِ. مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا يَعْنِي بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَهٰكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ قَالُوا إِنَّمَا مَعْنَاهُ يَقُولُ إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِي وَبِمَا أَمَرْتُ أُسْرِعُ إِلَيْهِ مَغْفِرَتِي وَرَحْمَتِي

سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی رحمت و مغفرت اس کے ساتھ کر دیتا ہوں، بعض علماء محدثین بھی اس کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے تقرب ڈھونڈتا ہے جس کا میں نے اس کو حکم دیا تھا (اس پر عمل کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر رحمت و مغفرت نازل ہوتی ہے۔

تشریح: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي: اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے بارے میں جس قسم کا گمان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا یعنی مغفرت مانگ کر مغفرت کا گمان کرے گا تو مغفرت ہی پائے گا اگر قبول توبہ کا گمان کرے گا تو قبولیت توبہ ہی پائے گا۔ اور اسی طرح اگر بندہ میرے عذاب کا گمان رکھتا ہے تو پھر عذاب ہی دیا جاتا ہے۔ قال الطیبی ظن یقین اور شک کے درمیان استعمال ہوتا ہے جب علامات یقین کی غالب ہوں تو یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے "الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم ای یوقنون" اور کبھی شک کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جب اسکی علامات ضعیف ہوں جیسے "وظنوا انھم الینا لا یرجعون" اور مقصود اس حدیث سے ترغیب دینا ہے کہ اللہ سے فضل کی امید اسکے عذاب کے خوف پر غالب ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ پر حسن ظن ہونا چاہئے کما فی قولہ تعالیٰ "لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن" یہاں پر بھی ظن سے یقین ہی مراد ہے۔

ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ: سوال: حدیث کے اس جملہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انسان سے فرشتے افضل ہیں حالانکہ اہل سنت والجماعت اس کے قائل نہیں ہیں اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

جواب اول: علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ملاء سے مراد مقربین فرشتے اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح مراد ہیں جو انسان سے افضل ہیں۔

جواب ثانی: یا ملائکہ کو افضلیت ایک حیثیت سے ہے اور وہ تقدس اور تقرب الٰہی کی وجہ سے ہے جبکہ انسان کی فضیلت اور حیثیت سے ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور زیادہ ثواب و اجر حاصل کرتا ہے اس اعتبار سے وہ فرشتوں سے افضل ہے۔ **جواب ثالث:** ابن الملک فرماتے ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے کہ نہیں۔ مختار مذہب یہی ہے کہ خواص بشر مثلاً انبیاء کرام علیہم السلام خواص ملائکہ مثلاً حضرت جبرائیل علیہ السلام سے افضل ہیں۔ باقی رہے عام بشر تو وہ فرشتوں سے افضل نہیں کیونکہ ملائکہ کے بارے میں ارشاد باری ہے "لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون" (التحریم: ۶) جبکہ مومن اطاعت اور معصیت دونوں کرتا ہے۔ **جواب رابع:** امام طیبیؒ کی مراد یہ ہے کہ جنس بشر افضل ہے جنس ملائکہ سے کمافی القرآن "ولقد کرمنا بنی ادم" اس لئے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۵۲)

وَإِنْ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا: الحاصل اگر بندہ اللہ پاک کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ اور رجوع کرتا ہے تو بارگاہ الٰہی سے اس کی توجہ سے کہیں زیادہ توجہ اور التفات اور رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا جو شخص ایک نیکی لاتا ہے تو اللہ کی طرف سے دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے اور یہ کم سے کم ہے ورنہ سات سو گنا تک کا بھی ذکر ہے اور اضعافا کثیرا کا بھی ذکر ہے جبکہ اگر کوئی شخص ایک

برائی کرتا ہے تو اللہ پاک یا تو اپنے فضل سے اس برائی کو معاف کر دیتا ہے یا اگر سزا دیتا ہے تو ایک برائی ہی کی سزا دیتا ہے زیادہ نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کا بدلہ اللہ کے کرم اور فضل کے طور پر ہوتا ہے جبکہ برائی کے مقابلہ میں جو سزا ہوتی ہے وہ انصاف اور قصاص کے طور پر ہوتی ہے اور اسی طرح نیکی کا بدلہ دس نیکیوں اور زیادہ کی صورت میں بھی مل سکتا ہے جبکہ برائی کی جزا صرف سزا یا اللہ کی طرف سے بخشش و فضل ہوگی ایسا نہیں ہوسکتا کہ سزا بھی ہو اور فضل بھی ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے زندگی اور موت کے فتنے سے بھی پناہ مانگا کرو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح: اللہ رب کی پناہ طلب کرو جہنم کے عذاب سے قبر کے عذاب سے مسیح الدجال کے فتنے سے اور موت و حیات کے فتنے سے یعنی ایسی ناگہانی موت جس میں انسان کو کلمہ بھی نصیب نہ ہوتا ہو۔ رب کی نافرمانی والی زندگی سے بھی پناہ مانگی جائے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ سُهَيْلٌ فَكَانَ أَهْلُنَا تَعَلَّمُوهَا فَكَانُوا يَقُولُونَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ

یحیی بن موسی، یزید بن ہارون، ہشام بن حسان، سہیل بن ابی صالح، ابوصالح اپنے والد سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے اس رات کوئی زہر اثر نہیں کرے گا۔ سہیل کہتے ہیں کہ ہمارے گھر والے اسے سکھایا کرتے اور ہر رات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان میں سے کسی لڑکی کو کسی چیز نے ڈنگ مارا تو اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ مالک بن انس اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ عبیداللہ بن عمر اور کئی راوی یہ حدیث سہیل سے روایت کرتے

سُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہوئے اس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔

تشریح: یہ دعا جو شخص صبح اور شام کے وقت پڑھے گا اس کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی ایک حدیث میں آتا ہے جو شخص اس دعا کو فجر کی نماز کے فوراً بعد پڑھے تو پورے دن کی حفاظت اور مغرب کی نماز کے فوراً بعد پڑھے تو پوری رات حفاظت کی جائے گی۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا فَضَالَةُ الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدَعُهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

یحیی بن موسی، وکیع، ابوفضالہ فرج بن فضالہ، ابوسعید مقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی، میں اسے کبھی نہیں چھوڑتا (یعنی اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا کروں، تیرا زیادہ سے زیادہ ذکر کروں، تیری نصیحت کی اتباع کروں اور تیری وصیت کو یاد رکھوں) یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں ایک اور دعا کا بیان ہے۔ اس میں زیادہ ذکر اور زیادہ شکر، نصیحت و احکام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اپنی وصیت کو یاد کرنے والا بنا دے۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ قَالَ يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

یحیی بن موسی، ابومعاویہ، لیث بن ابی سلیم، زیاد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے یا تو دنیا میں ہی اسے وہ چیز عطا کر دی جاتی ہے یا اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے، یا پھر اس دعا کی وجہ سے اس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی دعا کسی گناہ یا قطع رحم کے لئے نہ ہو یا وہ جلدی نہ کرے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جلدی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ کہے کہ میں نے اللہ سے دعا کی لیکن اس نے قبول نہ کی۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں دعا کی شرائط کا بیان ہے کہ دعا کن شرطوں سے قبول ہوتی ہے۔

اول: ''لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ'' گناہ کی دعا مثلاً وہ یہ کہے کہ اے اللہ مجھے فلاں کے قتل پر قدرت عطا فرما۔ حالانکہ وہ مسلمان ہے۔ یا یہ کہے ''اللھم ارزقنی الخمر'' اس طرح کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

ثانی: ''قطیعت رحم'' یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو مثلاً کوئی کہے کہ ''اللھم باعد بین وبین ابی'' وغیرہ ایسی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

ثالث: ''مالم یستعجل'' اس دعا کی قبولیت میں وہ جلدی نہ کرے مطلب یہ ہے کہ وہ شخص یوں نہ کہے کہ میری فلاں فلاں دعا قبول نہیں ہوئی اس لئے وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے ایسا نہیں کرنا چاہیے اسی طرح بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔

حاصل یہ ہے کہ دعا مانگنی نہیں چھوڑنی چاہیے اس لئے کہ دعا کی قبولیت میں تاخیر اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ قبولیت کا وقت ابھی نہیں آیا اس لئے کہ ہر چیز کا ازل میں وقت مقرر ہے یا اس لئے کہ اس کے لئے وہ دعا دنیا میں مقدر نہیں ہوتی بلکہ آخرت میں اس کا ثواب دیا جاتا ہے یا پھر اس وجہ سے قبولیت دعا میں تاخیر ہوتی ہے کہ وہ چیز اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتی ''کما فی قولہ تعالیٰ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون'' یا اس لئے بھی قبولیت دعا میں تاخیر کی جاتی ہے تا کہ دعا مانگنے والا دعا مانگنے میں زیادہ کوشش کرے یا پھر اس دعا کی قبولیت اس طرح ہوتی ہے کہ اس دعا کے بدلے میں آنے والی مصیبت ختم ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ إِبِطُهُ يَسْأَلُ اللهَ مَسْأَلَةً إِلَّا آتَاهَا إِيَّاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ عَجَلَتُهُ قَالَ يَقُولُ قَدْ سَأَلْتُ وَسَأَلْتُ وَلَمْ أُعْطَ شَيْئًا وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اپنے ہاتھ یہاں تک بلند کرے کہ وہ بغل تک کھل جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے وہ عطا کر دیتا ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جلدی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ کہے کہ میں نے اللہ سے دعا کی لیکن اس نے قبول نہ کی۔ یہ حدیث زہری سے بھی ابوعبیدہ وہ ابوہریرہ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے اللہ سے دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔

تشریح: یعنی رسول کریم ﷺ دعاء کے وقت سر سے اوپر ہاتھ اٹھاتے تھے حتی کہ قمیض مبارک نہ پہننے کی حالت میں بغل مبارک کی نورانیت وچمک نظر آجاتی واضح رہے کہ یہ دعا کی حالت یا تو استسقاء میں ہوتی یا بیان جواز کے لئے دیگر موقعوں پر ہوتی۔ عموماً رسول کریم ﷺ کا معمول دعا میں ہاتھ اٹھانے کا کندھوں تک یا سینے مبارک تک ہوتا تھا۔

باب

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ

یحیی بن موسی، ابوداؤد، صدقہ بن موسی، محمد بن واسع، سمیر بن

بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

نہار عبدی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا اللہ کی بہترین عبادت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

تشریح: اس حدیث پر بندہ عمل کرے تو امید ہے کہ اس کا ہر کام ہو جائے گا مگر جو نیک کام کرتا ہے یا عبادت کرتا ہے یا دعا مانگتا ہے اور اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہے تو امید ہے کہ اس کو وہی ملے گا جو اس نے گمان کیا۔

باب

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ دیکھے کہ وہ کیا تمنا کر رہا ہے۔ کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی تمناؤں میں سے کیا لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں دنیاوی لمبی چوڑی تمنائیں وآرزوئیں کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے کیونکہ جو مقدر میں ہے وہی مل کر رہے گا البتہ جو بھی دعا مانگے یقین سے مانگے اور حسن ظن رکھے۔ کما مر

مَا الَّذِي لِيَنْظُرَنَّ: کا مفعول یہ ہے اور "ما یکتب لا یدری" کا مفعول یہ ہے "من امنیته" ما کا بیان ہے۔

باب

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے یعنی اے اللہ! مجھے میری سماعت اور بصارت سے فائدہ پہنچا اور انہیں میرا وارث کر دے (یعنی میری زندگی تک باقی رکھ) اور مجھ پر جو ظلم کرے اس کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا بدلہ لے) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تشریح: میرے کانوں اور آنکھوں کو میرا وارث بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو تا حیات سلامت رکھ تا کہ زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاتا رہوں۔ بِثَأْرِي: کا معنی ہے میرا انتقام، میرا بدلہ

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجْزِيُّ حَدَّثَنَا قَطَنٌ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَنَسٍ

ابوداود سلیمان اشعث سجزی، قطن بصری، جعفر بن سلیمان، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے رب سے اپنی ہر حاجت مانگے یہاں تک کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی رب سے مانگے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ کئی راوی اس حدیث کو جعفر بن سلیمان سے وہ ثابت بنانی سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اور اس سند میں وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ قَطَنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ نمک بھی اور جوتے کا تسمہ بھی اللہ سے مانگے اگر ٹوٹ جائے تو یہ بھی اس سے مانگے۔ یہ حدیث قطن کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ جو انہوں نے جعفر بن سلیمان سے نقل کی ہے۔

تشریح: حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ: اگر اس کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ چھوٹی چھوٹی چیز بھی اللہ ہی سے مانگو کسی اور سے سوال نہ کرو کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ ایسا مہربان ہے کہ بن مانگے بھی عطا کرتا ہے اور نہ مانگنے پر ناراض بھی ہوتا ہے لہٰذا ہر حاجت اللہ پاک سے ہی مانگنی چاہیے چاہے حاجت بڑی ہو یا چھوٹی۔

حضرات اکابر علمائے کرام کی تقاریظ کے اقتباسات

شیخ الحدیث
استاذ العلماء سندی واستاذی

حضرت مولانا محمد یٰسین صابر مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ عمر بن خطاب ملتان

عزیزم مولوی مفتی عبدالرشید صاحب نے ترمذی شریف کی تسہیل وتبیین پر کام کیا ہے ماشاء اللہ اچھا کام ہے۔ میں نے دیکھا ہے تدریس اور دوسری مصروفیات کے باوجود تصنیف تالیف کا ذوق بڑی مبارک بات ہے۔ میرے نزدیک تو علم کی خدمت کسی درجہ میں ہو قابل رشک ہے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ عزیز موصوف کی اس محنت اور کاوش کو قبول فرماویں اور حدیث کے طلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ اس کو نفع مند بناویں اور عزیز موصوف کے لئے دین ودنیا کی کامیابیوں کا ذریعہ بناویں۔ آمین ثم آمین

استاذ العلماء

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

نگرانِ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

ہمارے سامنے فاضلِ اجل جامعہ خیر المدارس ملتان کے مایہ ناز فیض یافتہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم نے الخیر الشذی کے نام سے اردو زبان میں ایک منفرد انداز میں شرح تالیف فرمائی ہے۔ یقیناً یہ اہل علم کے لئے باعث فخر ہے۔ موصوف محترم نے اس سے قبل خیر التوضیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تالیف فرما کر اکابر علماء کرام سے داد تحسین حاصل کی ہے۔ میں نے اس سے بہت استفادہ کیا ہے طلباء وطالبات کے لئے انتہائی مفید ہے حضرت مفتی صاحب اور ادارہ اشاعت الخیر کے ملتان کے ذمہ داران کو اس عظیم خدمت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک ہم سب کو دین کی عالی محنت میں مصروف رکھے اور حضور اکرم کی محبت اور شفاعت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

مذہبی سکالر حضرت اقدس

مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

مسجد قاسم علی خان پشاور

دورِ حاضر کا تقاضا یہ ہے کہ اکابرین کے علمی اور تحقیقی اثاثہ کو سلیس اور عام فہم انداز میں تشنگان علوم نبویہ تک پہنچایا جائے اَلْخَیْرُ الشَّذِیْ عبارت پر اعراب، عام فہم ترجمہ، بیان وتوضیح مسالک، ترجیح مذہب حنفی، دیگر مسالک کے دلائل سے جوابات، مشکل صیغ کا صرفی ونحوی حل، ابواب کا باہم ربط وتعلق اور اکابرین کے علوم سے استفادہ کی خوبیاں اس تقاضا کی پوری رعایت کو جلو میں لئے ہوئی ہے۔ چند صفحات کے مطالعہ سے ناچیز کے ذہن میں استاد مکرم حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحب نور اللہ مرقدہ (فاضل دیوبند) صدر مدرس جامعہ علوم اسلامیہ سرحدیہ پشاور کا درس ترمذی تازہ ہو گیا۔ آخر میں حضرت مفتی صاحب سے ایک گزارش ہے کہ اپنی تمام تصنیفی اور تالیفی سرگرمیوں کو مؤخر کر کے اپنے زرین اوقات صرف "اَلْخَیْرُ الشَّذِیْ" کے لئے مختص فرما دیں، یہ شمع رسالت کے پروانوں پر احسان عظیم ہو گا۔ اللہ کریم سے عاجزانہ دعا ہے کہ موصوف مکرم کی اس نادر علمی کاوش کو اپنی رضا کے لئے قبولیت سے نواز کر بعافیت جلد پایہ تکمیل تک پہنچا دے اور سبب افادہ عام وتام بنائے۔ آمین

استاذ العلماء، شیخ الحدیث

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

مہتمم جامعہ خیر المدارس وناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب زید مجدہم جید الاستعداد اور فصیح البیان مؤلف ہیں۔ تدریسی واشاعتی مشاغل کے باوجود مطالعہ وتصنیف کے لیے وقت نکال کر علمی وتحقیقی تالیفات اہلِ علم کی خدمت میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس سے پہلے مشکوٰۃ المصابیح کی شرح ''خیر التوضیح'' میں وہ اپنی علمی وتحقیقی قابلیت ولیاقت کا لوہا منوا چکے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید زید مجدہم کی تالیف ''الخیر الشذی'' شروح کے اس گلدستہ میں نئے پھول کا اضافہ ہے۔ ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است...... بندہ کو اس کے چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی، اندازہ ہوا کہ مؤلف موصوف نے محنت وعرق ریزی کے ساتھ شرح احادیث کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ان کی محنت واخلاص کو قبول فرمائیں اور اس شرح کو اساتذہ وطلبہ میں مقبولیت عطا فرمائیں (آمین)

استاذ العلماء

حضرت اقدس مولانا منیر احمد منور صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

الخیر الشذی شرح جامع الترمذی مؤلفہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب کے فرستادہ چند صفحات کا مطالعہ کیا۔ شرح مذکور الحمد للہ جامع، مدلل، منقح اور حسن ترتیب کی خوبیوں سے مزین ہے اور علماء طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔

عالم اسلام کے ممتاز
مذہبی سکالرز ودلولیس مؤلف کتب کثیرہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است... کے مصداق مولانا مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہ کا یہ علمی اور تحقیقی کارنامہ علمی اور حدیثی دنیا میں سراہا جائے گا کہ انہوں نے اکابر کی تحقیقات اور ان کے تدریسی مناہج کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے منفرد عالمانہ اور محققانہ انداز میں مشاغل وموانع کثیرہ کے باوجود انتہائی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ مستند ومعتبر کتب کا عطر کشید کر کے ''الخیر الشذی'' کے نام سے جمع کر دیئے ہیں۔ اس مبارک سلسلہ کی ایک زریں کڑی ہے جس میں ہزاروں صفحات کا عطر کشید کیا گیا ہے۔ اساتذہ وطلبہ کے لیے یکساں مفید ہے۔ یہ شرح ایک ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ گراں قدر شرح حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں ایک نادر اضافہ ثابت ہو گا اور شائقین علوم نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اس سے بہت زیادہ مستفید ہوں گے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس انتھک محنت کو شرفِ قبولیت سے نواز کر ابدی سعادتوں کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب دار العلوم مدنیہ بہاولپور

الحمد للہ! آج دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں حاضری کے موقع پر مولانا عبدالرشید صاحب زید مجدہ کی شرح الخیر الشذی کو چند مقامات سے پڑھا اور الحمد للہ مولانا موصوف کی محنت طلباء کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے آمین

استاذ العلماء

حضرت علامہ شبیر الحق کشمیری صاحب

صاحب تدریس جامع ترمذی جلد اول جامعہ خیر المدارس ملتان

اما بعد! برادر عزیز فاضل جلیل مولانا مفتی عبدالرشید صاحب زید مجدہم ماشاء اللہ علماً وعملاً، درساً وتدریساً تصنیفاً وشرحاً وتحقیقاً جامع الصفات الحمیدہ ہیں۔ فاضل موصوف زید مجدہ کی مؤلفہ خیر التوضیح شرح مشکوٰۃ المصابیح سے اساتذہ وطلباء مستفید ہو رہے ہیں۔ اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی امام ترمذی کی شہرہ آفاق کتاب سنن ترمذی شریف کے درس سے متعلق یہ علمی گلدستہ بھی ہے ابتدائی چند مباحث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں جامع ترمذی شریف کے درس سے متعلقہ جملہ مباحث کی کماینبغی رعایت کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ شرح اساتذہ وطلبہ دورہ حدیث شریف کے لئے بہترین علمی تحفہ وہدیہ ہے۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ مقبولیت عامہ سے نوازے اور فاضل مؤلف اور ان کے جملہ متعلقین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

رئیس دار الافتاء وحضرت اقدس

مفتی محمد عبداللہ صاحب

صاحب تدریس جامع ترمذی جامعہ خیر المدارس ملتان

جامع ترمذی پر بہت سے حضرات نے کام کیا ہے لیکن محترم ومکرم عزیزم مفتی عبدالرشید صاحب زید مجدھم نے ''الخیر الشذی'' کے نام سے جو خدمت سرانجام دی، وہ اپنی مثال آپ ہے، انہوں نے اس گلدستہ میں ہر ہر نوع کے پھول سجائے ہیں، صحیح اعراب، حدیث کا ترجمہ، لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق، بیانِ مذاہب، دلائل، ترجیح الراجح اور حدیث سے متعلقہ دیگر مباحث کو اس انداز میں جمع کیا ہے کہ دیگر بہت سی شروحات سے ان شاء اللہ بے نیاز کر دے گی۔... عزیز موصوف کو اللہ پاک نے بہت سی خوبیوں کا جامع بنایا ہے، موصوف ایک ہمہ وقت بہترین مصنف، بہترین کالم نگار، بہترین صحافی، بہترین مہتمم، بہترین ناظم، بہترین خطیب، بہترین تاجر ہیں، گویا اللہ پاک نے انہیں ہر فن مولا بنایا ہے۔ اللہ پاک نظر بد اور حاسدین کے حسد اور شریر کے شر سے محفوظ فرمائیں اور ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت بخش کر علماء، طلبہ کے حق میں نافع بنائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں قرب کا ذریعہ بنائیں اور ہم سب کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔ (آمین

شیخ الحدیث وصاحب تدریس جامع ترمذی

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہ مدیر دار العلوم کبیر والہ

سنن ترمذی اپنے مخصوص فقہی طرز کی بناء پر درس نظامی میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے درس وتدریس میں خاصی محنت وجد وجہد کارفرما ہوتی ہے۔ ترمذی شریف کی کئی محققین نے شروحات لکھ کر خدمت کی جو مختلف خصوصیات کی حامل ہیں۔ اسی سلسلہ خدمت حدیث کی ایک کڑی ''الخیر الشذی'' بھی ہے۔ جو ہمارے برادرم محترم مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہ نے محققانہ اور تدریسانہ انداز میں مرتب کی ہے۔ اس میں اکابر کے ذوق وتحقیقات کو سامنے رکھتے ہوئے، طالب علم کی اہم ضروریات یعنی اعراب، بامحاورہ ترجمہ، رواۃ حدیث کا تعارف، مذاہب ائمہ ومستدلات کو جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے، ان خصوصیات کی بناء پر یہ شرح اساتذہ وطلباء اور دیگر محققین کی اہم بنیادی علمی ضروریات پوری کر دے گی۔ ان شاء اللہ